ترجمان اہل سنت
ماہنامہ مصلح الدین کراچی
بفیضانِ نظر: علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا   فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب وطاہر گیا

خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

بیاد حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ

چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر

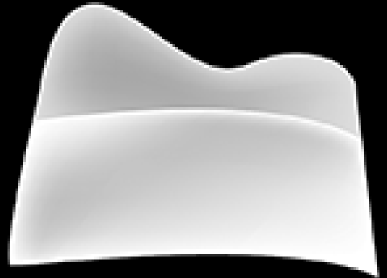

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن

تاجدارِ سنیت، مفکر دین وملت، مجاہد اسلام، مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب، رضویوں کے حبیب
شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا کے خلیفہ، جانشین مصلح اہلسنت، مرد مومن، مرد حق

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ

۷۸۶/۹۲

ترجمان اہلسنت

ماہنامہ مصلح الدین کراچی

ظاہر و باطن کی کر اصلاح دے فوز و فلاح
مصلح الدین مظہر غوث و رضا کے واسطے

MONTHLY
MUSLEHUDDIN
KARACHI

خصوصی نمبر
عرفانِ منزل ۲
بیاد
علامہ سید
شاہ تراب الحق
قادری
علیہ الرحمہ

بیاد: حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ

سرپرست: حضرت علامہ سید شاہ عبدالحق قادری رضوی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: محمد رئیس قادری

بانی رکن: شیخ گلزار احمد قادری (مرحوم)

پروف ریڈنگ	کتابت، تزئین و آرائش	مہینہ	قیمت
مولانا حافظ مفتی عبدالرحمٰن قادری مولانا محمد شہزاد قادری ترابی عکاسی: محمد موسیٰ قادری	محمد شاہد الحق نوری محمد بلال رضا قادری محمد شاہ رخ قادری محمد احمد قادری	شمارہ نمبر 2 جلد نمبر 16 صفر المظفر ۱۴۳۸ھ نومبر 2016ء	فی پرچہ 15 روپے زرِ سالانہ دستی 180 روپے زرِ سالانہ بذریعہ ڈاک 200 روپے قیمت شمارہ خصوصی 200 روپے

مجلس مشاورت: سید مصطفیٰ میاں، محمد احمد قادری، محمد یوسف قادری، محمد اسلم قادری، محمد اشرف قادری، عنایت اللہ قادری، سید محمد مبشر قادری

مرکزِ ترسیل مکتبہ انوار القرآن

شعبہ نشر و اشاعت جماعتِ اہلسنت پاکستان کراچی

مرکزی دفتر: ماہنامہ مصلح الدین

مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی

فون نمبر: 32431568 ای میل: sitemaster@ahlesunnat.net ویب سائٹ: ahlesunnat.net

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	تحریر	صفحہ نمبر
1	عرض مرتب	ادارہ	5
2	حرفِ اول	علامہ سید شاہ عبدالحق قادری	7
	تاثرات		
1	فقید المثال خطیب	علامہ پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی	10
2	ناقابلِ تلافی نقصان	صاحبزادہ سید شاہ نجیب حیدر نوری	11
3	رضویوں کے حبیب	حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں	12
4	موت العالم موت العالَم	علامہ توصیف رضا خاں	13
5	کثیر الجہات شخصیت	محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی	14
6	عالمِ باعمل	ڈاکٹر محمد رضوان مدنی	15
7	نازشِ اہلسنّت	علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی	16
8	آفتابِ اسلام	صاحبزادہ مفتی محمد معصوم رضا خاں حشمتی	17
	پہلا باب	سوانحی خاکہ	
1	خاندانی حالات	محمد رئیس قادری	20
2	حیات و شخصیت	مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی	23
3	انٹرویو	علامہ عبدالحفیظ معارفی	38
4	اسنادِ حدیث	مفتی اکرام المحسن فیضی	54
	دوسرا باب	بیعت و ارشاد	
1	اسنادِ طریقت	مفتی اکرام المحسن فیضی	64
2	حضرت شاہ صاحب کے خلفاء	محمد رئیس قادری	72
	تیسرا باب	سیرت و کردار اربابِ علم و دانش کی نظر میں	
1	عظیم ہستی دنیا سے چلی گئی	پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی	76
2	اتحادِ اہلسنّت کے داعی	علامہ سید ریاض حسین شاہ	83
3	امامِ اہلسنّت والجماعۃ	ڈاکٹر عبدالعزیز الخطیب الحسنی (دمشق)	85

4	ایک صاحبِ نظر عالم دین	دیوان سید آلِ سیدی معینی	87
5	شاہ صاحب کی یادیں	خالد حسین قادری	88
6	اہلسنّت کا عظیم سرمایہ	خواجہ میاں محمد اشرف نقشبندی	89
7	شبہازِ خطابت	حاجی حنیف طیب	90
8	نفس مطمئنہ کی آواز	خواجہ رضی حیدر	95
9	ایک شخص ایک تحریک	مفتی عبدالعزیز حنفی	100
10	مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت	علامہ محمد حسن علی رضوی میلسی	106
11	تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی	محمد حنیف اللہ والا	111
12	نا قابلِ تلافی نقصان	مفتی محمد ابراہیم قادری سکھر	112
13	موت العالم موت العالم	صاحبزادہ محمد انتصار المصطفیٰ اعظمی	113
14	ایک عظیم شخصیت	مفتی محمد سلیمان رضوی	114
15	اہلسنّت کے عظیم رہنماء	مولانا ابرار احمد صدیقی رحمانی	116
16	محسن اہلسنّت	پیر سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی	119
17	ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا	علامہ محمد عبدالمبین نعمانی	120
18	اِک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی	مفتی محمد قمر الحسن بستوی	121
19	شاہ صاحب اور تعلیماتِ رضا	علامہ فیضان المصطفیٰ قادری	122
20	اہلسنّت کا ایک اور عظیم ستون گر گیا	مفتی محمد شمشاد احمد مصباحی	125
21	مصلح اور کامیاب خطیب	مفتی محمد شعیب رضا	126
22	ایک ہمہ جہت شخصیت	ڈاکٹر غلام زرقانی قادری	127
23	آہ سید شاہ تراب الحق قادری	ڈاکٹر غلام جابر شمس	129
24	حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے	علامہ محمد ظہیر عالم قادری	135
25	اہلسنّت کے عظیم محافظ	علامہ محمد بابر رحمانی	136
26	آہ! مسلک رضا کا ترجمان چلا گیا	علامہ محمد نظام الدین مصباحی	137
27	منبع فیوض و برکات	پروفیسر فاروق احمد صدیق	137
28	فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا	علامہ شمس الحق قادری مصباحی	138
29	علم و فضل کی ایک انجمن	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی	140
30	مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی	علامہ غلام سبحانی رشیدی	145
31	ہردلعزیز شخصیت	علامہ عبدالرب اعظمی نوری	144
32	اسلامی دنیا کا عظیم خسارہ	علامہ طارق انور مصباحی	147
33	مسلک اعلیٰ حضرت کے ناشر	مفتی کہف الوریٰ مصباحی	147
34	ایک شخصیت ایک انجمن	مفتی ازہار احمد امجدی	148
35	مردِ مومن مردِ حق	مفتی احمد میاں برکاتی	149
36	الشاہ تراب الحق قادری	ڈاکٹر غلام انور ازہری	152
37	فضیلة الشیخ الشاہ تراب الحق قادری	محمد فرقان قادری شامی	156
38	صاحبِ جرأت و بہادری	ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی	158
39	خمیر وعرفاں تراب	علامہ نسیم احمد صدیقی	164
40	خطیب الاسلام	مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی	173
41	ناشر سنیت	علامہ محمد اشرف رضا صدیقی	174
42	دین کا ایک مخلص خادم نہ رہا	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	175
43	تعلیماتِ رضا کے عظیم علمبردار	پروفیسر محمد مجید اللہ قادری	179
44	امینِ فیضانِ اولیاء	مفتی ضمیر احمد ساجد	184
45	پاسبانِ مسلک رضا	ڈاکٹر مفتی محمد ظفر اقبال جلالی	186
46	اِک پھول نبی کے گلشن کا	انجینئر حافظ محمد آصف قادری	187
47	اہلسنّت کا بہت بڑا خسارہ	علامہ شیر محمد نقشبندی	194
48	عظیم علمی اور روحانی شخصیت	علامہ محمد معروف نقشبندی	196
49	وہ حوصلہ افزاء چلا گیا	علامہ سید محمد ممتاز اشرفی	198
50	بیہقیِ وقت اور مخدوم اہلسنّت	مفتی اکرام المحسن فیضی	200
51	حق کی آواز	پیر مفتی عبدالعلیم قادری	204
52	امیر اہلسنّت و جماعت	علامہ بشیر فاروق قادری	206
53	عالم باعمل فاضل بے بدل	محمد عثمان خان نوری	208
54	فرزندِ رسول	پروفیسر محمد اسمٰعیل بدایونی	210
55	وفا	پروفیسر محمد اسمٰعیل بدایونی	211

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

56	عالمِ باعمل	رضوان صدیقی	214
57	نفیس الطبع شخصیت	ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی	216
58	موت العالم موت العالم	سید انور قدوائی	220
59	مردِ قلندر	علامہ محمد کامران قادری	222
60	ایک شخص ایک جماعت	علامہ لائق محمد سعیدی	225
61	ایک ہمہ جہت شخصیت	مولانا غلام رسول قاسمی	227
62	شاہ صاحب کے ساتھ ایک حج	محمد عرفان قادری	229
63	امیر اہلسنّت	مفتی محمد راشد القادری	231
64	یادیں میرے مرشد کی	مفتی عبدالرحمٰن قادری	234
65	شاہ صاحب کے ساتھ 11 روزہ نشستیں	سید محمد مبشر قادری	248
66	ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے	حافظ سلمان احمد قادری	255
	چوتھا باب	تصنیفی وتالیفی خدمات	
1	مفکر اسلام کی کتب کا تعارف	علامہ محمد آصف اقبال قادری	258
2	مسلک اعلیٰ حضرت کے غیرت مند ترجمان	مفتی محمد افضل قادری امجدی	270
3	توہین رسالت کی سزا	علامہ سید شاہ تراب الحق قادری	279
	پانچواں باب	تنظیمی تحریکی تبلیغی خدمات	
1	تحریک ختم نبوت میں شاہ صاحب کا کردار	انجینئر حافظ محمد آصف قادری	286
2	سانحہ نشتر پارک	محمد رئیس قادری	291
3	مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ	پروفیسر محمد اسمٰعیل بدایونی	299
	چھٹا باب	سفرِ آخرت	
1	شاہ صاحب کا سفرِ آخرت	محمد ساجد برکاتی	316
2	تعزیتی پیغامات	مولانا محمد شہزاد قادری ترابی	318
	ساتواں باب	مناقب	
1	منظوم خراجِ عقیدت	مختلف شعراء کرام	321 تا 328
2	انگریزی مضمون	عبدالرؤف عبدالرزاق قادری	350

☆☆☆

عرضِ مرتب

ابو تراب محمد رئیس قادری

پیر طریقت مخدوم اہلسنت حضرت علامہ حافظ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ کے وصال کو ابھی چند روز ہوئے تھے، فضا سوگوار تھی۔ رنج و غم کی بالکل ایسی ہی کیفیت تھی جو آج حضرت شاہ صاحب قبلہ کے وصال پر ہر خاص و عام پر طاری ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے بیعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا تھا۔ حسب معمول جب نمازِ ظہر سے قبل میرے ساتھی مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ کے آفس سیکریٹری برادرم مظہر علی قادری نے عرض کی حضور اپنی غلامی میں لے لیں۔ فرمایا میرے پاس کیا رکھا ہے کوئی کامل پیر تلاش کرو، اور یہ حضرت کا معمول رہا کہ جب بھی کوئی مرید ہونے آتا، فرماتے کوئی کامل پیر تلاش کرو، اپنے لئے فرماتے میرے پاس کچھ نہیں اور فرماتے میرا حال یہ ہے کہ خالی منکا زیادہ آواز کرتا ہے غرض یہ کہ کوئی بہت زیادہ اصرار کرتا اور کہتا مجھے آپ ہی سے بیعت ہونا ہے تو بیعت فرماتے۔

مظہر علی قادری کے اصرار پر فرمایا، اچھا مغرب کے بعد آجانا اور رئیس کو بھی ساتھ لے آنا۔ اسی دن مغرب کے بعد ہم دو اور ہمارے ساتھ دو اور خوش نصیب، داخل سلسلہ ہوئے، الحمدللہ ہم حضرت کے سب سے پہلے مریدین میں سے ہیں۔

اس وقت تو اتنا شعور نہیں تھا لیکن بعد میں جب حضرت کی انکساری اور مرید کرنے پر پہلو تہی سے کام لینا دیکھا تو کبھی کبھی دل ہی دل میں بہت خوش ہوتا کہ حضرت، خود سے آنے والوں کو واپس فرما رہے ہیں لیکن اس ناچیز پر اتنا کرم فرمایا کہ خود بلا کر مرید فرمایا۔

کبھی کبھی میں سوچتا کہ بزرگوں کے واقعات میں بھی ایسا ملتا ہے کہ بعض بزرگوں نے بعض افراد کو بلا کر مرید فرمایا، لیکن حضرت نے مجھ گناہ گار پر یہ کرم فرمایا، اس کی وجہ کیا ہے، اس وقت وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔

سورۂ کہف میں درج حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا واقعہ پڑھا، اور و کان ابوھما صالحاً کی تفسیر پڑھی تو معلوم ہوا کہ جن دو یتیم بچوں کے اثاثے کو محفوظ رکھنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار درست فرمائی تھی وہ ان یتیم بچوں کے اجداد میں سات واسطے پہلے ایک بزرگ تھے جن کی نیکی کی وجہ سے، ان پر یہ کرم ہوا۔ اس وقت بھی میری توجہ اس جانب نہیں گئی کہ ایسی کوئی وجہ بھی ہو سکتی ہے۔

۱۹۹۸ء میں میری والدہ ماجدہ مرحومہ کا انتقال ہو گیا، اللہ انہیں غریقِ رحمت فرمائے، ایک بار فرمایا کہ ہمارے گاؤں میں ایک بزرگ کا مزار تھا ان کا نام سید مسکین شاہ بابا علیہ الرحمۃ تھا، فرمایا میرے دادا عبدالغنی مرحوم اس مزار کے خدمت گار تھے، اور اس قدر ان کو صاحبِ مزار سے لگاؤ تھا کہ ان کے انتقال کے بعد بھی کچھ صاحبِ نظر

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

لوگ انہیں مزار پر حاضر دیکھتے۔ یہ سننے کے بعد فوراً میرا دھیان اس گزرے ہوئے سوال کی طرف ہوا اور مجھے دلی طور پر کچھ ایسا محسوس ہونے لگا کہ شاید وہ میرے بزرگوں کی نیکی ہی تھی کہ جس وجہ سے مجھ گناہ گار پر حضرت کا اتنا کرم ہوا۔ اور پھر اس کے بعد تو کرم بالائے کرم کہ وصال تک نہ صرف مجھے بلکہ میرے پورے گھرانے پر رحمت و نعمت کی چھت بن کر سایہ فگن رہے، اب ان کے بعد محفل سونی سونی لگتی ہے۔۔ تم کیا گئے کہ رونقِ محفل چلی گئی، اپنی بات کچھ زیادہ طویل ہو گئی، معذرت۔

حضرت کی فاتحہ سوئم کے موقع پر جب یہ اعلان کیا کہ چہلم کے موقع پر حضرت کے سانحہ ارتحال پر علماء وارباب علم و دانش کے تاثرات پر مشتمل ترجمانِ اہلسنت ماہنامہ مصلح الدین کا خصوصی شمارہ شائع کیا جائے گا، ہم تو سوچ رہے تھے کے 64 صفحات کا شمارہ ہوتا ہے خاص نمبر کے صفحات بڑھا کر ۱۰۰ کر لیں گے لیکن تاثرات و مضامین کا سلسلہ شروع ہوا تو رکنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اس وقت تک ۵۰۰ صفحات سے زائد کا مواد موجود ہے اور ابھی بہت سے مضامین موصول ہونے ہیں۔ لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ چہلم کے موقع پر شمارہ لانے کے لئے بعد میں آنے والے بہت سے مضامین کو شاملِ اشاعت نہیں کر سکیں گے جس کے لئے ہم اپنے ان تمام معزز علمائے کرام و قلم کار احباب سے سخت معذرت خواہ ہیں۔ امید کہ وہ ہماری مجبوری کا خیال فرماتے ہوئے در گزر فرمائیں گے۔

حضرت قاری صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد بھی ایک خصوصی مجلہ شائع ہوا تھا اس کا نام عرفان منزل رکھا گیا تھا۔ اس خصوصی شمارہ کا نام بھی عرفان منزل (۲) رکھا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ زندگی بھر کوشش فرماتے کہ ہر کام میں قبلہ قاری صاحب کی مطابقت کی جائے۔ چنانچہ ہم نے بھی حضرت صاحبزادہ سید شاہ عبدالحق قادری مدظلہ العالی کے مشورے سے اس خاص نمبر کا نام بھی عرفان منزل (۲) رکھا۔

اس قلیل وقت میں، اس ضخیم نمبر کی اشاعت، بہت مشکل کام تھا، لیکن الحمدللہ میرے احباب نے بڑی جانفشانی سے کام لیا اور اس مختصر وقت میں بظاہر اس ناممکن کام کو ممکن بنایا۔ ویسے تو بہت سارے دوست احباب اس کام میں ہمارے معاون و مددگار رہے لیکن خصوصاً مولانا مفتی عبدالرحمن قادری، سید محمد مبشر، محمد شاہد الحق نوری، محمد بلال رضا قادری، محمد شاہ رخ قادری، محمد موسیٰ قادری، محمد احمد، مولانا محمد شہزاد قادری ترابی نے بہت وقت دیا۔ محمد کاشف قادری، الطاف حسین قادری، محمد اسلم قادری بھی ہر وقت مستعد رہے۔ ان سب کی محنت سے ہم یہ خوبصورت نمبر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور تمام معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

وقت کی کمی کے باعث بہت جلد بازی میں کام ہوا ہے، بہت ممکن ہے اغلاط زیادہ ہوں، تو اسے ہمارے پیش کردہ عذر کی بنا پر برداشت فرمائیں۔ اور اغلاط سے ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست کر لی جائیں۔

ابو تراب محمد رئیس قادری

۶ نومبر ۲۰۱۶ء

حرف اول

از: حضرت علامہ مولانا سید شاہ عبدالحق قادری مدظلہ

میرے والد گرامی، مخدوم اہلسنت، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کا وصال ہم اہل خانہ، ہمارے پورے خاندان بلکہ لاکھوں سنیوں کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ ان کی ذات ہمارے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت تھی اس کا صحیح اندازہ شاید ہمیں آنے والے دنوں میں ہو۔ ابھی سال بھر ہی ہوا ہے کہ میری والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں ہم وہ غم ابھی بھول نہیں پائے تھے کہ والد ماجد بھی داغِ مفارقت دے گئے۔

دین کا درد جیسا کہ ان کے سینے میں تھا کہیں اور نہیں دیکھا، انہوں نے ہمیشہ دین کے کام کو اپنے نجی کاموں پر فوقیت دی اور اس کے لئے نہ دن دیکھتے تھے نہ رات، حتیٰ کہ اپنی صحت کا بھی خیال نہیں رکھتے تھے۔ جو بیماریاں انہیں لاحق ہوئیں وہ تو خیر مقدر تھیں ورنہ اس کا ایک سبب آپ کی حد درجے مصروفیت بھی تھا۔ وہ کتنا کام کرتے تھے اس کا اندازہ مجھے اب ہونا شروع ہوا ہے۔ ان کے وصال پر دنیا بھر سے ہمارے احباب نے ٹیلی فون پر تعزیت فرمائی خصوصاً امین ملت حضرت علامہ سید محمد امین میاں مارہروی مد ظلہ العالی اور حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مد ظلہ العالی نے کرم فرمایا، بڑا حوصلہ دیا، میرے وہ معزز علمائے کرام، رشتہ دار و احباب جو بیرونِ ملک، بیرونِ شہر اور جو دور دراز سے تشریف لائے، نمازِ جنازہ میں شرکت کی، سوئم میں تشریف لائے، وہ جنہوں نے فون پر تعزیت فرمائی، ہر وہ احباب جنہوں نے ایصالِ ثواب کے تحفے پیش کئے اور میرے والد ماجد اور میرے نانا حضور قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ کے جملہ مریدین، معتقدین اور متوسلین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس عظیم دکھ کے موقع پر ہمارے غم میں شریک ہو کر ہمیں حوصلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

ترجمان اہلسنت ماہنامہ مصلح الدین کے جملہ احباب لائق تحسین ہیں کہ جنہوں نے اس کم وقت میں یہ خوبصورت اور ضخیم نمبر شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے صدقے انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقیر سید شاہ عبدالحق قادری

آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

تاثرات

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

فقید المثال خطیب

حضرت علامہ پروفیسر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہروی مدظلہ

ممتاز عالم دین و محقق اور مبلغ اسلام سید شاہ تراب الحق قادری قدس سرہ ماہِ اکتوبر میں ہم سے رخصت ہوئے۔ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور ہمہ جہتی کی بنیاد پر ایک تنظیم، ایک بزم اور ایک تحریک کی مانند پہچانے جاتے ہیں۔ جن کا ساتھ رہنا فرحت کا احساس کراتا ہے اور چھوڑ کر چلے جانا ہمیشہ احساسِ محرومی میں مبتلا رکھتا ہے۔ انہی چند نایاب شخصیتوں میں حضرت سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی ذات تھی۔ جن کی رحلت دل کو تڑپا گئی۔ پوری بزمِ سنیت ایک بیش قیمتی چیز سے محرومی محسوس کررہی ہے۔ شاہ تراب الحق صاحب ہندوستان کی سرزمین سے اٹھے اور اپنے علم و فضل، اخلاق و کردار کی بنیاد پر پورے عالم پر چھا گئے۔ علامہ موصوف ہماری جماعت کے ان مدبرین میں شمار ہوتے تھے جنہوں نے اپنی حکمت عملی اور فہم ودانش سے خود کو ایک ممتاز صف میں کھڑا کیا ہے۔ اپنے علم و قلم سے تبلیغ دین متین میں اپنا نام خوب خوب روشن کیا۔ فرقہَ باطلہ کے رد میں موصوف قدس سرہ نے خود کو ہمیشہ آگے رکھا۔ ایک درجن سے زیادہ کتابیں مختلف موضوعات پر رقم فرمائیں۔ آپ فقید المثال خطیب کی حیثیت سے پوری دنیا میں متعارف تھے۔ گفتگو کا جمال اور طرزِ استدلال ایسا تھا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی معترف تھے۔ ہمارے خانوادے سے ان کے پرانے اور عمیق مراسم تھے۔ میرے ان سے بہت گہرے مراسم تھے، میں جب بھی کراچی جاتا تو ان کے استاذ محترم بھی مجھ سے ملاقات کرنے تشریف لاتے تھے۔ حضرت والا کا ہمارے درمیان سے چلا جانا ہمارے لئے ہماری جماعت کا ایک بڑا نقصان ہے۔ جس کی بھرپائی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین) بارگاہِ رب العزت حضرت سید صاحب قبلہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان نیز دنیائے سنیت کو صبر جمیل کامل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعاگو

پروفیسر سید محمد امین قادری

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ شریف، ایٹہ (یوپی)

نا قابل تلافی نقصان

رفیق ملت حضرت صاحبزادہ سید شاہ نجیب حیدر نوری مارہروی مدظلہ
خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ مقدسہ، انڈیا

حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب کا ہمارے درمیان سے چلے جانا ایک نا قابل تلافی نقصان ہے جس سے پوری دنیائے سنیت محروم ہوگئی۔ حضرت ان فعال اور متحرک لوگوں میں سے تھے جنہوں نے پوری زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف فرمائی۔ ان کا اخلاق و کردار آئینے کی طرح شفاف تھا۔ اسی لئے وہ ہند و پاک کے علماء اور عوام کے درمیان محبوب و مقبول تھے۔ مولانا موصوف نے اپنی پوری زندگی لکھنے، پڑھنے اور تبلیغ دین کے لئے وقف فرمادی تھی۔ ان کی تصانیف کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنا مثبت اور قوم کے لئے دردمند دل رکھتے تھے اور ایسا طریقہ تبلیغ واشاعت کا اپنایا تھا کہ لوگ ان سے اور ان کی باتوں سے حد درجہ متاثر تھے۔ ہمارے خانوادے سے ان کا بہت محبت کا تعلق تھا۔ وہ خانقاہ برکاتیہ سے بہت عمیق وابستگی رکھتے تھے اور ہمارے طرزِ خانقاہی سے بے حد متاثر تھے اور ہم لوگ بھی حضرت کو بہت چاہتے تھے۔ حضرت امین ملت کو وہ محبوب تھے۔ اللہ تعالیٰ سید صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ دنیائے سنیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

سید نجیب میاں برکاتی مارہروی

Hazrat Allama Maulana Mufti
MOHAMMED
AKHTAR RAZA KHAN QADRI AZHARI
President: All India Sunni Jamiatul Ulema
Head Mufti: Central Darul Ifta - Bareilly.
82, Raza Nagar, Soudagran, Bareilly Sharif
U.P. 243003, (INDIA)- Tel 0581- 2472166, 2458543

۸۲ سوداگران ۔ بریلی شریف یو۔ پی۔ (انڈیا)

۹۲/۷۸۶

مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب، رضویوں کے حبیب، مقبول خاص وعام، مرد حق، حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب کے وصال پر ملال سے مجھے افسوس ہوا۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عافرمائے (آمین)

آواز گرفتہ ہونے کی وجہ سے ریکارڈ نہ کراسکا۔

فانہ بفمہ وأمر برقمہ
الفقیر محمد أختر رضا القادری الأزہری غفرلہ
بریلی الشریفۃ أترابرادیش۔ الہند

موت العالم موت العالم

نبیرہ اعلیٰحضرت حضرت علامہ مولانا توصیف رضا خاں مدظلہ
بریلی شریف

حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی جانکاہ خبر سن کر سخت افسوس اور دلی رنج ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یقیناً آپ کے انتقال پر ملال پر دنیائے سنیت سوگوار ہے۔ مولیٰ جل مجدہ بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم آپ کی قبر کو رحمت وانوار سے معمور فرمائے آمین۔

آپ کی تحریر و تقریر سے سنیت کا بے مثال کام ہوا ہر کس و ناکس مستفیض ہوتے رہے آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے ایک عالم فیض یاب ہوتا رہا۔ آپ مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے سچے علم بردار تھے۔ برصغیر بالخصوص پاکستان میں شاہ صاحب قبلہ ایک غیر متنازع شخصیت رہے۔ شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ زمین پر چمکنے والے ایسے ستارے تھے جو اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ چمکتے رہے اور گم گشتگان راہ شریعت و طریقت کو صراط مستقیم پر چلاتے رہے۔ رب عزوجل بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کی مرقد پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد توصیف رضا خاں

کثیر الجہات شخصیت

محدث کبیر حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری اعظمی مدظلہ
گھوسی، اعظم گڑھ، یوپی انڈیا

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب علیہ الرحمہ اپنی ذات میں ایک انجمن اور کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے ذریعہ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کا بہت عظیم کام ہوا۔ انداز کلام بہت ہی دلکش ہر جملہ علم و تحقیق، متانت و سنجیدگی سے لبریز ہوتا صورت پر کشش ہمیشہ لبوں پر تبسم کے جلوے نظر آتے جلوت دین کی اشاعت میں اور خلوت رب کی عبادت میں گذرتی جو وقت آپ نے سیاست میں گزارا وہ بھی خدمت خلق اور اشاعت حق میں بسر ہوا دوران علالت بھی اپنی قوت جسمانی سے زیادہ رضائے الٰہی کے کاموں میں مصروف رہے۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ خوف الٰہی اور حب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دم سرشار رہتے مشائخ اسلام کے عقیدت مند عامۃ المسلمین کے خیر خواہ صوفی صافی عالم کامل مرشد برحق کی حیثیت سے ہر کہہ ومہ میں مقبول و معتقد رہے۔

آپ کی رحلت سے ہر بزم سونی سونی ہوگئی اور لاکھوں مریدین و معتقدین اشک بار نظر آئے۔ رب قدیر آپ کی مرقد انور پر غفران و رضوان اور انوار و رحمت کی باران بے پایاں فرمائے اور مسلک و مذہب کے تحفظ کے لیے اہل سنت کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ
۹ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

عالم باعمل

نبیرہ قطب مدینہ فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد رضوان مدنی مدظلہ (مدینہ منورہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ ومن والاہ

ارشاد اقدس ان العلماء ورثۃ الانبیاء بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام نے درہم و دینار ورثہ میں نہیں چھوڑے بلکہ انہوں نے وراثت میں علم چھوڑا ہے پھر جس نے اس کو حاصل کیا تو اس نے وافر حصہ حاصل کیا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ماضی قریب میں داغ فرقت دینے والے ہمارے مربی، حضرت علامہ شاہ تراب الحق صاحب علیہ الرحمہ نے اس وراثت سے وافر حصہ پایا، اور اپنی زندگی میں اس علم کو عملی جامہ پہنا کر اس کا حق ادا فرمایا۔

مولانا شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ ایک عالم باعمل، عمدہ خطیب، انتہائی سادہ زندگی گزارنے والے اور ہمہ وقت دین اسلام کی تبلیغ کرنے والے انسان تھے۔

مولانا کا ہمارے گھرانے سے دیرینہ تعلق رہا ہے جو ہمارے دادا قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی، والد محترم مولانا فضل الرحمن قادری کے بعد مجھ تک رہا۔ مولانا صاحب جب بھی مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہماری مجلس میں ضرور شرکت فرمائی اور اپنی علمی گفتگو سے اہل مجلس کو مستفید فرمایا ان کی گفتگو کی یہ خوبی تھی کہ معاشرے کے ہر طبقے بالخصوص نوجوانوں نے ان کو اپنا علمی اور روحانی پیشوا مانا۔ ان کی دینی خدمات نصف صدی سے مسلمانان عالم کو فیض یاب کرتی رہیں۔

ان کا وصال بے شک عالم اسلام کا بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی دینی خدمات کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ ان کے مرقد کو رحمت الٰہی کا گہوارہ بنائے۔ ان کے تمام اہل خانہ، وابستگان اور مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے دینی عمل کو ان کے جانشین، عزیزم شاہ عبد الحق کے ذریعہ جاری رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ڈاکٹر رضوان فضل الرحمن مدنی

لیلۃ جمعۃ المبارکۃ فی المدینۃ المنورۃ

نازشِ اہلسنت

حضرت علامہ مولاناسید محمد مدنی اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ یو۔پی،انڈیا

صاحبزادہ شاہ عبدالحق قادری زید مجدہ

۱۶کتوبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بعد نماز عصر عزیزی سید ریاض علی اشرفی زید مجدہ نے اطلاع دی سُن کر دل شکستہ وحزیں غم واندو کی لہروں سے دوچار ہوا کہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمتہ اللہ علیہ وصال فرماگئے۔ یعنی پاکستان کے طول وعرض میں صوتِ حق ونازشِ اہلسنت مسافر طریق رضاء ومتلاشیٔ حُبِ مصطفٰی وخشیت الہیٰ، عالم باصفا، صاحب خوف ورجا خطیب ذیشان مناظرِ ذی ہیبت وعالی مقام تسکینِ قلوب واذہان، ماحیٔ ضلالت وبطلات کی شفقت ومحبت اور بارگاہ فیض کی سیرابیوں سے متعلقین و متوسلین وعوام اہلسنت نہ صرف آج محروم ہوگئے بلکہ یہ کمی وفقدان آپکی آپکے عظیم کارناموں کی یاد دلائے گا۔ ہر گزرتی گھڑی آپکی عظمت کے قصیدے کہے گی اور دنیائے سنیت آپکے حضور خراجِ عقیدت وتحسین پیش کرے گی۔ آپکا وجود یقیناً دنیائے سنیت کی آس اور امید کا محور رہا ہے۔

ہندوستان کے تمام سنی مسلمان اور بالخصوص سلسلہ عالیہ اشرفیہ ایک درد محسوس کررہا ہے کہ دنیائے سنیت کا ایک روشن چراغ نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ مجھ سمیت خاندانِ اشرفیہ کے افراد بارگاہِ ایزدی میں ملتجیٔ دعاہیں کہ خداوند قدوس قبلہ شاہ تراب الحق قادری نوراللہ مرقدہ کو مبارک نفوس کے حلقہ خاص میں منازلِ اعلیٰ علیین میں شامل فرمائے۔
آپ کے تمام اہل خانہ تمام مریدین ومعتقدین کو صبر کرنے اور آپکی سیرتِ تاباں کو مشعل راہ بنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔(آمین)

دعاگو
ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی
جانشین: مخدوم الملّت حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ یو۔پی،انڈیا۔

آفتابِ اسلام

شہزادہ شیر بیشہ سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد معصوم الرضاخاں قادری برکاتی رضوی حشمتی
مفتی اعظم شہر پیلی بھیت شریف
بانی: مرکزی ادارہ الجامعۃ الحشمتیہ۔ مشاہد نگر ماہم متصل سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ (یوپی)

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　　فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کچھ ایسی شخصیتیں ہوتی ہیں کہ جب وہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرماتی ہیں تو آسمانوں کی بلندیوں پر ملائکہ کے درمیان خوشیاں منائی جاتی ہیں اور زمین پر ان کی جدائی کے غم میں صف ماتم بچھ جاتی ہے انھیں مقدس شخصیتوں میں سے ایک ذات بابرکت مخدوم مکرم حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ کی کراچی کی سرزمین پر تھی، جنکے انتقال پُر ملال کی خبر سے فقیر گدائے بارگاہ رضوی کو اتنی تکلیف اور رنج ہوا کہ جسکو بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ملتے حضرت قبلہ کو جو ناچیز سے محبت تھی اس کو میں یا میرے احباب حاجی بشیر منشی مولانا قطمیر رضا خان صاحب اور حاجی صفی اللہ صاحب ہی جانتے ہیں حضرت قبلہ کی جدائی کے اِس موقع پر اس وقت کا ایک ایک لمحہ مجھے یاد آرہا ہے جس کو سوچ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے فقیر جب بھی کراچی حاضر ہوا حضرت کی بے پایاں شفقتوں محبتوں کا شکریہ ادا نہ کرسکا۔

حضرت کی ذات کراچی کی سرزمین پر فقیر کیلئے ایک عظیم سہارا تھی، فقیر جب بھی احباب اہلسنت کی فرمائش اور دعوت پر کراچی کی سرزمین پر پہونچتا تو برادر خواجہ تاش الحاج بشیر منشی حشمتی کے مکان موسوم بہ حشمتی ولا واقع فیڈرل بی ایریا میں قیام ہوتا تو حضرت مجھ کو حاضری کا موقع نہ دے کر بنفس نفیس تشریف لے آتے اور جب حضرت سے شرف ملاقات ہوتا تو حضرت برجستہ وبرملا ارشاد فرماتے کہ اسلام وسنیت کی تبلیغ کیلئے مولانا آپ کو جو بولنا ہو بے خوف وخطر بولئے گا بقیہ بعد کے معاملات کو میرے اوپر چھوڑ دیجئے گا میں سب دیکھ لوں گا، دورۂ پاکستان پر حضرت نے اپنی مسجد میں بروز جمعہ مبارکہ بغرض تقریر مدعو کرکے جس والہانہ انداز میں ازخود فقیر کا تعارف کیا تھا اور جس طرح بے خوف لومۃ لائم ہزار ہا پابندیوں کے باوجود احقاق حق وابطال باطل کی اجازت مرحمت فرمائی تھی وہ ایک مرد مومن مرد حق ہی کا خاصہ ہو سکتا ہے۔ صرف نام نہیں بلکہ حقیقتاً اُنکے جسم میں تراب حق کی آمیزش تھی میں نے آپ کے اندر سنیت

بالخصوص رضویت کی جو فکر دیکھی اس کا عشر عشیر اوروں میں نہ پایا یہی سبب ہے آپ کا عزت و قار ہمعصروں سے تجاوز کر گیا۔

آہ ہم پھر ایک مرد حق سے محروم ہو گئے نہ صرف پاکستان بلکہ غیر منقسم ہند کا ستون سنیت گر گیا، آفتاب اسلام غم کے بادلوں میں ہمیشہ ہمیش کے لئے روپوش ہو گیا، فقیر کے ذہن و دماغ میں وہ یادیں آج بھی روشن و تابناک ہیں جب فقیر کی عرض وگذارش پر حضرت الجامعۃ الحشمتیہ کی سرزمین پر ہونے والی اس عالمی عظیم الشان کانفرنس میں مشاہد نگر ماہم تشریف لائے تھے اور اہلسنت کو ایک عالیشان خطاب سے مستفید فرمایا تھا، افسوس ان کے نہ رہنے سے اہلسنت کی دنیا اندھیری ہو گئی فقیر غمگیں قلب و جگر اس سے زیادہ کیا عرض کرے کہ حضرت کے کارہائے نمایاں سے اہلسنت کے قلوب ہمیشہ تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

فقیر بمضمون واحد حضرت کے تمام چاہنے والوں اور جملہ خانوادۂ پاک کے افراد کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے اور سب کے ساتھ شریک غم ہے اسیر رنج و غم۔

فقیر محمد معصوم الرضا خاں
حشمتی غفرلہ القوی،
آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر، پیلی بھیت شریف

پہلا باب

سوانحی خاکہ

خاندانی حالات

ابو تراب محمد رئیس قادری

پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ، حیدر آباد دکن ضلع ناندیڑ موضع کلمبر جاگیر صوبہ اورنگ زیب جس کا قدیمی نام احمد آباد تھا، کے ایک نہایت معزز سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جد امجد ساتویں ہجری میں بغداد شریف سے ہجرت کر کے حیدر آباد دکن تشریف لائے۔

خاندانی روایات کے مطابق ان کا نام سید شاہ میراں قادری تھا اور وہ سید السادات کے لقب سے ملقب تھے۔ ان کے ساتھ ان کے سگے بھانجے بھی تھے جن کا نام حضرت سید شاہ شیخ علی علیہ الرحمۃ تھا جو سانگڑے سلطان مشکل آسان کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں وہ حضرت سیدنا سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے تھے۔ ان کے متعلق مشہور تھا کہ کوئی آدمی اگر مصیبت میں مبتلا ہو اور یا سانگڑے سلطان مشکل آسان کہے تو اس کی دستگیری ہوتی تھی۔ ان کا مزار قندھار اور شاہ صاحب کے بزرگوں کے مزار موضع کلمبر میں ہیں چونکہ انہوں نے خواب میں کسی کو مزار شریف کو پختہ کرنے اور گنبد بنانے سے منع کیا تھا اس وجہ سے ان کا مزار ایک چبوترے پر ہے اور اس سے متصل ایک مسجد بھی ہے۔ یہ مزار درگاہ سید السادات کے نام سے مشہور ہے۔

(تاریخ قندھار دکن مولفہ منشی محمد امیر حمزہ مطبوعہ امانت پریس حیدر آباد دکن)

ان دونوں بزرگوں کو اس زمانے کے بادشاہوں نے کچھ جائیدادیں بطور ہدیہ دیں جو نسل در نسل منتقل ہوتی چلی آئیں ساتویں صدی ہجری سے گیارہویں صدی تک کا ریکارڈ اس زمانے کی عدالتوں اور شاہی خاندانوں کے اثاثوں میں تھا، سید السادات قدس سرہ کے بعد کی اولاد میں جب جائیداد منتقل ہوئی، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے جد امجد حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ السالکین حضرت مخدوم (سید شاہ میراں قادری) قدس سرہ، یہ وہ القاب ہیں جو اس زمانے کی سند میں مذکور ہیں، ان کی کئی پشتوں کے بعد حضرت حافظ سید شاہ قاسم قادری، ان کے صاحبزادے سید شاہ غلام محی الدین پھر ان کے صاحبزادے سید شاہ عبداللہ قادری، ان کے صاحبزادے سید شاہ میراں قادری، ان کے صاحبزادے سید شاہ محی الدین قادری، ان کے دو صاحبزادے تھے جن میں ایک شاہ صاحب کے

والد ماجد سید شاہ حسین قادری، اور ایک ان کے تایا سید شاہ امیر اللہ قادری، سید شاہ امیر اللہ قادری حیدر آباد دکن میں 1948ء جب بھارت نے حیدر آباد دکن پر پولیس ایکشن کے ذریعے حملہ کیا اس میں شہید کر دئے گئے، جبکہ شاہ صاحب کے والد، والدہ اور سب بھائی بہن اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلامت رہے۔

شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ فاروقی ہیں حیدر آباد دکن کے مدیر المہام امور مذہبی، حضرت علامہ مولانا انوار اللہ خاں فاروقی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتب کثیرہ، مصنف مقاصد الاسلام گیارہ جلدیں، انوار احمدی، کتاب العقل وغیرہ سے شاہ صاحب کا ننھیال ہے۔

شاہ صاحب قبلہ کے خاندانی حوالے سے جو ریکارڈ اس قلیل وقت میں میسر آیا اس کے مطابق کچھ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نام:	سید شاہ تراب الحق قادری
والد:	سید شاہ حسین قادری
والدہ:	اکبر النساء بیگم
ولادت:	27رمضان1363ھ/15ستمبر1944
پاکستان ہجرت اور لیاقت بستی میں قیام:	1951ء
کورنگی منتقل:	1959ء
K. P. T. میں ملازمت:	1962ء
حضور مفتی اعظم سے بیعت بذریعہ خط:	1962ء
والد ماجد کا انتقال:	1964ء (تدفین کورنگی نمبر1 کے قبرستان میں میں ہوئی)
درس نظامی کی تکمیل:	غالباً1967ء
شادی خانہ آبادی:	20ذیقعدہ1385ھ13مارچ 1966ء
صاحبزادہ سید شاہ سراج الحق کی ولادت:	1966ء
صاحبزادی سیدہ مسرت فاطمہ کی ولادت:	1967ء (جن کا بچپن میں انتقال ہو گیا)
صاحبزادی سیدہ نصرت فاطمہ کی ولادت:	26جولائی1968ء
بریلی شریف حاضری، مرشد کی خدمت میں 13روز:	1968ء
صاحبزادہ سید شاہ عبدالحق کی ولادت:	16اکتوبر1970ء

صاحبزادی سیدہ نگہت فاطمہ کی ولادت:	5دسمبر1971ء
بھائی سید شاہ شمیم اللہ قادری کی شہادت:	1974ء (تدفین کورنگی نمبر6کے قبرستان میں ہوئی)
صاحبزادی سیدہ رفعت فاطمہ کی ولادت:	6جون1978ء
صاحبزادہ سید شاہ فرید الحق کی ولادت:	یکم دسمبر1976ء
صاحبزادی سیدہ طلعت فاطمہ کی ولادت:	6جون1977ء
صاحبزادی سیدہ عفت فاطمہ کی ولادت:	6جولائی1979ء
پہلا تبلیغی دورہ۔۔۔	نیروبی، کینیا
قاری صاحب سے خلافت واعلان جانشینی:	22اپریل1982ء
قاری صاحب علیہ الرحمہ کا وصال:	23مارچ1983ء(تدفین مصلح الدین گارڈن میں ہوئی)
قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے:	1985ء
جماعت اہلسنت کراچی کے امیر منتخب ہوئے:	1992ء
صاحبزادہ سید شاہ عبدالحق قادری کے درس نظامی کی تکمیل:	1996ء
والدہ ماجدہ کا انتقال:	14مارچ1997ء(تدفین عیسیٰ نگری کے قبرستان میں ہوئی)
بہن سیدہ شفیعہ بیگم کا انتقال:	14دسمبر1998ء(تدفین قصبہ کالونی کے قبرستان میں ہوئی)
مسجد حبیب کا افتتاح:	15جولائی1999ء
بھائی سید شاہ انوار اللہ قادری کا انتقال:	29محرم1999ء(تدفین یسین آباد کے قبرستان میں ہوئی)
صاحبزادی سیدہ عفت فاطمہ کی درس نظامی کی تکمیل:	13اگست2000ء
بھائی سید شاہ قاسم قادری کا انتقال:	2002ء(تدفین کورنگی نمبر6کے قبرستان میں ہوئی)
مدارس اہلسنت کا قیام:	2006ء
سانحہ نشتر پارک:	11اپریل2006ء
بھائی سید شاہ سیف اللہ کا انتقال:	2007ء(تدفین کورنگی نمبر6کے قبرستان میں ہوئی)
بیماری کا آغاز: پہلا ڈائلیسز	17مئی2012ء
اہلیہ کا انتقال:	17ذیقعدہ1436ھ2ستمبر2015ء
وصال:	4محرم الحرام1438ھ6اکتوبر2016ء
مزار:	مصلح الدین گارڈن، کراچی۔

حیات و شخصیت

از: حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت)

زندہ قومیں اپنے محسنین کو یاد رکھتی ہیں اور ان کی تابندہ درخشندہ زندگی سے ضیاء حاصل کرتی ہیں، ان کی کاوشوں، کوششوں، دین متین کے لئے ان کی قربانیوں کا مطالعہ کرکے اپنی سستیوں اور کوتاہیوں کو زائل کرتی ہیں، ان کی تحریریں پڑھ کر اپنی اصلاح کا سامان کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم حضرات اسلاف کے حالات قلمبند کرنے کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔ اسماء رجال وتراجم کے عنوان سے لکھی گئیں کتب اس پر شاہد عادل ہیں، پھر مشاہدہ یہ ہے کہ جن جن محدثین، فقہاء، علماء صوفیاء کے تذکرے نہ لکھے گئے ان کی تحریریں اگر آج موجود بھی ہیں یا ان صوفیاء کے سلسلہ ہائے طریقت اگر آج بھی چل رہے ہیں، باوجود اس کے خود ان کی تحریروں کو پڑھنے والے یا ان کے سلسلہ سے وابستگان ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے، بسا اوقات ایسی کتب بھی دکھائی دیتی ہیں جن کے بارے میں تحقیق کرنے والے آج تک وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ فلاں کی تصنیف ہے۔

بعض ایسی کتب بھی مارکیٹ میں دستیاب ہیں جو اپنے موضوع پر اکمل اور لکھنے والے کی اس فن میں مہارت کی خبر دیتی ہیں مگر لکھنے والا کون... کس کا بیٹا... کس خاندان، قوم وقبیلہ سے تعلق... کس علاقے کا رہنے والا... کہاں پیدا ہوا... کہاں پرورش پائی... حصول علم اور ترویج واشاعت دین کی خاطر کتنے اور کہاں کہاں سفر کئے... کن شخصیات سے اکتساب فیض کیا... کن لوگوں نے اس کے سامنے زانوئے تلمذ خم کئے... کب اور کہاں داعی اجل کو لبیک کہا... اور کیا کیا علمی روحانی ورثہ چھوڑ کر گیا... کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔

لہٰذا علماء ومشائخ کے حالات زندگی اور ان کے دینی وملی کارناموں پر تحریری کام ہونا ایک ضروری امر ہے۔ علماء ومشائخ میں سے جو حیات ہیں یا وفات فرماگئے اگر متعلقین کے تعاون سے حالات وواقعات ومعاشرتی سرگرمیوں کو قلمبند کرنے کا اہتمام نہ کیا گیا تو یہ اہلسنت وجماعت کا بہت بڑا نقصان ہوگا جس کے ازالے کی پھر کوئی صورت نہ ہوگی۔ بزرگان دین عجز وانکساری کے پیش نظر اپنے حالات وواقعات کو ضبط تحریر پر رضامندی کا اظہار نہیں فرماتے۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ (سندھ) کے ایک بزرگ قطب وقت منبع جود وسخا پیر طریقت الٰہی بخش میندھرو علیہ الرحمہ سے جب حالات زندگی لکھنے کے لئے کچھ پوچھا جاتا تو آپ یوں ارشاد فرماتے ”مٹی تھا، مٹی ہوں اور مٹی ہو جاؤں گا“ ایسی صورت میں متعلقین کا کام ہے کہ وہ بزرگوں کے حالات لکھنے کا اہتمام کریں، یا لکھنے والوں سے تعاون کریں اور انہیں معلومات بہم پہنچائیں۔

مجھے جن کی حالات زندگی اور تاثرات جمع کرنے کا موقع نصیب ہوا ہے، وہ خاندان اہل بیت کے چشم وچراغ، جماعت اہلسنت کے روح رواں، مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب، میدان خطابت کے شہسوار، متعدد کتب کے مصنف، یادگار سلف، افتخار خلف، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ، جو سچے عاشق رسول ﷺ، سچے محب وطن، نہایت فعال، نہایت بیدار مغز، وسیع النظر، معاملہ فہم، فراست وبصیرت، حکمت وتدبر سے کام لینے والے، جرات وہمت اور شجاعت کی خوبیوں سے آراستہ، عظیم مبلغ اسلام ہیں۔ آپ کی راست بازی اور حق گوئی مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایسی ذات ستودہ صفات کے حالات وواقعات کو قلمبند کرنا مجھ جیسے انسان کے لئے آسان نہیں مگر کچھ ایسے دوستوں کا حکم ہے کہ جن کو ٹالنا میرے لئے مشکل ہے۔

ولادت:

27رمضان المبارک1363ھ

آپ قیام پاکستان سے تین سال قبل ۱۹۴۴ء میں ماہِ رمضان کی 27 تاریخ کو ہندوستان کی اس وقت کی ایک ریاست حیدرآباد دکن کے ایک شہر ناندھیڑ کے مضافات میں موضع کلمبر میں پیدا ہوئے۔

نسب:

آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سید شاہ حسین قادری بن سید شاہ محی الدین قادری بن سید شاہ عبداللہ قادری بن سید شاہ میراں قادری تھا اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اکبر النساء بیگم تھا اور آپ والد ماجد کی طرف سے سید ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے فاروقی ہیں یعنی سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اپنے وقت کے جید عالم، مدیر المہام امور مذہبی حیدرآباد دکن حضرت علامہ مولانا انوار اللہ خان صاحب فاروقی علیہ الرحمہ سے آپ کا ننھیال ہے۔ حضرت علامہ مولانا انوار اللہ خان صاحب ایک تبحر عالم دین تھے جن کی تبحر علمی کا اندازہ ان کی تصانیف "کتاب العقل" اور "مقاصد الاسلام" کے مطالعے سے لگایا جاسکتا ہے۔

پاکستان آمد:

تقسیم ہند، سقوط حیدرآباد دکن کے بعد 1951ء میں ہندوستان سے ہجرت فرماکر پاکستان تشریف لائے۔ سقوط حیدرآباد دکن میں آپ کے تایا محترم سید شاہ امیر اللہ قادری کو شہید کردیا گیا تھا اور پاکستان تشریف لاکر آپ نے کراچی میں قیام فرمایا۔ کچھ عرصہ پی آئی بی کالونی میں، پی آئی بی کے قریب لیاقت بستی نامی آبادی میں رہے۔ اس کے بعد کورنگی منتقل ہوگئے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم مدرسہ تحتانیہ دودھ بولی بیرون دروازہ نزد جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن میں حاصل کی۔ پاکستان آنے کے بعد پی آئی بی کالونی (کراچی) میں قیام کے دوران "فیض عام ہائی اسکول" میں تعلیم حاصل کی۔

اس کے بعد اپنے رشتے کے خالو اور سسر پیر طریقت رہبر شریعت ولیٔ نعمت قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ سے گھر پر کتابیں پڑھیں، پھر "دارالعلوم امجدیہ" میں داخلہ لے لیا جہاں زیادہ تر اسباق قاری صاحب علیہ الرحمہ کے پاس پڑھے اور سند حدیث صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (متوفی ۱۳۶۷ھ) علیہ الرحمہ کے صاحبزادے شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ سے حاصل کی جو اس وقت "دارالعلوم امجدیہ" کے شیخ الحدیث تھے جبکہ اعزازی سند وقار الملت سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی حنفی علیہ الرحمہ سے حاصل کی جو اس وقت "دارالعلوم امجدیہ" کراچی کی مسند افتاء پر فائز تھے۔

شادی خانہ آبادی:

آپ کا نکاح 1966ء میں پیر طریقت ولی نعمت حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے تین فرزند سید شاہ سراج الحق، سید شاہ عبدالحق اور سید شاہ فرید الحق اور چھ بیٹیاں عطا ہوئیں جن میں سے ایک کا تین سال کی عمر میں ہی وصال ہوگیا۔ باقی الحمدللہ بقید حیات ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے سید شاہ سراج الحق نے درس نظامی کی اکثر کتب کا سبقاً سبقاً مطالعہ کرنے کے بعد موقوف کردیا جبکہ منجھلے صاحبزادے سید شاہ عبدالحق قادری نے بفضلہٖ تعالیٰ "دارالعلوم امجدیہ" سے سند فراغت حاصل کی۔ ان کے بارے میں حضرت سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ فرماتے ہیں "جب سید عبدالحق کی پیدائش ہوئی تو پیر طریقت حضرت علامہ قاری مصلح الدین علیہ الرحمہ نے فقیر سے فرمایا کہ ان کا نام محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی نسبت سے شاہ عبدالحق رکھو۔ شاید عالم دین بن جائے، لہٰذا قاری صاحب علیہ الرحمہ کے ارشاد کے مطابق شاہ عبدالحق نام رکھا گیا، خدا کا کرنا دیکھئے یہی بیٹا میرا عالم دین بنا۔ الحمدللہ! موصوف عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے مقرر بھی ہیں اور اپنے والد بزرگوار کی جگہ اکثر آپ ہی وعظ فرمانے تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت کے قائم کردہ دینی ادارے "دارالعلوم مصلح الدین" کا انتظام بھی انہی کے سپرد ہے اور "آخوند مسجد" کھارادر میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے اور اب پچھلے کچھ سالوں سے حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی جگہ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے سید شاہ فرید الحق قادری اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ شاہزادیوں میں آپ کی چھوٹی لخت جگر بھی عالمہ ہیں۔

شرف بیعت:

۱۹۶۲ء میں بذریعہ خط اور ۱۹۶۸ء میں بریلی شریف حاضر ہوکر امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) کے چھوٹے فرزند مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اس سفر میں آپ تیرہ روز حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دولت خانے پر قیام پذیر رہے اور آپ سے تعویذات کی تربیت اور اجازت بھی حاصل کی۔ اسی دوران "مسجد رضا" میں نمازوں میں

امامت فرماتے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ان کی اقتداء میں نمازیں ادا فرماتے، نیز کئی جلسوں میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی موجودگی میں تقریر فرمائی اور داد تحسین حاصل کی۔

خلافت:

سلسلہ عالیہ قادریہ، برکاتیہ، اشرفیہ، شاذلیہ، منوریہ، معمریہ اور دیگر تمام سلاسل میں آپ کو اپنے پیر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، اپنے استاد و سسر پیر طریقت حضرت علامہ قاری مصلح الدین علیہ الرحمہ اور قطب مدینہ شیخ عرب و عجم حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے زینت العلماء مولانا فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ "ماہنامہ مصلح الدین" کی اشاعت خاص "مصلح الدین نمبر" (اگست ۲۰۰۲ / جمادی الاخر ۱۴۲۳ھ) کے صفحہ ۶۵ میں ہے کہ قبلہ قاری صاحب علیہ الرحمہ نے مورخہ ۲۷ جمادی الاخری ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۲ اپریل ۱۹۸۲ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء بمقام میمن مسجد مصلح الدین گارڈن بتقریب خرقہ خلافت سند اجازت اور محفل نعت بروانگی عمرہ حاضری دربار مدینہ میں حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کو سند خلافت اور اجازت بیعت عطا فرمائی۔

اس سے قبل جب آپ 1977ء میں تبلیغی دورے پر نیروبی (کینیا) تشریف لے گئے۔ واپسی پر فریضہ حج ادا فرمایا۔ اسی سفر حرمین شریفین میں ضیاء الملت والدین حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کی صحبت میں کئی روز تک رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

امامت وخطابت:

1965ء تا 1970ء چھ سال "محمدی مسجد" کورنگی کراچی میں اور 1971ء تا 1982ء بارہ سال "اخوند مسجد" کھارادر کراچی میں امامت و خطابت فرماتے رہے پھر جب 1983ء میں آپ کے استاد و سسر قاری مصلح الدین علیہ الرحمہ (جو کہ اپنی نیابت و خلافت آپ کو پہلے ہی عنایت فرما چکے تھے) نے اپنے وصال سے دو ماہ قبل "میمن مسجد" مصلح الدین گارڈن سابقہ کھوڑی گارڈن کراچی کی امامت و خطابت آپ کے سپرد فرمائی۔ اس وقت سے تقریباً ۲۰۱۲ء مسلسل ۳۰ سال آپ نے میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں باقاعدہ امامت و خطابت کی خدمات انجام دیں ہیں۔

جس وقت "اخوند مسجد" کھارادر کراچی میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس وقت نوجوانوں کی خاصی تعداد آپ کے حلقہ درس میں شامل ہوئی اور کئی تنظیمیں قائم ہوئیں جن میں سنی باب الاشاعت، تحریک عوام اہلسنت، انجمن اشاعت الاسلام، جمعیت اشاعت اہلسنت (1)، حقوق اہلسنت اور دعوت اسلامی (2) وغیرہا معرض وجود میں آئیں۔

تقاریر:

تقاریر کا سلسلہ آپ نے 1962ء میں شروع کیا جبکہ آپ ابھی طالب علم تھے، فراغت کے بعد مادر علمی "دارالعلوم امجدیہ" کراچی سے مبلغ کے طور پر خدمات انجام دیں، ہر جلسہ میں "دارالعلوم امجدیہ" کی

جانب سے خطیب کے طور پر جانے جاتے تھے۔ وہ ایسا دور تھا کہ آپ ایک دن میں بارہ بارہ تقاریر بھی کرتے تھے۔

وہ دور جب مولوی احتشام الحق تھانوی نے سرکاری و نجی دفاتر میں ہونے والے میلاد شریف کے جلسوں میں اپنا سکہ بٹھا دیا تھا۔ اس وقت حضرت نے اپنی مصروفیات کے باوجود سرکاری، نیم سرکاری و نجی اداروں، بینکوں اور دیگر دفاتر میں ہونے والے میلاد شریف کے جلسوں میں جاکر مسلک حق اہلسنت کے فروغ کے لئے تبلیغ فرمائی اور اس کا سلسلہ اٹھائیس سال سے زائد عرصہ تک چلتا رہا پھر آپ نے طبیعت کی ناسازی اور مصروفیت کی زیادتی کی بناء پر تقاریر کا سلسلہ تقریباً موقوف کر دیا۔ پھر صرف جہاں جانا نہایت ضروری ہوتا ہے، وہیں تقریر کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ آخری کچھ سالوں میں علالت کی وجہ سے جلسوں پر اکثر اپنے فرزند ارجمند حضرت علامہ مولانا سید شاہ عبدالحق قادری مدظلہ کو بھیج دیتے ہیں۔

مناظرے:

آپ نے کئی مناظرے بھی کئے ہیں جن میں سے ایک مشہور مناظرہ "دارالعلوم کورنگی کراچی" کے ایک مولوی "محمد فاضل" سے ہوا جس میں آپ کے ساتھ مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید علیہ الرحمہ صدر مناظر تھے۔ نیز ایک مناظرہ "حزب اللہ کراچی" کے سربراہ گستاخ اولیاء ڈاکٹر کمال عثمانی سے ہوا جس میں ڈاکٹر عثمانی ہار گیا باوجود شکست کے اپنی دائمی شقاوت کے سبب یہ لوگ تائب نہ ہوئے۔

1980ء میں روزنامہ جنگ کے جمعۃ المبارک ایڈیشن میں عنوان "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے تحت مولوی یوسف لدھیانوی نے ایک سوال کے جواب میں لکھ دیا کہ قبروں پر پھول ڈالنا ناجائز ہے تو آپ نے اس کا تعاقب کیا اور اس کا جواب لکھ کر اگلے جمعہ کے اخبار میں شائع کرایا۔ اس طرح دو سے تین ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار جنگ اخبار کے ایڈیٹر نے معذرت کرکے اس کی اشاعت بند کر دی لیکن مولوی یوسف لدھیانوی نے بددیانتی یہ کی کہ جنگ اخبار میں دیئے گئے جوابات کو جب "اختلاف امت اور صراط مستقیم" کے نام سے کتابی شکل دی گئی تو قبر پر پھول ڈالنے والے مسئلہ میں صرف اپنے جوابات شائع کئے اور حضرت کے جوابات کو شائع نہیں کیا۔

بیرون ملک تبلیغ:

دین متین کی تبلیغ واشاعت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ اپنی تقاریر اور مواعظ حسنہ کے ذریعے کونے کونے میں اسلام کی دعوت کو عام کیا۔ یہ سلسلہ 1977ء سے شروع ہوا، جب آپ نے پہلا دورہ نیروبی کینیا کا فرمایا اور لوگوں کی دعوت پر کئی بار عرب امارات، سری لنکا، بھارت، بنگلہ دیش، برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی، بیلجیم، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، کینیا، تنزانیہ، زمبابوے، عراق، زنزیبار، زمبیا، فرانس، اردن اور مصر تشریف لے گئے اور سرکاری وفد کے رکن کی حیثیت سے آپ نے اس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو مرحوم کے ہمراہ عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کیا اور "کنزالایمان" اور اہلسنت و جماعت کا لٹریچر وہاں کے مسلمانوں تک پہنچایا، نیز سرکاری وفد کے رکن کی حیثیت سے اردن اور مصر کا بھی دورہ فرمایا۔

جن ممالک میں آپ تشریف لے گئے، ان میں سے کچھ کی صورتحال بتاتے ہوئے آپ نے فرمایا "دنیا کے بعض ممالک ایسے ہیں جہاں علماء کرام تشریف نہیں لے جاتے کیونکہ وہاں کے لوگ بہت غریب ہیں اور علماء کرام کو سارا خرچ خود برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ کام منظم جماعت کا ہے۔ ایک شخص اسے برداشت نہیں کر سکتا" آپ مزید فرماتے ہیں... "میں کینیا کے ایک جزیرے زنزیبار گیا، لسانی فسادات میں وہاں بہت نقصان ہوا، ہم وہاں ایک مسجد میں پہنچے تو چند ہی لوگ جلسہ میں شریک ہوئے۔ ہمیں بہت حیرانی ہوئی۔ ہم نے باہر نکل کر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہاں کے مقامی لوگوں نے اپنے تئیں یہ گمان کر لیا کہ کوئی تبلیغی درود وفاتحہ کا منکر ہی آیا ہوگا جو کم و بیش پچاس سال سے لگاتار بدلتے چہروں کے ساتھ نام نہاد مذہب کا پرچار کرنے چلے آتے ہیں، آج سے پچاس سال قبل مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ تشریف لائے تھے۔ ان کے بعد آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔

چنانچہ ہم نے لوگوں کو اکٹھا کر کے دن میں جلسہ رکھا۔ الحمدللہ عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کچھ عرصے بعد اسی علاقے میں ہندوستان کے ایک عالم دین کو بھیجا اور وہاں مدرسہ بھی قائم کیا۔

امریکہ کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں کہ "امریکہ میں مسلمانوں کی اکثریت اب بھی اردو زبان سمجھ لیتی ہے، نوجوان نسل تقریباً انگریزی ہی جانتی ہے۔ امریکہ کے لوگوں کے دو سوالات ہیں؟ What?، Why? کیا اور کیوں؟ وہاں کے لوگ اگر کوئی مسئلہ پوچھیں اور بتقاضائے بشریت عالم دین بروقت جواب نہ دے سکے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلہ کا حل دین اسلام میں نہیں ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ذہین علماء کرام کو تربیت دے کر بیرون ممالک بھیجا جائے۔

دوسری بات یہ کہ تبلیغ کے اثرات اس وقت مرتب ہوتے ہیں جب عالم دین یا مذہبی اسکالر عوام میں رہ کر عوام کے مسائل کو حل کرے۔ اگر کوئی عالم دین وہاں جا کر اچھے ہوٹل میں بیٹھ جائے، تقریر کرنے آئے، تقریر کر کے دوبارہ ہوٹل میں چلا جائے، رات کو سوتا رہے، اس سے تبلیغ کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ میں جب بھی تبلیغی دورہ پر گیا، کبھی رات کو نہیں سویا، بعد نماز فجر ہی سویا، لوگوں میں رہ کر لوگوں کے مسائل کو حل کرتا ہوں کیونکہ لوگوں میں مسائل کی پیاس ہے۔ ان کے مسائل حل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ یورپ عریانی و فحاشی کا گڑھ ہے، وہاں کے لوگ لادینیت میں مبتلا ہیں۔ وہ کسی مذہب کو نہیں مانتے، ایسے ملکوں میں بھی مسلمان مذہبی گھرانے ہیں۔ پورے کے پورے خاندان مذہبی ہیں۔ ایک پادری نے مجھ سے کہا! آپ یہاں کچھ سال رہ جائیں۔ آپ اپنی تیس فیصد ایمانی حلاوت کھو بیٹھیں گے۔ آپ کی دوسری نسل پچاس فیصد مسلمان رہ جائے گی، آپ کی تیسری نسل بیس فیصد مسلمان رہ جائے گی۔ آخر کار آپ کی چوتھی نسل پر ہمارا قبضہ ہوگا۔

نہ جانے لوگ کیونکر امریکہ کو جنت سمجھتے ہیں اور گرین کارڈ کی تمنا کرتے ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جس کا نام گرین کارڈ ہے۔ اس کا رنگ گرین نہیں ہے۔ اس گرین کارڈ کو حاصل کرنے میں لوگ اپنے ایمان تک بیچ دیتے ہیں۔ مسلمان کو اس کام سے بچنا چاہئے، اسپین میں مسلمانوں کی زندگی بہت کٹھن ہے وہاں کوئی

کرایہ تک نہیں دیتا، جو خدمت کرنی ہے اپنے طور پر کرے۔ اسپین کے شہر ویلنسیا میں پہلے صرف بیس پاکستانی تھے لیکن اب چار سو پاکستانی وہاں موجود ہیں۔

اسپین کا سقوط 1691ء یا 1492ء میں ہوا۔ پانچ سو سال قبل اس ملک کو حضرت طارق بن زیاد علیہ الرحمہ نے فتح کیا تھا۔ اسپین فتح کرنے کے بعد مسلمانوں کے دو اصول تھے۔ اسلام قبول کر لو یا جزیہ دو، جزیہ دینے کے بعد غیر مسلموں کی جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کے ذمے ہوتی ہے، یعنی جزیہ دینے کے بعد وہ ذمی ہو جاتا ہے۔ مسلمان عیاش ہونے لگے لہٰذا اسپین مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا۔

ہم نے ویلنسیا میں ایک مسجد کی جگہ لی۔ اس کا نام میں نے "فیضان مدینہ" رکھا۔ ہم نے اس مسجد میں جمعہ بھی پڑھایا ہے، اسپین میں لفظ مسجد استعمال نہیں کر سکتے لہٰذا اس کا نام فیضان مدینہ کلچر سینٹر وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔

اسپین میں کئی مقامات کے نام اب بھی عربی ہیں جیسے جبل الطارق، قرطبہ وغیرہ، ہم نے مسجد قرطبہ کا دورہ کیا۔ اسے دیکھ کر ہمارا دل رنجیدہ ہوا۔ اتنی عظیم الشان مسجد جو کہ بالکل مسجد نبوی ﷺ کے ماڈل پر تیار کی گئی تھی، آج اس کو گرجا گھر بنا دیا گیا ہے۔ محرابوں میں بت نصب کئے گئے ہیں، جگہ جگہ شیر کی تصاویر لگی ہوئی ہیں۔ مسجد کے اندر بنچ لگائے گئے ہیں جس میں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عیسائی اپنی عبادت کرتے ہیں، مینار کے اندر جہاں موذن اذان کہتا تھا وہاں گھنٹا نصب کیا گیا ہے، مینار کے اوپر صلیب نصب کئے گئے ہیں تاکہ کوئی یہ جان ہی نہ سکے کہ یہ پہلے مسجد تھی۔ اس کا نام اب بھی قرطبہ ہی ہے، جگہ جگہ قرطبہ کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ جب اس مسجد کو گرجا بنایا گیا تو اسلامی ممالک میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔

<u>جماعت اہلسنت:</u>

1956ء میں ضرورت محسوس کی گئی کہ تبلیغ دین اور اشاعت مسلک اہلسنت کی انفرادی کوششوں کو اجتماعی طور پر منظم کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کراچی میں خالص مذہبی جماعت "جماعت اہلسنت" کی داغ بیل ڈالی گئی۔ خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ اس کے امیر شیخ محمد اسماعیل اس کے ناظم اعلیٰ اور حاجی محمد صدیق خازن مقرر ہوئے۔ اور اس جماعت کا قیام سے مقاصد اور جو اہداف طے کئے گئے، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

<u>فکری ہدف:</u>

بین الاقوامی سطح پر کفر کا زور توڑنا اور غلبہ اسلام کی منظم تحریک اٹھانا

<u>روحانی ہدف:</u>

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت کی دعوت تمام انسانی حلقوں تک پہنچانا

<u>سیاسی ہدف:</u>

استحکام پاکستان اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے ذہن سازی کرنا

سماجی ہدف:

معاشرتی برائیوں کے خاتمے اور خدمت خلق کے فروغ کی کوشش کرنا

اصلاحی ہدف:

گمراہ کن عقائد کی اصلاح، فرقہ واریت کی بیخ کنی، جاہلانہ رسوم کی تطہیر اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں عامۃ الناس کے لئے دینی دعوت کا اہتمام کرنا

تعلیمی ہدف:

قدیم وجدید علوم کے مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیاں قائم کرنے کی سعی کرنا، ماہرین تعلیم سے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نصاب تیار کروانا

عملی ہدف:

باطل اور طاغوت کے خلاف جہاد کرنا

تنظیمی و تحریکی ہدف:

وطن عزیز کے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، بستی بستی اور شہر شہر میں جماعت اہلسنت کی تنظیم سازی کرنا، پاکستان بھر کی تمام سنی تنظیموں اور تحریکوں کا عملی اشتراک کرنا۔

عالمی ہدف:

دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا، دنیا بھر میں کام کرنے والی سنی تنظیموں اور تحریکوں سے رابطہ کرنا

1967ء میں آپ کو جماعت اہلسنت (پاکستان) کراچی کے حلقہ کورنگی کا امیر منتخب کیا گیا اور جماعت اہلسنت (پاکستان) کے زیر اہتمام شائع ہونے والا ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" بھی آپ ہی چلاتے تھے اور "ماہنامہ افق" کے "روحانی کالم" میں شرعی مسائل کے جوابات بھی آپ ہی تحریر کرتے تھے۔

جماعت اہلسنت (پاکستان) کو کراچی میں فعال رکھنے میں آپ کا بڑا کردار ہے۔ چنانچہ 1992ء میں جب کراچی میں "جماعت اہلسنت (پاکستان)" کا کام کچھ نہ رہا اور جماعت اہلسنت کا ایک دفتر جو (محمدی مینشن، جوبلی مارسٹن روڈ پر تھا) عدالتی فیصلہ کی بنا پر جماعت کا سامان باہر پھینک کر خالی کروالیا گیا۔ اس وقت کے موجودہ عہدیداران نے کچھ خبر نہ لی تو آپ نے جماعت اہلسنت کے کام کا بیڑا اٹھایا اور ایک دفتر خریدا اور جماعت اہلسنت (پاکستان) کی تنظیم سازی فرمائی۔

آپ "جماعت اہلسنت (پاکستان)" کے حلقہ کراچی کے امیر ہونے کے ساتھ ساتھ "جماعت اہلسنت" اوورسیز کے ناظم الامور بھی تھے۔ آپ نے بفضلہٖ تعالیٰ دنیا کے کئی ممالک میں "جماعت اہلسنت" کی تنظیم سازی اور دینی اداروں کے قیام کے سلسلے میں کوششیں کیں اور الحمدللہ وہاں بھی "جماعت اہلسنت" کا کام جاری وساری ہے۔

عوام اہلسنت کا ایک دیرینہ خواب ایک سیکریٹریٹ کے قیام کا تھا جو ہماری پہچان ہو، جس کے ذریعے دنیائے اہلسنت سے رابطہ ہو جس سیکریٹریٹ میں ہمارے تحقیقاتی ادارے، مہمان خانے، اسکول، یونیورسٹیاں، تجارت ہو تاکہ ہمارا بھی سر دنیا میں فخر سے بلند ہو۔

اکیسویں صدی کے آغاز میں الحمدللہ، ثم الحمدللہ "جماعت اہلسنت (پاکستان)" نے انٹرنیشنل سنی سیکریٹریٹ" کی صورت میں عوام اہلسنت کا دیرینہ خواب پورا کردیا جس کے قیام میں حضرت پیش پیش رہے۔ الحمدللہ آج انٹرنیشنل سنی سیکریٹریٹ نزد کالا شاہ کاکو جی ٹی روڈ لاہور پر ترقیاتی منازل طے کررہا ہے اور اس سیکریٹریٹ کے شعبہ جات یہ ہیں۔

1: ادارہ تحقیقات اہلسنت	2: بیت الاحسان والحکمت
3: سنی انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز	4: دارالاقامت
5: عالمی تربیتی ادارہ برائے علماء	6: مہمان خانے
7: سنی انسٹیٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز	8: مرکز خدمت خلق
9: رابطہ عالم اہلسنت	10: ادارہ برائے تربیت خواتین
11: آن لائن اسلامی یونیورسٹی	12: سنی تعلیمی بورڈ
13: مشاورتی بورڈ برائے اسلامی تجارت	14: ٹیچر ٹریننگ اسکول
15: ادارہ برائے تربیت واعظین و مناظرین	16: سنی مساجد
17: سنی دارالاشاعت	18: سنی ڈیٹا بیس

تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ:

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھی حضرت نے بھرپور کردار ادا فرمایا، تحریک ختم نبوت میں حکومت کی جانب سے جب بہت زیادہ سختی کی گئی، بڑے پیمانے پر گرفتاریاں ہورہی تھیں، اس وقت آپ مختلف مساجد اور جلسوں میں تقاریر کے ذریعے نوجوانوں میں جوش وولولہ پیدا کرتے۔ کئی دفعہ پولیس نے آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر گرفتار نہ کرسکی۔ تحریک ختم نبوت میں علماء اہلسنت نے بڑی قربانیاں دیں، بالآخر شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالستار خان نیازی علیہم الرحمہ اور دیگر علماء اہلسنت جن میں آپ بھی شامل تھے۔ حکومت پاکستان سے 7 ستمبر 1974ء کے مبارک دن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

جب تحریک ختم نبوت کا گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا تو علامہ عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ کو بھی گرفتار کیا گیا اور ایک دن ایک رات قید خانہ میں رکھا گیا۔ جب آپ باہر آئے تو صحافیوں نے آپ سے پوچھا، آپ

کی عمر کتنی ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا۔ ایک رات اور ایک دن، صحافی یہ سن کر مسکرا دیئے اور کہنے لگے آپ ہم سے مذاق کیوں کر رہے ہیں؟

چنانچہ علامہ نیازی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو قربانی میں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے دی ہے، اس کی سزا مجھے ایک دن اور ایک رات قید خانے میں ڈال کر دی گئی۔ یہی تو میری اصل عمر ہے جو میں نے دین کے لئے قربانی دی۔ باقی عمر فضول ہے۔ جب علماء اہلسنت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک اٹھائی تو قومی اسمبلی (پاکستان) کے ایک رکن نے علماء اہلسنت سے کہا کہ آپ کیوں قادیانیوں کے پیچھے پڑے ہیں تو اس وقت رکن قومی اسمبلی شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور شاہ صاحب قبلہ وہاں موجود تھے، آپ فرماتے ہیں کہ "یہ سن کر شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ فرمانے لگے، ٹھہر جاؤ، ابھی فیصلہ ہو جائے گا"

علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری نے قادیانیوں کے ذمے دار شخص کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ اگر کوئی مرزا غلام قادیانی کو نہ مانے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟

قادیانی نے جواب دیا کہ ہم اس کو کافر مانتے ہیں۔ یہ سن کر قومی اسمبلی کے رکن جو یہ کہہ رہے تھے کہ آپ قادیانیوں کے پیچھے کیوں پڑے ہیں، کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ یہ تو ہم سب کو کافر کہہ رہا ہے۔ الغرض قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں حضرت شاہ صاحب کا بھی حصہ ہے۔

اسی طرح آپ نے تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی اسلام منافی پالیسیوں کے خلاف بھرے جلسوں میں آپ نے اس کی مخالفت کی اور آپ کے ایک ذو معنی جملے نے لوگوں کو بڑا محظوظ کیا۔ جب آپ نے فرمایا کہ بھٹو کا زوال قریب ہے۔ اب نصرت (یعنی فتح) ہماری ہوگی جبکہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی بیوی کا نام بھی نصرت تھا۔

سیاسی خدمات:

پیر طریقت حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب قادری مدظلہ نے دین متین کی ہر شعبہ میں خدمت انجام دی ہے، جس طرح آپ مساجد میں منبر پر بیٹھ کر اور دینی جلسوں اور جلوسوں میں تشریف لے جا کر حق کو بلند فرمایا کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے اسمبلی میں بیٹھ کر وزراء، امراء، اراکین پارلیمنٹ کے سامنے بھی کلمہ حق بلند فرمایا ہے۔ جس طرح آپ اپنے حجرے میں اپنی مسند پر بیٹھ کر مسلک حق اور عوام اہلسنت کی خدمت کرتے تھے۔ اسی طرح قومی اسمبلی میں پہنچ کر بھی مسلک حق اور عوام اہلسنت کی خدمت فرمائی ہے۔ آپ 1985ء میں کراچی کے حلقہ این اے 190 سے جماعت اسلامی کراچی کے محمد حسین محنتی کو بھاری اکثریت سے ہرا کر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ یاد رہے کہ 1985ء میں انتخابات غیر جماعتی بنیاد پر ہوئے جس میں جمعیت علماء پاکستان نے ان انتخابات کے طریقہ کار سے اختلاف کرتے ہوئے انتخابات میں حصہ نہ لینے کا

فیصلہ کیا جبکہ شاہ صاحب قبلہ اور ان کے چند رفقاء نے اس فیصلہ کے برعکس الیکشن لڑا جس پر جے یو پی کی قیادت کی طرف سے شدید ردعمل کا اظہار کیا گیا۔

اس کے بارے میں جب قبلہ شاہ صاحب سے پوچھا گیا کہ ان غیر جماعتی انتخابات میں حصہ لینے کا آپ کا اقدام کیا درست تھا اور اس سے مسلک اہلسنت کو کہاں تک تقویت ملی؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا "دیکھیں جی! آدمی اختلاف اس فلور پر کرے جہاں اس کی بات سنی جائے، نہ یہ کہ ادھر ملک میں عام انتخابات کا اعلان ہو چکا ہو، پوری قوم اس میں حصہ لے رہی ہو اور ادھر محض کھاراور کی گلیوں میں یہ شور مچایا جائے کہ صاحب! انتخابات غیر جماعتی نہیں، جماعتی ہونے چاہئے، ہمارے نزدیک یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے نقار خانے میں طوطی کی آواز...

اگر 1985ء کے انتخابات میں ہم یا ہمارا پورا گروپ جسے نظام مصطفیٰ گروپ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، حصہ نہ لیتا تو وہاں سے کوئی فرشتے تو منتخب ہو کر نہیں آ جاتے، ظاہر ہے وہی دنیادار لوگ آگے آ جاتے ہیں جو اس الیکشن میں حصہ لیتے ہیں اور اگر ہم جے یو پی کے فیصلہ کے مطابق ان انتخابات کا بائیکاٹ کرتے تو ہمارا یہ فعل پورا شہر کراچی جماعت اسلامی کے حوالے کرنے کے مترادف ہوتا اور جیسا کہ ہم اس کا ماضی قریب میں مشاہدہ کر چکے ہیں۔ یہاں مسلسل دوبار ان کا منسٹر منتخب ہوا۔ اب اگر ایک بار پھر پیچھے ہٹ جاتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہم نے پورا کراچی جماعت اسلامی کے حوالے کر دیا ہے۔ ان حالات میں جمعیت علماء پاکستان، جماعت اہلسنت یا ہمارے عقیدے کی جتنی تنظیمیں ہیں ان میں ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس وقت یہاں پر جماعت اسلامی اپنا اثر ورسوخ آگے بڑھانے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اور اگر ان حالات میں ہم الیکشن میں حصہ نہ لیتے تو اس کا مطلب یہی نکلتا کہ ہم نے یہاں کی تمام سیٹیں تھالی میں سجا کر جماعت اسلامی کو پیش کر دی ہیں اور مجھے سو فیصد یقین تھا کہ اگر ہم اپنے انتخاب میں حصہ نہیں لیتے تو یہاں جماعت اسلامی کا امیدوار کامیاب ہو جائے گا۔ اسی طرح دیگر حلقوں کی صورتحال بھی کچھ کچھ اسی کے قریب تھی چنانچہ ہم نے بحیثیت سنی، جماعت اسلامی کے مقابلہ میں میدان عمل میں اترآنے کو ترجیح دی۔ ہم نے انفرادی طور پر الیکشن لڑا اور کراچی کی سطح پر بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور آپ نے دیکھا تھا کہ ان انتخابات کے حوالے سے پورے پاکستان میں کراچی ہی وہ واحد شہر تھا جس سے کچھ علماء منتخب ہو کر آئے اور عوام نے ہمارا خیر مقدم کیا۔ ہم نے 47 ہزار ووٹ لے کر پورے کراچی میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور ہماری حکمت عملی بھی اسی سلسلہ میں یہی تھی کہ جب الیکشن ہو رہا ہے تو اس میں حصہ لے کر منتخب ہو کر اور اسمبلی میں جا کر اپنے مسلک کے اجتماعی مسائل کے لئے آواز اٹھائی جائے اور ہم نے اٹھائی اور کافی معاملات زیر بحث لائے بھی گئے اس لئے ہمارے خیال کے مطابق ہمارا الیکشن 1985ء میں حصہ لینے کا فیصلہ بالکل درست تھا۔

رہا آپ کے سوال کا بقیہ حصہ تو اس ضمن میں اعتراضات ہم پر کئے گئے جن کا جواب دینا میں یہاں ضروری نہیں سمجھتا۔ ایک تو یہ کہ الیکشن مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کرا رہا تھا اور دوسرے یہ کہ الیکشن غیر جماعتی تھے؟

پہلے اعتراض کا جواب تو یہ ہے کہ اگر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے کرائے جانے والے انتخابات میں حصہ لینا فی الواقع گناہ ہی ٹھہرا، جنرل یحییٰ خان بھی تو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہی تھا۔ پھر اس کے دور میں الیکشن میں حصہ لینا کیونکر صحیح ہوگا۔ یہی سوچ بہر حال ان کی اپنی ہے۔ دوسرا اعتراض یہ کہ ہم نے غیر جماعتی انتخابات میں حصہ لیا۔ اس لئے معتوب ٹھہرے تو یہاں ہم پوچھتے ہیں کہ اسمبلی توڑنے کے بعد یہ جو 1988ء کے انتخابات کا ضیاء الحق نے اعلان کیا تھا وہ غیر جماعتی نہیں تھے؟ پھر اس وقت یہ فیصلہ کیوں کیا گیا کہ جو بس ہم نے 1985ء میں چھوڑی تھی اب مس نہیں کریں گے اور وہی گناہ جو ہمارے متھے لگایا جاتا رہا۔ آخر اسی کا ارتکاب خود کرنے کا ارادہ کیوں باندھ لیا گیا؟

یہ تو بعد میں غلام اسحٰق خان نگراں صدر کے دور میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں طے پایا کہ انتخابات جماعتی ہوں گے، ضیاء الحق نے تو اعلان غیر جماعتی کا ہی کیا تھا، جن میں حصہ لینے کے لئے اصولی طور پر رضامندی تو ظاہر کردی گئی اور اب کی بار پوزیشن یہ تھی کہ اس دوفعہ بس کو مس نہ کیا جائے بلکہ بیٹھ جایا جائے تو ہمارا قصور تو صرف اتنا ہی ٹھہرا کہ ہم اس بس میں ساڑھے تین سال قبل کیوں سوار ہو گئے تھے؟

تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس اعتبار سے بھی 1985ء کے انتخابات میں حصہ لینا ہماری اعلیٰ سیاسی بصیرت تھی اور یہ کوئی غلط فیصلہ نہیں تھا اور اگر اُس وقت دیگر سیاسی جماعتیں بھی ہماری طرح فیصلہ کر کے اسمبلی میں پہنچ جاتیں تو مارشل لاء کی گرفت جلد ہی کمزور کی جاسکتی تھی اور اسمبلی میں بیٹھ کر بہتر طور پر مسائل حل کئے جاسکتے تھے۔ گویا ہمارا 1985ء کے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ ہر لحاظ سے درست تھا۔

آپ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے گروپ (یعنی نظام مصطفیٰ گروپ) کے اندر بھی وزارتیں لینے پر اتفاق رائے نہیں ہوا تھا۔ اگر آپ وزارتیں نہ لیتے تو شاید بہتر طور پر کام کر سکتے تھے۔ تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا "اس معاملہ میں ہمارے درمیان قطعی طور پر کوئی اختلاف رائے نہیں تھا، بلکہ جب ہمارے گروپ کو وزارت کی پیشکش کی گئی اس پر ہم نے باقاعدہ اکھٹے بیٹھ کر سوچ بچار کی کہ براہ راست "حکومت سے جنگ" کی پالیسی کہاں تک ملکی مفاد میں ہوگی، اس پر ہم نے اس بات کو ترجیح دی کہ اگر کوئی وزارت ملکی خدمت کے پیش نظر قبول کر کے اس محکمہ کو انتہائی دیانت داری سے چلایا جائے تو کم از کم ایک محکمہ سے تو کرپشن کو روکا جاسکتا ہے اور یہ بات چونکہ ملکی مفاد میں تھی۔ اس لئے ہم نے وزارت کی پیشکش قبول کرلی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ شجر ممنوعہ تھا۔ پھر آپ نے ہاتھ کیوں بڑھایا تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ سیاسی جماعتیں الیکشن لڑتی پھر کس لئے ہیں؟ کیا سب کے پیش نظر یہی نہیں ہوتا کہ انتخابات میں کامیاب ہو کر وہ اقتدار حاصل کر کے اپنے اپنے پارٹی پروگرام کو عملی جامہ پہنائیں، پھر وہی پہلے والی بات آگئی تاکہ جونیجو حکومت میں وزارت کیوں لی، کوئی دوسری حکومت ہوتی تو لے لی جاتی، بھائی اگر جونیجو حکومت میں وزارت لینا ناجائز ہے تو کسی دوسری حکومت میں کیونکر جائز ہے؟ جہاں تک کام کرنے کا تعلق ہے تو ریکارڈ ملاحظہ کر لیجئے۔ وزارت پیٹرولیم کا پورا ریکارڈ آپ کو گواہی دے گا کہ اس میں

ہماری وزارت کے دوران زرمبادلہ ضائع ہونے سے کس طرح بچا لیا گیا۔ کتنے ہی ایسے معاملات تھے جن پر ملکی دولت اور زرمبادلہ ضائع ہو رہا تھا جسے ہم نے الحمدللہ بطور احسن محفوظ کرایا اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس دور میں ہمارے پاس یعنی حاجی حنیف طیب کے پاس جو بھی وزارت رہی، اس میں کسی قسم کی کرپشن کا کوئی ثبوت لے آئیں ہم ہر سزا بھگتنے کو تیار ہیں۔

اس دور میں آپ کے گروپ پر یہ الزام بھی لگا کہ اس گروپ کو وزارت جنرل ضیاء الحق کی خصوصی نوازش سے دی گئی ہے تو آپ نے اس الزام کے جواب میں ارشاد فرمایا "اگر کسی کا خیال ہے تو ہمارے نزدیک بالکل لغو اور بے بنیاد الزام ہے، نوازش تو اس پر کی جاتی ہے جو کسی کے اشارے پر چل رہا ہو، ہمارے ہاں تو ابتداء ہی میں جنرل ضیاء الحق سے تلخی پیدا ہو گئی تھی اور ہم کسی مرحلہ پر جنرل ضیاء الحق کے اشارے پر نہیں چلے اور پہلی میٹنگ ہی میں جونیجو صاحب کو وزیر اعظم نامزد کرنے کے سلسلے میں بلائی گئی تھی جس میں جنرل ضیاء الحق نے تمام صوبوں کے ایم این اے حضرات کو الگ الگ بلایا۔ جب سندھ کی باری آئی تو سب سے زیادہ خطرناک میٹنگ جنرل ضیاء الحق سے ہوئی جس پر ہمارے سندھ کے ایم این اے حضرات گواہ ہیں۔ اس موقع پر جنرل ضیاء الحق تقریر کر رہے تھے اور کوئی ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ کرتا تھا اور جب ہم نے ان کی قرینے سے کھنچائی کردی تو وہ سخت ناراض ہوئے۔ انہوں نے ہمیں نہ تو ناشتہ دیا نہ چائے پلائی، بس خالی ہاتھ ملا کر رخصت کر دیا۔ ہمارے سندھ کے معروف سیاست دان اور سابق پارلیمنٹرین جناب عبدالمجید جتوئی جو قیام پاکستان سے لے کر اس وقت تک ایم این اے منتخب ہوتے چلے آرہے تھے، بطور خاص میرے پاس آئے اور مجھے مبارکباد دیتے ہوئے کہنے لگے کہ "سائیں" آپ نے سندھ کی عزت رکھ لی۔

تو جہاں ابتداہی اس قدر تلخی آگئی ہو وہاں نوازش کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ تو ہمارا سندھ کے حوالے سے میرٹ بنتا تھا جس کی بناء پر ہمیں وزارت دی گئی اس میں ضیاء الحق کی کوئی نوازش تھی، نہ عنایت یہ ہمارا حق تھا جو ہم نے لیا۔ نوازش و عنایت اللہ تعالیٰ کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے بعد عوام کی جنہوں نے ہمیں منتخب کیا۔

جونیجو حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ جنرل ضیاء الحق نے اسمبلیاں توڑ دیں۔ اس طرح 1988ء میں انتخابات وقوع پذیر ہوئے اور یہ انتخابات جماعتی بنیاد پر تھے۔ ان میں نظام مصطفیٰ گروپ نے باقاعدہ حصہ لینے کا پروگرام بنایا اور باضابطہ طور پر درخواستیں بھی طلب کی گئیں پھر یکایک تمام حقوق سے دستبرداری کا اعلان کر دیا گیا۔ جب آپ کے گروپ کی طرف سے اچانک دستبرداری کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا "سیاسی آدمی کا کام یہ ہے کہ معاملات کو بھانپ کر اور اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔ صورتحال کچھ یوں ہے کہ ہمارے گروپ نے چونکہ اہلسنت کے حوالے سے اپنا علیحدہ تشخص قائم کیا تھا اور ہمارا پارٹی پروگرام بھی محض نفاذ نظام مصطفیٰ تھا مگر جب ہم نے دیکھا کہ جمعیت علماء پاکستان نے بھی نظام مصطفیٰ پارٹی کے نام سے ہر سیٹ پر اپنا امیدوار کھڑا کر دیا ہے، تو ہم نے محسوس کیا کہ اب اگر ہم بھی اپنے امیدوار یہاں کھڑے کرتے ہیں تو ایک طرف تو ہمارے ووٹ تقسیم ہوں گے اور دوسرا ہم میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ بایں حالات محض اہلسنت کے وقار اور

اتحاد کی خاطر الیکشن سے دستبردار ہو گئے کہ اہلسنت کی طرف ایک پارٹی کے امیدوار یہاں سے الیکشن میں حصہ لیں۔ حالانکہ ہمارے گروپ کے امیدوار جے یو پی کے امیدواروں سے کہیں زیادہ مضبوط تھے اور کراچی سے ایک دو سیٹیں ہم لے سکتے تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ لسانی تنظیموں کی کم از کم ان حلقوں سے تو حوصلہ شکنی ہوتی اور عوام اہلسنت کی حوصلہ افزائی ہوتی لیکن ہم نے پھر بھی جے یو پی کو موقع فراہم کیا اور ہر سطح پر غیر مشروط تعاون کیا تاکہ اہلسنت میں مزید انتشار نہ پھیل جائے۔

1985ء کے انتخابات میں حصہ لینے اور 1988ء کے انتخابات میں حصہ نہ لینے کے بارے میں آپ سے جو سوال کیا گیا اس کا جواب سننے کے بعد نتیجہ یہ سامنے آیا کہ حصہ لینے کی وجہ صرف اہلسنت کی نمائندگی اور ملک کا تحفظ اور عوام اہلسنت کی خدمت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ 1988ء میں جب اہلسنت کے نمائندے متعدد حلقوں سے الیکشن لڑ رہے تھے تو آپ اپنے گروپ کے ساتھ انتخابات سے دستبردار ہو گئے اور دستبرداری سے دوسرا مقصد اہلسنت کو انتشار سے بچانا بھی تھا۔ اس لئے آپ نے اس کے بعد کبھی کسی الیکشن میں حصہ نہ لیا چونکہ متعدد حلقوں سے اہلسنت کے نمائندے انتخابات میں حصہ لیتے ہیں جن میں سے چند ایک کامیاب بھی ہوتے ہیں اسی طرح اسمبلی میں اہلسنت کی نمائندگی کرنیوالا کوئی نہ کوئی ضرور موجود رہتا ہے جبکہ 1985ء میں حالت یہ تھی کہ اگر آپ اپنے ساتھیوں سمیت انتخابات میں حصہ نہ لیتے تو ایوان بالا میں اہلسنت کی نمائندگی کرنے والا کوئی بھی نہ ہوتا کیونکہ اہلسنت کی نمائندہ جماعت جے یو پی انتخابات کا بائیکاٹ کر چکی تھی۔ اس لئے اس وقت انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ اپنی جگہ درست تھا اور بعد میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ اپنی جگہ درست ہے۔

عہدے:

اہلسنت و جماعت کی خدمت کے حوالے سے آپ متعدد عہدوں پر فائز ہوئے جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں:

1: کونسلر، کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن
2: چیئرمین، تعلیمی کمیٹی کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن
3: رکن، لاء کمیٹی کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن
4: رکن، انٹرمیڈیٹ بورڈ کراچی
5: رکن قومی اسمبلی، 1985ء میں حلقہ NA-190 کراچی ساؤتھ، جماعت اسلامی کراچی کے محمد حسین محنتی کو بھاری اکثریت سے ہرا کر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور پھر قومی اسمبلی میں نظام مصطفیٰ گروپ قائم فرمایا
6: چیئرمین، انسداد جرائم کمیٹی کراچی
7: ڈائریکٹر، جاویداں سیمنٹ فیکٹری (سرکاری نامزدگی)
8: رکن، مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان
9: چیئرمین، مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ کراچی
10: چیئرمین، جامعہ انوار القرآن قادریہ رضویہ گلشن اقبال کراچی
11: چیئرمین، مصلح الدین ویلفیئر سوسائٹی کراچی
12: چیئرمین، المسلم ویلفیئر سوسائٹی کراچی
13: ٹرسٹی / ناظم تعلیمات، دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی
14: امیر، جماعت اہلسنت پاکستان کراچی
15: ناظم، جماعت اہلسنت ورلڈ
16: رکن، کمیٹی برائے سنی سیکریٹریٹ لاہور
17: پہلے رکن سنی تحریک علماء بورڈ

18: سرپرست اعلیٰ تحریک عوام اہلسنت
19: سرپرست اعلیٰ تحریک اتحاد اہلسنت
20: سرپرست اعلیٰ بزم رضا
21: سرپرست اعلیٰ دارالعلوم مصلح الدین
22: سرپرست اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت
23: رکن سنی رہبر کونسل
24: رکن سنی اتحاد کونسل
25: سرپرست انجمن اشاعت اسلام

جو 1986ء میں تقریباً ختم ہو گئی، پھر 1991ء میں حضرت علامہ مولانا عرفان صاحب ضیائی مدظلہ نے جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے نام سے حضرت شاہ صاحب قبلہ کی سرپرستی میں قائم فرمائی جو بحمدہ تعالیٰ اب تک کام کر رہی ہے اس کے علاوہ کراچی کے متعدد مدارس و مساجد کے آپ سرپرست تھے۔

تصانیف:

حضرت شاہ صاحب قبلہ نے متعدد موضوعات پر قلم بھی اٹھایا اور کتابی صورت میں اہلسنت و جماعت کو تفسیر، حدیث شریف، فقہ حنفی، عقائد، تصوف اور فضائل وغیرہا عنوانات پر بہترین مواد فراہم فرمایا۔ حضرت کی جو کتب اب تک منظر عام پر آچکی ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں

1: تصوف و طریقت
2: خواتین اور دینی مسائل
3: ضیاء الحدیث
4: جمال مصطفیٰ ﷺ
5: امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ
6: مزارات اولیاء اور توسل
7: فلاح دارین (تفسیر سورہ عصر)
8: رسول خدا کی نماز
9: دعوت و تنظیم مبلغ بنانے والی کتاب
10: حضور ﷺ کی بچوں سے محبت
11: دینی تعلیم
12: تفسیر سورۂ فاتحہ
13: مبارک راتیں
14: اسلامی عقائد
15: تحریک پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار
16: ختم نبوت
17: مسنون دعائیں
18: حج و عمرہ
19: فضائل صحابہ و اہلبیت
20: انوار القرآن تفسیر سورۂ والضحیٰ تا سورۂ ناس

دعوتِ اسلامی جو بعد میں بنائی گئی اس کے قیام میں بھی حضرت کا بڑا کردار ہے۔ بقول مدیر "ماہنامہ تحفظ" محترم جناب محمد شہزاد قادری ترابی کے کہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا آخری انٹرویو (آڈیو کیسٹ کی صورت میں) میرے پاس محفوظ ہے۔ جس میں آپ سے سوال کیا گیا تو کہ دعوت اسلامی بنانے میں کن علماء کا کردار ہے تو علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے دیگر علماء اہلسنت کے ساتھ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ کا نام بھی ذکر کیا۔

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ سے

انٹرویو

جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی کے نائب ناظم حضرت علامہ عبدالحفیظ معارفی، حضرت علامہ محمد خالد ماتریدی اور جماعت اہلسنّت کراچی دفتر کے آفس سیکریٹری حافظ محمد سلمان قادری نے حضرت شاہ صاحب قبلہ سے ان کی زندگی کے حوالے سے ایک انٹرویو لیا تھا جو ماہنامہ دلیل راہ راولپنڈی کے دسمبر 2009 کے شمارہ میں شائع ہوا قارئین کی معلومات کے لئے پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

سوال: تاریخ پیدائش اور مقام پیدائش۔

جواب: حیدرآباد دکن کے شہر ناندیڑ کے گاؤں موضع کلمبر جاگیر، 27 رمضان المبارک، شب قدر مطابق 15 ستمبر 1944ء کو میری پیدائش ہوئی۔ والد صاحب کا اسم گرامی مولوی سید شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اور آپ کا سلسلہ نسب سید ہے۔ جبکہ والدہ محترمہ کا سلسلہ نسب فاروقی ہے۔ میرا نام وہاں کے ایک مشہور بزرگ سید شاہ تراب الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا گیا۔ ان کا مزار وہیں ضلع پربھنی حیدرآباد دکن میں ہے۔

سوال: والد صاحب عالم دین تھے؟

جواب: جی ہاں! والد عالم دین تھے۔ حیدرآباد دکن میں ایک عالم کورس ہوتا تھا جس میں مولوی فاضل، منشی فاضل وغیرہ کا کورس پڑھایا جاتا تھا۔ انہوں نے وہ مکمل کورس پڑھا اور پھر موضع کلمبر جاگیر میں ہمارے جد امجد کے مزار سے متصل ہماری آبائی جامع مسجد تھی اس میں آپ رضاکارانہ امامت و خطابت کرتے تھے۔ بلکہ والد صاحب سے پہلے ہمارے دادا اور پڑدادا بھی اسی مسجد میں امامت و خطابت کرتے تھے۔

سوال: خاندانی پس منظر بیان فرمائیں؟

جواب: ہمارے جد امجد بغداد شریف سے تقریباً 700 سال قبل ہجرت کر کے حیدرآباد دکن آئے تھے۔ اور ان کا نام بھی یہی تھا جو میرا ہے یعنی سید شاہ تراب الحق تھا۔ میرے پاس ایک 1123ء کی دستاویز ہے۔ جس میں ہمارے آباؤ اجداد کو ملنے والی زمین کی تفصیل موجود ہے۔ اسی طرح ہمارے جد امجد کے بھانجے سانگڑے سلطان کے نام سے مشہور ہوئے بلکہ ہمارے علاقہ میں یہ ضرب المثل ہے کہ "سانگڑے سلطان، مشکل آسان" یہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ اور فیض یافتہ تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے وصال کے بعد آپ حیدرآباد دکن تشریف لائے اور یہیں آپ کا وصال ہوا اور ہمارے

گاؤں سے 56 میل دور ایک قصبہ قندھار شریف میں آپ کا مزار شریف مرجع عام و خاص ہے۔ ہمارے جد امجد کے بارے میں مشہور ہے کہ اس وقت کا مشہور ہندو راجہ سیوراج بہادر ایک مرتبہ اپنے لاؤ لشکر سمیت نکلا تو راستے میں ہمارے جد امجد بیٹھے ہوئے تھے۔ قافلے کے آگے چلنے والے سپاہیوں نے نامناسب لہجے میں کہا کہ آپ کو پتہ نہیں کہ راجہ کی سواری آرہی ہے اور آپ راستے میں بیٹھے ہوئے ہو چلو ایک طرف ہو جاؤ تو وہ ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے۔ اب اس کے بعد جب راجہ نے ہاتھی کو آگے بڑھانا چاہا تو ہاتھی وہیں تھم اور رک گیا۔ گویا کہ زمین سے چپک گیا ہو۔ اب اس ہندو راجہ نے گڑ بڑ محسوس کی تو اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم نے اس بزرگ کی کوئی بے ادبی تو نہیں کی جس پر اسے بتایا گیا کہ بزرگ کو نامناسب طریقے سے اٹھایا گیا ہے۔ تو وہ ہندو راجہ معاملہ سمجھ گیا۔ اور اس نے اپنے ہاتھی کے گلے میں لٹکے ہوئے سونے کے گھنٹے کو جس پر ہیرے جواہرات لگے تھے اتارا اور ہمارے جد امجد کے پاؤں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا اور وہ سونے کا گھنٹہ بھی نذر کیا تو اس کا ہاتھی آگے کو روانہ ہوا۔ وہ سونے کا گھنٹہ کئی پشتوں تک ہمارے خاندان میں رہا ہمارے جد امجد کا مختصر تذکرہ اور حضرت سانگڑے سلطان کا تذکرہ اب بھی "تاریخ قندھار شریف" میں موجود ہے۔ ہمارے جد امجد کا مزار موضع کلمبر جاگیر میں ہے اسی موضع کلمبر میں ہمارے آباؤ اجداد کی جاگیر تھی۔ اور ہمارے آباؤ اجداد "انعام دار جاگیر دار" کہلاتے تھے۔ علاقہ کے جاگیر دار ہونے کے ساتھ ساتھ علم و روحانیت بھی ہمارے بزرگوں کی رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ علاقہ کی ہماری آبائی جامع مسجد میں تمام دینی امور بھی وہی سرانجام دیا کرتے تھے۔

سوال: تعلیم کے مختلف مراحل کیسے مکمل کیئے؟

جواب: اصل میں جب ہم لٹ پٹ کر پاکستان ہجرت کر کے آئے تو وہ انتہائی کڑا اور سخت ابتلا کا وقت تھا۔ پورا خاندان تتر بتر ہو چکا تھا کچھ خبر نہ تھی کہ کون زندہ ہے اور کون شہید ہو چکا ہے۔ خاندان کے افراد کا کچھ پتا ہی نہ تھا کہ کون کہاں ہے اور کیسا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ ہمارے سگے خالو قبلہ قاری مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ تین سال تک ہمیں ڈھونڈتے رہے اور ہم انہیں تلاش کرتے رہے اور ان سے تین سال بعد 1954ء میں ملاقات ہوئی لیکن ان حالات کے باوجود حصول علم کا سفر جاری رکھا کچھ ابتدائی تعلیم تو مدرسہ تحتانیہ دودھ بولی، بیرون دروازہ نزد جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن میں حاصل کی تھی۔ اور پاکستان آنے کے بعد فیض عام ہائی اسکول پی آئی بی کالونی میں تعلیم حاصل کی اس دوران ہم پی آئی بی سے متصل لیاقت بستی میں رہے پھر وہاں سے کورنگی نمبر 4 منتقل ہوئے۔ 1961ء میں کراچی پورٹ ٹرسٹ میں ملازمت اختیار کی اور اسی وقت درس نظامی پڑھنا شروع کیا ساتھ ساتھ پورٹ ٹرسٹ کی مسجد میں باقاعدہ امامت و خطابت بھی

شروع کی۔ وہاں سے روزانہ سائیکل پر سوار ہو کر اخوند مسجد کھارادر میں قبلہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کے لئے حاضر ہوتا تھا پھر دارالعلوم امجدیہ میں باقاعدہ داخلہ بھی لیا لیکن زیادہ تر اسباق قبلہ قاری صاحب سے ہی پڑھے ہم چار شاگرد تھے جو قبلہ قاری صاحب سے حصول علم میں مصروف رہے۔ ایک تو مولانا ابوالبشر جو بنگلہ دیش کے تھے۔ کھوڑی گارڈن میں امام تھے اور قبلہ محدث اعظم پاکستان کے مرید تھے اور دوسرے مولانا غلام رسول کشمیری تھے جو اپنے وقت کے بڑے شعلہ بیان خطیب ہوئے اور جن کا مزار کورنگی میں ہے اور تیسرے مولانا صوفی قائم الدین صاحب تھے جن کا تعلق گوجر خان سے تھا اور وہ آرمی میں ہوتے تھے۔ ہم چاروں ہم سبق اور کلاس فیلو تھے اور مکمل درس نظامی قبلہ قاری صاحب سے پڑھا اور 1968ء میں سند حدیث باقاعدہ شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری سے حاصل کی۔ اس دوران مولانا پیر جمال الدین کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی علم التجوید میں ہمارے ساتھ قبلہ قاری صاحب کے شاگرد رہے۔

سوال: اس دور کے اور آج کے تعلیمی ماحول میں کچھ فرق محسوس کرتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! ہمارے دور میں مکمل انہماک کے ساتھ اساتذہ کرام پڑھایا کرتے اور ہم پڑھا کرتے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ باقاعدہ تربیت بھی جاری رہتی اور تربیت کا یہ عمل صرف اسباق کے دوران نہیں بلکہ غیر تدریسی اوقات میں بھی جاری رہتا۔ ایک مسلمان کی حیثیت میں کیسی زندگی بسر کرنی ہے! ایک عالم دین کی حیثیت میں کس طرح خلوص و لگن سے دین کی خدمت کرنی ہے! ہمیں علم کے ساتھ ساتھ یہ سارے اسرار و رموز بھی اساتذہ کرام عطا فرمایا کرتے تھے۔ جب کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ انہماک، خلوص کا فقدان ہے۔ گویا کہ آج علم تو سکھایا جاتا ہے مگر کردار سازی پر توجہ نہیں ہے۔

سوال: زمانہ طالب علمی کی کوئی یاد؟

جواب: اسکول کی تعلیم کے دوران پہلوانی بھی کی۔ ریسلنگ اور دیسی کشتیوں میں حصہ لیا بلکہ ویٹ لفٹنگ اور باڈی بلڈنگ میں کراچی کا چیمپیئن بھی رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ گرمی ہو یا سردی، بارش ہو یا کچھ اور روزانہ پرانی سائیکل پر سوار ہو کر قبلہ قاری صاحب کی خدمت میں حاضری دینا اور اسباق پڑھنا، یہ سب حسین یادیں ہیں۔ اصل میں قبلہ قاری صاحب کی شخصیت ایسی مسحور کن تھی اور ان کا انداز تدریس ایسا دلربا تھا کہ موسم کی سختی کے باوجود ان کے پاس آنے کو جی چاہتا تھا۔

سوال: طلباء کے لئے کوئی سبق؟

جواب: طلباء کے لئے نصیحت یہی ہے کہ یکسوئی سے پڑھیں، مطالعہ ضرور کریں، تکرار کی عادت ڈالیں، دوران تعلیم مسائل پر ڈائری ضرور لکھیں۔ یادداشتیں ضرور مرتب کریں کیونکہ آج کل کے ماحول میں

لوگ یہ پوچھتے ہیں یہ مسئلہ کونسی آیت یا حدیث میں ہے تو طالب علم دوران تعلیم اپنے مذہب کی جو مؤید احادیث ہیں ان کو ازبر کریں، ماخذ و مراجع یاد ہوں تاکہ عوام الناس کو مطمئن کیا جاسکے لیکن صرف لکھنے پر ہی زور نہ ہو بلکہ علم کو دل ودماغ پر نقش کرنے کی کوشش کی جائے۔ مزید سمجھانے کے لئے عرض کروں کہ میں نے امام غزالی کے واقعات میں پڑھا ہے کہ حصول علم کے بعد گھر واپس آتے ہوئے ان کے قافلے کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور اس لوٹ مار میں امام غزالی کا مال اور وہ رجسٹر جسمیں انہوں نے تمام علمی مواد جمع کیا ہوا تھا وہ بھی چھین لیا گیا۔ اس پر امام غزالی نے کہا مال و اسباب تو تم نے لے لیا ہے مگر میرا رجسٹر تو مجھے واپس کر دو کیونکہ کہ اس میں تمہارے کام کی تو کوئی چیز نہیں جبکہ میری سالہا سال کی محنت سے حاصل کیا ہوا علم اسی میں ہے۔ وہ اگر تم نے لے لیا تو میرے پاس کیا رہ جائے گا؟ میرا سارا علم تو اسی میں جمع ہے اس پر ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ: ”تمہارے ایسے پڑھنے کا کیا فائدہ کہ ڈائری غائب تو علم غائب۔“ اس بات نے امام غزالی پر ایسا اثر کیا کہ ڈائری وہیں چھوڑی اور دوبارہ حصول علم میں مشغول ہوگئے اور علم کو ایسا ازبر کیا کہ ان کی سوانح میں مشہور ہے کہ ”احیاء العلوم“ ان کی دوران سفر کی تصنیف ہے۔

سوال : بیعت کب اور کن سے ہوئے اور بیعت کے وقت عمر کیا تھی؟

جواب : جب میری عمر ۱۸ یا ۱۹ سال تھی تو ۱۹۶۲ء میں قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر بذریعہ خط اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے چھوٹے صاحبزادے حضور مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور پھر ۱۹۶۸ء میں بریلی شریف جاکر ان کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ زندگی کے اس یادگار سفر میں 13 دن تک حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانہ پر قیام رہا۔ باقاعدہ تعویذات و عملیات کی تربیت فرمائی اور اجازت عطا کی۔ جب کہ اس دوران اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مسجد رضا میں اکثر نمازوں کی امامت بھی میرے سپرد رہی۔ حضرت فرمایا کرتے کہ آپ کی قرأت اچھی ہے آپ نماز پڑھائیں جب کہ خود میری اقتداء میں نمازیں ادا فرماتے۔ یہ ان کی کرم نوازی تھی ورنہ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا۔ پھر ان کی موجودگی میں کئی جلسوں میں تقریر بھی کی جس پر حضرت اقدس نے بڑی شفقت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔

سوال: دستار خلافت کب حاصل ہوئی؟

جواب: عموماً پیر صاحب اپنے خلیفہ کو سند خلافت جاری کرتے ہیں اور معاملہ مکمل ہو جاتا ہے لیکن مجھے سید ہونے کی وجہ سے غالباً 1980ء میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نواسے حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہری کی موجودگی میں خلافت عطا فرمائی اور سید ہونے کی وجہ سے بڑا خاص انداز اپنایا۔ آپ نے اپنا جبہ شریف، عمامہ شریف اور ٹوپی مجھے عنایت فرمائی اور بطور خاص سند خلافت قبلہ تاج الشریعہ

مدظلہ العالی سے پر کروائی اور خود اپنے ہاتھ سے دستخط فرمائے اور تاریخ ڈالی۔ اس کے ساتھ ساتھ سلسلۂ قادریہ، برکاتیہ ،اشرفیہ ،شاذلیہ، منوریہ، معمریہ اور دیگر تمام سلاسل میں اپنے استاذ محترم اور سسر قبلہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور قطب مدینہ علامہ ضیاءالدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی اور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازہری سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔

سوال: تنظیمی کارکن کو کام کس طرح کرنا چاہیے؟

جواب: اس سلسلہ میں میری گذارش یہ ہے کہ ہم دینی جماعت کے کارکن ہیں اور ہماری دینی جماعت، جماعت اہل سنت ایک تنظیم تو ہے مگر اس کے ساتھ ہمارا مذہب و مسلک بھی تو ہے۔ تو ہمیں صرف ایک تنظیم کا کام سمجھ کر عملی میدان میں نہیں آنا چاہیئے بلکہ اپنا مذہب و مسلک سمجھ کر اس کی ترویج و اشاعت کی بھرپور کوشش کرنی ہوگی تبھی کامیابی و کامرانی ممکن ہوگی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم جماعت کا کام صرف ایک تنظیم کا معاملہ سمجھ لیتے ہیں اور جز وقتی کام کرتے ہیں جس دن ہم جماعت کے کام کو دین، مذہب اور مسلک کا معاملہ سمجھ کر میدان عمل میں اتریں گے تو ساری پریشانیاں اور رکاوٹیں دم توڑ دیں گی۔

سوال: اب تک کیا دینی خدمات سرانجام دیں؟

جواب: ہمارے مولانا سید سعادت علی قادری کو 1967ء میں علم ہوا کہ قبلہ قاری صاحب کے داماد کورنگی میں ہوتے ہیں تو انہوں نے مجھے طلب کیا اور جماعت اہل سنت کورنگی کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔ اس وقت سے لے کر اب تک جماعت اہل سنت سے وابستہ ہوں۔ ایک کارکن کی حیثیت سے کام شروع کیا اور آج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کے صدقے یہ کرم فرمایا کہ آپ کو اس منصب پر فائز نظر آرہا ہوں۔

1965ء سے 1970ء تک محمدی مسجد کورنگی میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ 1970ء سے 1982 تک کھارادر کی قدیمی اخوند مسجد میں اسی منصب پر رہا۔ اس دور میں نوجوانوں کی تربیت پر خاص توجہ رہی جس کی وجہ سے انہی نوجوانوں نے کئی دینی تنظیمیں قائم کیں۔ مثلاً سنی باب الاشاعت، تحریک عوام اہل سنت، انجمن اشاعت اسلام، تحریک حقوق اہل سنت وغیرہ بڑی مشہور ہوئیں۔ بلکہ میں عرض کروں کہ دعوت اسلامی کے امیر مولانا محمد الیاس قادری بھی ان نوجوانوں میں شامل تھے اور تقریباً دس سال انہوں نے ہمارے ساتھ گزارے۔ 1983ء میں قبلہ قاری صاحب نے اپنے وصال سے دو ماہ قبل اپنی زندگی میں باقاعدہ میری جانشینی کا اعلان فرماتے ہوئے میمن مسجد کی امامت و خطابت میرے سپرد فرمائی۔ جماعت اہل سنت کے مختلف ادوار میں بڑے اہم مناصب میرے سپرد رہے۔ ترجمان اہل

سنت کا مدیر بھی رہا۔ روزنامہ جرأت، روزنامہ ریاست اور روزنامہ قومی اخبار کراچی میں شرعی مسائل کے جوابات کا کالم ہر جمعہ کو لکھتا ہوں۔ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں خلق خدا کی خدمت بھی گذشتہ 26 سال سے جاری ہے۔ ملک کے طول و عرض میں عموماً اور کراچی میں خصوصاً وعظ و تقریر کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے۔ عوام اہل سنت اور مسلک اہل سنت کو درپیش مسائل کے حل کے لئے دن رات کی تخصیص کیئے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی نگاہ شفقت کے حصول کی خاطر مصروف عمل ہوں اور انشاءاللہ تادم آخر رہوں گا۔ کیوں کہ عزتیں، عظمتیں اور بلندیاں سب کوچۂ محبوب ﷺ کی گدائی میں ہیں۔

سوال: کیا یہ سلسلہ صرف پاکستان تک محدود ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین متین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی دعوت پہنچانے کا شرف حاصل ہوا۔ کئی ممالک میں وہاں کے رہنے والوں کے اصرار پر بار بار جانے کا موقع ملا۔ سب سے پہلے 1977ء میں نیروبی، کینیا سے یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اس پہلے دورے کی اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں مقبولیت کی دلیل میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسی دورے کے اختتام پر حضور قطب مدینہ علامہ ضیاالدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ عالیہ پر حاضری ہوئی اور چالیس دن آپ کی صحبت کاملہ میں مدینہ طیبہ کے پرنور ماحول میں رہا اس کے ساتھ حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی، بلکہ میں آپ کو بتاؤں کہ حضور قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خلافت بھی عطا فرمائی لیکن میں اس کا دعویٰ اس لئے نہیں کرتا کہ اس وقت باقاعدہ کوئی لکھنے والا موجود نہ تھا کہ حضرت اس سے سند لکھوا کر جاری کرتے لیکن بحرحال حضرت کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمان مدنی نے ان کی طرف سے تمام سلاسل میں خلافت و اجازت باقاعدہ عطا فرمائی، تو میں کہہ رہا تھا کہ چالیس دن کوچۂ محبوب مدینہ طیبہ میں گزارے اور حضرت اتنی شفقت فرماتے کہ ہر محفل کے اختتام پر دعا مجھ سے کرواتے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نسبتوں کا فیض ہے وگرنہ میں کیا اور میری اوقات کیا۔

چلئے آپ کے سوال کی طرف لوٹتا ہوں 1977ء سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ کوشش ہوتی ہے کہ جہاں بھی جاؤں جماعت اہل سنت کی تنظیم سازی کروں، دینی اداروں اور مساجد ان ممالک میں تعمیر ہوں اور دین و مسلک کی بھرپور ترویج و اشاعت ہو۔ امریکا میں 11 بار جا چکا ہوں، یورپ کے پانچ، چھ دورے کیئے ہیں اس کے علاوہ عرب امارات، سری لنکا، بھارت، بنگلہ دیش، برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی، بیلجیئم، ساؤتھ افریقہ، کینیا، تنزانیہ، زمبابوے، عراق، زنزیبار، زمبیا اور سرکاری وفد کے رکن کی حیثیت میں چین کا دورہ اس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے ساتھ کیا۔ کنزالایمان شریف

اور اہل سنت و جماعت کا دیگر لٹریچر وہاں کے مسلمانوں تک پہنچایا، اسی طرح اردن اور مصر کا دورہ بھی کیا۔ قصہ مختصر یہ کہ افریقا کے جنگلوں سے لیکر یورپ کے مرغزاروں تک اور سنگلاخ پہاڑوں سے لیکر برصغیر کے سبزہ زاروں تک ہر مقام پر قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی صداؤں کو عام کرنے کا شرف حاصل رہا۔

سوال: آپ نے عملی سیاست میں حصہ لیا اس کے اسباب کیا تھے؟

جواب: جی ہاں! 1969ء میں باقاعدہ عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا وجہ اس کی یہ بنی تھی اس دور میں بھٹو نے سوشل ازم کا شوشہ چھوڑا تھا اور چین اور روس کے کمیونزم کے نظام کو پاکستان میں نافذ کرنے کے لئے بہت ساری قوتیں اور افراد متحرک ہو گئے تھے جب کہ ہم نے جو پاکستان کی خاطر گھر بار لٹایا تھا اور ہجرت کی تھی، اور اپنی جاگیریں قربان کیں تھیں اور خاندان کے افراد اس راہ میں شہید ہوئے تھے تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہم نے سنا بھی تھا اور یہ نعرہ لگایا بھی تھا کہ پاکستان میں اسلام اور نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ ہوگا۔ جبکہ اس دور میں ہونے والی یہ ساری سازشیں اور نعرے ہمارے دین سے بالکل متصادم تھیں تو صرف میں ہی نہیں بلکہ اکثر علماء اہل سنت میدان عمل میں نکل آئے اور باقاعدہ جدوجہد شروع کی اور ظاہر ہے کہ یہ علماء حق کی ذمہ داری بھی تھی کہ ایسے پر آشوب ماحول میں ملت کی رہنمائی کی جائے تو مولانا سید سعادت علی قادری، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور خود ہمارے قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیگر علماء کے ساتھ میدان عمل میں آئے اور لانڈھی کورنگی میں جب علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری نے الیکشن لڑا اور علامہ حسن حقانی صوبائی اسمبلی کے امیدوار تھے تو ان کی تمام الیکشن کمپین کا میں انچارج تھا خود قبلہ قاری صاحب نے بھی اکثر جلسوں میں خطاب کیا۔ اس زمانہ میں مذہبی تقسیم اتنی زیادہ نہ تھی اور مسلک کا کام کرنے والی تنظیمات باہم ایک دوسرے سے منسلک ہوا کرتی تھیں، چنانچہ مولانا سید سعادت علی قادری جماعت اہل سنت کے بھی ناظم اعلیٰ تھے اور جے یو پی کے بھی ناظم اعلیٰ تھے۔

سوال: عملی سیاست کے دوران کن مناصب پر فائز رہے؟

جواب: کراچی میٹرو پولیٹن کارپوریشن K.M.C میں کونسلر رہا، پھر K.M.C کی تعلیمی کمیٹی کا چیئرمین بھی رہا، اسی طرح لاء کمیٹی کراچی کا چیئرمین بھی رہا، انٹر میڈیٹ بورڈ کا رکن بھی رہا، انسداد جرائم کمیٹی کا چیئرمین بھی رہا، ضیاء الحق کے زمانے میں الیکشن کا اعلان ہوا تو کورنگی سے صوبائی اسمبلی کا امیدوار بنا لیکن وہ الیکشن ملتوی ہوگئے، اسی طرح 1985ء کے غیر جماعتی الیکشن میں حلقہ 190 کراچی ساؤتھ سے جماعت اسلامی کے محمد حسین محنتی کو بھاری اکثریت سے ہرا کر قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہوا۔ غالباً اس وقت جیتنے والوں میں سب سے زیادہ ووٹ میں نے حاصل کیئے بلکہ جس امیدوار نے ہمارے مقابلہ میں شکست

کھائی اس کے ووٹ بھی اس وقت کے جیتنے والوں سے زیادہ تھے۔ اس اسمبلی میں اطلاعات کی اسٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر اور دہشت گردی کا قانون ہماری کمیٹی نے بنا کر دیا تھا۔ جاوید اس سیمنٹ فیکٹری کا ڈائریکٹر بھی رہا، مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا رکن رہا، اس سے ہٹ کر دینی شعبہ میں بے شمار مدارس اور مساجد اور فلاحی انجمنوں کی ذمہ داریاں بھی مجھ حقیر فقیر کے کندھوں پر ہیں۔

سوال: قومی اسمبلی کے رکن کی حیثیت میں کوئی ایسا کام جو یادگار ہو

جواب: مولانا! ہماری اسمبلی سے پہلے شاتم رسول کے لئے 2 سال کی سزا تھی اور یہ بھی صرف حضور ﷺ کی گستاخی تک محدود تھی۔ ہمارے زمانے میں 295/C کا قانون منظور ہونے کے لئے اسمبلی میں پیش ہوا کہ جس میں تمام انبیاء علیہم السلام، آسمانی کتب اور شعائر دین کی گستاخی کرنے والے کے لئے موت کی سزا تجویز کی گئی تو ہمارے پورے گروپ، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، محمد عثمان خان نوری، حاجی محمد حنیف طیب، پروفیسر محمد احمد پسرور، سیالکوٹ، قمرالنساء قمر اور میں نے دن رات ایک کر دیا ایک ایک رکن کے پاس گئے اور اس قانون کی منظوری کے لئے حمایت چاہی اور الحمد للہ ہماری کوششوں سے پوری اسمبلی نے متفقہ طور پر 295/C کو منظور کر لیا۔ اسی طرح ایک بار مؤتمر عالم اسلامی نے اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا اور حکومت پاکستان کو لکھ بھیجا۔ حکومت نے بھی پابندی کا سوچا اور پارلیمنٹ میں اس پر بحث شروع کروائی۔ اس سے پہلے کہ یہ شیطانی سازش کامیاب ہو جاتی ہم نے ایک بار پھر تمام اراکین سے رابطہ کیا اور اس کے بعد اسمبلی کے فلور پر ہم کھڑے ہوگئے اور حکومت کو باور کرایا کہ تم تو مسجد میں اذان سے پہلے درود شریف پر پابندی لگانے کا سوچ رہے ہو جب کہ ہم یہاں بھی درود و سلام پڑھا کریں گے اور ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کے بعد ہم نے وہیں اسمبلی میں مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور یا نبی سلام علیک پڑھنا شروع کر دیا اور اکثر اراکین بھی ہمارے ساتھ شریک ہوگئے اس صورتحال کو دیکھنے کے بعد حکومت کے وزیر مقبول احمد خان نے معذرت کرتے ہوئے حکومت کی طرف سے پابندی کی قرارداد واپس لینے کا اعلان کیا۔

سوال: کیا سیاسی عمل میں مذہبی طبقہ کو شریک ہونا چاہیئے؟

جواب: جی ہاں! ضرور آنا چاہیئے مگر بھرپور تنظیم اور قوت کے ساتھ تاکہ اسمبلی میں بھرپور کردار ادا کیا جاسکے۔ اگر اکیلے یا دو چار افراد انفرادی طور پر وہاں پہنچ بھی جائیں تو سوائے شور مچانے کے اور کیا کر سکتے ہیں لہٰذا اپنی صفوں میں بھرپور اتحاد پیدا کر کے تحریک چلائی جائے اور اس کے نتیجہ میں جب آپ پارلیمنٹ جائیں گے تو نتیجہ خیز معاملات سرانجام دے سکیں گے۔

سوال: اتحاد اہل سنت میں رکاوٹ کیا ہے اور کوئی صورت اتحاد کی نظر آتی ہے؟

جواب: مولانا! یہاں معاملہ لیڈری اور قیادت کے شوق کا ہے جو اتحاد میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، ہر شخص جس کو اس کے محلہ میں بھی کوئی نہ جانتا ہو اپنی تنظیم بنائے بیٹھا ہے، اب ظاہر ہے کہ اتنے قائدین کو کسی ایک تنظیم میں کیسے ایڈ جسٹ کیا جاسکتا ہے اور یہ بات وہ سب بھی جانتے ہیں اس لئے عوام اہل سنت میں تو اتحاد کی تڑپ بھی ہے اور خواہش بھی لیکن یہی قائدین پھر ان کو ورغلاتے اور بہکاتے رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایثار اور قربانی کا جذبہ اگر پیدا ہو جائے تو اتحاد ممکن ہو گا، میں دو مثالوں کے ذریعہ سمجھاتا ہوں، ایک زمانہ تھا کہ جماعت اہل سنت پاکستان مختلف دھڑوں میں تقسیم ہو گئی تھی پھر کچھ اہل درد کی کوششوں سے تمام دھڑوں کو لاہور میں اکٹھا کیا گیا تو اگر اس مرحلے پر سب قائد بننے پر رہتے تو اتحاد ممکن نہ ہوتا تو ہم نے یہ کیا کہ ایثار و قربانی سے کام لیتے ہوئے قیادت سے اپنی دست برداری کا اعلان کیا اور جماعت اہل سنت کے ایک دھڑے کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا تو اب سب کو یہ چیز اچھی لگی اور تمام گروپنگ ختم ہو گئی اور جماعت اہل سنت کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا۔ اسی طرح آپ دیکھیں کہ اس وقت سنی اتحاد کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس میں اکثر و بیشتر سنی تنظیمات موجود ہیں ہمارے قائدین علامہ سید مظہر سعید کاظمی شاہ صاحب اور علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے ایثار و قربانی سے کام لیا اور قیادت کے لئے صاحبزادہ فضل کریم کو آگے کیا تو ایک پلیٹ فارم بن گیا۔ اسی طرح تمام قائدین اور زعماء ایثار و قربانی سے کام لیں تو اتحاد ممکن ہے یا پھر ایسا کر لیا جائے کہ سنی اتحاد کونسل ٹائپ کا ایک مستقل ادارہ قائم کر دیا جائے اور تمام سنی تنظیمات جو پاکستان سطح پر اپنا وجود رکھتی ہوں ان کے سربراہوں کو اس کا ممبر بنا دیا جائے اور یہ ادارہ سپریم حیثیت میں مسلک و مذہب کے حوالے سے اجتماعی ایشوز پر ہر فیصلہ کرے اور تمام تنظیمات اہل سنت ان فیصلوں کو نافذ کرنے کی کوشش کریں تو پھر اتحاد کا معاملہ حل ہو سکتا ہے ورنہ اگر صرف زبان سے اتحاد کے دعوے کئے جائیں اور عملی طور پر اس کی مخالفت ہو تو پھر ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص آم کے درخت کے نیچے بیٹھ کر انار کی دعا کر رہا ہو۔

سوال: آپ فن خطابت کی طرف کیسے آئے؟

جواب: پہلی بات تو یہ یاد رکھیں میں خود کو کوئی اچھا خطیب نہیں سمجھتا۔ ہاں مسلک کی خدمت کے لئے ٹوٹی پھوٹی گفتگو کرنے کی کوشش ضرور کرتا ہوں اور یہ سلسلہ زمانہ طالب علمی میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ غالباً 1962ء کا زمانہ تھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مادر علمی دار العلوم امجدیہ کی طرف سے بحیثیت مقرر و مبلغ ہر جلسہ میں جایا کرتا تھا اور مسلک کی ترویج و اشاعت کے لئے، بدمذہبوں کے رد کے لئے اور اصلاح مسلمین کے لئے یہ سلسلہ گذشتہ 47 سال سے جاری ہے۔ پورا سال یہ سلسلہ جاری رہتا ہے بلکہ مجھے یاد ہے ایک

ایک دن میں پندرہ پندرہ تقریریں بھی کی ہیں۔ کئی مناظرہ بھی ہوئے۔ ایک مشہور مناظرہ تو مشہور دیوبندی مناظر مولوی محمد فاضل کے ساتھ ہوا جو کہ دار العلوم کراچی سے تعلق رکھتا تھا۔ اس مناظرہ میں علامہ مفتی محمد عبد اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ صدر مناظرہ تھے اور ثالث مولانا مفتی عبد السبحان قادری اور مولانا فضل سبحان تھے۔ اسی طرح ایک مناظرہ مجھے یاد ہے کہ حزب اللہ کراچی کے سربراہ ڈاکٹر کمال عثمانی سے بھی ہوا۔ الحمد للہ تمام مناظروں میں فتح حاصل ہوئی۔ اسی طرح سرکاری دفاتر اور اداروں میں ہونے والے جلسوں میں مولوی احتشام الحق تھانوی نے اپنا سکہ بٹھا رکھا تھا باوجود شدید مصروفیات کے سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اداروں میں مسلسل تقاریر کے ذریعہ اس کے اثر کو ذائل کیا اور گذشتہ 38 سال سے یہ خدمت بھی سرانجام دے رہا ہوں۔

سوال: تقریر کے لئے مطالعہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں؟

جواب: اتنا ہی ضروری سمجھتا ہوں کہ جتنا ایک جسم کو باقی رکھنے کے لئے سانس ضروری ہوتا ہے۔ ہم نے قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سیکھا ہے کہ بغیر مطالعہ کے تقریر کرنا ایسا ہی ہے جیسے آپ کوئی پودا لگا کر اسے پانی دینا چھوڑ دیں ایک وقت آئیگا کہ وہ پودا اپنا وجود کھو دے گا۔

سوال: آپ کی آواز میں جو گھن گرج اور رعب داب ہے اس کا راز؟

جواب: یہ سب اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اس نے اپنے محبوب ﷺ کے دین کی خدمت کے لئے عطا کیا ہے۔ ہمارے والد صاحب کی آواز بھی ایسی ہی تھی جبکہ ہمارے دادا سید شاہ محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ تو اونچی جگہ سے کسی کو آواز دیتے تو پورا گاؤں ان کی آواز سنتا تھا۔

سوال: خطیبوں میں کس کو پسند کرتے ہیں؟

جواب: علامہ فیض الحسن آلو مہار شریف والے اپنی طرز کے منفرد خطیب تھے۔ علمی خطاب میں غزالیٔ زماں علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت پسند ہیں، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی بھی اچھے لگتے تھے، قبلہ قاری صاحب کی تقریر از حد پسند تھی، موجودہ دور میں علامہ سید ریاض شاہ صاحب کو شوق سے سنتا ہوں لیکن ایک شکوہ ہے کہ وہ کراچی والوں کو مستقل اور مسلسل نہیں نوازتے۔

سوال: خطباء کے لئے کوئی نصیحت؟

جواب: مطالعہ ضرور کریں، اپنی تقریر میں مقصدیت کو غالب رکھیں، خواہ مخواہ وقت نہ گزاریں، تقریر کو بامقصد، جامع اور مختصر رکھنے کی کوشش کریں، عوام کی ذہنی سطح کے قریب آکر بات کریں ایسا نہ ہو کہ عوام تو دہقان اور مزدور ہوں جب کے آپ ان کے سامنے وحدت الوجود اور وحدت الشہود جیسے مسائل پر ادق

علمی زبان میں گفتگو کرنے لگیں، وقت کی پابندی بھی ضروری ہے وگرنہ ایسا ہوگا کہ تقریر کے اختتام پر صرف آپ ہوں گے اور ڈیکوریشن والے سامان اٹھانے کے انتظار میں آپ کا منہ دیکھ رہے ہوں گے۔ تقریر کے لئے اردو ادب کا مطالعہ ضرور کریں کہ زبان ادبی ہوگی تو بات زیادہ اثر انداز ہوگی۔

سوال: کون کون سی یادگار تحریکوں میں حصہ لیا اور دیکھیں؟

جواب: 1954ء کے بعد سے جتنی بھی تحریکیں چلیں ان سب کا میں عینی شاہد ہوں اور دینی حوالے سے جتنی تحریکیں چلیں ان میں بڑی سرگرمی سے شریک بھی ہوا۔ تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک نظام مصطفی، ناموس رسالت ﷺ کا معاملہ ہو یا پھر شعائر دین اور قوانین الٰہیہ کے تحفظ کی تحریک ہو یا پھر مسلک حق کی بقااور تحفظ کی جدو جہد ہو ، کسی بھی معاملہ میں پیچھے نہیں رہا بلکہ اور علماء و قائدین کے شانہ بشانہ صف اول میں شریک رہا۔ آپ کی معلومات کے لئے میں آپ کو بتاؤں کہ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفی میں کثرت سے گرفتاریاں ہوئیں اور اکثر علماء و قائدین گرفتار ہوگئے تو بالخصوص تحریک ختم نبوت میں ہم باقی رہ جانے والے علماء نے فیصلہ کیا کہ پکڑائی نہیں دینا اور حکمت عملی یہ اختیار کی کہ اچانک پہنچتے اور جلسے میں تقریر کرکے خاموشی سے نکل جاتے۔ کئی بار پولیس نے جلسے کو گھیرا مگر ہم تقریر کے بعد جبہ و عمامہ و ٹوپی اتار کر بالکل عام آدمی کی طرح منہ جھکائے نکل جاتے وہ ٹوپی اور عمامہ کی تلاش ہی کرتے رہتے۔ اس زمانے میں لوگوں کا دینی جذبہ ایسا تھا کہ ایک ایک لاکھ کا مجمع ہوتا ہمیں نہیں یاد کہ کبھی 30 40 ہزار سے کم کا مجمع رہا ہو۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ دین کی خاطر قربانی دینے کا جذبہ کم ہوگیا ہے۔

سوال: جلسوں کی زندگی میں کوئی یادگار موقع

جواب: جی ہاں! 13یا18مارچ 1974ء کو حیدرآباد میں ایک بڑا میلاد شریف کا جلسہ تھا۔ وہاں مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور اپنے طور پر تو ان لوگوں نے مجھے مار ہی دیا تھا۔ پورا جسم اور لباس خون میں تر بتر ہوگیا ، بازو کی ہڈی دو جگہ سے ٹوٹ گئی، ناک کی ہڈی تو بالکل چکنا چور ہوگئی، سر پھٹ گیا اور بھی کئی زخم آئے۔ بزرگان دین کی دعائیں بالخصوص قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں اور اللہ کا فضل شامل حال تھا کہ اللہ نے نئی زندگی عطا فرمائی۔ اسی حالت میں A.T.I کے نوجوانوں نے بڑی مشکل سے وہاں سے نکالا اور تانگے میں بٹھا کر سول ہسپتال لے گئے۔ وہاں ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر کہ یہ تو پولیس کیس ہے مرہم پٹی سے انکار کردیا۔ اب اسکے بعد یہ ہوا کہ میں نے محسوس کیا کہ سانس وغیرہ ٹھیک آرہی ہے تو میں نے میڈیکل اسٹور سے روئی لی اور رگڑ کر اپنا منہ وغیرہ صاف کیا اور پھر جلسہ گاہ پہنچ گیا اس وقت تک یہ بات مشہور ہوچکی تھی کہ شاہ تراب الحق کو مار دیا گیا ہے۔ لہٰذا مجمع حد شمار سے باہر ہوچکا تھا۔ بہر حال اسی حالت میں پھر میں نے

ڈھائی گھنٹہ تقریر کی، پورے جسم سے خون نکل نکل کر تالاب کی شکل اختیار کر گیا مگر زباں ذکر مصطفی ﷺ میں مصروف ثنا رہی۔ یہاں تک کہ احد یوسف وغیرہ پاؤں میں گر گئے کہ شاہ صاحب بس کریں ہم کراچی والوں کو کیا جواب دیں گے۔ پھر وہ مجھے تھانے لے گئے جہاں ایف ائی آر درج ہوئی اور میں تین دن تک سول ہسپتال میں داخل رہا مگر سب سے زیادہ حسین پہلو یہ ہے کہ جلسہ کروانے والوں نے پلٹ کر خبر تک نہ لی۔ مولانا محمد علی رضوی صاحب اور ایک لڑکا تھا ایئر فورس میں اس کا نام تھا شفاعت، یہ میری تیمار داری اور دیکھ بھال کرتے رہے اور جب میں چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو بس میں سوار کرکے کراچی روانہ کیا۔ اب بھی جب کوئٹہ کی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو کافی تکلیف ہوتی ہے اور وہ ساری یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

سوال: اپنی ازدواجی زندگی اور اولاد سے متعلق کچھ بتائیں؟

جواب: 13 مارچ 1966ء کو قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہمارا نکاح ہوا۔ قبلہ قاری صاحب ہمارے استاد بھی ہیں اور ساتھ ہی ہمارے خالو بھی ہیں۔ ہماری سگی خالہ آپ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ اس لحاظ سے ہماری زوجہ محترمہ ہماری خالہ زاد بھی ہیں۔ تقریب نکاح میں شیخ الحدیث علامہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی اور دیگر علماء شریک ہوئے۔ الحمد للہ 3 بیٹے اور 6 بیٹیاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ ایک بیٹی کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا باقی اولاد الحمد للہ بقید حیات ہے۔ بڑا بیٹا شاہ سراج الحق قادری آج کل کافی بیمار ہے تمام احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ جبکہ منجھلا بیٹا مولانا سید شاہ عبد الحق قادری اچھا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین خطیب بھی ہے اور میرا دست و بازو بن کر آج کل میرے اکثر جلسے وہی سنبھال لیتا ہے۔ میری آرزو اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلک کی خدمت کے لیے اس کو مزید توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ چھوٹا بیٹا شاہ فرید الحق قادری اپنا کام کرتا ہے۔

سوال: تنظیمی سفر میں کوئی دیرینہ ساتھی۔

جواب: کافی احباب اور بزرگ ہیں جو شفقت اور محبت فرماتے رہے۔ حضرت قبلہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جو میرے استاد، مربی، محسن اور سب کچھ ہیں۔ علامہ سید سعادت علی قادری نے بھرپور ساتھ دیا۔ مفتی محمد وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑی دلنواز شخصیت تھے۔ تصنیف کے کام میں مولانا آصف قادری اور محمد عارف قادری اسلام آباد والے بڑا ساتھ دیتے ہیں۔ مولانا عبد الرزاق بھترالوی، مفتی محمد سلیمان رضوی اور مولانا عبد الشکور پنڈی والے جو اپنے وسیع و عریض کتب خانوں میں مجھے ہر طرح کی سہولت دیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر جس آدمی نے سفر، حضر میں میری خدمت کی اور میرا معاون رہا وہ ایک ہی ہے ''مولانا محمد رئیس قادری'' اسی طرح محمد ادریس قادری بھی اخوند مسجد سے اب تک میرے ساتھ ہیں۔

سوال: زندگی کا وہ لمحہ جسے آواز دینے کو جی چاہتا ہے؟

جواب: جو لمحات در مصطفی کریم ﷺ پر گزرے ، جو وقت بزرگان دین کی صحبت میں گزرا، زندگی کا جو حصہ قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اور قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ عنایت کے سائے میں بسر ہوا، وہ بہت یاد آتا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ میری ساری کامیابیوں کا باعث انہی جیسی پاکباز ہستیوں کی صحبت ہے۔

سوال: پسندیدہ موسم؟

جواب: دینی حوالے سے تو مجھے سب کچھ "مدینہ طیبہ" کا پسند ہے۔ چاہے وہ موسم ہو یا کچھ اور۔ عام زندگی میں سردی کا موسم اچھا لگتا ہے۔

سوال: پسندیدہ لباس؟

جواب: کرتا، شلوار، اور حیدر آبادی شیروانی۔

سوال: پسندیدہ خوشبو؟

جواب: کوئی بھی اچھی خوشبو ہو استعمال کر لیتا ہوں۔ ویسے حنا اور مجموعہ پسند ہے۔

سوال: پسندیدہ کتاب؟

جواب: قرآن مجید اور احادیث کی کتب اس کے علاوہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتابیں اچھی لگتی ہیں۔ محدثین میں قاضی عیاض میرے پسندیدہ محدث ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ سب کچھ ایک ہی رنگ میں یعنی عشق رسالت مآب ﷺ میں ڈوب کر لکھتے ہیں۔

سوال: پسندیدہ افراد یا رہنما

جواب: اس وقت میرے پسندیدہ لیڈر سید ریاض حسین شاہ صاحب ہیں اس کے علاوہ پروفیسر مظہر میاں کا احترام پیش نظر رہتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ہماری 1954ء سے ملاقات رہی وہ جب بھی کراچی آتے تو جمعہ کی نماز ہماری مسجد میں پڑھاتے، چونکہ حضرت صاحب بغیر کسی اعلان کے تشریف لاتے تھے تو قبلہ قاری صاحب بھی اور ان کے بعد میں بھی اپنی جاری تقریر کو ادھورا چھوڑ دیا کرتے اور حضرت کا بیان شروع کرا دیا جاتا وہ کہتے بھی تھے کہ "مولانا! آپ اپنی بات پوری کر لیں" مگر ہمیشہ ہمارا جواب یہی ہوتا کہ حضرت اب آپ تشریف لے آئے ہیں تو بس آپ ہی سنبھالیں، نائب مفتیٔ اعظم ہند علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب اور حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم بستوی بریلی شریف انڈیا، محدث کبیر

علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی بہت پسند ہیں اور شفقت فرماتے ہیں۔

سوال: پسندیدہ سواری

جواب: موٹر سائیکل

سوال: پسندیدہ شہر

جواب: دینی حوالے سے مدینہ طیبہ، اور ویسے کراچی

سوال: پسندیدہ تنظیم

جواب: ظاہر ہے جماعت اہل سنت، اسی لئے تو اس میں ہیں

سوال: پسندیدہ شاعر

جواب: نعتیہ شاعری میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور استاد زمن مولانا حسن رضا خاں پسند ہیں۔ اسی طرح علامہ مفتی کفایت علی کافی جو ان دونوں کو بھی پسند تھے بلکہ اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے کہ "مفتی صاحب دنیائے نعت کے سلطان ہیں اور میں ان کا وزیر اعظم" اردو ادب کے سارے اساتذہ کو پڑھا مگر غالب اور استاد داغ دہلوی اچھے لگے۔

سوال: پسندیدہ شعر

جواب: عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام — کان جدھر لگائیے، تیری ہی داستان ہے

سوال: کسی شخصیت کے ساتھ ملاقات جو ناقابل فراموش ہو

جواب: مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن رئیس اڑیسہ، اندور کے مفتیٔ اعظم علامہ رضوان الرحمن، مولانا رجب علی نانپاروی، حافظ ملت مولانا عبدالعزیز اور یہ ساری شخصیات جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا۔ اور بہت سارے نام ہیں اگر گنوانے لگوں تو معاملہ بڑا مشکل ہو جائے گا۔

سوال: سانحہ نشتر پارک کے اسباب آپ کی نظر میں کیا ہیں

جواب: اہل سنت وجماعت کا جو اتحاد ناموس رسالت ﷺ کے عنوان سے قائم ہوا اور اس کا سب سے بھرپور مظاہرہ کراچی میں ناموس رسالت ریلی کی صورت میں ہوا، پھر عقیدہ و مسلک کی خدمت جو کراچی میں ہو رہی ہے اور میلاد شریف جس شان و شوکت سے منایا جاتا ہے ان سب کو سبوتاژ کرنے کے لئے اور مسلک حق کو دبانے کے لئے یہ اندوہناک سانحہ ہوا۔ مگر ہم نے یہ عزم کیا اور سارے زمانے کو دکھا دیا کہ ظلم و جبر سے نہ ہمیں مٹایا جا سکتا ہے اور نہ ہی دبایا اور جھکایا جا سکتا ہے۔ اور بھی زیادہ جوش عقیدت و محبت میں ہم سارے کام کر رہے ہیں بلکہ سانحہ نشتر پارک کے بعد میلاد شریف کی تاریخ کا سب سے بڑا جلوس ہم نے کراچی میں نکالا۔

سوال: آپ اسٹیج پر موجود نہیں تھے، وجہ؟

جواب: مولانا! جب سے ہم نے نشتر پارک میں جلسہ میلاد النبی ﷺ شروع کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک سالہا سال سے عصر اور مغرب کی نماز میدان میں عوام اہل سنت کو پڑھاتا ہوں۔ جب کہ علماء اسٹیج پر ہی نماز پڑھتے ہیں۔ اس دن بھی اسی معمول کے مطابق میں میدان میں نماز مغرب پڑھا رہا تھا اور اسٹیج پر علماء الگ نماز پڑھ رہے تھے اور اسی اسٹیج پر جماعت اہل سنت کراچی کی پوری کابینہ، ٹاؤنز کے امراو ناظمین موجود تھے جبکہ میرا سگا بیٹا سراج الحق، دو پوتے ابرار الحق اور منہاج الحق اور میرا داماد مولانا سید زمان علی جعفری، حاجی حنیف طیب کا اکلوتا بیٹا محمد احمد رضا اور داماد محمد نبیل قادری یہ سب اسی اسٹیج پر تھے۔ اب یہ کہنا کہ یہ جو بچ گئے تو کیوں اور وہ جو شہید ہوئے تو کیوں، جواب فقط اتنا ہے یہ سب اللہ تعالی کے فیصلے ہیں کہ کچھ کو منصب شہادت عطا ہوا اور کچھ اب بھی دینی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے لئے میدان عمل میں ہیں۔

سوال: آپ اس کا ذمہ دار کس کو ٹھہراتے ہیں؟

جواب: وہی باطل اور طاغوتی قوتیں جو مسلک حق کو ترقی کرتے دیکھنا پسند نہیں کرتیں

سوال: جماعت نے اور لوگوں کی طرح کسی تنظیم کو ٹارگٹ کیوں نہیں کیا؟

جواب: ہم نے ایک اصولی موقف اپنایا کہ ہمیں مجرم چاہئیں، چاہے وہ کوئی بھی ہو، سیاست میں ہوں یا بیورو کریسی میں یا کسی اور منصب پر ہوں، ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ اہل سنت پر قیامت ڈھانے والے ان شیطان صفت درندوں کو بے نقاب کیا جائے۔ ہاں جن لوگوں نے سیاسی مفادات حاصل کرنے تھے تو انہوں نے اسی انداز میں بات کی اور معاملہ کو اسی زاویہ سے پیش کیا۔ جب کہ ہمارا نہ تو کوئی سیاسی مفاد تھا اور نہ خواہ مخواہ دشمن بنانے کی پالیسی، للذا ہم نے یہی اصولی بات کی کہ سانحۂ نشتر پارک کے مجرموں کو سامنے لایا جائے اور بعد میں جب مجرم بے نقاب ہوئے اور خود کش حملہ آور محمد صدیق اور اس کو لانے والا اور منصوبہ بنانے والا سب کا پتہ چل گیا، تو بد گوئی کرنے والوں نے منہ کی کھائی۔

سوال: کوئی ایسی بات جو آپ کہنا چاہیں، افادۂ عام اور خصوصاً ہمارے قارئین کے لئے۔

جواب: سب کچھ تو آپ نے پوچھ لیا بہر حال ایک بات یہی ہے کہ میں نے بڑی غربت میں زندگی گزاری، محنت مزدوری اور مشقت بھی کی، پاکستان آنے کے بعد ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا، زمینیں جاگیریں سب وہیں رہ گئیں، جھونپڑی میں رہے، بارشوں کے زمانے میں ساری ساری رات جاگ کر گزارتے تھے، پھر جماعت میں بھی ایک کارکن کی حیثیت سے کام کیا اور قومی اسمبلی میں پہنچے تو ہماری حالت دیکھ کر اور لوگ کہتے کہ یہ کراچی والوں نے کس کو ووٹ دیا ہے۔ کیونکہ ہم ہوں یا مولانا شیخ الحدیث ازہری صاحب ہمارے پاس گاڑی نہیں ہوتی تھی، پیدل ہی بستہ اور فائیلیں ہاتھ میں دبائے پارلیمنٹ ہاؤس جاتے، راستے میں کبھی بھار کوئی رکن رحم کھا کر اپنی گاڑی میں لفٹ دے دیا کرتا اسی طرح واپسی کے لئے گوہر ایوب خان کی مہر

بانی تھی وہ ہمیں ڈراپ کرنے کے بعد اپنے گھر جایا کرتے۔ بہر حال کسی کام کو کرنے میں ہم شرمائے نہیں محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ علم حاصل کیا اپنے آپ کو پالا اور سنبھالا، غربت میں بھی ایک وقار کے ساتھ جیئے، دین کا کام کیا تو اللہ تعالی نے بھی رحم فرمایا۔ مولانا! اب جو بھی عزت اور مقام ملا ہے تو یہ کسی مستحکم بیک گراؤنڈ کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف مسلک حق کی خدمت کی وجہ سے ملا ہے۔ اللہ کریم کے محبوب کریم کی غلامی میں رہنا سعادت جانا اور ان کی عزت و عظمت اور مسلک کی نگہبانی کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا تو اس کریم و رحیم رب نے ہمیں بھی باعزت کر دیا۔

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی

اسنادِ حدیث

حسن ترتیب: صاحبزادہ مفتی اکرام المحسن فیضی

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- علامہ عبد المصطفیٰ ازہری ← صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی
- مولانا فضل الرحمن مدنی ← قطب مدینہ شاہ ضیاء الدین مدنی

اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں

امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- مولانا نقی علی خان ← مولانا رضا علی خان ← مولانا خلیل الرحمن رامپوری ← مولانا محمد اعظم سندیلی ← مولانا عبد العلی فرنگی محلی ← علامہ نظام الدین لکھنوی ← علامہ قطب الدین سہالوی
- شاہ آل رسول مارہروی ← شاہ عبد العزیز دہلوی ← شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ← شیخ ابو طاہر کردی ← شیخ ابراہیم کردی ← شیخ احمد قشاشی ← شیخ احمد شناوی
- امام احمد بن زینی دحلان ← شیخ عثمان دمیاطی ← شیخ امیر کبیر مصری ← شیخ علی بن عدوی صعیدی ← شیخ محمد سلمونی ← شیخ محمد خرشی ← شیخ ابراہیم لقانی
- شیخ حسین بن صالح جمل اللیل ← علامہ عابد سندھی ← شیخ صالح فلانی ← شیخ محمد بن سنہ عمری ← شیخ محمد بن علی دلائی ← شیخ ابن ارکماس ← حافظ ابن حجر عسقلانی
- شیخ عبد الرحمن سراج ← شیخ جمال بن عبد اللہ مکی ← علامہ عابد سندھی ← شیخ محمد حسین انصاری ← شیخ ابو الحسن سندھی ← شیخ محمد حیات سندھی ← شیخ عبد اللہ بن سالم بصری
- شاہ ابو الحسین احمد نوری ← شاہ احمد حسن مرادآبادی ← شیخ احمد بن محمد دمیاطی ← شیخ محمد بن عبد العزیز ← شیخ ابو الخیر بن عموس ← شیخ زکریا انصاری ← حافظ ابن حجر عسقلانی

قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی

- امام یوسف نبہانی ← شیخ محمد حمزاوی ← شیخ عبد الرحمن کزبری ← شیخ محمد کزبری ← شیخ عبد الرحمن کزبری ← شیخ محمد عقیلہ مکی ← شیخ حسن بن علی عجیمی ← شیخ احمد بن محمد نخلی یمنی ← شیخ یحییٰ بن مکرم طبری ← شیخ محب الدین طبری ← ابراہیم بن محمد صدقہ ← شیخ عبد الرحمن فرغانی
- علامہ بدر الدین حسنی ← شیخ ابراہیم سقا ← محمد بن سالم شیبہ ← احمد بن عطیہ جوہری ← سالم بن عبد اللہ بصری ← شیخ شمس بابلی ← ابراہیم لقانی ← علی بن ابراہیم حلبی ← شیخ احمد بن احمد رملی ← شیخ زکریا انصاری ← حافظ ابن حجر عسقلانی
- علامہ سید احمد برزنجی ← شیخ محمد بن علی سنوسی ← شیخ عبد العزیز حبشی ← شیخ عبد الخالق مزجاجی ← شیخ محمد فرید انصاری ← حافظ محمد بن ناصر ← شیخ ابو الفتح بن ابو الفوارس ← شیخ سرکسی ← شیخ محمد بن یوسف فربری ← امام محمد بن اسماعیل بخاری
- علامہ عمران بن برکہ ← شیخ محمد بن علی سنوسی ← شیخ ابو طالب مازونی ← شیخ ابو القاسم کوراتی ← شیخ عبد اللہ لاہوری ← شیخ قطب نہروالی ← شیخ ابو الفتوح طاؤسی ← شیخ بابا یوسف ہروی ← شیخ محمد بن شاذ بخت ← شیخ ابو لقمان ختلانی ← شیخ محمد بن یوسف فربری ← امام محمد بن اسماعیل بخاری
- علامہ وصی احمد سورتی ← شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی ← شاہ عبد العزیز دہلوی ← شاہ ولی اللہ دہلوی ← شیخ ابو طاہر کردی ← شیخ ابراہیم کردی ← شیخ صفی الدین القشاشی ← شیخ شناوی ← شیخ شمس رملی ← شیخ زکریا انصاری ← شیخ ابن فرات ← شیخ عمر بن حسن مراغی
- علامہ سید احمد شریف سنوسی ← شیخ محمد مہدی سنوسی ← شیخ محمد بن علی سنوسی ← شیخ ابو حفص عطار ← شیخ عابد سندھی ← شیخ محمد سعید سنبل ← شیخ عید بن علی نمرسی ← شیخ عبد اللہ بن سالم بصری ← شیخ علی شبراملسی ← شیخ نور الدین زیادی ← شیخ شہاب رملی ← شیخ زکریا انصاری
- علامہ محمد عبد الباقی انصاری ← شیخ علی بن ظاہر وتری ← شیخ احمد منۃ اللہ ازہری ← شیخ امیر کبیر ← شیخ علی صعیدی ← شیخ محمد عقیلہ مکی ← شیخ حسن عجیمی ← شیخ شمس الدین بابلی ← شیخ سالم سنہوری ← شیخ محمد غیطی ← امام جلال الدین سیوطی

سندِ صحیح بخاری

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
2۔ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری
3۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی
4۔ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
5۔ شاہ آلِ رسول مارہروی
6۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
7۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
8۔ شیخ ابو الطاہر کردی
9۔ شیخ ابراہیم کردی
10۔ شیخ احمد قشاشی
11۔ شیخ احمد بن عبد القدوس شناوی
12۔ شمس الدین رملی
13۔ شیخ زکریا انصاری
14۔ حافظ ابن حجر عسقلانی
15۔ شیخ زین الدین تنوخی
16۔ شیخ احمد حجار
17۔ شیخ سراج الدین زبیدی
18۔ شیخ عبد الاول ہروی
19۔ شیخ عبد الرحمٰن داؤدی
20۔ شیخ ابو محمد عبد اللہ سرخسی
21۔ شیخ محمد بن یوسف فربری
22۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری

سندِ صحیح مسلم

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
2۔ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری
3۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی
4۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں
5۔ شاہ آلِ رسول مارہروی
6۔ شاہ آلِ احمد مارہروی
7۔ شاہ سید حمزہ بلگرامی
8۔ شیخ سید طفیل محمد اترولوی
9۔ شیخ فخر الدین بلگرامی
10۔ شاہ ابو الرضا اسماعیل دہلوی
11۔ شیخ عبد الحق محقق و محدث دہلوی
12۔ شیخ عبد الوہاب متقی
13۔ شیخ محمد بن رفیع یمنی
14۔ شیخ وجیہ الدین علوی
15۔ حافظ شمس الدین سخاوی
16۔ حافظ ابن حجر عسقلانی
17۔ شیخ صلاح مقدسی
18۔ شیخ فخر الدین مقدسی
19۔ شیخ ابو الحسن طوسی
20۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن فضل فراوی
21۔ شیخ عبد الغافر بن محمد فارسی
22۔ شیخ ابو احمد جلودی
23۔ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد جلودی
24۔ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سندِ سنن نسائی

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
↓
2۔ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری
↓
3۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی
↓
4۔ امام شاہ احمد رضا قادری
↓
5۔ شاہ ابو الحسین احمد نوری
↓
6۔ شاہ آلِ رسول مارہروی
↓
7۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
↓
8۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
↓
9۔ شیخ ابو الطاہر کردی
↓
10۔ شیخ ابراہیم کردی
↓
11۔ شیخ احمد قشاشی
↓
12۔ شیخ احمد شناوی
↓
13۔ شیخ احمد رملی
↓
14۔ شیخ زین الدین زکریا
↓
15۔ شیخ عز الدین بن ابراہیم
↓
16۔ شیخ مراغی
↓
17۔ شیخ فخر الدین ابن بخاری
↓
18۔ شیخ احمد بن محمد لبان
↓
19۔ شیخ ابو علی حداد
↓
20۔ شیخ ابو نصر کستار
↓
21۔ امام ابن سنی
↓
22۔ امام عبد الرحمٰن نسائی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سندِ سنن ابوداؤد

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
↓
2۔ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری
↓
3۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی
↓
4۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری
↓
5۔ امام احمد بن زینی دحلان مکی
↓
6۔ شیخ عثمان بن حسن دمیاطی
↓
7۔ شیخ محمد امیر کبیر مصری
↓
8۔ شیخ بدر حنفی
↓
9۔ شیخ بدیر
↓
10۔ شیخ ابراہیم کردی
↓
11۔ شیخ صفی الدین قشاشی
↓
12۔ شیخ شمس الدین رملی
↓
13۔ شیخ زکریا انصاری
↓
14۔ شیخ عز الدین ابن فرات
↓
15۔ شیخ ابو حفص عمر مراغی
↓
16۔ شیخ علی بن احمد بخاری
↓
17۔ شیخ ابو حفص عمر بغدادی
↓
18۔ شیخ ابراہیم بن محمد کرخی
↓
19۔ حافظ ابو بکر بغدادی
↓
20۔ شیخ ابو عمر قاسم ہاشمی
↓
21۔ شیخ ابو علی محمد بن احمد لؤلؤی
↓
22۔ امام سلیمان بن اشعث سجستانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سندِ سنن ابن ماجہ

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
2۔ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری
3۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی
4۔ امام احمد رضا خاں قادری
5۔ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی
6۔ علامہ عابد سندھی
7۔ شیخ محمد حسین انصاری
8۔ شیخ ابو الحسن سندھی
9۔ شیخ محمد حیات سندھی
10۔ شیخ عبد اللہ بن سالم بصری
11۔ شیخ محمد بن علاء الدین بابلی
12۔ شیخ ابراہیم لقانی
13۔ شیخ محمد بن احمد رملی
14۔ شیخ زکریا انصاری
15۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی
16۔ شیخ علی بن محمد دمشقی
17۔ شیخ ابو العباس حجار
18۔ شیخ انجب بن ابو السعادات
19۔ شیخ حافظ ابو زرعہ مقدسی
20۔ شیخ ابو منصور قومی
21۔ شیخ ابو طلحہ خطیب
22۔ شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم قطان
23۔ امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ قزوینی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سندِ جامع ترمذی

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
1۔ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری
2۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی
3۔ علامہ وصی احمد محدث سورتی
4۔ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی
5۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
6۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
7۔ شیخ ابو الطاہر کردی
8۔ شیخ ابراہیم کردی
9۔ شیخ سلطان مزاحی
10۔ شیخ شہاب الدین سبکی
11۔ شیخ نجم الدین غیطی
12۔ شیخ زکریا انصاری
13۔ شیخ عز الدین ابن فرات
14۔ شیخ ابو حفص عمر مراغی
15۔ شیخ فخر الدین ابن بخاری
16۔ شیخ عمر بغدادی
17۔ شیخ عبد الملک کروخی
18۔ شیخ محمود ازدی
19۔ شیخ عبد الجبار مروزی
20۔ شیخ ابو العباس مروزی
21۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سندِ مؤطا امام مالک

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
↓
2۔ علامہ فضل الرحمن مدنی
↓
3۔ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی
↓
4۔ شیخ سید احمد شریف سنوسی
↓
5۔ شیخ احمد بن عبد القادر ریفی
↓
6۔ شیخ سید محمد بن علی سنوسی
↓
7۔ شیخ عبد الحفیظ عجیمی
↓
8۔ شیخ صالح فلانی
↓
9۔ شیخ ابن سنہ
↓
10۔ شیخ ابن ارکماس حنفی
↓
11۔ حافظ ابن حجر عسقلانی
↓
12۔ شیخ ابو العباس بن خراط
↓
13۔ شیخ ابن جابر وادیاشی
↓
14۔ شیخ عبد اللہ بن محمد قرطبی
↓
15۔ شیخ احمد بن یزید قرطبی
↓
16۔ شیخ محمد بن عبد الرحمن قرطبی
↓
17۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن فرج
↓
18۔ شیخ یونس صفار
↓
19۔ شیخ یحییٰ بن عبد اللہ لیثی
↓
20۔ شیخ عبید اللہ بن یحییٰ
↓
21۔ شیخ یحییٰ بن یحییٰ لیثی
↓
22۔ سیدنا امام مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

دوسرا باب

بیعت وارشاد

اجازت وخلافت

اسنادِ طریقت

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

پیرِ طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کو اپنے مرشد گرامی شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ، اپنے استاد گرامی، حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ، قطبِ مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ (زبانی) اور ان کے صاحبزادہ حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ اور حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں مدظلہ العالی سے سلسلہ عالیہ قادریہ، برکاتیہ، منوریہ، اشرفیہ، شاذلیہ، محمدیہ، معمریہ، سنوسیہ میں اجازت اور خلافت حاصل تھی، مندرجہ ذیل تاریخوں میں ان بزرگانِ دین نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

۱۔	حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ	۱۱ جمادی الاخریٰ، ۱۳۹۹ھ
۲۔	حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ	۲۸ جمادی الثانی، ۱۴۰۲ھ
۳۔	قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ	----
۴۔	حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ	۳ ذوالحجہ، ۱۴۱۴ھ
۵۔	تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں مدظلہ العالی	۵ ربیع الثانی، ۱۴۳۶ھ

اسنادِ سلاسلِ طریقت

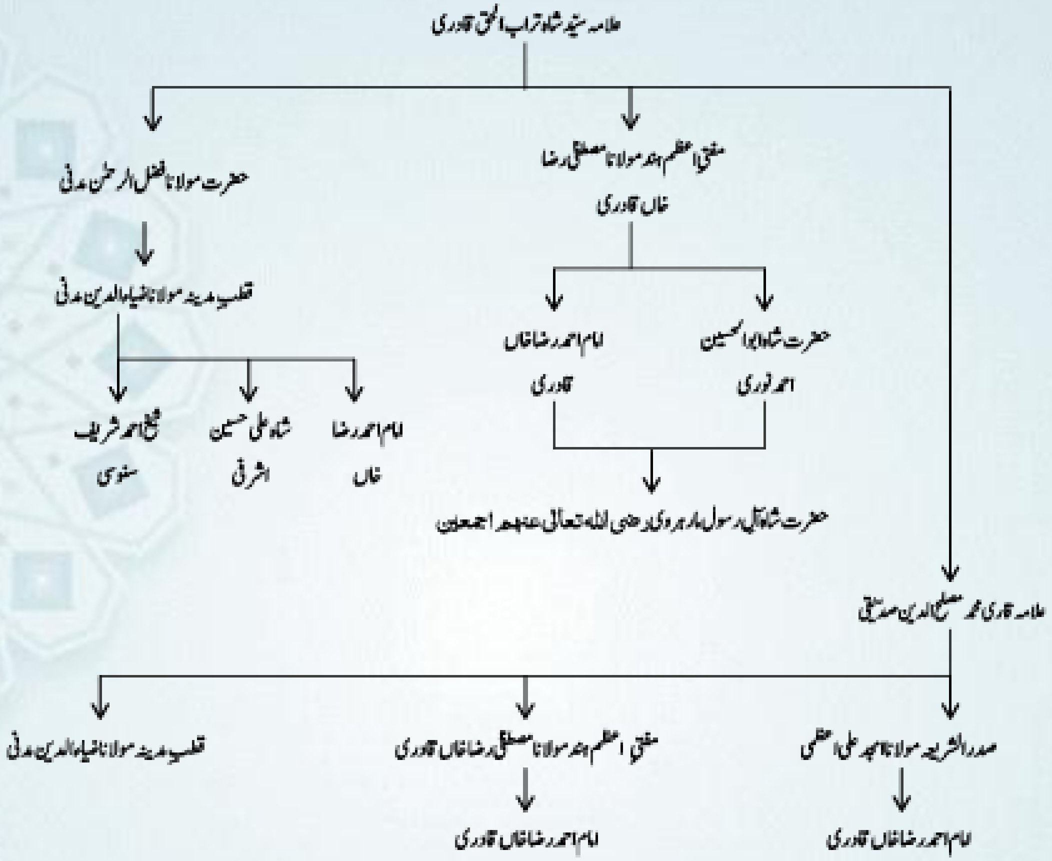

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

سندِ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
↓
مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری
↓
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری
↓
سید آلِ رسول احمدی مارہروی
↓
سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں مارہروی
↓
سید شاہ حمزہ مارہروی
↓
سید شاہ آلِ محمد مارہروی
↓
سید شاہ برکت اللہ عشقی
↓
سید شاہ فضل اللہ کالپوی
↓
سید شاہ احمد کالپوی
↓
سید شاہ محمد کالپوی
↓
جمال الاولیا جہان آبادی
↓
شیخ ضیاء الدین معروف بہ قاضی جیائیہ متوی
↓
شیخ محمد معروف بہ شیخ بھکاری
↓
سید ابراہیم ایرجی
↓
شیخ بہاء الدین
↓
سید احمد جیلانی
↓
سید حسن
↓
سید موسیٰ
↓
سید علی
↓
سید محی الدین ابو نصر
↓
سید ابو صالح
↓
سید عبد الرزاق
↓
غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی
↓
شیخ ابو سعید مخزومی
↓
شیخ ابو الحسن علی بن یوسف قرشی ہکاری
↓
شیخ ابو الفرح طرطوسی
↓
شیخ عبد الواحد بن شیخ عبد العزیز تمیمی
↓
شیخ ابو بکر شبلی
↓
شیخ جنید بغدادی
↓
شیخ سری سقطی
↓
شیخ معروف کرخی
↓
امام علی رضا
↓
امام موسیٰ کاظم
↓
امام جعفر صادق
↓
امام محمد باقر
↓
امام زین العابدین
↓
امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
↓
امیر المؤمنین امام المسلمین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔
↓
سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

سندِ سلسلۂ قادریہ منوریہ معمریہ اشرفیہ

1۔ علامہ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
↓
2۔ مولانا فضل الرحمن مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
↓
3۔ قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
↓
4۔ شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
↓
5۔ شاہ محمد امیر کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
6۔ شاہ عبد الکریم رامپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
7۔ شاہ سید منور اللہ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
8۔ حضرت شاہ دولہ گجراتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
9۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
10۔ خواجہ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
11۔ شیخ ابو الحسن ہکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
12۔ شیخ ابو الفرح طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
13۔ شیخ عبد الرحمن تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
14۔ شیخ ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
15۔ شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
16۔ شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
17۔ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
18۔ امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
19۔ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
20۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
21۔ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
22۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
23۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
↓
24۔ سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهٗ
↓
25۔ امام الانبیاء حضور سرورِ دوعالم ﷺ

سندِ سلسلۂ عالیہ قادریہ سنوسیہ معمریہ

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

↓

2۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی

↓

3۔ قطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاءالدین احمد قادری مدنی

↓

4۔ حضرت علامہ شیخ سید احمد شریف سنوسی

↓

5۔ علامہ شیخ محمد مہدی سنوسی

↓

6۔ علامہ شیخ محمد بن علی سنوسی

↓

7۔ علامہ شیخ معمر عبدالعزیز حبشی

↓

8۔ جگر گوشۂ غوثِ اعظم سیدنا امام عبدالرزاق جیلانی

↓

9۔ شہنشاہِ بغداد سیدنا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سندِ حزب البحر

1۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

↓

2۔ مفتیِ اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں

↓

3۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری

↓

4۔ حضرت سید شاہ آلِ رسول مارہروی

↓

5۔ حضرت سید آلِ احمد اچھے میاں

↓

6۔ حضرت سید شاہ حمزہ

↓

7۔ حضرت سید شاہ آلِ محمد

↓

8۔ حضرت شاہ برکت اللہ

↓

9۔ سید مربی بلگرامی

↓

10۔ سید عبدالنبی بلگرامی

↓

11۔ سید میر طیب بلگرامی

↓

12۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی

↓

13۔ شیخ عبدالوہاب متقی

↓

14۔ شیخ علی متقی

↓

15۔ شیخ احمد رومی

↓

16۔ شیخ عثمان دکی

↓

17۔ شیخ شمس الدین محمد بن حماد

↓

18۔ شیخ ناصر الدین بن ملیق

↓

19۔ شیخ شہاب الدین ملیق

↓

20۔ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ اسکندری

↓

21۔ شیخ ابوالعباس مرسی

↓

22۔ حضرت سیدنا ابوالحسن شاذلی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

↓

23۔ سرکارِ دوعالم
حضور نبی کریم ﷺ

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفانِ منزل ۲

سندِ دلائل الخیرات

1۔ علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری

↓

2۔ حضور مفتیِ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں

↓

3۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں

↓

4۔ حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی

↓

5۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

↓

6۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

↓

7۔ شیخ ابو طاہر مدنی

↓

8۔ شیخ احمد نخلی

↓

9۔ شیخ عبد الرحمٰن ادریسی

↓

10۔ شیخ احمد ادریسی

↓

11۔ شیخ محمد ادریسی

↓

12۔ شیخ احمد

↓

13۔ امام محمد بن سلیمان جزولی رضی اللہ تعالیٰ عنہم صاحبِ دلائل الخیرات

سندِ قصیدہ بردہ شریف

1۔ علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری

↓

2۔ مفتیِ اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں

↓

3۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری

↓

4۔ حضرت سیّد شاہ آلِ رسول مارہروی

↓

5۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

↓

6۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

↓

7۔ شیخ ابو طاہر مدنی

↓

8۔ شیخ احمد نخلی

↓

9۔ شیخ محمد بن علاء عالی

↓

10۔ شیخ سالم سنہوری

↓

11۔ شیخ نجم الدین غیطی

↓

12۔ شیخ زکریا انصاری

↓

13۔ شیخ ابو اسحاق صالح

↓

14۔ شیخ صلاح محمد بن محمد حسن شاذلی

↓

15۔ امام شرف الدین محمد بن سعید حماد بوصیری
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت شاہ صاحب کے خلفاء

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ نے وصال سے کچھ عرصہ قبل جن حضرات کو اجازت و خلافت سے نوازا تھا، ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

01	مولانا سید شاہ عبدالحق قادری	فرزند و جانشین قبلہ شاہ صاحب
02	مولانا سعید احمد خان علیہ الرحمہ	(حضور مفتی اعظم ہند کے نواسے)
03	مولانا شیخ عبدالعزیز الخطیب	پرنسپل التہذیب انسٹیٹیوٹ دمشق شام
04	مولانا محمد اسماعیل ضیائی	شیخ الحدیث و مفتی دارالعلوم امجدیہ
05	مولانا محمد ادریس	مدرسہ رضویہ اسلامیہ عالیہ سرندیف چٹاگانگ، بنگلہ دیش
06	مولانا قاری ریاض احمد بدایونی	سابق پرنسپل پریمئر کالج شاہ فیصل کالونی کراچی
07	مولانا فیض محمد گورکھپوری	دارالسلام، کینیا
08	مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس	ممبئی انڈیا
09	مولانا صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری علیہ الرحمہ	سابق مہتمم جامعہ قادریہ فیصل آباد
10	مولانا محمد یونس شاکر	سابق شیخ الحدیث دارالعلوم برکاتیہ
11	مولانا سید زمان علی جعفری	حضرت شاہ صاحب کے داماد، امیر تحریک لبیک یارسول اللہ کراچی
12	مولانا محمد رفیق عباسی	مدرس دارالعلوم امجدیہ کراچی
13	مولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی	رئیس دارالافتاء جامعۃ النور، کراچی
14	مولانا محمد عرفان ضیائی	سربراہ جمعیت اشاعت اہلسنّت کراچی
15	مولانا خلیل الرحمن چشتی	مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ سائٹ کراچی
16	مولانا فضل سبحان قادری	مدرس دارالعلوم امجدیہ کراچی
17	مولانا تاج نواب قادری	مدرس دارالعلوم برکاتیہ کراچی
18	مولانا مفتی محمد آصف عبداللہ	خطیب جامع مسجد بہارِ شریعت کراچی
19	مولانا غلام غوث بغدادی	سربراہ نورِ حمزہ اسلامک کالج، کراچی

20	مولانا حافظ محمد آصف قادری	مہتمم مدرسہ انوار القرآن اسلام آباد
21	مولانا محمد حسین گھانچی	مدرس دارالعلوم مصلح الدین
22	مولانا سید شاہ مظہر الحق قادری	خطیب محمدی مسجد کورنگی کراچی
23	مولانا محمد ناصر خان قادری	مہتمم دارالعلوم انوارِ مدینہ سائٹ کراچی
24	مولانا عبدالحفیظ معارفی	خطیب فاروقی مسجد کراچی
25	مولانا محمد آفتاب قاسم	ڈربن ساؤتھ افریقہ
26	مولانا مفتی محمد افضل	مفتی جامعہ حنفیہ قصور پنجاب
27	مولانا محمد مختار اشرفی	صدر جمعیت اشاعت اہلسنّت کراچی
28	مولانا اللہ رحم	خطیب شہید مسجد کھارادر کراچی
29	مولانا حافظ نعمان مصطفی	صاحبزادہ مفتی عبدالعزیز حنفی
30	مولانا محمد کامران قادری	خطیب خلفائے راشدین مسجد گلشن اقبال کراچی
31	مولانا عزیز الحق حقانی	خطیب الف مسجد کھارادر، کراچی
32	مولانا محمد اشرف شاد	مہتمم جامعہ نعمان ابن ثابت، فیصل آباد
33	مولانا مفتی عبدالعزیز	مفتی جامعہ قادریہ، فیصل آباد
34	مولانا محمد ادریس قادری	ناظم دارالعلوم مصلح الدین
35	مولانا سید عبدالوہاب قادری	خطیب قادریہ مسجد، ملیر کراچی
36	مولانا محمد ذاکر صدیقی	مہتمم جامعہ المصطفیٰ، حیدرآباد
37	مولانا محمد عثمان قادری	خطیب جامع مسجد نیو کراچی
38	مولانا سعید احمد قادری	خطیب جامع مسجد کراچی
39	مولانا محمد عتیق بن محمد اسماعیل ضیائی	خطیب میمن مسجد صدیق آباد کراچی
40	مولانا محمد انعام المصطفیٰ اعظمی	دارالعلوم نوریہ رضویہ، کلفٹن کراچی
41	مولانا محمد رئیس قادری	مدیر ماہنامہ مصلح الدین کراچی

نوٹ: دو سے تین افراد کو حضرت نے زبانی اجازت بھی عطا فرمائی تھی، ریکارڈ سے ان کے نام تلاش کر کے آئندہ کسی شمارہ میں ان شاء اللہ شامل اشاعت کئے جائینگے۔

آہ پیر و مرشد ہم سے رخصت ہو گئے

احتشام الدین احمد قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ! میرا نام احتشام الدین احمد قادری ہے میری پوری فیملی کو حضرت سید شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے شرفِ بیعت حاصل ہے۔ مجھے سیدی مرشدی حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کے تعلق سے کچھ عرض کرنا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ! مجھے شکاگو میں چند سال حضرت پیر طریقت کی میزبانی کا موقع میسر ہوا اور حضرت کی صحبت میں وقت گزارنے اور خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے خلوت و جلوت میں حضرت کو ہمیشہ نماز وقت پر ادا کرتے اور سنت کا پابند دیکھا۔

میں نے یہ بات بھی نوٹ کی کہ آپ اتنی عظیم شخصیت اور بزرگی کے باوجود ہمیشہ نیچے کارپیٹ یا قالین پر تشریف رکھتے اور اُسی پر آرام فرماتے۔ آپ گدے پر سونے کو ناپسند فرماتے۔ حضرت فون پر احباب کو ان کے نام سے یاد فرماتے اور انتہائی محبت و اپنائیت سے گفتگو فرماتے۔

آپ کے معمولات میں یہ تھا کہ صبح کو نماز و وظائف کے بعد تھوڑا آرام فرماتے پھر دن اور رات میں پروگرام کے بعد رات کے اکثر حصہ تک لوگوں کی اصلاح و رہنمائی فرماتے اور ہر ایک کے سوال کا جواب انتہائی محبت سے مدلل دے کر اس کو مطمئن کرتے اور ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

ایک اور خاص بات آپ کے سفر کے تعلق سے عرض کرتا چلوں، میں نے حضرت کی نقاہت کے پیش نظر عرض کیا کہ اجازت مرحمت ہو تو جہاز کا ٹکٹ بزنس کلاس کا کرادیا جائے تو حضرت نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "ایک آدمی کیلئے اتنا خرچ مناسب نہیں ہے"۔ آہ پیر و مرشد ہم سے رخصت ہو گئے!

رب قدیر حضرت کے روحانی فیوض و برکات سے ہم سب کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔ آمین!!

خاکپائے حضرت پیر طریقت و رہبر شریعت شاہ صاحب علیہ الرحمہ

احتشام الدین احمد سہروردی و قادری

مقیم حال ہیوسٹن ٹیکساس امریکہ

تیسرا باب

سیرت و کردار

اربابِ علم و دانش کی نظر میں

عظیم ہستی دنیا سے چلی گئی

جانشین غزالی زمان حضرت علامہ پروفیسر مظہر سعید کاظمی

امیر جماعت اہلسنت پاکستان

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے اگلے دن، مورخہ ۷ اکتوبر ۲۰۱۶ء جانشین غزالی زمان حضرت علامہ پروفیسر مظہر سعید کاظمی صاحب نے میمن مصلح الدین گارڈن میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا، آپ کے خطبے کو کیسٹ سے سن کر ادارہ کے مولانا مفتی عبد الرحمٰن قادری نے تحریر کیا۔ قارئین کی معلومات کے لیے پیشِ خدمت ہے۔(ادارہ)

الحمد للہ کفی وسلم علی عبادہ الدین اصطفی نحمد اللہ العلی الاکبر و نصلی علی رسولہ النبی الانور وعلی الہ واصحابہ الغرر امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ o صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم، ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العلمین۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللھم صل علی سیدنا محمد و الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

واجب الاحترام علماء کرام مشائخ عظام بالخصوص شہزادۂ مخدوم ملت حضرت صاحبزادہ شاہ عبد الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وزید مجدہ، عمائد قوم وزعمائے ملت معزز حاضرین پیارے دوستوں بھائیوں!

آج کا دن کچھ کہنے کا دن نہیں ہے۔۔۔۔۔ کیسی ہستی دنیا سے چلی گئی۔ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ ایک شخص کا نام نہیں ہے، یہ ایک ادارے کا نام ہے۔ایک فرد کا نام نہیں ہے۔ایک جماعت کا نام ہے۔ یہ ایک انسان کا نام نہیں۔ایک تحریک ایک جذبے کا نام ہے۔ کیا ہستی تھی!! حضرت شاہ صاحب کی۔ مجھ جیسے سیاہ کار سے اتنی محبت میرا جواں سال بیٹا دنیا سے گیا تو علماء میں سب سے پہلے شاہ صاحب تشریف لائے اور میرے غم میں شریک ہوئے اور میرے زخمی دل پر اپنے تعزیتی الفاظ سے مرہم رکھا۔

میرے دوستوں۔

فلک کی چرخ زنی صدیوں ہو تو کوئی ایسا ہو

ایسے لوگ روز پیدا نہیں ہوتے۔ حضرت شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ ایسی عظیم المرتبت شخصیت تھیں۔ایسی نابغہ روزگار ہستی تھی کہ ان کی تعریف میں الفاظ ڈھونڈنا بہت مشکل ہے۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق گزارا۔ مسلک کا درد جتنا ان کے دل میں تھا میں نے کہیں نہیں دیکھا۔وہ ہر وقت اہلسنّت کے لیے سینہ سپر رہتے تھے۔ کوئی موقع اہلسنّت پر ایسا نہیں آیا جس میں حضرت شاہ تراب الحق صاحب نے اپنا مرکزی کردار ادا نہ کیا ہو۔انہوں نے کوئی جاگیریں اور جائیدادیں نہیں بنائیں۔انہوں نے مساجد بنائی ہیں۔اداروں کی سرپرستی کی اور اہلسنّت کے لیے ہمیشہ وہ ایک ڈھال بن گئے۔ مجھے میرے بڑے محترم محسن اہلسنّت حاجی حنیف طیب صاحب نے یہ بات رات میں بتائی کہ جب میں آستانہ پر حاضر ہوا کہ شدید علالت اور انتہائی ضعف میں بھی ایک صاحب ملنے آئے وہ جب گئے تو خادم سے پوچھا کہ یہ کسی مسجد کا معاملہ تو نہیں تھا۔اس وقت بھی جب کہ انسان کوئی اور فکر اور سوچ نہیں رکھتا صرف اپنے رب کی طرف لو ہوتی ہے اس وقت بھی انہیں مسلک کا ایسا درد تھا۔ یہ انہی کی خصوصیت تھی۔ یہ انہی کا امتیاز تھا۔

اب میں کیا عرض کروں!! شاہ تراب الحق صاحب کو اللہ نے کیا کیا خصوصیات عطا فرمائی تھیں۔ میں جب بھی کراچی آتا تو ملتان سے نیت کر کے آتا کہ ہمیں شاہ صاحب کی زیارت کرنی ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی ملتان سے کراچی آیا ہوں اور حضرت شاہ صاحب سے میں نے ملاقات نہ کی ہو اور ان کے اور میرے جو پیارے محبت کے رشتے تھے وہ اب بھی ہیں اور قیامت تک قائم رہیں گے۔ وہ مصلحتوں کا شکار نہیں ہوتے تھے۔وہ بڑے دبنگ اور بے باک انسان تھے۔انہوں نے کبھی کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس میں بعد میں انہیں شرمندگی اٹھانی پڑی ہو۔وہ شیر اہلسنّت تھے۔کیا ہستی تھی!! میں کیا عرض کروں کہ ہم نے کیا کھو دیا؟؟ کیسی شخصیت اس دنیا سے چلی گئی۔

اب ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

حضرات گرامی! الحمد للہ ان کے شہزادے ہمارے درمیان موجود ہیں اور ان کو دیکھ کر ان کی خوشبوئیں آتی ہیں اور ان کی یاد دل میں تازہ رہے گی ان کو دیکھ کر۔ یہ الحمد للہ ان کے نقش قدم پر ہیں اور جیسے وہ سرپرستی کرتے تھے یہ بھی سرپرستی کریں گے اور جیسے آپ سب حضرت شاہ صاحب کے ساتھ تعاون کرتے تھے ان کے ساتھ بھی آپ کا ایسا ہی تعاون رہنا چاہیے اور رہے گا۔

اچھوں کی صحبت بڑی اہم چیز ہے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پڑھی اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ o

یہاں اس مجمع میں بلا مبالغہ سینکڑوں علماء موجود ہیں اور جید علمائے کرام موجود ہیں میں ایک بے علم اور

بے عمل انسان ہوں ٹوٹے پھوٹے لفظ میں بات کرتا ہوں کوئی علمی بات پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول اور ان کے محبوبوں کا ذکر مجھ جیسا ناکارہ بھی کرے گا تو ایمان تازہ ہو گا۔

میدان محشر میں قیامت کے دن اس دنیا کے جو گہرے دوست جگری یار ہونگے وہ وہاں قیامت کے دن بدترین دشمن ہونگے۔ یہ قرآن کا فرمان ہے الا المتقون لیکن اگر متقین سے تعلق کیا ہے۔ ان سے ناطہ جوڑا ہے ان سے نیاز مندی اور دوستی کا رشتہ استوار کیا ہے وہ دشمن نہیں وہ سجن ہونگے۔

اس لئے کہ ہم اس دنیا میں جب کسی سے دوستی کرتے ہیں تو ہمارے پیش نظر دنیاوی مفاد ہوتا ہے۔ فلاں شخص اس منصب پر فائز ہے۔ اس کے ہاتھ میں اختیار ہے۔ اس سے تعلقات بنالو ہمارا یہ کام نکل جائے گا۔ ہماری یہ مشکل آسان ہو جائے گی۔ ہم یہ نہیں سوچتے کہ اس دوستی کا آخری انجام کیا ہو گا۔ میرے دوستو! اگر آپ نے کسی سود خور سے دوستی کی ہے تو عین ممکن ہے کہ آپ بھی سود خور بن جائیں۔ اگر آپ نے کسی شرابی سے دوستی کی ہے تو عین ممکن ہے کہ آپ شرابی بن جائیں۔ اگر آپ نے کسی بد کردار سے دوستی کی ہے تو عین ممکن ہے آپ بھی اسی راہ پر چل پڑیں۔ یہ دوستی بڑی اہم چیز ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا المرء علی دین خلیلہ فلینظر احد کم لمن یخالل۔

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، یعنی جو اس کا عقیدہ ہے وہی تمہارا عقیدہ ہو گا۔ دوست کے خیالات تمہارے خیالات ہونگے اس لئے تم میں سے ہر ایک غور کرے دیکھ بھال لے کہ کس سے دوستی کر رہے ہو یہ نہ ہو کہ دوستی نقصان کا سودا ہو۔ ایسی دوستی کا ذکر قرآن میں ہے۔ میرے دوستوں حضور سید عالم ﷺ جب مکہ میں تھے اور آپ کی مکی زندگی بڑی Tough تھی۔ آپ نے بڑی تکلیفیں اٹھائیں، ہم غلاموں کو دین اور دنیا کی نعمتیں دینے کے لیے، مکہ میں ایک شخص تھا عقبہ بن ابی معیط، مکہ کے سرداروں میں سے تھا، پیسے والا تھا۔ دنیاوی طور پر عظمت والا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتا جاتا تھا۔ کچھ نہ کچھ حضور سے متاثر تھا۔ اس کی ایک بات یہ تھی کہ جب وہ سفر کر کے واپس آتا تو اپنے دوستوں کی پر تکلف دعوت کیا کرتا تھا، سخی تھا۔ ایک دن وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد (ﷺ)! آپ خاندان بنو ہاشم کے بطل جلیل ہیں۔ چشم و چراغ ہیں اور خاندان بنو ہاشم مکہ میں بڑی عظمتوں والا خاندان ہے۔ ظاہر ہے کعبہ کی تولیت سے تو بڑا کوئی اعزاز تھا ہی نہیں اور وہ بنی ہاشم کے پاس تھا۔ کہنے لگا کہ آپ میری عزت افزائی کریں۔ آپ میری دعوت قبول کریں۔ آپ میرے گھر چلیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تیری دعوت قبول نہیں کر سکتا جب تک تو ایمان نہ لائے۔ اس نے کہا میں ایمان لے آتا ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ۔ وہ مومن ہو گیا بلکہ صحابی ہو گیا۔ حضور نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔ مگر بدستور اس کی دوستی ورابطہ کفار اور مشرکین مکہ سے تھا مکہ کے کافروں کو پتا چلا کہ اس نے دین اسلام قبول کر لیا۔ انہیں بڑی تکلیف ہوئی۔ امیہ

بن خلف انتہائی کمینہ شخص تھا۔ وہ عقبہ کا گہرا دوست تھا۔ اس نے عقبہ کو بلایا اے عقبہ میں نے سنا ہے کہ تم نے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور محمد عربی کے دین کو قبول کر لیا ہے؟! اگر یہ بات ہے تو پھر تمہارا ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ کوئی واسطہ نہیں۔ اب وہ شخص جسے ایمان کی دولت مل گئی تھی اور جو مومن نہیں صحابی ہو گیا تھا۔ اس سنگت ورفاقت اور دوستی کی بنیاد پر ایمان پر قائم نہ رہ سکا۔ کہنے لگا میں تو تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو امیہ نے کہا پھر تو انھیں چھوڑنا پڑے گا۔ ان کے ساتھ ہو تو ہمارے ساتھ نہیں ہو۔ عقبہ نے کہا میں دین اسلام کو چھوڑ دیتا ہوں۔ امیہ بڑا کمینہ شخص تھا اس نے کہا ایسے نہیں مانوں گا۔ ان کے پاس جاؤ اور کہو میں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا میں اس سے دستبردار ہوتا ہوں۔ میں اپنے باپ دادا کے دین پر ہوں اور فقط یہی نہیں۔ بلکہ عقبہ تم جاؤ اور ان کے منہ پر تھوک کر آؤ (معاذ اللہ) اتنی کمینگی تھی امیہ میں۔ عقبہ نے اسے منظور کیا اور اس دوستی اور رفاقت کی بنیاد پر چلا گیا۔ میں نے دین اسلام چھوڑ دیا میں اپنے باپ دادا کے دین پر ہوں۔ اس نے سید عالم ﷺ کے چہرہ انور کی طرف تھوکا۔ جب اس نے تھوکا تو رب کائنات نے تھوک آگ کے انگارے بنا کر اس کے چہرے پہ لوٹا دیا۔ اس کا چہرہ جل گیا سیاہ ہو گیا۔

یہ رفاقت اور سنگت کا نتیجہ ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا یعنی میدان محشر میں اس دن ظالم اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا۔

یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا

ہائے افسوس کاش میں نے اپنے دوست امیہ بن خلف کی بات نہ مانی ہوتی۔

میرے دوستوں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط میدان محشر میں اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ کھائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ وہ ہاتھ ٹھیک کر دے گا اور وہ پھر کھائے گا اور پھر وہ کہنی تک کھائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ ٹھیک کر دے گا وہ مسلسل اس میں مبتلا رہے گا۔ یہ بری دوستی اور رفاقت کا انجام ہے۔

میرے دوستوں! اگر اللہ کے محبوب بندوں سے دوستی کی ہے پھر انجام بہت اچھا ہو گا ورنہ ظاہر ہے جو شخص سود خور نہیں تھا وہ سود خور کی دوستی کی وجہ سے سود خور بن جائے گا۔ میدان محشر میں وہ یہ کہے گا کہ میں سود خور نہیں تھا تم نے سود خور بنا دیا۔ آج اس عذاب میں تمہاری وجہ سے مبتلا ہوں۔ وہ کہے گا کہ میری وجہ سے مبتلا نہیں ہوئے کیا تم میں عقل نہیں تھی۔ اس طرح آپس میں لڑیں گے لیکن اگر ہم نے حضرت شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ جیسے شخص سے ناطہ جوڑا ہے تو پہلے نمازی نہیں تھا تو نمازی بن گیا پہلے اگر برائی میں مبتلا تھا برائی کو چھوڑ دیا پھر وہ میدان محشر میں کہے گا۔ حضرت میں آپ کا ممنون ہوں آج جو بھی یہ سکون و اطمینان ہے جو اللہ کی نعمتوں کا حقدار ہوں یہ آپ کی صحبت کی وجہ سے ہے۔

توجو متقین ہیں ان کے ساتھ اگر دوستی ہوگی تو میرے دوستوں وہی دوستی کار گر ہوگی اسی کا انجام خیر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ نے اچھی اور بری دوستی کا معیار مقرر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا مفہوم کہ یہی دوستی تو عطار کی دوکان کی طرح ہے۔ عطار سے اگر دوستی کروگے، اس کی دکان پر جاؤگے وہ تمہیں خوشبو تحفے میں دے دے گا۔ محبت کے ناطے اور اگر نہ دے تو تم اس سے خرید لوگے۔ وہ نہ دے اور تم نہ خریدو تو کم از کم اس کے پاس بیٹھ کر خوشبو تو آئے گی۔ جو لوگ حضرت شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کی صحبت میں بیٹھے ہیں ان کا دل گواہی دے گا کہ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر خوشبو آتی تھی۔ وہ اللہ کے ولی کامل تھے۔ وہ اللہ کے ولی کامل تھے۔ (دو بار آپ نے کہا) حضور نے فرمایا بری دوستی تو لوہار کی بھٹی کی طرح کہ جب لوہار کی بھٹی میں جاؤ گے تو اس کی چنگاریوں سے تمہارے کپڑے جل جائیں گے اور کپڑے نہ بھی جلیں وہاں کی بدبو تو آئے گی۔

دوستو! جو بد کردار برے اور گناہ گار لوگ ہوتے ہیں ان کے اندر ایک بدبو ہوتی ہے وہ بدبو ایمان والا محسوس کرتا ہے ان کے قریب اسی لئے لوگ نہیں جاتے، جن کا باطن صاف ہوتا ہے وہ ان کے پاس بیٹھ نہیں سکتے، اس لئے کہ اہل ایمان ہی اس بدبو کو محسوس کر سکتے ہیں۔ ہمیں اچھوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اور بروں کی صحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ یہی میرے دوستوں ہمارا وطیرہ ہونا چاہیے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ وہ تو حکمت اور دانائی کے موتی پروتے ہیں۔ ان کی وہ بات مجھے یاد آئی کہ سعدی زمین پر تشریف فرما ہیں مٹی سے خوشبو آرہی ہے۔ شیخ سعدی فرمانے لگے تجھ سے خوشبو آرہی ہے؟ تو تو حقیر اور ذلیل ہے، گندی ہے، بڑی عجیب بات ہے۔ تجھ سے خوشبو کیسی؟ مٹی نے جواب دیا۔

بگفتا من گل نا چیز بودم — ولیکن مدتی با گل نشستم
کمال ہم نشین در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

مٹی نے کہا میں واقعی ذلیل حقیر مٹی، میری کوئی حیثیت نہیں، لیکن میں کچھ عرصہ پھولوں کے ساتھ رہی ہوں آپ کو مجھ سے خوشبو آرہی ہے۔ یہ میرے ہمنشین پھولوں کی خوشبو ہے جو مجھ پر اثر کر گئی ہے اور میرے اندر وہ تاثر پیدا کر گئی ہے۔ ورنہ میں وہی ذلیل حقیر مٹی ہوں۔

میرے دوستوں! اچھے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں گے ان کی خوشبوئیں ہمارے اندر بس جائیں گی اور برے لوگوں میں بیٹھیں گے تو اگر ہمارے اندر جو پہلے خوشبو ہے وہ بھی ختم ہو جائیگی اور ان کی بدبو ہمارے اندر آجائیگی۔

مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث یاد آتی ہے۔ وہ سنا کر گفتگو ختم کروں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آسمان سے فرشتے اترے اور زمین پر پھیل گئے اور تلاش کرنے لگے کہ کہاں ذکر و فکر کی محفل ہو رہی ہے۔ کہاں اللہ اور اس کے رسول کا نام لیا جارہا ہے جب کسی فرشتے کو ایسی محفل نظر آگئی کہ یہ محفل بھی وہی محفل ہے۔ تو وہ اپنے ساتھیوں کو آواز دیتا ہے آجاؤ کام ہوگیا ہے تو سارے فرشتے فوراً آجاتے

ہیں۔ اور اس محفل پر اپنی رحمتوں کے پر اتار دیتے ہیں اور محفل ہوتی رہتی ہے جب محفل ختم ہو جاتی ہے تو وہ فرشتے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں رب فرماتا ہے اے فرشتوں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ اللہ تعالی فرشتوں سے پوچھ رہا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج کی رات تشریف لے گئے اور مختلف منازل سے گزرے تو انہوں نے جبریل امین سے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبریل امین نے حضور کو بتایا تو جو لوگ حضور کے علم کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں دیکھیں حضور کو پتا ہوتا تو کیوں پوچھتے؟ ان کو پتا نہیں تھا۔ میں ان سے کہتا ہوں یہاں تو رب تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے پوچھ رہا ہے اے میرے فرشتوں تم نے بندوں کو کس حال میں پایا؟ کیا رب کو پتا نہیں ہے وہ تو عالم الغیب والشھادۃ ہے اس سے تو کوئی چیز پوشیدہ رہ ہی نہیں سکتی۔ تو کیوں پوچھ رہا ہے۔ معلوم ہوا بعض دفعہ پوچھنا لاعلمی کی وجہ سے نہیں حکمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے اے میرے فرشتوں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ تو فرشتے کہتے ہیں وہ تو بڑے پیارے لوگ تھے وہ تو بڑے اچھے لوگ تھے انہوں نے تیرے اور تیرے حبیب کی محفل سجائی تھی۔ ذکر و فکر میں مصروف تھے اللہ تعالی فخر و مباہات فرماتا ہے۔ اے فرشتوں وہ مجھ سے کچھ مانگ بھی رہے تھے؟ فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ وہ تجھ سے تیری رحمت کے طلبگار تھے وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے وہ کسی چیز سے بچنا بھی چاہتے تھے؟ یا اللہ وہ تیرے عذاب سے بچنا چاہتے تھے تیرے قہر اور ترے غضب سے بچنا چاہتے تھے وہ جہنم سے بچنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ اے فرشتو گواہ ہو جاؤ میرے بندوں نے جو مجھ سے مانگا میں نے دے دیا اور میرے بندوں نے جس سے بچنا چاہا میں نے بچا لیا۔ جب یہ بات ہو گئی تو فرشتوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا رب فیھم فلان عبد خطاء۔ یا اللہ اس محفل میں ان لوگوں میں ایک انتہائی گناہ گار سیاہ کار معصیت کار بندہ بھی بیٹھا تھا۔ "خاطی" گناہ گار کو کہتے ہیں اور "خطاء" کہتے ہیں بہت بڑے گناہ گار کو۔ جس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں۔ حدیث شریف میں خطاء کے لفظ ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں اس محفل میں انتہائی گناہ گار بدکار معصیت کار بندہ بھی بیٹھا تھا۔ یا اللہ کیا تو نے اسے بھی بخش دیا ہے تو رب کائنات نے فرمایا و لہ غفرت "میں نے اسے بھی بخش دیا" اب یہاں اہل علم موجود ہیں عربی زبان کے اعتبار سے ہونا چاہیے تھا و غفرت لہ میں نے اسے بخش دیا لیکن زور دینے کے لئے ضمیر پہلے آئی و لہ غفرت ہم نے اس کو بھی بخش دیا ہے کیوں؟ رب کائنات فرماتا ہے ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم۔ یہ میرے ذکر اور فکر کی محفل سجانے والے۔ یہ میرے اور میرے حبیب کا نام لینے والے وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم القسمت نہیں ہو سکتا۔ جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہو سکتا۔ میرے دوستوں ذرا غور کرو وہ شخص جس کے بارے میں ہے خطاء تھا بلکہ روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

و انما مر فجلس معھم وہ شخص اس محفل میں شرکت کے لیے گھر سے نہیں نکلا تھا اس کا ارادہ محفل کا نہیں تھا وہ تو گھر کے کسی کام سے نکلا تھا۔ راستے میں مجلس ہو رہی تھی اس نے کہا میں جاؤں۔ اس کی نیت ہی نہیں

تھی۔ تو وہ شخص جو اس نیت سے نہیں نکلا تھا اللہ کے محبوبوں کی محفل میں آکر بیٹھ گیا ہے تو میرے دوستوں غور کرو اس پر کیسا کرم ہوا ہے اس نے کتنے گناہ کبیرہ کئے۔ انتہائی معصیت کار۔ لیکن رب کائنات کی رحمت نے اسے اپنے غفران ورضوان میں لے لیا ہے۔ یہ اللہ کے محبوبوں کی شان ہے ان کی صحبت بڑی اہم چیز ہے۔ مجھے تو وہ ایک حدیث یاد آتی ہے ہو سکتا ہے بعض علماء اس کے متعلق کچھ اور رائے رکھیں بحر حال حدیث تو وہ ہے۔ جب میدان محشر برپا ہو جائے گا جنتی جنت میں، دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو کچھ لوگ جنت میں ہونگے وہ اللہ رب العزت سے مباحثہ کریں گے۔ وہ ایسی بحث کریں گے جس طرح دنیا میں کوئی اپنی جائیداد و مال پر بھی نہیں کرتا ہو گا۔ وہ جھگڑا پیار اور لاڈ کا جھگڑا ہو گا وہ کہیں گے یا اللہ ہم دنیا میں تھے فلاں فلاں شخص ہمارے ساتھ رہتے تھے۔ ہم اکٹھے رہتے تھے کھاتے تھے پیتے تھے اٹھتے تھے بیٹھتے تھے روزے رکھتے تھے نمازیں پڑھتے تھے۔ یا اللہ ان سے کوتاہیاں ہو گئیں ان سے گناہ سرزد ہو گئے تو نے انہیں جہنم میں ڈال دیا ہمیں جنت میں لے آیا۔ ان کے بغیر ہمیں جنت میں مزہ نہیں آرہا۔ یا اللہ انہیں جنت میں داخل فرما۔ اب اللہ تبارک وتعالی یہ نہیں فرمائے گا کہ یہاں کوئی مطالبے نہیں ہوتے۔ جو ہم نے فیصلہ فرمادیا وہی ہے۔ بخشنے والا وہی ہے۔ چھوڑنے والا بھی وہی ہے۔ اللہ تعالی یہ نہیں فرمائے گا اور یہ بھی نہیں فرمائے گا کہ یہ دیکھا جائے انہوں نے کتنے گناہ کئے ہیں؟ کس معیار کے کئے ہیں؟ اتنوں میں چھوٹ ہے اور اتنوں میں چھوٹ نہیں ہے۔

اللہ تعالی فرمائے گا تم جاؤ جہنم میں جاؤ جس جس کو پہنچانتے ہو اس کو لے کر آؤ۔ آپ غور کریں۔ یہ حدیث پڑھی میری بڑی عجیب کیفیت ہوئی۔ دیکھئے بخشنے والا وہی ہے مگر اسے اپنے محبوبوں کی عظمت وشان اجاگر کرنی تھی فرمایا کہ جاؤ جس جس کو پہنچانتے ہو اس کو پکڑ کر لے آؤ اور جنت میں لے آؤ۔ چنانچہ وہ جہنم جس کی سینکڑوں ہزاروں میل تو آنچ ہوتی ہے۔ وہ جائیں گے جہنم کی آگ انہیں کچھ نہیں کر سکے گی۔ وہ جائیں گے اور اپنے ان ساتھیوں کو لے کر آجائیں گے اور پھر کہیں گے رب یہ تو تیرا کرم ہو گیا کچھ اور بھی کرم ہو جائے۔

اللہ رب العزت فرمائے گا جس کے دل میں ایک دینار برابر ایمان ہے اسے بھی لے آؤ۔ چنانچہ وہ جائیں گے اور ان لوگوں کو لے کر آجائیں گے۔ جس کے دل میں دینار برابر ایمان ہے پھر رب کی رحمت پر اور جری ہوں گے اور کہیں گے اے رب تبارک وتعالی تیرا بڑا کرم، تو رحمن رحیم غفور رحیم ہے یا اللہ کچھ اور کرم فرمادے۔

جاؤ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے اسے نکال کر آؤ وہ جائیں گے انہیں لے کر آجائیں گے۔ بخشنے والا وہ ہے چھوڑنے والا وہ ہے مگر اپنے محبوبوں کے ذریعے چھڑا رہا ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے ہم نے اللہ کے محبوبوں کا دامن اسی لیے پکڑا ہے کہ ان کی بات اللہ تبارک وتعالی نہیں ٹالتا۔

الحمد للہ حضرت شاہ تراب الحق رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی تھے جو اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کے فیوض وبرکات قیامت تک جاری وساری فرمائے۔ آمین۔

اتحاد اہلسنت کے داعی

مفسر قرآن حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ
ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان

یہ خبر گلشن محبت میں تمام اہل محبت کو غمگین کر گئی کہ جماعت اہل سنت پاکستان کے دیرینہ رفیق اور کراچی کے امیر محترم حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی واصل باللہ ہو گئے۔

دودمانِ رسالت سے پاکیزہ نسبت کے شرف سے متصف علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ سے طویل رفاقت رہی، گذرے ایام زیست کی خوبصورت یادیں لوح دل پر رقم رہیں گی۔

مسلک محبت وحق اور دین امن وآشتی کی پر نور خدمت، جماعت اہل سنت پاکستان کے لیے شبانہ روز جد وجہد، ناموس رسالت کے تحفظ اور ملک وملت کے مسائل کے حل کے لئے مقبول ومحبوب کوششیں، تحفظ ناموس رسالت کے قانون 295/C کے نفاذ کے لیے راہ ہموار کرنا۔ اتحاد اہل سنت کے لیے کاوشیں، ملک وبیرون ملک تبلیغ دین کے لیے مساعئ جمیلہ، علمی، پروقار تحریریں پر نور علمی وعملی روحانی زندگی شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ کا طرۂ امتیاز ہے۔

دانا لوگ سچ کہتے ہیں کہ برگذیدہ بندگانِ الہٰ زندگی کی صورت ملنے والی نعمت کے لحات کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔

علامہ شاہ تراب الحق قادری کے شام وسحر سے آگاہ لوگ اس حقیقت کا ادراک رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے شب وروز کی جو ترتیب قائم کی اس کے ہر دن اور رات میں اسلام دوستی، ملک وملت کی محبت، اور افکار محدث بریلی مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ترویج واشاعت کی خوشبو محسوس کی جاسکتی ہے۔

ایک بار انہوں نے ذکر کیا تھا کہ حیدر آباد دکن کے ایک مشہور بزرگ کے مبارک نام کی نسبت سے ان کا نام تراب الحق رکھا گیا۔ آج ان کی حیاتِ مستعار کا جائزہ لینے والی نگاہ دلنواز اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ تراب الحق نامی جسد خاکی نے ساری زندگی اپنا حق کی مٹی ہونا ثابت کیا ہے۔ مسجد کا منبر ہو یا حجرہ، خلوت ہو یا جلوت، جلسہ ہو یا جلوس، میٹروپولٹین کراچی کا ہال ہو یا قومی اسمبلی کا فلور، غریب بستیوں کی محفل میلاد یا تختِ حکومت پر براجمان افراد کی مجلس۔۔۔۔ میری جماعت منزل نواز سفر میں شریک علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ نے ہمیشہ توانا لہجے میں، بیانگ دہل ڈرے، جھجکے اور دبے بغیر سچ کہا اور خوب کہا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ جماعت اہل سنت پاکستان کے تنظیمی جلسوں میں بھی پابندی سے شریک ہوتے۔

خوبصورت لباس، دیدہ زیب قامت، پروقار انداز اور دبنگ لہجہ آپ کا تعارف ہوتا۔ اپنا موقف دلائل کے ساتھ ٹھوس انداز میں پیش کرتے۔ جامع اور مختصر جملوں میں مافی الضمیر بیان کرتے، اپنے مشورے کے صائب ہونے پر اصرار تو کرتے مگر خواہ مخواہ الجھنے اور اپنی بات پر بیجا اڑ جانے والی عادت سے کوسوں دور رہتے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعتی حلقوں میں آپ کی رائے کا احترام ہوتا اور آپ کے مشورے قبول بھی کیے جاتے۔ جماعت کے قائدین کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کا معاملہ کرتے۔

جماعت اہل سنت پاکستان کے منزل نواز اقدامات اور اہداف کے حصول میں بھرپور ساتھ دینا ان کی عادت کریمہ تھی، سنی کانفرنس کا انعقاد ہو یا سنی سیکریٹریٹ کے قیام کا مرحلہ درسِ قرآن مجید کا نظم ہو یا تنظیمی نیٹ ورک کی ترتیب ،۔۔۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ ہمیشہ صف اول میں شامل رہتے۔

جماعت اہل سنت پاکستان کراچی کا مضبوط اور مربوط سٹرکچر آپ کی تنظیمی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کراچی میں ایک عشرہ سے زائد مدت سے مسلسل جاری ماہانہ مرکزی درس قرآن مجید آج بھی دیگر اضلاع کے لیے شاندار مثال ہے۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی زندگی میں جماعت اہل سنت کے دوستوں کے لیے بالخصوص اور عامۃ الناس کے لیے بالعموم بہت جاندار اسباق موجود ہیں۔

- ☆ مقصد تخلیق کی پہچان اور معرفت
- ☆ منزل کا شعور اور اس کے حصول کے لیے پر عزم اور انتھک جد وجہد
- ☆ راہ حیات میں سچائی، تقویٰ، عبادات کی ادائیگی کی روش
- ☆ باوجود بلند مرتبہ ہونے کہ اپنی جماعت کے قائدین سے محبت اور اطاعت کا قابل رشک جذبہ
- ☆ اتحاد اہل سنت کے لیے پر خلوص محنت
- ☆ باہمی ادب واحترام کا قابل تعریف عمل
- ☆ جماعتی تصلب کا قابل ذکر رویہ
- ☆ اپنے کارکنان کا بھرپور خیال رکھنا

دعا ہے اللہ کریم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے درجات مزید بلند فرمائے ان کے صاحبزادے مولانا سید شاہ عبد الحق قادری کو استقامت عطا فرمائے۔

دعا گو و دعا جو
سید ریاض حسین شاہ
ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان

إمام أهل السنة والجماعة

فضيلت الشيخ ڈاکٹر عبد العزيز الخطيب الحسنى
مدير التهذيب انستيتيوت (دمشق، شام)
(خطبة الجمعه)

أنعي اليكم وفاة
إمام أهل السنة والجماعة
الإمام الشيخ السيد تراب الحق القادري النوري الجيلاني ابن السيد حسين شاه
الذي ورث مواقف عملاق الإسلام الفاروق فهو فاروقي أيضا من جهة أمه۔
ولد هذا الإمام يوم الجمعة 27 رمضان 1363 هجري الموافق 15 أيلول 1944 في الهند وهاجر مع والديه في عام 1951 بعد تأسيس الباكستان۔
درس عند المشايخ الذين هيأهم الله له لنصرة أهل السنة والجماعة والمعروف منهم الشيخ مصلح الدين الصديقي أخذ الاجازة والطريقة القادرية منه وتزوج من ابنته۔
يعد من العلماء الأذكياء الذين خدموا الشريعة ونصروها زهاء ستين سنة۔
وقف على منبره في جامع ميمن ينافح ويدافع عن الدين ثلثين سنة بلسان طلق ليس له نظير في فن الخطابة في مدينة كراتشي
أجازه عدة من علماء عصره في أي بلد سافر إليها في الهند والباكستان والمدينة المنورة۔
وأصبح خليفة للشيخ محمد مصطفى رضا خان الابن الأصغر للامام المجدد أحمد رضا خان الهندي حتى غدا أمير أهل السنة والجماعة في كراتشي۔
واستلم مناصب وزارية أكثر من خمس عشرة سنة۔
واليوم يسلم الراية لمريديه الذين انتشروا في العالم العربي والغربي والباكستان والهند..بعد أن أدى الأمانة ونصح الأمة وجاهد بالكلمة۔
اليوم يتداعى المسؤولون من كبار رجالات الدولة من رئيس الدولة ورئيس الوزراء والوزراء للصلاة عليه لأنه كان صوفيا قادريا معتدلا محبا لجماهير المسلمين وناصحا لهم۔
اليوم عقب صلاة الجمعة يصلي عليه أحبابه وأتباعه ومريدوه ونحن معهم صلاة الجنازة الغائب فأخلصوا له الدعاء عسى الله تعالى أن يكرمنا بشفاعة جده المصطفى صلى الله عليه وسلم۔
مشيخة الطريقة القادرية والشاذلية۔ في البلاد الشامية ,هنا دمشق

ترجمہ خطبہ جمعہ شیخ عبدالعزیز الخطیب الحسنی، دمشق شام

آج میں ذکر کروں گا امام اہلسنت و جماعت امام شیخ سید تراب الحق قادری نوری جیلانی ابن سید حسین شاہ آج وہ وصال فرما گئے، جن کے حصہ میں فاروقی خزانہ سے بہت بڑی وراثت آئی کیونکہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے فاروقی تھے یہ امام اہلسنت پیدا ہوئے ۲۷رمضان ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۴۴ ہندوستان میں اور انہوں نے ہجرت کی اپنے والدین کے ساتھ پاکستان کی طرف ۱۹۵۱ میں قیام پاکستان کے بعد تحصیل علم کیا اپنے مشائخ سے کہ جنہوں نے پرچم اہلسنت بلند رکھا اور جماعت اہلسنت کی مدد کی۔ اچھے طریقے سے ان میں سے مشہور شیخ مصلح الدین صدیقی جنہوں نے شاہ صاحب کو طریقہ قادریہ کی خلافت واجازت سے نوازا اور اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں عطا فرمائی آپ زیرک علماء کی فہرست کے صف اول میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور اپنی عمر کے ساٹھ سال شریعت مطہرہ کی خدمت میں گذار دیے۔ میمن مسجد کا منبر آپ کے وجود سے صدائے حق تقریباً ۳۰ سال تک بلند کرتا رہا۔ اور دین حق کا دفاع ہر محاذ پر کرتا رہا قوت گویائی آپ کو خاص عطا ہوئی تھی اور فن خطابت میں آپ کا کوئی مثل نہ تھا شہر کراچی میں زمانہ کے اکابر صوفیاء نے مختلف ممالک کے یا جس سمت بھی آپ نے سفر کیا تو وہاں کے اکابر صوفیاء کرام نے آپ کو تصوف کے طرق پر اجازات و خلافتیں عطا فرمائی۔ اُن میں مدینہ منورہ، پاکستان، ہندوستان و دیگر قابل ذکر ہیں۔ اور خلافت خاص طریقہ قادریہ میں آپ کو حاصل ہوئی شیخ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ جو کہ چھوٹے بیٹے ہیں امام محمد احمد رضا خان ہندی علیہ الرحمہ کے۔ خدمت دین کے پیش نظر آپ کو اہلسنت و جماعت شہر کراچی کا امیر نامزد کر دیا گیا اور حکومت پاکستان میں بہت سی وزارتیں آپ کے حصہ میں آئیں اور تقریباً ۱۵ سال سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ اور آج انہوں نے خدمت دین کا پرچم پیش کر دیا اپنے چاہنے والو کو جو کہ عالم عرب اور عالم غرب پاک وہند میں ہیں۔ انہوں نے امانت دین کا حق پہنچانے میں اور امت کی بھلائی کا کام اور اپنی زبان سے ہمیشہ جہاد کرتے رہے آج پورا ملک اور ملک کے بڑے ذمہ دار یہاں تک کہ ملک کا صدر وزیر اعظم انکی محبت میں اظہار تعزیت کر رہے ہیں۔ اور ملک کی اہم شخصیات آج ان کے جنازہ میں شریک ہونے والے ہیں اس لیے کہ وہ سچے مسلمان پکے صوفی قادری اور معتدل سوچ کے حامل تھے۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آپ کی نصیحتوں سے فیض یاب ہونے والی آج آپ کے جنازے میں شرکت کرے گی۔ اور جس وقت انکا جنازہ ادا کیا جا رہا ہوگا اسی وقت میں ہم بھی ان کے مریدین اور پیروکاروں کے ساتھ ہم بھی انکے جنازہ میں شامل ہونگے اور دل کی گہرائیوں سے ان کے لیے دعا کریں گے۔ اللہ تعالی ہمیں ان کے جد اعلیٰ پیارے مصطفیٰ (ﷺ) کی شفاعت عطا فرمائے۔ یہ پیغام طریقہ قادریہ اور شاذلیہ کے ان مشائخ کا ہے جو کہ ملک شام میں ہیں (اور یہ خطبہ دمشق سے جاری ہوا)

ایک صاحب نظر عالم دین

دیوان سید آل سیدی معینی اجمیری
مرکزی صدر، مشائخ اہل سنت، پاکستان

اللہ تعالی نے رحمتِ عالم ﷺ کی ایک صفت قرآن مجید میں یہ بیان فرمائی ہے کہ آپ ﷺ "لوگوں کا تزکیہ فرماتے ہیں"۔ یعنی آقا و مولیٰ ﷺ کی نظرِ کرم کے فیضان سے لوگوں کے ظاہر و باطن پاک وصاف ہو جاتے ہیں۔ آقا و مولیٰ ﷺ کے فیضانِ رحمت کا سلسلہ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور پھر ان کے فیض یافتگان اولیاء کاملین کے ذریعے جاری رہا جن میں حضرت غوثِ اعظم، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، بابا فرید گنج شکر اور سرکار نقشبند علیہم الرحمہ کو جو اعلیٰ مقام نصیب ہوا، اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ان نفوسِ قدسیہ کے روحانی تصرفات اور باطنی فیوضات کے باعث ہر دور میں حق کی شمع فروزاں رہی اور ایسے اہلِ نظر پیدا ہوتے رہے جو شریعت و طریقت کی روشنی میں لوگوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان صاحبِ نظر علماء حق میں سے ایک نام پیر طریقت، رہبر شریعت، پاسبانِ مسلکِ اہل سنت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جو جید عالم بھی تھے اور پیر کامل بھی۔ آپ کے وصال کی خبر سن کر فقیر کو سخت دلی صدمہ ہوا۔

مذہبِ حق اہل سنت وجماعت کے تحفظ اور ترویج کے لیے آپ نے شب و روز جو خدمات انجام دیں وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ آپ نے نہ صرف مسلکِ حق کی ترویج اور اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا بلکہ آپ نے قابل قدر سماجی خدمات بھی سرانجام دیں۔ آپ نے ساری زندگی نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے بھرپور جدوجہد کی اور تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ کا سینہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے معمور اور آپ کا دل اولیائے کاملین کے فیضان سے پُر نور تھا۔ آپ تمام عمر مسلمانوں کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کی شمع فروزاں کرتے رہے۔

آپ کی تصانیف جمالِ مصطفیٰ ﷺ، ضیاء الحدیث، مبارک راتیں، سیدنا امام اعظم، رسولِ خدا ﷺ کی نماز، فضائلِ صحابہ واہل بیت، تحریک آزادی میں علماء اہلسنت کا کردار، مزاراتِ اولیاء اور توسل، خواتین اور دینی مسائل، تفسیر انوار القرآن کے علاوہ خاص طور پر "تصوف و طریقت" اس فیضانِ اولیاء کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آخر الذکر کتاب میں تصوف کے دقیق موضوع پر پچاس اہم سوالوں کے مدلل اور تحقیقی جوابات تحریر فرما کر آپ نے

مسلمانوں کی راہنمائی کا فریضہ نہایت احسن طور پر سرانجام دیا ہے۔ اس حوالے سے انجینئر حافظ محمد آصف قادری سلمہ کی کاوشیں بھی قابل قدر ہیں جو اپنے مرشد کی تصانیف کو ترتیب وطباعت کے مراحل سے گزار کر لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

حضرت شاہ صاحب ساری عمر خالق کے ساتھ مخلوق کا محبت بھرا تعلق قائم کرنے کے لیے کوشاں رہے۔ آپ نے دن رات دین کی خدمت کی۔ آپ ملک بھر میں لاتعداد مساجد، مدارس اور دینی اداروں کے سرپرست تھے۔ دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان اور مریدین کو آپ کا مشن آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

شاہ صاحب کی یادیں

خالد حسین قادری
yrkhalid@gmail.com

1997 میں پہلی بار میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت کی، آپ کی پر وقار اور وجیہ شخصیت بلاشبہ کشش کا سامان رکھتی تھی. وہ ہمارا زمانہ طالبِ علمی تھا جب میرے کچھ دوست بھی محرم الحرام کے تین روزہ پروگرام میں شرکت کرنے میرے ساتھ آئے. شاہ صاحب کی اسٹیج پر آمد سے قبل نعت خوانی کا سلسلہ جاری تھا کہ نعت خوانی روک کر شاہ صاحب کی تشریف آوری پر نعرے لگائے گئے اور استقبال کیا گیا، جو طلباء پہلی بار آئے تھے انہوں نے فوراً کہا کہ ویسے تو عشق ومحبت کی باتیں کرتے ہیں مگر ایک شخص کی آمد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر روک دیا گیا، میں نے کہا پروگرام کے آخر میں علمی مذاکرہ ہوتا ہے آپ یہ سوال لکھ کر بھیج دیں کہ کیا کسی شخصیت کی آمد پر نعت خوانی روک کر نعرے لگانا کیسا ہے؟ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بالکل ٹھیک مسئلہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے اور اس دن کے بعد شاہ صاحب تشریف لاتے تو ایسا کچھ نہیں ہوتا. اس پورے واقعہ سے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے کئی پہلو اجاگر ہوتے ہیں، سب سے پہلی بات کہ اپنی اصلاح کرنے میں بالکل تاخیر نہیں کرنا چاہیے. دوسرا یہ کہ خود سے چھوٹا بھی اگر کسی مسئلہ کی طرف توجہ دلائے تو اسے جھڑکنا نہیں چاہیے. تیسرا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے آداب کا خیال ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے. جس ادب سے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے اور سناتے وہ اپنی مثال آپ ہے. اللہ تعالیٰ آپ کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین

اہلسنت کا عظیم سرمایہ

صوفی باصفا، پیرِ طریقت حضرت خواجہ میاں محمد اشرف نقشبندی مجددی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ، نقشبندیہ، مجددیہ، ساہیوال

محترمی جناب مولانا سید عبدالحق شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قبلہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ اہلسنّت کا ایک عظیم سرمایہ تھے، اپنی زندگی میں انہوں نے اہلسنّت کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں جنہیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا اور ان کا وصال عوامِ اہلسنّت کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ان کی مغفرت فرمائے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے اور آپ کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور ہم سب کو ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور اللہ تعالیٰ محسن اہلسنّت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے مشن کو جاری رکھنے میں ہم سب کی مدد فرمائے آمین، ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ۔

شہباز خطابت

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: حاجی محمد حنیف طیب

پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ سے میری نیاز مندی 1966-67 سے تھی۔ انجمن طلبائے اسلام کے قیام سے پہلے مشورے کے لئے میں اُن کے پاس کورنگی حاضر ہوا تھا اور جب انجمن طلبائے اسلام قائم ہوئی تو تعاون کے حصول کے خاطر بھی حاضر ہوتا رہا اُس وقت سے تادم اخیر الحمد للہ اُن کے ساتھ نیاز مندانہ تعلقات قائم دائم رہے۔

حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ پیر طریقت، رہبر شریعت اور جماعت اہل سنت پاکستان کے کراچی کے امیر اور اوورسیز پاکستان کے انچارج بھی رہے۔ آپ نے فن خطابت میں بھی اپنا لوہا منوایا۔ آج تک پاکستان کے جن گنے چنے خطباء کی تقاریر کیلئے ہر جگہ لوگ سننے کو بے تابی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اُن میں ایک نمایاں نام مولانا شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کا ہے۔

طریقت کے اعتبار سے آپ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف بیعت رکھتے ہیں۔ اور آپ نے اپنے گھر کے تمام افراد کو بھی مفتی اعظم ہند سے بیعت کروایا۔ اُن سے آپکو خلافت واجازت کا بھی شرف حاصل تھا۔ آپ کو قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان ازہری صاحب سے بھی قادری رضوی سلسلے میں اجازت حاصل تھی۔ حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی خطابت کے علاوہ اُن کی تحریری میدان میں بھی بڑی نمایاں خدمات رہیں۔ جن میں چند نمایاں کتب انوار القرآن، ضیاء الحدیث، جمال مصطفی، فضائل صحابہ واہل بیت، مزارات اولیاء اور توسل، تصوف وطریقت، رسول خدا کی نماز، تحلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار، امام اعظم ابو حنیفہ، دعوت و تنظیم، دینی تعلیم سمیت تقریباً 21 تصانیف شامل ہیں جبکہ چھوٹے رسائل اور مضامین تو آپ نے لاتعداد لکھے۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑا قیمتی سرمایہ اور اثاثہ ہیں، خاص طور پر اُن کی کتاب دعوت و تنظیم جو تنظیمی لوگوں کی تربیت کیلئے ہے، وہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا ہر لیڈر کو اور ہر کارکن کو مطالعہ ضرور کرنا چاہیے اور ہر عہدیدار کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے

سلسلے میں اِس کتاب سے ضرور رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں بھی آپ کی کتاب اہمیت کی حامل ہے ۔600 احادیث کا مجموعہ ضیاء الحدیث بھی آپ کے ہر معتقد کے گھر میں ہونی چاہیے۔ یہ کتاب گھر کے ہر فرد کیلئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں سوالات کے جوابات پر مشتمل آپ کی سی ڈیز اور DVD's بھی دستیاب ہیں، جس میں عام زندگی سے متعلق اہم سوالات، جو لوگوں کے ذہن میں آتے ہیں اور جو لوگوں نے آپ سے پوچھے ہیں۔ آپ نے اُن کا بڑا تسلی بخش جواب وضاحت کے ساتھ دیا۔ اس کو بھی سننے سے دین کے بارے میں انسان کو بڑی اہم دینی معلومات میسر آجاتی ہیں۔ جو لوگ علامہ شاہ تراب الحق قادری کے مشن کے فروغ کیلئے سرگرم عمل ہیں وہ اگر ان سوالات وجوابات کو پڑھا کریں تو انہیں کام میں آسانی رہے گی۔

الحمد للہ جب 1985ء میں غیر جماعتی انتخابات ہونے والے تھے تو میں نے حضرت سے ملاقات کی اور گذارش کی کہ وہ کراچی سے اولڈ ٹاؤن، کھارادر اور گارڈن تک کی جو سیٹ ہے، اُس سے قومی اسمبلی کی نشست پر الیکشن لڑیں۔ حضرت نے بہت زیادہ معذرت پیش کی لیکن خاکسار پر کرم فرماتے ہوئے اور میرے اصرار اور وقت کے تقاضے کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے الیکشن لڑنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا اور الحمد للہ کراچی کے اہم ترین الیکشنوں میں سے ایک الیکشن آپ کا تھا اور آپ نے بہت بھاری اکثریت سے اس الیکشن میں کامیابی حاصل کی اور قومی اسمبلی میں بھی اپنی حاضر جوابی کا اور اپنے فن خطابت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

مرحوم محمد خان جونیجو سابق وزیر اعظم پاکستان، پوری کابینہ اور پوری اسمبلی آپ کے فن خطابت حاضر جوابی کے حوالے سے آپ کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب نے بڑی سادگی کے ساتھ زندگی گزاری، اسمبلی کے ممبر بہت سارے لوگ بن جاتے ہیں اگر وہ دو سال، ڈھائی تین، پانچ سال بھی رہے تو ایک دفعہ بھی ایک لفظ بولنے کیلئے کھڑے نہیں ہوتے لیکن حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق صاحب بہت فعال ممبر تھے اور بہت زیادہ گفتگو میں برجستگی اور حاضر جوابی تھی اور یہی صورتحال شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری صاحب کی بھی تھی۔ میں جب بھی کبھی اسلام آباد عوامی کاموں کے سلسلے میں جاتا تو سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو (مرحوم)، سابق وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی، کیئر ٹیکر وزیر اعظم چوہدری شجاعت حسین، سابق اسپیکر سید فخر امام صاحب، حامد ناصر چٹھہ صاحب، الٰہی بخش سومرو صاحب، کیپٹن گوہر ایوب صاحب، چوہدری امیر حسین صاحب اور اسی طرح کئی اہم ملکی سطح پر عہدوں پر فائز رہنے والے لوگوں میں جب ملاقات ہوتی تو وہ شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ الازہری اور خصوصاً مولانا سید شاہ تراب الحق قادری کی خیریت ضرور پوچھتے۔

۱۹۸۵ء میں نظام مصطفیٰ گروپ کی طرف سے کراچی سے شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ، بیگم قمر النساء قمر، محمد عثمان خان نوری اور یہ خادم قومی اسمبلی کے ارکان منتخب ہوئے علاوہ ازیں زین نورانی مرحوم، میر نواز مروت، غلام محمد چشتی مرحوم، کنور قطب الدین خان بھی نظام مصطفیٰ گروپ کی تائید وحمایت سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے جب مجھ سے کہا کہ میں کراچی آؤں تو نظام مصطفیٰ گروپ کے پانچ چھ ارکان قومی اسمبلی سے ملاقات کا اہتمام کرلیں گے تو میں نے کہا میں انشاءاللہ ضرور ملاقات ہو جائے گی۔ وزیر اعظم کے کراچی آنے پر علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری کی قیادت میں قومی اسمبلی کے 9، ارکان نے ان سے ملاقات کی۔ وزیر اعظم نے علامہ ازہری صاحب سے پوچھا کہ کراچی سے وفاقی وزیر کے لئے آپ کونسا نام تجویز کرتے ہیں تو علامہ ازہری صاحب نے اور مولانا شاہ تراب الحق صاحب کے مشورے سے میرا نام پیش کیا جسکی باقی تمام ارکان نے تائید کی۔ جب وزیر اعظم نے کابینہ بنائی تو مجھے اس میں وفاقی وزیر محنت وافرادی قوت وسمندر پار پاکستانیز کے وزیر کے طور پر کابینہ میں شامل کیا۔ بعد ازاں پیٹرولیم وقدرتی وسائل اور وزارت ہاؤسنگ وتعمیرات کا وزیر رہا۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ تین سال سے زائد عرصے تک قائم رہنے والی وزارت میں ایک منٹ کے لئے بھی ہمارے درمیان کوئی تلخی یا اختلاف نہیں ہوا۔ یہ صرف برکت ہے باہمی مشاورت کی اور مشائخ وعلماء اور احباب کے ساتھ ادب اور احترام سے پیش آنے کی۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ صاحب کیساتھ مجھے بیرون ملک جانے کا بھی اتفاق ہوا، ایک طویل دورہ امریکہ کا بھی ہوا۔ امریکہ کی مختلف ریاستوں میں عید میلاد النبی ﷺ و گیارہویں شریف کے جلسوں میں خطاب کے مواقع بھی میسر آئے۔ مولانا کی سوالات وجوابات کی نشست جس میں وہاں مقیم مسلمان آپ سے سوالات پوچھتے تھے۔ ان کو بھی بڑی توجہ کیساتھ سننے کا اور بہت کچھ ایسے سفر کے دوران سیکھنے کو ملا۔ اکثر وبیشتر علامہ شاہ تراب الحق قادری کی اردو تقریر کے بعد ۱۵ منٹ کا انگریزی میں خلاصہ پیش کرنا میری ذمہ داری ہوا کرتی تھی۔

مجھے حضرت کے ساتھ الحمد للہ حج وعمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ بغداد شریف میں سرکار غوث اعظم، امام ابو حنیفہ، حضرت جنید بغدادی، حضرت معروف کرخی، حضرت بہلول دانا، حضرت سری سقطی، حضرت امام غزالی، کربلائے معلیٰ ودیگر بزرگان دین، شہدائے کرام علیہم الرحمہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مزار پر حضرت کی قیادت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور اس سفر کے دوران روحانیت اور شریعت کے حوالے سے بھی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ میں حضرت کے ہمراہ ایک مرتبہ ساؤتھ افریقہ کے دورے پر بھی گیا، الحمد للہ وہاں حافظ محمد تقی شہید اور الحاج محمد صدیق اسماعیل بھی دورے میں ہمارے ساتھ شامل تھے۔ وہاں بھی الحمد للہ حضرت کی تقریر کے بعد اُنکی تقریر کا انگریزی میں خلاصہ بیان کرنے کا مجھے شرف حاصل ہوا اور یہ دورے بھی ایسے تھے کہ مجھے دینی حوالے سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی میں جماعت اہل سنت کے سلسلے میں جو کام کیا ہے، اس کو جب جماعت اہل سنت کے مرکزی رہنما آکر دیکھتے یا کسی اور صوبے کے صوبائی رہنما آکر دیکھتے تو وہ حیران ہو جاتے۔ میں نے خصوصاً حضرت علامہ سید مظہر سعید شاہ کاظمی صاحب سے ایک مرتبہ خود سنا کہ جس انداز میں جماعت اہل سنت کا کام کراچی میں ہو رہا ہے، کاش کہ اس طرح پورے ملک میں ہوتا۔ بہر حال جماعت اہل سنت کی قیادت کو چاہیے کہ وہ کراچی میں جماعت اہل سنت کے کام کا جائزہ لینے کیلئے اور اس کام کی تفصیلات کو دیکھنے اور اُس سے سیکھنے کیلئے وفود کو یہاں کراچی بھیجا کریں، تاکہ آئیں دیکھیں اور تربیت حاصل کریں اور اسی طرح سے وہ دیگر علاقوں میں بھی جماعت اہل سنت کے کام کو منظم کریں، علاوہ ازیں علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ مذہبی مسائل کے علاوہ جو دیگر مسائل، جیسے مساجد کے تحفظ کے معاملات ہیں، مدارس کے نظم کو بہتر بنانے کا معاملہ ہے یا اس کے علاوہ یونیورسٹیز میں درپیش مسائل ہیں، نئی آبادیوں میں مساجد کے پلاٹ پر نظر رکھنے کا معاملہ ہے، یہ وہ ایشوز ہیں کہ جس سے یقیناً عہدیداران تربیت حاصل کریں تو وہ جماعت اہل سنت کے لئے بہترین کام کرسکتے ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی منفرد نمایاں خوبی یہ تھی کہ وہ حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے کی بے مثال جرأت رکھتے تھے اور اس کو بیان کرنے کی نمایاں صلاحیت بھی رکھتے تھے۔ اس بات کا مشاہدہ میں نے کیا کہ کوئی بھی وزیر اعظم ہو، صدر ہو، کوئی گورنر ہو، کوئی بھی چیف منسٹر ہو، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہی کیوں نہ ہو ان کے سامنے حق اور سچ بات کو ڈنکے کی چوٹ پر مؤثر انداز میں بیان کرنا، اس میں بھی حضرت سید مولانا شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔

حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری کی زندگی کا ایک اہم پہلو توجہ طلب ہے آپ MNA کا دورانیہ گزارنے کے بعد بھی 70cc کی موٹر سائیکل پر سفر کرتے تھے اور موٹر سائیکل پر گھر سے نکل کر پہلے دار العلوم امجدیہ میں جاتے تھے اُس کے انتظامات کے لئے کچھ ٹائم دیتے تھے، اس کے بعد میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں ظہر پڑھاتے تھے پھر اُس موٹر سائیکل میں بیٹھ کر دفتر آتے تھے جماعت اہل سنت کے دفتر میں روزانہ دو ڈھائی گھنٹے بیٹھتے تھے پھر عصر، مغرب، عشاء کیلئے مسجد پہنچ جاتے، اس دوران عوام سے ملاقات بھی جاری رہتی تھی اور روحانی علاج ومعالجے کا سلسلہ جاری ہوتا تھا اور رات کی بھی کوئی نہ کوئی مصروفیات کسی درس کی صورت میں، کسی جلسے کی صورت میں، نکاح پڑھانے کے حوالے سے مصروفیات انکی رہتی تھیں۔

بعض لوگ یہ تاثر دیتے ہیں کہ مڈل کلاس کی قیادت اُن لوگوں نے اُبھاری ہے لیکن یہ خلاف حقیقت ہے۔ میں حضرت مولانا شاہ تراب الحق قادری صاحب سے پچاس سال پہلے کورنگی کے کوارٹر میں ملا ہوں بعد ازاں یہاں اولڈ ٹاؤن کھارادر کی مساجد میں امامت اور خطابت سنبھالی تو جوڑیا بازار کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں اوپر رہتے تھے جہاں چڑھنا ،اُترنا ایک دشوار کام تھا لیکن اُنہوں نے ساری چیزیں قبول کیں اور سادگی سے وقت گزارا۔اسی طرح حضرت مولانا شاہ احمد نورانی MNA بننے کے بعد بھی طویل عرصے تک صدر میں پکھی میمن مسجد کے ساتھ والے فلیٹ میں رہتے تھے وہ بہت چھوٹا فلیٹ تھا۔ شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ صدرُ الشریعہ علامہ مولانا امجد علی اعظمی کے صاحبزادے ہیں جن کے پانچ بھائی محدث کبیر مولانا ضیاءُالمصطفیٰ اعظمی، مولانا ثناءُالمصطفیٰ اعظمی، مولانا بہاءُالمصطفیٰ اعظمی، مولانا فداءُالمصطفیٰ اعظمی اور استاد القراء مولانا قاری رضاءُالمصطفیٰ اعظمی ہندوستان، پاکستان میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دے چکے ہیں۔علامہ ازہری ایم این اے بننے کے بعد ویگن میں کھڑے ہو کر سفر کرتے تھے اگر کسی کو خیال آجائے تو کوئی سیٹ اُن کیلئے خالی کر دیتا تھا وہ دارالعلوم امجدیہ میں حدیث شریف کا سبق پڑھانے آیا کرتے تھے ،اسی طرح پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب بھی سعود آباد میں ایک فلیٹ میں رہتے تھے۔ ظہورالحسن بھوپالی جو بنیادی طور پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں وہ جنگی نشین تھے لانسزایریا میں رہتے تھے جب اُن کی شہادت ہوئی وہ PECHS بلاک ۲ کے مکان کے ایک حصے میں وہ کرائے کے مکان میں رہتے تھے ،جب وہاں سابق گورنر صوبہ سرحد سینیٹر فدا محمد خان آئے تو اُن کے ساتھ کچھ تاجر حضرات بھی آئے تو اُن تاجروں نے مجھ سے پوچھا یہ فلیٹ ظہورالحسن بھوپالی صاحب کا ہے میں نے کہا کہ نہیں یہ کرائے کا ہے تو اُس میں سے ایک تاجر نے بار بار اپنے کان پکڑنے شروع کئے اور کہا کہ میں اللہ سے توبہ مانگتا ہوں ،استغفار پڑھتا ہوں، میں نے انکے بارے میں لوگوں سے غلط اطلاعات شیئر کیں۔ مجھے بہت زیادہ دکھ ہوا کہ بغیر معلومات کے میں نے بلاوجہ الزام تراشی سے کام لیا۔

حیدرآباد کے مولانا سید محمد علی رضوی صاحب مسجد کے حجرے میں رہتے تھے تادم آخر حجرے میں رہے، سکھر کے مفتی محمد حسین قادری ایم پی اے منتخب ہوئے تھے۔ وہ مدرسہ کے اوپر ایک ڈیڑھ کمرے کے مکان میں رہتے تھے۔ الحمد للہ میں اب بھی ایک فلیٹ میں رہتا ہوں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اتنی اہم وزارتوں میں مجھے وقت گزارنے کا موقع ملا، کیوں کہ اس میں والدین کی تربیت بھی تھی، غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا میں مرید ہوں جو شخص شب وروز علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے ،اور جس نے انجمن طلباء اسلام میں تربیت حاصل کی ہو تو اس سے اسی کردار کی توقع رکھنی چاہیے۔ الحمد للہ ایک پھوٹی کوڑی کی بھی کوئی کرپشن ثابت نہیں کر سکتا۔اسی طرح باقی سارے ارکان جن میں مولانا محمد حسن حقانی، محمد عثمان خان نوری ودیگر نے بھی بڑی سادگی سے زندگی گزاری۔

نفسِ مطمئنہ کی آواز

خواجہ رضی حیدر
سابق ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈمی

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی جب عالمی تبلیغی دورے سے واپسی ہوتی تو نشرح فاؤنڈیشن اُن کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کرتی تھی تاکہ حضرت علامہ کے مشاہدات وتاثرات سے مستفید ہوتے ہوئے عالمی حالات کے تناظر میں جو مسائل مسلمانانِ عالم کو درپیش ہیں، اُن سے آگہی حاصل ہو سکے۔ان تقریبات میں نامور اہلِ علم ودانش شریک ہوتے رہے۔ ستمبر ۱۹۹۶ء میں شاہ صاحب جب امریکہ کے تبلیغی دورے سے وطن واپس آئے تو مقامی ہوٹل میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں زیر نظر مضمون نشرح فاؤنڈیشن کے نائب صدر، ممتاز محقق، ادیب، شاعر اور قائدِ اعظم اکیڈمی کے سابق ڈائریکٹر جناب خواجہ رضی حیدر نے شاہ صاحب کی خدمت میں خطبہ استقبالیہ کی صورت میں پیش کیا۔ یہ مضمون بغیر کسی ترمیم واضافے کے شائع کیا جارہا ہے۔ (سید محمد اسلم غزالی)

حضراتِ گرامی!

میں اپنے لئے اسے سعادت تصور کرتا ہوں کہ ایک ایسی محفل میں جو علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی کے اعزاز میں آراستہ کی گئی ہو، اپنے معروضات پیش کروں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی دامن گیر ہے کہ ایک ایسے شخص کی موجودگی میں جو اپنی قوتِ ناطقہ کے حوالے سے خود بھی بے مثل ہے کیا کہا جائے، اور کس طرح کہا جائے۔۔۔۔ لہٰذا میں یہی مستحسن تصور کرتا ہوں کہ گفتگو اس طرح کی جائے کہ علامہ شاہ تراب الحق قادری کی شخصیت وخدمات کا بھی جزوی طور پر احاطہ ہو جائے اور وہ سب بھی زبانِ قلم سے ادا ہو جائے جو فی زمانہ واقعی غور طلب ہے۔

حضراتِ گرامی! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآنِ حکیم میں بار بار تفکر اور تدبر کی صریحاً تاکید فرمائی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ ہم گزشتہ ۱۴۰۰ سال سے تدبر اور تفکر کا حق ادا کرنے کی پیہم کوشش کر رہے ہیں مگر حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

"أفلا یتدبرون" کی صدا مسلسل آرہی ہے اور ہم مسلسل غور کر رہے ہیں۔ تو گویا جس طرح "افلا یتدبرون" ایک دائمی حقیقت ہے اُسی طرح غور و فکر بھی ایک کلمہ گو کے لئے دائمی حکم ہے۔ تفکر اور تدبر دراصل قرآنِ حکیم کی حقانیت کا اعتراف ہے اور قرآنِ کریم کے حوالے سے ہر اعتراف ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اسی لئے جو لوگ قرآنِ حکیم کے احکامات سے اپنی فکر کو منسلک رکھتے ہیں، اُن پر علم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ نہ صرف اس دنیا میں معزز و ممتاز قرار پاتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی اُن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔

قرآن و حدیث کے ناتے جو علم انسان کو ملتا ہے وہ اُسے عالم کے منصب پر فائز کرتا ہے اور یہ عالم ناصح بھی ہوتا ہے اور مصلح بھی۔ حضراتِ گرامی! علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی سے مجھے کم و بیش ۲۰ سال سے نیاز حاصل ہے اور یہ نیاز ورثہ ہے اُس بندۂ مومن سے تعلق کا جسے اہلِ دل حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ رحمہ کے نام نامی سے یاد کرتے ہیں۔ گویا علامہ شاہ تراب الحق قادری سے میرا تعارف ایک ایسی دہلیز پر ہوا جو اپنی نسبتِ عشق میں مرجعِ خلائق تھی۔ جہاں آلائشِ دنیا کے ستائے ہوئے اور نفسِ امّارہ کا بوجھ اٹھائے ہوئے لوگ سوالِ نفسِ مطمئنہ کے حصول کے لئے آتے تھے اور جواباً عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔۔۔ لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ علامہ قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمہ کے حوالے سے علامہ سید شاہ تراب الحق قادری سے میری ملاقات ہو اور میں اُن کی مشرف شخصیت کا معترف نہ ہو جاؤں۔

علامہ شاہ تراب الحق قادری کی شخصیت اپنے محیط میں اتنی بسیط ہے کہ اُن کے بارے میں کسی محدود وقت میں کچھ کہنا محال ہے۔

لیکن بہر حال میں نے حسبِ ظرف دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ میں اس امر سے بخوبی واقف ہوں کہ دریا کو کوزے میں بند کرنا ایک محاوراتی رویہ ہے اور میں اس محاورے کی بلاغت سے قطعی ناواقف ہوں۔

حضراتِ گرامی! اگر آپ علماء کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو متحدہ ہندوستان میں ایسے لاتعداد علماء دکھائی دیں گے جو بیک وقت شریعت و طریقت کے نمائندہ تھے۔ ان علماء نے قرآن و حدیث کی جس دل جمعی کے ساتھ تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیا اُس کی فی زمانہ مثال خال خال ملتی ہے۔ آج علماء اور مشائخ دو متوازی الست تناظر میں نظر آتے ہیں جس کی بناء پر عقائد و اعمال میں وہ احتیاط موجود نہیں رہی جو سلف وصالحین کا وطیرہ تھی۔ لیکن علامہ شاہ تراب الحق اسلاف کی روایت کے امین ہیں۔ آپ نے شریعت اور طریقت کو اپنی ذات میں اس طرح یکجا کر لیا ہے کہ آپ سے مل کر سلف وصالحین کا تقرب محسوساتی طور پر ذہنوں میں اجاگر ہو جاتا ہے۔

گزشتہ نصف صدی اور خصوصاً ساتویں عشرے کے بعد جہاں اسلام ایک عظیم قوت کے طور پر بین الاقوامی منظر پر نمودار ہوا وہاں دوسری طرف سائنسی ترقی اس قدر دراز ہو گئی کہ مذہب جدیدیت کی نفی معلوم ہونے لگا۔ ذہنِ انسانی میں نئے سوالات ابھرے اور اُس نے دریافت کرنا شروع کیا کہ کیا مذہب کی موجودہ مادی زندگی میں کوئی گنجائش ہے؟ کیا انسان مذہب سے کنارہ کش ہو کر زندگی نہیں گزار سکتا؟ کیا انسان کے لئے مذہب کا ٹرانکولائزر Tranquillizer ضروری ہے؟۔۔۔ ان سوالات نے سماجی سطح پر تضادات اور انتشار کی صورت پیدا کی جس کے نتیجے میں ہمارے علماء نے مذہب اور جدید سائنسی علوم کے تقابلی مطالعہ کے بعد نہ صرف یہ ثابت کیا کہ مذہب ٹرانکولائزر نہیں ہے بلکہ ایک حیات آفریں ٹانک ہے۔ ان علماء نے اپنے اقدامات سے کفر و الحاد کی بیخ کنی ہی نہیں کی بلکہ انسانیت کو اُس ابدی پیغام کی طرف جوق در جوق راغب کیا جو دنیا و آخرت دونوں میں ذریعہ نجات ہے۔۔۔ علامہ شاہ تراب الحق قادری کا شمار بھی انہی علما میں ہوتا ہے جنہوں نے تبدیل شدہ سماجی صورتحال میں دکھی انسانیت کو مسائل سے نجات دلانے کے لئے اسلام کے حقیقی ضابطۂ حیات سے انسان کو آگاہ کیا ہے۔

حضراتِ گرامی! آج صورت یہ ہے کہ بہت سے تاریخی عوامل، نسلی خصوصیات، داخلی، سماجی اور سیاسی عناصر اور دیگر اسباب کی بنا پر اسلامی دنیا میں زندگی کے ایسے مختلف نمونے ملتے ہیں جن میں فکر و عمل کے جدید اصولوں اور طریقوں کی پیوندکاری ہے۔ اور اس سے وہ پراگندگی اور افراتفری پھیلی ہوئی ہے کہ اجنبی تو خیر اجنبی ہے، خود مسلمانوں کے لئے یہ مشکل ہو گیا ہے کہ وہ اسلام کا من حیث المجموع کوئی مؤثر ادراک کر سکیں۔ پہلے وقتوں میں یوں تھا کہ روایتی تعلیم کے وسیلے سے مسلمانوں کو اپنے علوم اور تمدنی ورثے سے واقفیت ہو جاتی تھی۔ آج جدید طرزِ تعلیم سے آراستہ افراد اپنے علمی و تمدنی ورثے کے بہت سے بنیادی اجزاء سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔ اس صورت میں کسی بھی مسلم معاشرے کو درپیش نئے چیلنج اور نئے تقاضوں کا جواب عالموں اور دانشوروں کا وہی طبقہ دے سکتا ہے جسے ایک طرف اسلام کے پورے علمی و تمدنی سفر سے مکمل آشنائی ہو تو دوسری طرف وہ جدید علوم سے بھی حسی یا علمی واقفیت رکھتا ہو۔ جو قرآن و حدیث سے استنباط و استخراج کی نہ صرف مکمل اہلیت رکھتا ہو بلکہ استدلال کے ذریعے اُس کی نفاذی صورتحال کی وکالت و وضاحت پر بھی قدرت رکھتا ہو۔ ماضی قریب میں ایسے علماء کی مثالیں کثرت سے موجود تھیں، جنہوں نے اپنے سماجی تقاضوں کو مذہب کی کسوٹی پر کس کر دیکھا اور پھر اُن کے سلسلے میں حتمی رائے وضع کی۔ لیکن اب بے سروپا تغیر پزیری کے درمیان کم ہی لوگ ایسے ہیں جو کسی فیصلے سے گزرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

علامہ شاہ تراب الحق قادری نے اپنی مذہبی بصیرت کو سماجی ضرورت سے اس طرح آمیز کیا ہے کہ اُن کے ہاں ہر اُس مبدّل صورتحال کا شافی علاج موجود ہے جس نے نئے انسان کو ہراساں کر رکھا ہے۔ میں ذاتی طور پر علامہ شاہ تراب الحق کی جانب خلقِ خدا کے رجوع کا شاہد ہوں، مسائل سے گھرے ہوئے لوگ جب اُن تک مذہب کے حوالے سے پہنچتے ہیں تو اُن کے ہاں اپنے حوالے سے علوئے ذات کا گماں تک نہیں ہوتا بلکہ اُن کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ جب یہ شخص مذہب کے حوالے سے مجھ تک پہنچتا ہے تو پھر اس سے اس طرح معاملہ کیا جائے کہ اُس کے دل میں شخصی عقیدت جاگزیں نہ ہو بلکہ عقیدہ راسخ ہو جائے۔ یہیں سے علامہ شاہ تراب الحق قادری کی بے نفسی کا سراغ ملتا ہے اور اُن سے رابطے میں آنے والا ہر شخص عقیدے کی بالادستی کے ساتھ اُن کی عقیدت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

علامہ شاہ تراب الحق قادری کے ہاں اسلام ایک فقرِ غیور کے طور پر قیامی ہے۔ جس کے معنی آب و گِل سے مجبوری نہیں، تسخیرِ خاکی و نوری کے ہیں۔ بے دولتی و رنجوری نہیں، یقین و استغناء کے ہیں۔۔ کیونکہ ان کو علم ہے کہ مغرب کے ساحلوں سے جنم لینے والے سائنسی اور صنعتی دھارے کے خلاف صرف اسی صورت میں بند باندھا جا سکتا ہے کہ نئے انسان کے دکھ درد میں شریک ہو کر اُسے اسلام کے نظامِ حیات سے اس طرح قریب کیا جائے کہ وہ اپنی مجبوری میں بھی سرشار رہے اور یہ سرشاری مزاجِ انسانی میں یقیناً اسی صورت میں ورود کرتی ہے جب یہ خیال راسخ ہو کہ قادرِ مطلق کوئی اور ہے اور ہم کو تمام عمر عاجزِ محض کی صورت میں روز و شب کو جمع کرنا ہے۔ یہی شریعت و طریقت کی ضرب تقسیم ہے اور اسی میں نئے انسان کی فلاح مضمر ہے۔

علامہ شاہ تراب الحق قادری اپنے موقف میں جلالی ہیں لیکن اپنی عادت میں جمالی ہیں۔ اُن کو اُن کی مسندِ علمی و روحانی نے جلالتِ فکر اور حلاوتِ قلب و روح ودیعت کی ہے لہٰذا جہاں اُن کو فکر کی ترسیل و تفہیم سہل ہے وہاں اُن کے لب ولہجے کی شائستگی خلقِ محمدی کا ایک پرِ توِ خفی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آج ہمارے درمیان ایک مقبول ترین ترجمانِ شریعت و طریقت کے طور پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ نے دعوت و تربیت کا ایک ایسا جو ہر نوجوان نسل کے دل و دماغ میں رکھا ہے کہ آج پوری دنیا میں آپ کے عقیدت مند اسلام کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

حضراتِ گرامی! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ آج ہم یہاں علامہ شاہ تراب الحق قادری کی امریکہ کے مطالعاتی دورے سے واپسی پر اُن کے مشاہدات سے متمتع ہونے کے لئے جمع ہوئے ہیں اس لئے میں آپ کے اور علامہ کے درمیان تادیر حائل نہیں رہنا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی اس نارسا گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے یہ واقعہ بیان کرتا چلوں کہ حکیم ابنِ سینا ایک مرتبہ کسی صوفی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپسی پر ایک شخص کو اس کام پر معمور کر دیا کہ میرے رخصت ہونے کے بعد یہ بزرگ جو کچھ میرے بارے میں فرمائیں، اُس سے مجھے آگاہ کر دینا۔ جب اس صورتحال کا اُن بزرگ کو علم ہوا تو انہوں

نے فرمایا، ''بو علی سینا اخلاق نباشُد'' ۔۔ بو علی سینا دوبارہ اُن بزرگ کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا کہ حضرت میں نے تو علمِ اخلاق پر ایسی کتب تصنیف کی ہیں جو رہتی دنیا تک سند رہیں گی، آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ''بو علی سینا اخلاق نباشُد''؟ وہ بزرگ مسکرائے اور فرمایا، ''ہم نے یہ کب کہا کہ بو علی سینا اخلاق کا علم نہیں رکھتا، ہم نے تو کہا ہے کہ وہ اخلاق نہیں رکھتا۔

حضراتِ گرامی! علامہ شاہ تراب الحق نے علم الاخلاق پر کوئی جامع کتاب تو تصنیف نہیں کی لیکن اپنے طرزِ عمل سے خود کو اخلاقِ مصطفوی کا وارث ضرور ثابت کیا ہے۔ اس تکبر اور نمائش سے مملو دور میں شائد اُن سے ہماری عقیدت اور وابستگی کا یہی اخلاق بامراد وسیلہ ہے۔

حضراتِ گرامی! شاہ تراب الحق کے لغوی معنی ہیں، ''حق کی مٹی کے شاہ'' ۔ یقیناً حق کی یہ مٹی وہ نہیں ہے جو زمینوں کی مٹی سے علاقہ رکھتی ہے، یہ مٹی حق کی وہ مٹی ہے جس سے دلوں کی سرزمین شاد و آباد رہتی ہے۔ گویا شاہ تراب الحق دلوں کی زمین سے نمو پانے والا وہ نمایاں شجر ہیں جسے شاہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی　　　میرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاک

ترجمانِ مسلک رضا

کنزالعلماء حضرت علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی

اہلسنت کے عظیم راہنما، ممتاز روحانی پیشوا، ترجمان مسلک رضا حضرت سید شاہ تراب الحق قادری قدس سرہ العزیز نے نہایت بامقصد اور باہمت زندگی بسر کی آپ نے سنی تشخص کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں آپ نے اپنے علم اور قلم سے معتقدات اہل سنت اور معمولات اہل سنت کے تحفظ کے لیے جاندار کردار ادا کیا۔ آپ نے حیات مستعار کے لیل و نہار رجال کار کی حوصلہ افزائی، مریدین کی تربیت، تنظیمی مشاغل، تعلیمی مصروفیات، ملک و ملت کی خدمت اور ریاضت و عبادت کے ہمراہ بسر کیے۔ بندہ ناچیز کی جب بھی آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے غلبہ اہل سنت کے لیے اپنی تڑپ کا اظہار کیا آپ ہمیشہ اسلاف کے مشن اور ان کے طریق کار پر پختگی سے کاربند رہے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے رہے اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادگان بالخصوص جوان عزم اور جوان ہمت، حضرت سید شاہ محمد عبد الحق قادری کو آپ کے عظیم مشن کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

والسلام مع الاکرام

محمد اشرف آصف جلالی

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

ایک شخص، ایک تحریک

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

(از مفتی اہلسنّت شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی صاحب مدظلہ)

یقین جانیے میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں قبلہ محترم شہبازِ خطابت مردِ مومن علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کر سکوں۔ میرا قلم وہ الفاظ کشیدہ کرنے سے قاصر ہے کہ جن کو لکھ کر میں قبلہ شاہ صاحب کی زندگی کے پہلوؤں کو اجاگر کر سکوں میری سوچ میں وہ الفاظ کا ذخیرہ نہیں کہ جو آپ کی شخصیت کی خوشبو کو الفاظ کی شکل میں تحریر کر سکوں۔ پیرِ طریقت رہبرِ شریعت شہبازِ خطابت شعلہ بیاں مقرر علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نور اللہ مرقدہ کے ساتھ میری وابستگی تقریباً 1967-68 سے تھی اور گذشتہ ۵۰ برس کی رفاقت رہی، متعدد مواقعوں پر آپ کے ساتھ مختلف موضوعات اور مسائل پر گفت و شنید رہی یہ میرے لئے مشکل بھی ہے اور ایک اعزاز بھی کہ میں قبلہ محترم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار مضمون کی صورت میں آپ احباب کے سامنے تحریری شکل میں پیش کر سکوں میری تحریر کا مطالعہ کرنے والوں پر ایک چھوٹا سا حق ضرور ہے کہ جب وہ حضرت اقدس پیر سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے لئے دستِ بدعا ہوں تو اس فقیر راقم بے بضاعت کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

موت العالم موت العالم

عالم کی موت جو ہے وہ پورے ایک عالم کی موت کہلاتی ہے۔ قبلہ شاہ صاحب جیسی شخصیت روز روز پیدا نہیں ہوا کرتیں ہیں۔ آپ دینِ اسلام کے سچے پکے خادم، اسلام کے نڈر بہادر مجاہد مردِ حق اور نبی کریم ﷺ کے سچے عاشقِ صادق اور غلام تھے۔ جناب محترم و محتشم قبلہ شاہ صاحب کی خدمات جلیلہ بے انتہاء ہیں۔ آپ نے پوری زندگی جہدِ مسلسل کی طرح گزاری آپ ہر ہر لمحہ عوام اہلسنّت کی بہتری و بھلائی کے لئے گامزن رہے اور میرا یہ حُسنِ ظن گمان اغلب ہے کہ قبلہ شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کو ان تمام اہداف پر عبور اور مکمل ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی خدمات جلیلہ عالمی سطح پر بھی قابلِ ستائش تھیں۔ آپ نے فکری نقطۂ نظر سے بین الاقوامی سطح پر کفر کا زور توڑا اور غلبہ اسلام کے لیئے ایک منظم تحریک اُٹھائی۔ اور دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کی خاطر دنیا بھر میں کام کرنے والی سُنی تنظیموں تحریکوں سے رابطہ رکھا۔

پوری دنیا سے مسائل و گذارشات کو سنتے اور پھر اس پر کام کرتے تھے۔ آپ نے حبِ رسول کی دعوت تمام انسانی حلقوں میں عام کرنے میں مثالی کردار ادا کیا۔ استحکام پاکستان اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیئے منظم ذہن سازی کا فریضہ انجام دیا۔ آپ آخری عمر تک اتحاد اہلسنّت کے لئے سرگرم رہے۔ سیاسی میدان میں بھی آپ نے اپنی خدمات کا لوہا منوایا آپ 1985 میں اسی کھارادار کے علاقے سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے اور عوام کی خدمت اور بھلائی کے کاموں میں اپنا حصّہ بٹایا اور معاشرتی برائیوں کے خاتمے اور خدمت خلق کے فروغ کیلئے اپنی عمر کے آخری لمحات تک فکر مند رہے اور اپنی خدمات سے اندھیروں میں اجالے بکھیرتے رہے۔ آپ نے بد مذہبوں بے دینوں اور باطل طاغوتی قوتوں کے خلاف اپنی بھرپور صلاحیتوں سے جہاد کیا۔ وطن عزیز کے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، بستی بستی اور شہر شہر میں جماعت اہلسنت کی تنظیم سازی کرنا اور پاکستان بھر کی تمام سنی تظیموں اور تحریکوں کا عملی اشتراک قائم کیا تاکہ مسلک اعلیٰ حضرت مضبوط ہو سکے۔ اور پھر باہمی محبت والفت اعتماد و یقین کے ساتھ جماعت اہلسنت کی صورت میں آپ نے جو چراغ روشن کیا یہ آپ کی گہری فراست، عمیق بصیرت اور دور نظری کا بلند پایہ ثبوت ہے۔ جماعت اہلسنت آپکی جماعت ہے اور آخری وقت تک اس جماعت کے امیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی شخصیت کا ایک پہلو جو نمایاں ہے وہ یہ کہ آپ رئیس التنا ظیم بھی تھے تمام تنظیمات کو یکجا جمع کرکے انکی سربراہی کرنا یہ آپ ہی کا خاصہ تھا غرض آپ اتحاد اہلسنت کے لیئے خدمات انجام دیتے رہے۔ ڈاکٹر اقبال نے انہی ہستیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے اس شعر میں فرمایا کہ،

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میرا یہ ماننا ہے کہ انسانوں کا اصل وظیفہ حیات الفاظ و کلمات کا ورد نہیں بلکہ ان شخصیتوں کی جستجو ہے جن کی صحبتِ نظری، اطاعتِ عملی اور توجہ روحانی سے جادۂ حق کا سراغ مل جاتا ہے۔

زندگی میں شاید سب سے مشکل مرحلہ یہی ہوتا ہے کہ کسی کیمیاء نظر، جوالہ نور، بیتابِ عشق، بندہ محبت، خوگر اخلاق، صاحب ادراک، معیارِ حق اور رشکِ بندگی شخص کی صحبت میسر آجائے کہ اللہ والوں کی صحبت اور ان کے ذکر سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ یہ اللہ والے وہ ہوتے ہیں جو اپنے وجود کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں فنا کرلیتے ہیں۔ ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

دمِ عارف نسیم صبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

میرے عزیز و انسانی معاشرت کے لئے بطورِ معیار ہمہ دم ایسے زندہ اور عظیم کرداروں کی ضرورت رہتی ہے جن میں عبودیت کا شعور نہایت گہرا ہو ایسے افراد معاشروں کی جان ہوتے ہیں جن کے ہاں ہر قول اور ہر عمل پر حبِ رسول ﷺ کی چھاپ لگی ہوتی ہے یہی وہ لائق تکریم ہستیاں ہوتی ہیں جو انسانی قافلوں کے حقیقی راہنما ہونے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ انہیں اگر ڈھونڈا جائے تو یہ علم کی مسندوں پر، اس کے مرکزوں پر، کیف و حال کے زاویوں میں قلم و قرطاس کے جہانوں میں ہر جگہ مل سکتے ہیں۔ انہی سے زندہ افکار کی روشنی پھوٹتی ہے۔ یہی تعمیر حیات کی خوشبوئیں بکھیرتے ہیں۔ انہی سے جنت بداماں ماحول جنم لیتے ہیں۔ یہ خود بھی مہر درخشاں کی طرح چمکتے ہیں۔ اور ان کی باتیں بھی ستاروں کی طرح جگمگاتی ہیں۔ یہ جب انسانی قافلوں کے دوش بدوش چل رہے ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے انسانی دُنیا پر چاند اور سورج محو گردش ہیں اور جب یہ پردہ فرما لیتے ہیں تو زمین آسمان بن جاتی ہے ان کی قبریں اور آرام گاہیں کبھی فیض بانٹتی ہیں پھر لوگ انہیں یاد کرتے ہیں ان کی عظمتوں کی خوشبوؤں کے موتی بکھیرے جاتے ہیں۔ یہ نایاب لوگ بار بار معاشرے کو میسر نہیں آتے۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

میرے عزیز دوستوں ! اس جہانِ رنگ و بو میں پکی بات ہے کہ جینا اسی کا جینا ہے جو دولت و دنیا، مال و منال، رشتہ ناتوں کو اپنے پائے استغناء تلے روند کر حسن ازل کے شاہکار رحمت عالم رسول اللہ ﷺ کے بن جاتے ہیں۔ اور یہی وہ جینا ہے جو میرے مربی دوست شاہ تراب الحق قادری اپنے چاہنے والوں کو سکھا گئے۔ وہ انسان بڑا عظیم ہوتا ہے جو حسن کی روشنیوں تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔ شاہ صاحب بھی انہی عظیم انسانوں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ شہِ لولاک کے وہ عاشق تھے کہ جن کی رگ رگ اور رواں رواں میں محبت رسول ﷺ نے ڈیرہ جمالیا تھا۔ وہ لوگ جنھوں نے برصغیر پاک و ہند میں عشق رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کی دھوم مچائی ان میں سے اکثر مولانا الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی کے تلمیذ ہیں، آپ کے ماننے والے ہیں اور ان سے عشق رسول ﷺ سیکھنے والے ہیں۔ انہی قافلہ مستفیدین میں قبلہ شاہ تراب الحق قادری کا شمار بھی ہوتا ہے۔ آپ نے مفتی اعظم ہند جگر گوشۂ اعلیٰ حضرت مولانا مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اعلیٰ حضرت کے گھرانے سے روحانی تعلق قائم کیا۔ شاہ صاحب کا مسلک مسلکِ عشق تھا۔ وہ ذکر رسول کو عبادت تصور کرتے تھے۔ بڑے عظیم آدمی تھے۔ ان میں باعثِ کشش بڑی باتیں تھیں۔ وہ رسیلے تھے، تیکھے تھے، دبدبہ دار تھے، طرحدار تھے، سخن فہم تھے، سخن شناس تھے، ادیب بھی تھے اور شہبازِ خطابت خطیب بھی بلکہ خطیب گر تھے۔ متین و فہیم تھے علامہ و فہامہ تھے۔ سامعین کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ کر

گفتگو فرماتے تھے۔ لیکن ان کے یہ سارے رنگ پھیکے ہوتے اگر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے عاشق صادق نہ ہوتے۔

بات عشق کی چل نکلی ہے تو ذہن میں رہے کہ عشق میں نسبتِ محبوب بڑی چیز ہوتی ہے اس حوالہ سے شاہ صاحب کے سید ہونے اور آلِ رسول ہونے کا بھی بڑا خیال آیا۔ الحمد للہ قبلہ شاہ صاحب نے اپنے آباء واجداد کی فکر و عشق میں ڈوبی ہوئی روایات کو اپنے زاویہ میں زندہ رکھا۔ شاہ صاحب کسی سے متاثر نہیں ہوئے۔ ہاں البتہ اپنی تابعدار خاندانی مذہبی اور روحانی اقدار وروایات سے دوسروں کو اپنی شخصیت کے سحر میں گرفتار کرلیتے تھے۔ آج جب میری آنکھوں کے سامنے سے انکی شخصیت محو ہوگئی ہے تو میں سوچتا ہوں اور اپنے دل میں یہ کہتا ہوں کہ شاہ صاحب تسلی رکھیں کہ مذہب عشق خلا میں معلق رہنے والی چیز نہیں۔ اس کا اعتراف وقت کی آواز قبر کا نور اور آخرت کی عزت ہوتی ہے۔ شاہ صاحب کا یہ خاصہ تھا کہ جب بولتے تو مجمع پر سکوت طاری ہو جاتا تھا لوگ آپ کے الفاظوں کو اپنے ذہنوں میں محفوظ کرتے تھے۔ آپ مقرر ہونے کے ساتھ مصنف بھی تھے۔ آپ کی تصانیف آپ کے ایمانی جذبوں کا اعتراف ہیں۔ عظیم تر بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اپنی تحریروں میں اپنے قلم وزبان کے بجائے قرآن اور صاحب قرآن و اصحابِ رسول ﷺ کی زبان پر اعتماد کیا اور آپ کی تصانیف کی اصل عظمت یہی ہے۔ آپ کی کتب ضیاء الحدیث، تصوف و طریقت اور فلاح دارین کو عوام اہلسنّت میں بڑی پزیرائی ملی لیکن آپ کی تصنیف جمالِ مصطفی کو ایک منفرد مقام حاصل ہوا۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے قاری کو قبلہ شاہ صاحب نے ایک خاکی بدن انسان کو دہلیز جنت پر جا بٹھایا۔ جہاں اسے کتاب و سنت کے آئینے میں حضور ﷺ کی زیارت ہونے لگتی ہے اور پھر شاہ صاحب حسن حق کی جستجو میں اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری کے رکوع اور سجدے کتاب پڑھنے والے کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مصنف شاہ تراب الحق قادری یہاں پہنچ کر خود ہی اپنے سر پر کرامتوں کا تاج رکھ لیتے ہیں جو یقیناً دیر تک لوگوں کے اشہب ذوق کو مہمیز لگاتا رہے گا۔

ممکن ہے کہ شاہ تراب الحق قادری سے بعض حلقوں کو شدت مزاجی کا شکوہ بھی ہو لیکن انہیں جاننا چاہیئے کہ کلمہ طیبہ بھی الا اللہ کے اثبات سے پہلے لاالہ کی نفی سے شروع ہوتا ہے۔ نفرت محبت کا دوسرا عکس ہوتی ہے۔ جس کو محبوب کے دشمن سے دشمنی کرنی نہیں آتی وہ اپنی ہی محبت میں کھوٹا ہوا کرتا ہے۔ تراب الحق سچے تھے، کوئی حلقہ اگر ان کا یہ قصور سمجھتا ہے کہ وہ دودھ میں مکھیاں ڈالنے والوں کو طہارت کی سند کیوں نہیں دیتے۔ آفتاب کے سامنے بدبودار ہاتھ رکھ کر اسے بے نوری کا الزام دینے والوں کو ماہِ کامل کا لقب کیوں نہیں دیتے۔ ذہنی گندگی والے کیڑوں کو رشک جگنو کیوں نہیں مانتے تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قبلہ شاہ صاحب کی مجبوری ہے کہ وہ سچے ہیں۔ ان سے ہو نہیں سکتا تھا کہ وہ جھوٹوں کے بجر

ظلمات میں اپنے آپ کو شامل کریں۔ تاریخ کو یہ کڑوا گھونٹ کسی وقت اپنے گلے سے اتارنا ہی پڑے گا کہ تسلیمہ نسرین اور رشدی سے محبت کا مطلب صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے نفرت ہوا کرتی ہے۔ تراب الحق بہت بہت میٹھے اور اونچے بندے تھے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے حضور گستاخی کرنے والوں کو کبھی معافی کے قابل نہیں جانا۔ دین کا مسلمہ اصول ہے کہ تکبر کرنے والے سے تکبر صدقہ ہوا کرتا ہے۔ الجھنے والوں سے الجھنا یہ بزدلی ہوا کرتی ہے۔ اور پھر خود سوچئے جو جانِ کائنات سے الجھے اُسے اِس دورِ جدید کا لبرل ازم ممکن ہے معاف کردے لیکن شاہ تراب الحق کی غیرت و حمیت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ ایسے دین کے دشمنوں گستاخوں کو معاف کریں انہوں نے ان سامراج کے ٹھیکے داروں سے ڈالر اور پونڈ نہیں لئے تھے ان کا جرم صرف اتنا تھا کہ انکا محکم عقیدہ یہ تھا کہ جسے میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے الفاظ میں بیان کروں کہ

کروں مدحِ اہلِ دُوَل رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

میرے سنی مسلمانوں! یاد رکھو کہ شاہ تراب الحق کے دشمنوں کے لئے بھی تراب الحق کو بھولنا دین کے حکم میں بہتر نہ ہوگا اور رہا معاملہ دوستوں کا انہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کا تراب الحق کتنا عظیم تھا کہ اس نے انہیں اپنی یاد کا درس نہ دیا بلکہ اپنی ذات کو اپنے محبوب کے حرم میں اس قدر بے وقعت پیش کیا کہ ذہنوں پر تراب الحق کے محبوب محمد مصطفی ﷺ چھاگئے۔ مصطفی ﷺ کی محبت جسے دل اور روح کی تمام تر گہرائیوں اور پاکیزگیوں کے ساتھ چاہا جائے اصل میں وہی سچی اور بلند محبت ہوتی ہے۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں تیرے نام پر — اللہ اللہ موت کو یہ کس نے مسیحا کردیا

اور ایک مقام پر یوں ہے کہ

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا — ہر شخص کے نصیب میں دار و رسن کہاں

بھائیوں ہمیشہ یاد رکھو کہ ہر بڑے کام کی قیمت اپنے آپ کو چھوٹا کرلینا ہے اکثر لوگ اپنے آپ کو چھوٹا کرنے پر رضامند نہیں ہوتے اس لئے وہ کوئی بڑا کام بھی نہیں کرپاتے۔ مگر شاہ تراب الحق نے یہ کرکے دکھادیا کہ کس طرح آدمی بڑا کام کرتا ہے۔

یہ قدرت کا قانون اور فیصلہ ہے کہ ہر جاندار کو اس دارِ فانی سے جانا ہے اور قرآن مجید میں آیہ مبارکہ اس کے ثبوت میں موجود ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت کہ ہر ذی نفس جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور اس دارِ فانی سے نکل کر آگے کی منزلوں کے لئے سفر طے کرنا ہے۔ تو 27 رمضان المبارک

1944ء کو طلوع ہونے والا علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی زندگی کا سورج اس عالم کو منور کرتے ہوئے ظلم و بدمذہبیت کے طوفانوں سے لڑتے ہوئے سیاہ اندھیری رات میں صبح نور کے اُجالے بکھیرتے ہوئے بالآخر ۴ محرم الحرام 1438ھ، 6 اکتوبر 2016ء کو غروب ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

اور آخر میں سید شاہ تراب الحق قادری کی دعوت پر لبیک کہنے والوں آج تم شاہ صاحب کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اپنے دلوں سے عہدِ وفا باندھو آج اگرچہ تم ایک کثیر تعداد میں موجود ہو لیکن کل تراب الحق اکیلا و تنہا اپنے کاندھوں پر یہ مشن لے کر چلا تھا۔ وہ مردِ مومن تنہا ان بدمذہب حاکموں، اعداء الرسول اور ریاکار مبتدعین کے خلاف سینہ سپر تھا۔ اس مردِ حق نے پیمانِ وفا صرف تہذیبِ مدینہ سے باندھا۔ اس عاشقِ رسول ﷺ نے دستِ رفاقت صرف حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی طرف بڑھایا آج یہ اس مردِ مومن مردِ حق کے خلوص کا ثمر ہے کہ رسولی نسبتوں کے خادمین نکہت فروز لفظوں سے شاہ تراب الحق قادری کو تعظیم و توقیر کی سلامیاں دیتے ہیں۔ آج گلی گلی مفکرین، خود ساختہ مجددین اور شہرت کے مارے قائدین اور جاہل مشائخ نے جو طوفانِ بدتمیزی اٹھا رکھا ہے تو ایسے میں شاہ صاحب کے مریدوں و جانثاروں کا فرض ہے کہ وہ بالبصیرت اور عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہوکر رضویت کی جنگ ایسے بدحال لوگوں کے خلاف تیز تر کردیں فتح بالآخر حق کی ہی ہوتی ہے۔

بس میں سلام کہتا ہوں، سلام لکھتا ہوں شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے نام اور انکے آفاق گیر کام کے نام کہ اے میرے مربی محسن، اہلسنّت کے رہبر، مسلک اعلیٰ حضرت کے لاثانی بے تاج بادشاہ دلوں کے چین شاہ تراب الحق قادری کائنات کی زندہ حقیقتیں تیرے محبوب اور تیرے عشق کا اعتراف کرتی ہیں۔ کہ تیرے علم کا استاد عشق رسول ﷺ ٹھہرا۔ تیری کتابوں میں نام محمد ﷺ کی روشنیوں نے تمہیں وہ دوام عطا کردیا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک عاشقانِ مصطفی ﷺ کو دعوتِ انقلاب دیتی رہیں گی۔ اور آخر میں امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی کے ان اشعار پر اپنی تحریر ختم کرتا ہوں کہ

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے — یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا — فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت، روح رواں سنیت

کا المناک سانحہ ارتحال

علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی کے سوگوار قلم سے

آہ۔ آہ صد آہ اس دور قحط الرجال میں عظیم المرتبت مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت روح روان سنیت و رضویت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی مصطفوی رحمۃ اللہ علیہ بھی داغ مفارقت دے گئے اور جام وصال حقیقی نوش فرما گئے آخر وہ گھڑی وہ ساعت آہی گئی جس کا دو سال سے خطرہ لگا ہوا تھا اور ہم شب و روز کروٹ کروٹ ان کی صحت و تندرستی اور درازی عمر کی مسلسل دعائیں کرتے اور کراتے رہتے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حق یہ ہے جو بوقت تعزیت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت امام اہلسنّت الامام احمد رضا خان فاضل بریلوی قادری برکاتی قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ اسی کا ہے جو اس نے دیا اسی کا ہے جو اس نے لیا صبر پہ بہتر اجر ہے دنیا میں کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی المناک رحلت عظیم حادثہ فاجعہ اور دل دوز سانحہ ہے جس کے اثر سے فضائے سنیت و رضویت مدتوں مغموم و متاثر رہے گی وہ اپنی ذات میں اک انجمن تھے۔ بہت لگتا تھا دل محفل میں جنکی آج صرف کراچی نہیں آج سندھ نہیں پورے ملک کی فضا مغموم و ملول نظر آتی ہے وہ ایمان کا اعلیٰ درجہ لیکر اس فانی دنیا سے گئے جس طرح ان کے مشفق و محسن فدائے مسلک اعلیٰ حضرت پیر طریقت حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی قدس سرہ اس دنیا سے ایمان کا اعلیٰ درجہ لے کر گئے اور پھر شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا سرکار مفتی اعظم فقیہ عالم شیخ الشیوخ افخم مولانا شاہ مصطفی رضا خان صاحب نوری برکاتی قدس سرہ اور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان کا بہت اعلیٰ درجہ لے کر دنیا سے گئے اور اپنے علوم وفیوض و برکات کے گہرے نقوش چھوڑ گئے کہ مدت العمر یادگار رہیں گے اور مسلمانان عالم کے لے مشعل راہ و مینارہ نور ثابت ہونگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

علماء و مشائخ کی کمی نہیں اور سب کا اپنی اپنی جگہ ایک مقام ہے مگر مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب علیہ الرحمہ رضوی کچھار کے وہ شیر نر تھے جو دفاع اہلسنّت و تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کا مجاہدانہ کردار ادا کر رہے تھے جن کے دم قدم کی برکت جہد مسلسل اور محنت شاقہ سے گلشن سنیت و

رضویت سرسبز و شاداب و سدابہار تھا۔ استقامت، جرأت و بہادری و دلیری اس مجاہد جلیل مرد میدان کے گرد گھومتی تھی وہ دفاع اہلسنّت کے لئے بالخصوص کراچی جیسے عروس البلاد میں شبانہ روز مجاہدانہ کردار ادا کر رہے تھے۔ مسلمانان کراچی ان کے وجود باجود سے پیر طریقت فدائے مسلک اعلیٰ حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صاحب قادری رضوی کے علمی و روحانی فیوض و برکات کی تازگی حاصل کر کے فرحت و مسرت محسوس کرتے تھے۔ حضرت ممدوح موصوف نے حقیقی اور واقعی طور پر حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین قدس سرہٗ کی نیابت و جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ کھوڑی گارڈن کی مرکزی جامع مسجد میمن اور مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ اور دینی روحانی ترجمان سنیت ماہنامہ مجلہ "مصلح الدین" کو خوش اسلوبی سے چلانا۔ مساجد اہلسنّت کا عدالتی اور قانونی طور پر جنگ لڑ کر تحفظ و دفاع فرمانا، کراچی جیسے وسیع و عریض شہر کے ہر علاقہ کی سنی تنظیموں، سنی مدارس سنی اشاعتی اداروں سے بھرپور تعاون کرنا ور ہر محاذ پر مخالفین کو مؤثر و معقول جواب دینا، مریدین کی مسلسل تربیت فرمانا، آپ کے عظیم و جلیل و ناقابل فراموش یادگار کارنامے ہیں جو مدتوں یاد رہیں گے اور فقیر کو یہ کہنے میں کچھ باک نہیں کہ وہ جماعت اہلسنّت کے روح رواں تھے اور حق یہ ہے کہ جماعت اہلسنّت صرف کراچی میں نظر آتی ہے اور اس طویل و عریض وسیع ترین اس شہر میں ہر طرف جماعت اہلسنّت کے دفاتر نظر آتے ہیں اور جماعت اہلسنّت سے وابستہ علماء واحباب سرگرم نظر آتے ہیں اور تبلیغی جلسوں جلوسوں اور پمفلٹ کتب ورسائل کی اشاعت سے جماعت اہلسنّت کو فروغ دے رہے ہیں اور پروان چڑھا رہے ہیں اور ہر طرف جماعت اہلسنّت کی تنظیمیں اور باڈیاں نظر آتی ہیں ایک بار فقیر اپنے ہفت روزہ پروگرام پر کراچی گیا ہوا تھا مجھ فقیر سگ بارگاہ رضوی کو اپنے دفتر میں یاد فرمایا متعدد علماء احباب کو لینے کے لئے بھیجا اپنے آفس کی بالا منزل سے نیچے تشریف لا کر استقبال کیا کراچی کے مختلف علاقوں کی تنظیموں کے سربراہ بھی موجود تھے جو سب اس فقیر کو عرصہ دراز سے جانتے مانتے ہیں۔

خوش مزاج و خوش انداز تھے مسائل و معاملات کی گتھیاں سلجھانا جانتے تھے معاملات کی تہہ تک پہنچنا ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا دوران گفتگو فقیر نے عرض کیا کہ جناب آپ کی جماعت اہلسنّت کا مرکزی دفتر کہاں ہے؟ برجستہ فرمایا "بس یہی ہے"۔ فقیر کو نہایت پر تکلف اعزازیہ سے نوازا مختلف النوع تحائف اور بہت اعلیٰ عطریات کی شیشیوں سے نوازا اور دو مقامات کیلئے فرمایا وہاں وہاں فلاں فلاں جگہ جماعت اہلسنّت کے دفاتر کا افتتاح اور دعا فرمائیں گے بعد عشاء جب یہ فقیر مختلف علماء واحباب کی معیت میں وہاں پہنچا وہاں علماء واحباب کا ایک جم غفیر تھا ایک جھنڈا بہت بڑا اور اونچا تھا اور جماعت اہلسنّت کے بے شمار و لاتعداد جھنڈے تھے پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا گیا مصافحہ و معانقہ دست بوسی کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا دفتر

کا حسب ضابطہ افتتاح کیا دعا کے بعد صلوۃ و سلام دعا خیر و برکت ہو گئی۔

کاش کہ ہماری پنجاب کی جماعت اہلسنّت کے عہدیدار بھی طاہر القادری جیسے صلح کلی کی غلامی، قصیدہ خوانی، ہمنوائی چھوڑ کر کراچی کی طرز پر جماعت اہلسنّت کیلئے موثر انداز پر گرمی و دلچسپی سے مخلصانہ کردار ادا کریں کیونکہ جعلی شیخ الاسلام کو تمام اکابر اہلسنّت مسترد کر چکے ہیں کام کریں جماعت کا نام اور لیبل استعمال نہ کریں اسی طرح تین بار کھوڑی گارڈن اب مصلح الدین گارڈن کی مرکزی میمن مسجد میں یاد فرمایا اپنی مسجد مدرسہ اور مختلف شعبہ جات کا معائنہ کرایا اور اپنے دفتر میں خاص مسند پر بٹھایا اور مختلف النوع کھانوں مٹھائیوں اور فروٹ کا ڈھیر لگوادیا۔ مراجعت پر حسب معمول و حسب سابق تحفہ تحائف عطریات اور کپڑوں کے دو جوڑے مرحمت فرمائے۔ بار بار ان کی ایسی نوازشات عنایات یادگار ہیں اور یادگار رہیں گی۔ جن دنوں شارح بخاری فقیہہ العصر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قادری برکاتی رضوی نائب مفتی اعظم اور ملک التحریر حضرت علامہ ارشد القادری الرضوی قدس سرہ کا تھوڑے تھوڑے وقفہ سے وصال ہوا تو بھی فقیر کراچی حاضر تھا دار العلوم امجدیہ میں ہر دو بزرگان دین وملت کے لئے تعزیتی جلسہ تھا مجھ فقیر کو بھی یاد فرمایا بکثرت علماء و احباب مدرسین و طلاب اور مہتمم دار العلوم امجدیہ علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی رضوی کی موجودگی میں تقاریر کے بعد مجھ فقیر ہی سے دعا کرائی۔ اسی طرح دو بار عرس سیدنا اعلیٰ حضرت یوم رضا عرس قادری اور دار العلوم امجدیہ کے جلسہ دستار فضیلت میں مجھ فقیر کو یاد فرمایا بہت ہی عظیم الشان روح پرور پروگرام وسیع لنگر شریف کے ساتھ ہوتے تھے ہر بار علامہ سید شاہ تراب الحق قادر رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنے دست محبت سے پی آئی اے وایر وایشیاء کے ٹکٹ عنایت فرمائے۔

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اس فقیر (محمد حسن علی رضوی) کے نام سے اور یہ فقیر حضرت شاہ صاحب کے نام نامی سے تو بہت پہلے سے واقف تھے کیوں کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے مربی و مشفق و محسن حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ یادگار رضا پاکستان جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور (اب فیصل آباد کے جلسہ دستار فضیلت میں تقریباً ہر سال تشریف لاتے تھے اور امام اہلسنّت نائب اعلیٰ حضرت سیدی حضور محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ سے غایت درجہ عقیدت رکھتے تھے ان کو بمنزلہ اپنے استاد کے سمجھتے تھے کیونکہ حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ کے استاد محترم حافظ ملت بانی جامعہ اشرفیہ اور سیدی سندی حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ آپس میں استاد بھائی اور دونوں ہی حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی برکاتی رضوی کے بھی خلیفہ تھے اور استاد بھائی بھی تھے اور حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین قدس سرہ کو بھی حضور صدر

الشریعہ اعظمی مصنف بہار شریعت اور سرکار سیدنا مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے اجازت و خلافت تھی اور اس فقیر راقم الحروف (محمد حسن علی رضوی) کو بھی سیدنا محدث اعظم پاکستان کے علاوہ شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا حضور مفتی اعظم اور خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری اور خلیفہ و نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں بریلوی (والد گرامی حضرت تاج الشریعۃ) سے اجازتیں و خلافتیں حاصل ہیں (زہے نصیب) ان روحانی حقیقی مسلکی نسبتوں کے باعث حضرت قبلہ قاری محمد مصلح الدین قدس سرہ بھی اس فقیر پر کمال درجہ شفقت و محبت فرماتے تھے اور فقیر کی تصنیف و تالیفات سنی رسائل و جرائد میں فقیر کی تحریروں سے بہت متاثر و مسرور ہوتے تھے بلکہ چند بار ازراہ شفقت و عنایت وہ سیٹھ حاجی عبد الحمید کی ابن سیٹھ حاجی عبد العزیز مرحوم کے ذریعہ صرف ملاقات فقیر کے لیے میلسی بھی تشریف لائے۔ حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ کی عنایات اور انتہائی قریبی گہرے روابط کو دیکھ کر حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری قدس سرہ بھی مجھ فقیر سے بہت قریب ہوتے چلے گئے اور ایک بار حضرت شاہ صاحب کے خدام و حلقہ احباب کے کچھ سرگرم عزیزان طریقت نے فقیر کی ایک کتاب ''آئینہ حق و باطل'' اپنے طور پر چھپوالی اور فقیر نے ملتان شریف کے ایک سنی کتب خانہ سے وہ خرید لی اس میں زیر سرپرستی علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی لکھا ہوا تھا اس پر فقیر نے اپنا مکتوب پہلی بار حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق کے نام حاضر کیا کہ آپ نے فقیر کی کتاب آئینہ حق و باطل، چھپوالی بڑی خوشی اور کمال درجہ روحانی مسرت ہوئی مگر دو چار کتابیں اس فقیر دعاگو کو بھی بھیج دیتے۔ فقیر کا عریضہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت پہنچا فوراً پچیس کتابیں اور نہایت پر خلوص محبت بھرا مکتوب آیا جس میں بڑی عاجزانہ انداز میں معذرت بھی کی گئی کہ ہمیں یہ کتاب آپ سے اجازت و منظوری لیکر چھپوانی چاہیے تھی ہمارے نوجوانوں نے بعجلت ایک دینی مسلکی ضرورت کے باعث آپ سے اجازت حاصل کئے بغیر چھپوالی معذرت خواہ ہیں ناگوار خاطر نہ ہو۔۔۔ الخ یہ خلوص محبت یہ تواضع یہ انکساری دیکھ کر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے باہمی خلوص و محبت کے تعلقات بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ فقیر جب بھی کراچی حاضر ہوتا حضرت قبلہ قاری صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار شریف پر حاضری دیتا اور حضرت علامہ شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ہر بار ضرور حاضر ہوتا اور کبھی نہ ہو سکتا ہوتا تو کمال شفقت و محبت سے وہ خود عطریات اور فقیر کی زیر تعمیر مسجد و مدرسے کے لئے بطور تعاون خطیر رقم لیکر خود فقیر کی قیام گاہ پر تشریف لے آتے۔ کاش جملہ سنی بریلوی علماء و احباب میں ایسا گہرا تعلق اور باہمی ربط و ضبط ہو بطور تحدیث نعمت عرض کرتا ہوں فخر سے نہیں رب تبارک و تعالیٰ کے فضل سے کہتا ہوں سلسلہ عالیہ برکاتیہ رضویہ کے جملہ احباب حضور سید العلماء مارہروی حضور احسن العلماء مارہروی اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم،

حضور برہان ملت۔ حضور شیر بیشہ اہلسنّت قدست اسرارہم اور مخدومی حضرت تاج الشریعہ سلمہ ربہ واطال اللہ عمرہ کے مریدین متوسلین اور حلقہ طریقت علماءواحباب مجھ فقیر سگ بارگاہ رضوی پر خاص عنایات فرماتے اور خاص محبت رکھتے ہیں۔

میلسی میں فقیر نے سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا تو پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی کے بعد سب سے زیادہ اور بھرپور تعاون حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا مولیٰ عزوجل اجر عظیم و جزاء جمیل سے سرفراز فرمائے آمین۔ علاوہ بریں مجھ فقیر کے علاوہ بھی شہر کراچی اور مختلف علاقوں کی دینی مسلکی تنظیموں کی سرپرستی فرماتے اور مختلف اداروں سے تعاون فرماتے تھے۔ اپنے خاص مسلکی انداز فکر سے فقیر کی متعدد تصانیف چھپوا کر شائع کیں جن میں اس وقت مجھے آئینہ حق و باطل، تکفیری افسانہ، عجائب انکشاف، مفتی اعظم فقیہہ عالم، اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت، دعوت کا تحقیقی تعاقب، اثبات مزارات، اہلسنّت کی یلغار، تین اعتقادی رشتے یاد ہیں۔ محسن اہلسنّت پیر طریقت حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمۃ کراچی میں مسلک اعلیٰ حضرت کے ستون تھے جملہ مسائل میں حتیٰ کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے خلاف بھی عدم جواز کے قائل و عامل تھے اور بریلی شریف و خلفاء اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ پر عمل فرماتے تھے جب تک امام اہلسنّت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ اس ظاہر دنیا میں جلوہ افروز رہے حضرت قبلہ قاری صاحب نے کسی کو مرید نہیں فرمایا اور جو مرید ہونے کو آتا صاف فرماتے حضرت محدث اعظم پاکستان تشریف لانے والے ہیں ان کے مرید ہو جانا یہی جذبہ یہی مسلکی ولولہ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کا بھی تھا اور حق یہ ہے کہ انہوں نے حضرت قاری صاحب علیہ الرحمۃ کی نیابت و جانشینی کا حق ادا کر دیا اور مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت کی حدود و قیود میں رہ کر پر خلوص نمایاں مسلکی و دینی خدمات انجام دیں۔

جب مغفرت ذنب کے سلسلہ میں اور جدید محقق نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں الفتح کے ترجمہ کو عقلاً مخدوش قرار دیا اور داڑھی شریف وغیرہ چند مسائل میں من مانی کی تو ایسے افکار کے استیصال میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی طرح ایک بزرگ نے اپنائیت کے انداز میں ازراہ معلومات دریافت کیا کہ کیا آپ واقعی سید ہیں، ساداتِ کرام سے ہیں۔۔۔تو شاہ صاحب نے اپنے خاندانی سلسلے سادات کے نسب نامہ کی فوٹو کاپیاں مجھ فقیر کو ارسال فرمادیں اور فقیر نے آگے وضاحت کر دی۔ بہر حال فقیر اس بات پر اختتام کرتا ہے کہ مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت روح روان سنیت و رضویت علیہ الرحمۃ کی عظیم و جلیل خدمات کی اللہ تعالیٰ جزاء جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور اہل کراچی پر خاص اپنا کرم و فضل فرمائے اور سید شاہ تراب الحق صاحب جیسا مرد میدان مخلص مجاہد جلیل بے لوث مبلغ اسلام و مبلغ مذہب اہلسنّت عطا فرمائے اور آپ کے مزار پر انوار کو فیوض و برکات کا منبع و مصدر بنائے اور آپ کی اولاد امجاد کو آپ کا صحیح اور قرار واقعی جانشین بنائے آمین۔ اگر فقیر مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ پر لکھنا شروع کر دے تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر کیا کروں مسلسل علالت ضعف و نقاہت مانع ہے فقیر عزیز گرامی قدر خلف و جانشین کے لیے دل کی گہرائیوں سے کامیابی کی دعا کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　　روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی

محمد حنیف اللہ والا ضیائی
المدینۃ المنورۃ

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ کہنا اور لکھنا آفتاب کو چراغ کی روشنی میں دیکھنے کے مترادف ہے تاہم آفتاب کو دیکھنے اور اس سے متمتع ہونے کے بغیر چارہ بھی نہیں. آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان تھے تاھم آپ کے تمام فیصلے آپ کی باطنی قوت اور خداداد بصیرت کا نتیجہ تھا۔ آپ بہت بڑے موحد ہیں۔

جس کا یہ مطلب یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز میں ذات حق کا مشاہدہ آپ پر غالب تھا۔

آپ جب تبلیغی دورے میں تشریف لے جاتے تو آپ جاتے ہوئے اور واپسی بھی مدینہ شریف ہوتے ہوئے جاتے اور پابندی سے مدینہ شریف قطب مدینہ کے آستانے پر حاضری ضرور دیتے اور یہ سلسلہ آخری سفر مدینہ منورہ میں بھی جاری رہا انشاء اللہ آپ کا فیضان جاری رہے گا۔

طالب دعا

علامہ شاہ تراب الحق قادری کا سانحہ ارتحال

ناقابلِ تلافی نقصان

حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری رضوی
رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

حضرت پیرطریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ کا سانحہ ارتحال بلاشبہ اہلسنّت وجماعت کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ حضرت کا شمار اہلسنّت کے اکابر رہنماؤں میں ہوتا تھا۔

اللہ تعالی نے انہیں بہت خوبیوں سے نوازا تھا وہ صوری، معنوی، ظاہری باطنی محاسن سے آراستہ تھے۔ ایک وسیع حلقہ ارادت رکھتے تھے۔ ان کے وعظ و خطابت کے چرچے ہر طرف تھے۔ وہ ایک قادر الکلام سحر بیان اور شعلہ نوا خطیب تھے وہ جس موضوع پر بولتے خوب بولتے تھے۔

خوبصورت، نیک سیرت، خوش خصال اور پر وجاہت شخصیت کے مالک تھے۔ ۱۹۸۵ء میں کراچی سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے وہاں بھی انہوں نے اہلسنّت کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ ۱۹۸۶ء میں قومی اسمبلی میں بننے والے قانون توہین رسالت میں ان کا کردار بہت زیادہ نمایاں جاندار اور لائق فخر تھا۔

حضرت شاہ صاحب کے استاذ محترم مفتی اعظم حضرت مفتی محمد حسین قادری رضوی علیہ الرحمۃ سے دوستانہ مراسم تھے حضرت کی دعوت پر شاہ صاحب سکھر جلسوں میں کئی بار تشریف لائے۔ وہ اس فقیر پر بھی بہت مہربان تھے۔ حضرت مفتی صاحب کے وصال کے بعد ہم نے سکھر میں ایک بڑا جلسہ ''ذکر حبیب کانفرنس'' کے نام سے کرنا چاہا اور اس کے لیے قرار پایا کہ حضرت شاہ صاحب کو دعوت دی جائے۔ میں اسی سلسلے میں سکھر سے کراچی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمانے لگے مجھے کمر کا عارضہ ہو گیا ہے۔ اب باہر جانا کم کر دیا ہے۔ لیکن آپ نے سفر کی صعوبت اٹھائی ہے اس لئے میں دعوت قبول کرتا ہوں۔

دوران علالت آج سے ڈیڑھ دو سال قبل مجھے فون کیا کہ آپ نے کرسی پر نماز پڑھنے سے متعلق جو آرٹیکل لکھا ہے اس کی ایک کاپی مجھے بھیج دیں۔ حضرت نے اس مضمون کو بہت پسند فرمایا اور اس کی جزئیات پر بہت تحسین فرمائی۔

الغرض انکی دینی، ملی، مسلکی اعتبار سے بڑی خدمات ہیں جو ناقابل فراموش ہیں۔ انکی رحلت سے پورے ملک اور

خاص کر کراچی کی فضاء بہت سوگوار ہے۔ ان کی بیش بہا دینی خدمات اور عوام میں مقبولیت کا اندازہ ان کے جنازے سے لگایا جاسکتا ہے۔ معلوم ہوتا تھا جیسے سارا شہر امڈ آیا ہو بلاشبہ ان کا جنازہ کراچی میں ہونے والے چند بڑے جنازوں میں شمار ہوتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ان کی خدمات کا انہیں بہترین صلہ عطا فرمائے ان کے صاحبزاگان اور خصوصاً ان کے صاحبزادے حضرت مولانا علامہ شاہ عبدالحق قادری زید مجدہم کو ان کا بہترین جانشین بنائے۔ آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقط محمد ابراہیم قادری رضوی عفرلہ
خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۶

موت العالم موت العالم

موتِ عالم سے بندھی ہے موتِ عالَم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

خلیفہ مفتی اعظم ہند، عالم بے بدل، یادگار سلف، مخزن اخلاق، پیر طریقت، ولی نعمت، مرد مومن، مرد حق قبلہ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ کا وصال اہلسنت کیلئے کسی سانحہ سے کم نہیں ہے۔ اہلسنت کے عظیم علمی ادارے '' دار العلوم امجدیہ '' کے یہ نامور اور نڈر سپوت تقریر، تحریر، اور دعوت و تبلیغ، نیز تنظیم و تحریک ہر میدان کے شہسوار اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ دار العلوم امجدیہ ہی میں آپنے شہزادہ صدر الشریعۃ بدر الطریقہ، ممتاز المحدثین، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ سے سند حاصل کی۔ اللہ کریم آپ کی مرقد پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین۔

دعاگو۔ جانشین شہزادہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ۔
صاحبزادہ محمد انتصار المصطفیٰ اعظمی نوری وجملہ خلفاء و مریدین

ایک عظیم شخصیت

جامع المعقول والمنقول علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی
شیخ الحدیث دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حضراتِ گرامی! اس دنیا میں ہر آنے والے نے لازماً جانا ہے مگر کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے ہیں جن کے جانے کے بعد یوں گویائی صادق آتی ہے،

بچھڑے کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

جانے والوں میں ان دنوں وہ عظیم شخصیت ہم سے جدا ہوئی کہ ان کی جگہ کا خلاپُر کرنا محال ہے۔ میری مراد پیر سید تراب الحق شاہ صاحب قادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ہے جنہیں خدا تعالیٰ نے اوائل عمر ہی سے عظمتوں کا مالک گردانا تھا۔

آپ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ آپ نے دینی علوم کا زیادہ حصہ فاضل جلیل قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ سے حاصل کیا اور دارالعلوم امجدیہ سے سندِ فراغت حاصل کی۔ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور انہوں نے خلافت واجازت عطا کی اور مزید بر آں علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ نے بھی دستارِ خلافت سے نوازا۔ صاحبانِ علم ودانش کی متفقہ رائے ہے کہ پاکستان میں فکرِ رضا کے صحیح محافظ اور مخلص پاسباں پیر سید شاہ تراب الحق قادری جیلانی علیہ الرحمہ تھے۔

حضرت شاہ صاحب عشقِ رسول کے جذبے سے سرشار تھے اس لیے آپ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ عشاقِ رسول کے دلوں میں گھر کر جاتا تھا۔ آپ نے ساری زندگی اتباعِ رسول ﷺ اور عشقِ مصطفی ﷺ میں گزاری اسی لیے آپ لاکھوں نوجوانوں کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کی شمعیں روشن کرنے میں کامیاب رہے۔ آپ نے ہمیشہ کلمہ حق بلند کیا اور ظالم وجابر لوگوں کے خلاف ہمیشہ بھرپور

آواز اُٹھائی۔ آپ نے شدید علالت کے باوجود غازی ممتاز حسین قادری کی رہائی کے لیے بھرپور جدوجہد کی اور ناموسِ رسول ﷺ کے دفاع کو اپنی دینی سرگرمیوں کا محور بنائے رکھا۔

پیر سید تراب الحق شاہ صاحب ایک دردِ دل رکھنے والے انسان تھے۔ آپ نے دکھی انسانیت کے لیے بھی بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ 2005ء میں زلزلے نے بے پناہ تباہی مچائی۔ شاہ صاحب قبلہ نے آزاد کشمیر میں شہید ہونے والی 35 سے زائد مساجد تعمیر کرائیں اور انجینئر علامہ حافظ محمد آصف قادری صاحب کے ذریعے لاکھوں روپے کا سامان متاثرین زلزلہ کے لیے بھجوایا جس میں کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر ضروریاتِ زندگی کے سامان سے بھرے درجنوں ٹرک بھی تھے۔ اسی طرح جب ملک میں شدید سیلاب آیا تو شاہ صاحب نے ڈیرہ اسماعیل خان، بھکر اور لیہ میں سیلاب زدگان کے لیے بھی امدادی سامان پر مشتمل کئی ٹرک روانہ کیے۔

پیر سید تراب الحق شاہ صاحب قادری علیہ الرحمہ سے میرا خاص دلی تعلق رہا ہے۔ آپ کی دعوت پر ایک بار مجھے حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کے عرس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی جبکہ دو مرتبہ شاہ صاحب میری دعوت پر جلسہ دستارِ فضیلت میں شرکت کے لیے دارالعلوم انوارِ رضا راولپنڈی تشریف لائے اور خصوصی خطاب بھی فرمایا۔

معروف عالم دین پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی وفات نا قابلِ تلافی نقصان ہے۔ ملتِ اسلامیہ خصوصاً اہل سنت وجماعت ایک سچے عاشقِ رسول سے محروم ہو گئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کی نظام مصطفی ﷺ اور دین اسلام کے لیے خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ آپ کی مایہ ناز کتابوں میں "جمالِ مصطفی ﷺ، تصوف وطریقت، سیدنا امام اعظم، رسولِ خدا ﷺ کی نماز، فضائلِ صحابہ واہل بیت، تفسیر انوار القرآن، ضیاء الحدیث، مبارک راتیں، تحریکِ آزادی میں علماء اہلسنت کا کردار، مزاراتِ اولیاء اور توسل، خواتین اور دینی مسائل اور حضور ﷺ کی بچوں سے محبت" زیادہ مشہور ہیں۔

آپ کے جنازے پر لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع روشن دلیل ہے کہ آپ سچے عاشق رسول ﷺ اور ولی اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار پر بے حساب رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کا روحانی فیض تا قیامت جاری وساری فرمائے، آمین۔

اہلسنت کے عظیم رہنما

حضرت علامہ ابرار احمد صدیقی رحمانی
سینئر نائب امیر جماعت اہلسنّت کراچی (پاکستان)

سوگوار صاحبزادہ شاہ عبدالحق قادری دامت برکاتہم العالیہ

سلام مسنون!

پنجاب کے مشہور شہر پاک پتن میں بندہ ناچیز زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر دیوان بختیار سید محمد چشتی فریدی دامت برکاتہم العالیہ کی حویلی میں وابستگانِ سلسلہ عالیہ رحمانیہ کے عقیدت مندوں اور دوستوں سے محو گفتگو تھا کہ اچانک موبائل کی گھنٹی بجی میں نے کال وصول کی تو میری صاحبزادی ڈاکٹر عفت فاطمہ رحمانی سلمہا نے روتے ہوئے یہ روح فرسا خبر سنائی کہ امیر جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما کر واصل باللہ ہوگئے۔ماہِ تمام دامنِ رحمت میں چھپ گیا

دیکھو جسے ہے راہِ فنا کی طرف رواں
تیرے محل سرا کا یہی راستہ ہے کیا؟

حضرت سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمازِ جنازہ کا منظر دیکھ کر حسرت موہانی کا شعر زباں پر آرہا تھا۔

ہے رشک ایک عالم کو حسرت کی موت پر
یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

خانوادہ سادات حیدر آباد دکن کے چشم وچراغ پیر طریقت رہبر شریعت ترجمان فکر رضا اتحاد ملت کے داعی اہلسنّت کے عظیم رہنما کی وفات حسرت آیات سے علماء اور صوفیاء کی صفوں میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

"ایک چراغ بجھا اور بڑھی تاریکی"

شاہ صاحب تحریر و تقریر کے میدان میں صاحب کمال تھے۔ ان کی آواز کی گھن گرج آج بھی کانوں میں گونجتی ہے۔ ان کی ذات بابرکات اخلاص کا پیکر تھی۔ ہر شخص سے انتہائی شفقت و محبت سے پیش آتے تھے کبھی کبھی ازراہِ تفنن کسی کارکن کو میری گڑیا کے لقب سے بھی یاد کرتے تھے۔ بندہ حقیر کو شاہ صاحب کی پچاس سالہ رفاقت کا شرف حاصل رہا اس طویل عرصے میں کبھی کوئی اختلاف یا تنازعہ نہیں ہوا۔ وہ غم ہو یا خوشی ہر وقت میرے ساتھ رہے۔ میری والدہ ماجدہ اور اہلیہ مرحومہ کی نمازِ جنازہ شاہ صاحب ہی نے پڑھائی۔ میرے دو صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی کا نکاح بھی پڑھایا۔ جو میرے لئے انتہائی عزت کا باعث ہے۔ اور کبھی بھی شاہ صاحب نے کسی سے کسی چیز کی خواہش نہ رکھی۔

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

مذہبی اور سیاسی میدان میں ان کی رعب دار آواز سن کر اغیار پر سکتہ طاری ہو جاتا تھا انہوں نے ہمیشہ مسلک کے پرچم کو بلند رکھا بڑے بڑے اجتماعات ہوں یا گورنر ہاؤس سے لے کر قومی اسمبلی کا فلور، شاہ صاحب نے بے خوف و خطر اپنے مسلک کے تحفظ کے لئے حکمرانوں کو بھی للکارا۔ مسلک حق اہلسنّت وجماعت کے استحکام و سالمیت کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔انہوں نے مسلک کے مسئلے پر کبھی دو عملی پولیسی اختیار نہیں کی ان کا موقف بقول علامہ اقبال یہی تھا کہ

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

جبکہ دوسری جانب بعض اکابرین اہلسنّت نے اغیار کے ساتھ نرم گوشہ رکھتے ہوئے (ملی یکجہتی اور متحدہ مجلس عمل) کی داغ بیل ڈالی تو شاہ صاحب ان کے موقف سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے نقطہ نظر پر قائم رہے۔ بعض قائدین کی ناراضگی کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن شاہ صاحب نے اپنے موقف سے انحراف نہ کیا۔ بہت سے صاحبانِ علم کے ساتھ علمی تنازعات بھی ہوئے لیکن شاہ صاحب ہمیشہ اپنے نقطہ نظر پر قائم اور ثابت قدم رہے، جہاں تک شاہ صاحب کے تبحر علمی اور زہد و تقویٰ کا تعلق ہے اس تک تو مجھ ناچیز کی رسائی نہیں۔ "چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"

اگر شاہ صاحب کی شخصیت کے لئے یہ اشعار کہے جائیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

جگر جب چاک ہو شب کا تو ہوتی ہے سحر پیدا　　صدف کی روح کھنچ جائے تو ہوتا ہے گوہر پیدا
مجھے معلوم یہ بھی ہے کہ صدیوں کے تفکر سے　　کلیجہ پھونک کر کرتی ہے فطرت اک بشر پیدا

اور وہ بشر صورتِ شاہ تراب الحق میں تھا۔ جو ایک گوہر نایاب تھا۔ اسی بات کو آگے بڑھائیں تو میر تقی میر جیسا شاعر بھی ہدیہ عقیدت و خراج تحسین پیش کرتا نظر آئے گا۔

مت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

وہ خاک کے پردے سے ظاہر ہوئے اور پردہ خاک میں محو استراحت ہوگئے۔ شاہ صاحب اپنے پیچھے بہت سی یادیں چھوڑ گئے ہیں جن کو ملت اہلسنّت صدیوں یاد کرتی رہے گی۔ بقولِ جگر مراد آبادی

جگر راہِ وفا میں نقش ایسے چھوڑ آیا ہوں
کہ دنیا یاد کرتی ہے وہ یادیں چھوڑ آیا ہوں

جی تو چاہتا ہے کہ شاہ صاحب کی حیاتِ مبارکہ پر بہت کچھ لکھا جائے لیکن خوف بھی دامن گیر ہے کہ کہیں لوگ میری تحریر کو خوشامد پر محمول نہ کریں بقولِ شاعر

جانے کس رنگ میں تفسیر کریں اہل ہوس
مدح زلف و لب و رخسار کروں یا نہ کروں

بندہ ناچیز بارگاہِ خداوند قدوس میں دست بدعا ہے کہ مولائے کریم بطفیل نبی کریم ﷺ شاہ صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے مرقد کو رحمت و رضوان کا گہوارہ بنائے۔ آمین

دامنِ قرطاس میں وسعت نہیں اور دل میں اب اتنی طاقت نہیں کہ دلی جذبات کا اظہار کرسکیں۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے
آسماں تیری لحد میں شبنم افشانی کرے
سبزہ نور ستا اس گھر کی نگہبانی کرے

شریک غم
ابرار احمد صدیقی رحمانی عفی عنہ
سینئر نائب امیر
جماعت اہلسنّت کراچی (پاکستان)

محسن اہلسنت

پیر سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی
سجادہ نشین درگاہ حضرت حافظ الحدیث، بھکھی شریف، ضلع منڈی بہاؤ الدین

مشہور مقولہ ہے: مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

ترجمہ: عالِم کی موت عالَم کی موت ہے۔

ایک عالم دین کا دنیا سے اٹھ جانا عالم اسلام کے یتیم ہونے کے مترادف ہے، دنیا میں کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کے عالم برزخ میں جانے سے مسلک کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے جن میں سے پیر طریقت، رہبر شریعت، محسن اہل سنت، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جن کا اٹھ جانا عالم اسلام کے لیے عظیم سانحہ ہے، جن کا خلا مدتوں پر نہیں ہوسکے گا۔

پیر طریقت، رہبر شریعت، محسن اہل سنت حضرت شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ مسلک حق کے صحیح ترجمان اور اعلیٰ حضرت کے مسلک کی پہچان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں سینکڑوں مساجد و مدارس اور دیگر رفاہی اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے اور درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔ حضرت شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فکرِ رضا کے متوالے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوت و تبلیغ کے کام کا فیضان صرف پاکستان نہیں بلکہ بیرون ممالک میں بھی نظر آتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عالم باعمل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، مذہبی، ملی اور ملکی خدمات کو مدتوں خراج عقیدت پیش کیا جاتا رہے گا۔

حضرت پیر سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ دنیائے اسلام کے نامور عالم دین اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نفاذ نظام مصطفی ﷺ میں فعال کردار ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حقوق اہل سنت کے لیے عملی جدوجہد کی اور مسلک حق کی ترویج و اشاعت میں فعال اور نمایاں کردار ادا کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وابستگان اور اہل سنت کے لیے حسن عقیدہ اور حسن کردار کی شمع فروزاں کی ہے جس سے راہ حق پر چلنے والوں کے لیے روشنی میسر رہے گی۔

حضرت شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کا دنیا سے تشریف لے جانا اہل سنت کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور صاحبزادگان، تلامذہ اور مریدین کو ان کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علامہ شاہ تراب الحق قادری کی رحلت سے

ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا

حضرت علامہ محمد عبد المبین قادری مد ظلہ
دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ، مئو یوپی انڈیا

۴ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ بروز پنج شنبہ (جمعرات) کو امیر جماعت اہل سنت پاکستان یادگار اسلاف حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند انتقال پر ملال کی خبر سن کر بے حد افسوس ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔

مرحوم اپنے عہد میں علمائے اہلسنت کے معتمد، اور سرخیل کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی صوفیانہ اور زاہدانہ زندگی اہل پاکستان کے لیے اک بہترین نمونہ تھی، ایسا لگتا ہے کہ اکابر علمائے اہلسنت کے سلسلۃ الذہب کی آپ آخری کڑی تھے۔ تقریر تحریر اور دعوت و تبلیغ پر تنظیم و تحریک ہر میدان کے آپ شہسوار اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے آپ کی جو کتابیں نظر سے گذری ہیں، ان میں دعوت و تنظیم، حیات امام اعظم، فضائل صحابہ واہل بیت، رسول خدا کی نماز کو نمایاں مقام حاصل ہے آخر الذکر دونوں کتابیں اس لائق ہیں کہ ان کو ہر گھر کی زینت بنایا جائے اور دوسری مختلف زبانوں میں ان کے تراجم شائع کیے جائیں، آج ہمارے علماو مشائخ جب رحلت کر کے قبر میں آرام فرما ہوتے ہیں تو ان کی دینی خدمات کو طاقِ نسیاں کی نذر کر دیا جاتا ہے اور ساری توجہ مزار و چادر اور تعمیر قبر کی طرف مبذول کر دی جاتی ہے۔

جب کہ اولین درجے میں ان کے آثارِ علمیہ کی اشاعت پر توجہ دینی چاہیے کہ یہی ان کا سب سے بڑا فیضان ہے ان کے لیے اور سب سے بڑا ایصال ثواب بھی۔

اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ پسماندگان کو صبر واجر کی توفیق بخشے اور انہیں کے نقش قدم پر چلائے، آمین۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری

اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

حضرت علامہ مفتی محمد قمر الحسن بستوی
مفتی امریکہ، چیئرمین رویت ہلال کمیٹی امریکہ، خطیب وامام مسجد النور ہیوسٹن

۱۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء/۴ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ جمعرات کا دن عالم اسلام کے لیے عموماً اور اہل پاکستان کے لیے خصوصاً غم واندوہ کا پیغام لے کر آیا جب عالم اسلام کی مایہ ناز، قد آور اور مرتاض شخصیت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب ہم سے رخصت ہو گئے اور جلوہ الٰہی میں گم ہو کر ابدی نیند سو گئے۔ اہل سنت کی مایہ ناز شخصیات یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہی ہیں اور جو جا رہا ہے اس کی جگہ پُر نہیں ہو پا رہی ہے۔

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ ایک قد آور شخصیت کے مالک تھے اور بڑی خصوصیات کے حامل۔ وہ ایک داعی اسلام، مبلغ سنیت اور ناشر رضویت تھے۔ گوناگوں اوصاف نے ان کو ایسی قبولیت عطا کر دی تھی کہ وہ چار براعظموں میں اپنی دینی تحریکات کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ میں ان کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ حق گوئی ان کا شعار تھی۔ مصلحت کوشی سے وہ کوسوں دور تھے۔ مسلک وملت کا درد ان کو بے قرار رکھتا تھا۔ جب بھی دینی کاز کے لئے ان کو جہاں کہیں سے آواز دی گئی وہ فوری حاضر ہوئے۔ وہ ایک مقرر، ناصح، فقیہ، داعی، حالات شناس، مصنف، ذہین اور واقعات کی گہرائیوں میں اتر جایا کرتے تھے۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اتنی جہتوں میں انہوں نے کام کو پھیلا رکھا تھا کہ حیرت ہوتی ہے اور ہر کام وقت طلب مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو وقت میں برکت دی تھی۔ تقریری دورے، مسجد کی ذمہ داری، پھر تصنیف وتالیف وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے وقتوں میں برکت رکھ دیتا ہے۔ وہ ان سارے کاموں کو قلیل وقت میں کر گزرتے ہیں جن کو دوسرے لوگ ہفتوں اور مہینوں میں کر پاتے ہیں۔ پاکستان میں وہ اسلاف کی زندہ یادگار تھے۔ ان کو دیکھ کر اپنے بزرگوں کی یاد تازہ ہو جایا کرتی تھی۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں مگر ان کی یادوں نے دلوں کو مسخر کر رکھا ہے۔ کراچی کی تاریخ کا عظیم الشان فقید المثال اژدحام جنازہ، یہ اللہ کی بارگاہ میں ان کی قبولیت کی دلیل ہے۔ ایسے لوگ خال خال پیدا ہوتے ہیں جو اپنی خود کی محنتوں سے ان بلندیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ جنت نعیم میں ان کو بلند مقام عطا فرمائے، اور ان کے جانشین حضرت مولانا سید عبد الحق قادری صاحب کو ان کا سچا جانشین بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حضرت سید شاہ تراب الحق قادری اور تعلیماتِ رضا

تحریر: فیضان المصطفیٰ قادری النور انسٹی ٹیوٹ ہیوسٹن
Faizanulmustafa@yahoo.com

گزشتہ ۶ اکتوبر کو ہماری جماعت اپنے ایک عظیم سربراہ سے محروم ہوگئی۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری اس رجل عظیم کا نام ہے جس نے طوفان کی زد پر محبت کے چراغ جلائے تھے اور اپنی رحلت سے پہلے اسے خوب روشن دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی شخصیت ''زادہ بسطۃً فی العلم والجسم'' کی خوبصورت تفسیر تھی۔ انھوں نے زندگی کا جو سفر ۱۹۴۴ء میں حیدرآباد دکن میں شروع کیا تھا وہ کراچی میں ۲۰۱۶ء میں مکمل ہوا، مگر اس سفر میں وہ کہاں کہاں گئے؟ کیا کیا خدمات انجام دیں؟ کتنے پتھروں کو موم کیا، کتنی خاردار وادیاں عبور کیں، کتنی کھائیاں پاٹ دیں، شاید اس کا ریکارڈ کسی کے پاس نہ ہو۔ وہ علم و تحقیق کا مخزن تھے، زبان وبیان کے بادشاہ تھے۔ شہرت وعزت خود ان کے در کے گدا تھے، حاضر جوابی کمال کی تھی، اور انداز بیان انوکھا تھا۔ غیور باپ کی اولاد نے کبھی حمیت وغیرت کا سودا نہ کیا، مصلحت کوشی کے جراثیم دور دور تک نظر نہ آتے تھے۔ مگر پھر بھی سب کے دلوں کو موہ لیتے تھے۔

موصوف صرف پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں اہل سنت وجماعت کے قائدین اور سرکردہ علماء میں شمار ہوتے تھے، اور یہ قیادت صرف تقریر وخطابت کی حد تک محدود نہ تھی بلکہ مختلف محاذ پر آپ نے اہل سنت کی قیادت فرمائی ہے، خصوصاً، علمی و تحقیقی میدان میں، اہل باطل کے افکار و نظریات کے رد وابطال میں، صالح افکار کے ابلاغ وترسیل میں، بیعت وارشاد میں، اور حسب ضرورت سیاسی محاذ پر۔ اور جس محاذ پر آپ نے کام کیا وہاں جماعت کو سرخرو کیا ہے۔ آپ کے علم و تحقیق، انداز بیان، حق گوئی، حاضر جوابی اور ظرافت نے مل کر آپ کی شخصیت کو ایک انجمن بنا دیا تھا۔ تاریخ میں بہت کم ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو عوام اور خواص سب میں یکساں مقبول ہوئے ہوں اور جن کے لیے سب کے دل دھڑکتے ہوں۔ اگر علم و تحقیق کی بنا پر اہل علم کسی کے قائل ہوتے ہیں تو عوام کے لیے ان کی باتیں سمجھ سے باہر ہوتی ہیں، اور جو اپنے خوبصورت انداز بیان سے عوام کا دل موہ لیتے ہیں کوئی ضروری نہیں کہ علماء اور دانشور طبقہ ان سے متاثر ہو۔ مگر حضرت سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کی شخصیت اس لحاظ سے بڑی منفرد وممتاز تھی کہ آپ کے لیے عوام وخواص، این قدر تا آں قدر سبھی کے دل کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔

آپ کی شخصیت نے بڑے بڑوں کو مرعوب کیا ہے لیکن خود کسی سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ بھرے بدن اور لمبے قد کے ساتھ وجیہ چہرے پر شاندار عمامہ آپ کی پہچان تھی، لوگوں نے ہمیشہ یوں ہی دیکھا اور ایسا ہی ہمیشہ دیکھنا چاہتے تھے مگر رضائے الٰہی سے اب وہ ہمارے درمیان نہ رہے۔ اپنی پچاس سالہ دعوتی، علمی اور تصنیفی خدمات انجام دے کر سرمدی رحمتوں کی آغوش میں جا بسے۔

مسلک اعلیٰ حضرت آپ کا مشن:

تاریخ میں بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی ایک شخصیت کو حق وباطل کے درمیان وجہ امتیاز اور خط فاصل کا درجہ دیا گیا ہو۔ جس ایک شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے پوری ایک صدی سے حق وصداقت کا معیار قرار دیا ہے وہ شخصیت امام احمد رضا کی ہے۔

ایسا نہیں کہ آپ سے بیعت وارشاد کا ایک سلسلہ چل نکلا تو مریدین ومتوسلین تو سب کچھ سمجھتے ہوں، لیکن باقی دنیا کو ان سے کچھ لینا دینا نہ ہو۔ نہیں، بلکہ انھیں بارگاہ رسالت سے وہ مرکزیت حاصل ہوئی کہ خواہ سلسلہ رضویہ ہو یا سلسلہ اشرفیہ، سلسلہ قادریہ ہو یا سلسلہ چشتیہ یا سلسلہ سہروردیہ یا سلسلہ نقشبندیہ یا کوئی اور، سبھی امام احمد رضا کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں، بلکہ وہابی نجدی تو تمام سلاسل طریقت کو ہی ''بریلوی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ ان تمام عقائد ومسائل میں حق وصداقت کو آفتاب نیمروز کی طرح عیاں کر دیا جن کی قوم کو ضرورت ہے۔ لہٰذا بعد کے اکابر علمائے کرام و قائدین ملت کا یہی طرز عمل رہا کہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو من وعن اپنا لیا جائے۔ خصوصاً ہند وپاک کے اساطین کا یہی شیوہ رہا۔

حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ اس گروہ کے سرخیل تھے جو قوم کو امام احمد رضا کی تعلیمات پر گامزن دیکھنا چاہتا تھا۔ اور اس کے لیے ہمہ تن جد وجہد کرتے رہے۔ اس کے لیے آپ کی سرگرمیاں صرف تقریر تک محدود نہ رہیں، بلکہ تنظیمی سطح پر اس کے لیے آپ نے بہت کام کیے۔ اپنوں میں اس کے لیے تنظیمیں بنائیں، تحریکیں چلائیں، جلسے کیے، ملاقاتیں کیں، ذہن سازی کے لیے اپنی فکری و عملی قوتوں کو پورے طور پر بروئے کار لاتے رہے، اور غیروں سے اس کے لیے مناظرے کیے، کھلے ماحول میں سوال وجواب کے سیشن کیے، ملاقاتیں کیں، ہر محاذ پر حق کا اس کے لیے کام کرتے رہے۔

اس کے لیے آپ کی خدمات نصف صدی سے زائد عرصے کو محیط ہیں۔ اس عرصے میں آپ نے دنیا کے بیشتر ملکوں کے دورے کیے، مراکز ومساجد کی بنا ڈالی، نوجوانوں کو تحریک دی، سمجھنے کا شعور دیا، بولنے کا سلیقہ دیا، اور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو دور دور تک پہنچایا۔ آپ اپنے بیان میں جب امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا

حوالہ دیتے تو ان کا ذکر کچھ اس شان سے کرتے کہ سامعین پر ان کی عظمت کا سکہ بیٹھ جاتا۔ بیان مختصر ہو یا مفصل اعلیٰ حضرت کا نام اسی شان سے لیتے کہ القاب وآداب میں کوئی کمی نہ کرتے۔

امام احمد رضا قدس سرہ سے اختلاف:

علمی اختلاف تو کسی کا کسی سے بھی ہو سکتا ہے، یہ فطری بات ہے کہ کسی کی سوچ اور فکر وہاں تک نہ پہنچے جہاں تک اعلیٰ حضرت کی پہنچی ہو، اور ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے مبلغ علم کے مطابق ہی مکلف ہے۔ لیکن امام احمد رضا سے کسی قسم کے اختلاف کو ہمارے بزرگوں نے اچھی نظر سے نہ دیکھا نہ اس کی حوصلہ افزائی کی، اس کی وجہ اولاً تو امام اہل سنت کی بارگاہِ الٰہی و رسالت پناہی میں مقبولیت ہے، ثانیاً ان کا معیارِ تحقیق۔ فتاویٰ رضویہ کے مسائل و رسائل مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کی کسی سطر پر سوالیہ نشان قائم کرنا تو دور کی بات ہے ٹھیک سے سمجھ لینا بھی آسان نہیں۔ جن علماء نے چند باتوں میں اعلیٰ حضرت سے اختلاف کیا ان کے مشائخ و اکابر نے امام احمد رضا قدس سرہ کو تمام علمی امور میں حرف آخر مانا، اور کسی ایک نکتے پر بھی سر مو انحراف کی نہ سوچی، بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کے قلم کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے کہ اس سے کوئی غلط بات صادر ہو۔

حضرت سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ بھی اعلیٰ حضرت سے کسی اختلاف کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ بلکہ ایسے اختلاف کے شوقین لوگوں کا تحریر و بیان کے ذریعہ رد بھی کرتے، اور ایسی تحریروں کی حوصلہ شکنی کرتے۔ یہ طرز عمل آپ نے اپنے اکابر سے سیکھا تھا۔ مگر آپ کی وسعت فکر و نظر کا عالم یہ تھا کہ اس قسم کے حساس مسائل کو تقریر کا موضوع نہ بناتے، جیسا کہ آج کل تقریر کے لیے ایسے حساس مسائل کا ہی انتخاب کیا جاتا ہے جو داخلی اختلافات کا نتیجہ ہوتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوریاں بڑھتی جاتی ہیں اور خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے، پھر دو گروہ بن جاتے ہیں اور ہر گروہ اپنے موقف کو حق و باطل کے درمیان نشان امتیاز سمجھ کر خوش ہوتا رہتا ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ حساس مسائل کو وہیں حل کرنے کی کوشش کرتے جہاں سے وہ پیدا ہوئے۔ اور عموماً آپ کی تقریر کا موضوع ایسا ہوتا جس سے گمراہ فرقوں کا رد ہو اور اہل سنت وجماعت کے نظریات و معمولات کی حقانیت ثابت ہو۔

ان کی علمی خدمات میں اگرچہ ان کے ہزاروں خطابات اور سینکڑوں سوال وجواب کے سیشن آن ریکارڈ ہیں لیکن انھوں نے حسب ضرورت تصنیفی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ ان میں کچھ تصنیفات خاصی مقبول بھی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد انور پر رحمت و انوار کی بارش فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ (بشکریہ: ماہنامہ پیغام شریعت دہلی)

آہ اہل سنت کا ایک اور عظیم ستون گر گیا

حضرت مفتی محمد شمشاد احمد مصباحی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

قائدِ اہل سنت، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ کے انتقال پر ملال کی خبر واٹس ایپ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ موصول ہوئی، اس خبر جانکاہ کو سن کر دل و دماغ کو زبردست جھٹکا لگا اور پھر ان کا پر وقار اور بارعب چہرہ نگاہوں میں گردش کرنے لگا جسے ساؤتھ افریقہ میں متعدد بار دیکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ سنہ ۲۰۰۲ء سے سنہ ۲۰۰۵ء تک جب میں دار العلوم قادریہ غریب نواز لیڈ اسمتھ ساؤتھ افریقہ میں تدریس و افتاء کی خدمات انجام دے رہا تھا، ایک دن شاہ صاحب دار العلوم میں تشریف لائے اور بہت قریب سے حضور والا کو دیکھنے سننے کا اتفاق ہوا، رات میں شاہ صاحب نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے اپنے خطاب میں محدثین کرام بالخصوص امام بخاری کے حالات کے چند گوشے بیان فرمائے اور سامعین کا دل جیت لیا، خطاب کا انداز بڑا موثر، پیارا اور انوکھا تھا، شاہ صاحب بہت ہی منکسر المزاج اور متواضع تھے، میں نے علماء کا حد درجہ احترام کرتے ہوئے دیکھا، میں نے اپنا ایک تفصیلی فتویٰ شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور گزارش کی کہ مطالعہ فرما کر اس کی تصدیق فرمادیں شاہ صاحب نے بغور مطالعہ فرمایا اور پھر یہ فرماتے ہوئے دستخط کئے کہ لایئے مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگادوں، شاہ صاحب بہت پر مزاح تھے جس مجلس میں ہوتے اپنے پر لطف جملوں سے باغ و بہار بنادیتے، اکابر کی بے شمار خوبیاں ان میں موجود تھیں اور اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے تو گویا عاشق تھے پاکستانی علماء میں جن سے سب سے زیادہ میں متاثر ہوا وہ شاہ صاحب تھے۔ اللہ رب العزت انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

بقیہ حصہ: مصلح اور کامیاب خطیب

شاہ صاحب پر مزاح اور بے تکلف آدمی تھے مگر بارعب تھے۔ شاہ صاحب بات کہنے کا ڈھنگ بہت اچھا جانتے تھے، آپ گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے، تقریر و تحریر کا یکساں ملکہ تھا، آپ مصلح اور کامیاب خطیب تھے اور بہترین مصنف بھی تھے، اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پابندی کے ساتھ کامیاب سیاستدان بھی تھے، آپ پاکستان کے ایم این اے بھی رہے۔ آپ سرکار مفتی اعظم کے مرید و خلیفہ بھی تھے۔

مصلح اور کامیاب خطیب

حضرت مفتی محمد شعیب رضا بریلی شریف

شاہ صاحب یعنی علامہ سید تراب الحق قادری کے انتقال پر ملال کی خبر پڑھ کر دل پر چوٹ لگی استرجاع پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ شاہ صاحب کو غریق رحمت کرے اور آپ کی اولاد واحباب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

میں 2005 میں تاجدار اہل سنت حضور تاج الشریعہ کے ساتھ پاکستان گیا تھا اور میری پہلی ملاقات شاہ صاحب سے ان کی مسجد میں بروز جمعہ ہوئی، حضور تاج الشریعہ نے نماز جمعہ ادا کرائی اور میں نے نماز جمعہ سے قبل خطاب کیا جس میں شاہ صاحب نے تاجدار اہل سنت کا تعارف کرایا اور فقیر کے لیے بھی دعائیہ تعارفی کلمات کہے۔

پھر کئی جگہوں پر ہمارے پروگرام ہوئے اور شاہ صاحب ہر پروگرام میں جلوہ افروز رہتے تھے۔ تاریخی پروگرام کراچی کی میمن جامع مسجد میں ہوا تھا جس میں دسیوں ہزار عوام تھے اور سینکڑوں علماء کا جم غفیر تھا۔ اس اجلاس کی صدارت شاہ صاحب نے فرمائی تھی۔ فقیر قادری نے اس اجلاس میں پیر شاہ کرم ازہری کی تحذیر الناس کی تصدیق کے مسئلہ پر خطاب کیا تھا جس کی تصدیق شاہ صاحب نے بھی فرمائی تھی۔

2008 میں جرمنی کے ایک شہر میں میلاد النبی ﷺ کے اجلاس میں ساتھ ہوا، وہاں پر شاہ صاحب نے میرا تعارف کرایا اور تعارف ہی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت پر پورا خطاب فرمادیا، اور فرمایا آپ لوگ ویڈیو گرافی بند کریں تب یہ تشریف لائیں گے، پھر جب تک میں میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا رہا شاہ صاحب ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے آنسو بہتے رہے۔

2014 میں ڈربن جنوبی افریقہ میں ملاقات ہوئی۔ اس وقت شاہ صاحب علاج کے لیے وہاں تشریف لے گئے تھے، محب مکرم مترجم بہار شریعت حضرت مولانا مفتی آفتاب قاسم صاحب نے عرس نوری امجدی کی دعوت پیش کی، شاہ صاحب نے باوجود علالت کے اجلاس کی شرکت کی دعوت قبول فرما کر شریک اجلاس ہوئے اور بہت پر مغز خطاب بھی فرمایا اور آواز میں وہی شیر کی للکار تھی۔ ڈربن میں دو جگہ دعوت میں بھی ملاقات ہوئی، یہ میری شاہ صاحب سے آخری ملاقات تھی۔

(اس مضمون کا بقیہ صفحہ نمبر 125 پر ملاحظہ فرمائیں)

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

ایک ہمہ جہت شخصیت

ڈاکٹر غلام زرقانی قادری، ہیوسٹن امریکہ

مجھے اس ثابت شدہ حقیقت سے مجالِ انکار نہیں کہ ہر نومولود، جو روئے زمین پر اپنی آنکھیں کھولتا ہے، اسے ایک نہ ایک دن اس دارِ فانی سے کوچ کر ہی جاتا ہے کہ یہ دنیا سرائے خانہ ہے، تاہم یہ وضاحت ضرور سن لی جائے کہ سرائے فانی میں ہر آنے والا یکساں نہیں ہے کوئی منہ میں سونے کا چمچہ لے کر پیدا ہوا، عیش وعشرت سے پر شب وروز گزارے اور رخصت بھی ہو گیا، لیکن دور تو جانے دیں، پڑوسی تک کو نہ اس کے آنے کی خبر ہے اور نہ ہی اس کے جانے کی ایک اور آیا، احباب نے بڑے تزک واحتشام کے ساتھ جشن ولادت منایا، کچھ عرصہ بعد اس کی شہرت وعزت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی، لیکن اس کے رخصت ہونے کے بعد جلد ہی لوگوں کے حاشیہ ذہن سے بھی وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا اور ایک آنے والا یوں بھی آیا کہ ولادت پر کوئی چراغاں نہیں، کوئی بزم نشاط نہیں، کوئی سامان طرب نہیں، لیکن ارد گرد مذہبی وقار وعظمت کی جھلک ہے، جبین نیاز نعمت خداوندی پر ہدیہ تشکر نچھاور کرتے ہوئے خم ہے، اور دونوں ہاتھ بارگاہ ایزدی میں پھیلے ہوئے ہیں، ایسے ماحول میں آنے والا دینی تربیت کے جلو میں پروان چڑھتا ہے اور ایک دن سارے عالم کو اپنے فیضان علوم ومعارف سے منور ومجلیٰ کر دیتا ہے، بولتا ہے تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں، خاموش رہتا ہے تو علمی وقار کی جھلک دکھائی دیتی ہے، لکھتا ہے تو علوم وآگہی کے موتی بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں، سیاہ رات کی تنہائی میں عشق حقیقی کے چراغ جلاتا پھرتا ہے، گم گشتگان راہ کو عقائد حقہ سے آشنا کرتے ہوئے فرحت وانبساط محسوس کرتا ہے غرضیکہ وہ دیکھنے میں تنہا ہے، لیکن وہ اپنے آپ میں انجمن ہے، اس کے اٹھتے ہی مجلس برخاست ہو جاتی ہے اور بیٹھتے ہی بے آب وگیاہ ویرانے میں اخلاق وکردار، الفت ومحبت اور اعمال صالحہ کے سرسبز وشاداب گلشن لہلہانے لگتے ہیں۔

گفتگو کی اس منزل پر پہنچ کر دل پکار اٹھتا ہے کہ بظاہر دیکھنے میں ہر آنے والا یکساں ہے، تاہم کردار وعمل، علوم وآگہی اور فیوض وبرکات کے پس منظر میں انسانوں کے درمیان آسمان وزمین کا سا فرق ہے۔ اول الذکر سے مراد عام انسان ہیں، ثانی الذکر سے مراد اصحاب زر، ارباب سیاست اور ملوک ہیں، جب کہ آخر الذکر سے میری مراد بادشاہوں کے بادشاہ سے ہے، جن کی حکومت صرف زمین کی وسعتوں تک پھیلی ہوئی نہیں

رہی، بلکہ ان کی حکمرانی کے اثرات لاکھوں انسانوں کے قلوب واذہان میں ان کے وصال کے بعد بھی، ماتھے کی آنکھ سے دیکھے جاسکتے ہیں، یعنی پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ والرضوان۔

میں نے پندرہ سالوں پیشتر پہلی بار ہیوسٹن، امریکہ کی سرزمین پر آپ کی زیارت کی۔ خطابت کا ایک یکتائے روزگار انداز تھا، کہ جس میں نہ ہی روایتی کرختگی تھی کہ سننے والے خوفزدہ ہوجائیں اور نہ ہی آہستگی کہ سامعین کی دلچسپی کم ہوجائے، بلکہ نہایت ہی میانہ روی اور سہل لب ولہجہ میں گفتگو کرتے۔ کبھی کبھی مزاحیہ جملے بھی کہتے، غیروں کے خلاف گاہے بگاہے تنقیدی جملے بھی کستے اور بڑی ہی نپی تلی، سچی سجائی تقریر فرماتے۔ آپ کی خطابت سے لوگوں کے ذوق وشوق کا یہ عالم کہ گذشتہ پندرہ سالوں تک مسلسل ہر سال آتے رہے اور شہر میں دسیوں پروگرامات میں خطاب فرماتے، لیکن ہزار مصروفیات کے باوجود، دیوانوں کی ایک بھیڑ اکٹھی ہوہی جاتی۔ موصوف اچھے قلم کار بھی تھے اور خوب لکھتے تھے۔ تفسیر، فقہ اور ملی مسائل پر کئی کتابیں آپ سے یادگار ہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ شہرت، دولت اور علم وحکمت، ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں سے کوئی ایک کسی کے ہاتھ لگ جائے، تو پھر کبر ونخوت اور غرور وتمکنت بہت تیزی سے شخصیت پر حاوی ہوجاتی ہے اور انسان تباہی وبربادی کے دہانے تک پہنچ جاتا ہے، تاہم میں پوری ذمہ داری کے ساتھ شہادت دے رہاہوں کہ حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کو اللہ رب العزت نے متذکرہ تینوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا، وہ علوم وحکمت سے بھی فیضیاب تھے، عالمی شہرت بھی انہیں حاصل تھی اور دولت وثروت سے بھی وافر حصہ پایا تھا، لیکن اسے کرم خداوندی کہیے کہ موصوف میں کبر ونخوت اور غرور وتمکنت نام کو نہ تھی۔ وہ اپنے چھوٹوں پر بھی شفیق ومہربان تھے اور بڑوں کی بارگاہ میں نہایت ہی مؤدب، امیروں سے بھی پرخلوص راہ ورسم اور غرباء ومساکین کے سروں پر بھی دست شفقت، اپنے چاہنے والوں کے لیے دعائے خیر اور مخالفین کے لیے بھی دعائے اصلاح، نہ کسی کی بے جا مخالفت اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ، وہ ایک دیوانہ تھے، جو اپنے آقائے نعمت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عام کی کرنے کی فکر میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔

کوئی شک نہیں کہ ہم سے ''ایک ہمہ جہت شخصیت'' رخصت ہوگئی ہے، بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موصوف کے وصال سے صرف ان کے خانوادے کے افراد ہی نہیں، بلکہ دنیائے اہل سنت خلا محسوس کررہی ہے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ان کی قبر پر انوار وتجلیات کی بارش کرے اور پس ماندگان، خصوصیت کے ساتھ ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق قادری کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

آہ! سید شاہ تراب الحق قدس سرہ

ہائے، اے شہر خوباں کے شہریار، اے جلوہ صد رنگ تو کہاں کھو گیا

اسیر غم: ڈاکٹر غلام جابر شمس، بمبئی

خاکِ ہند کی وہ صد رنگی کوند، جو حیدر آباد دکن کے افق سے چمکی تھی، کراچی سندھ کے سر فلک جا کر شہابِ ثاقب بن گئی اور پھر ایک عمودی وعموقی نور مستطیل بن کر ربع مسکوں کے تمام آفاق پر چھاگئی، جس کی برستی روشنی سے ایشیائی ممالک کے در ودیوار، صحرائے افریقہ کے ریگزار ولالہ زار، یورپی مملکتوں اور ریاستوں کے دشت وکوہسار اور امریکی دیار وامصار کے بام وایوان روشن ومنور ہوئے۔۔۔

ہائے اے چکاچوند شہر کراچی کی صبح درخشاں کو ماند کرنے والی سرمئی شام! کتنی بے رحم ہے تو کہ اکیلے اپنی گود میں سمیٹ لیا۔ اپنی آغوش میں چھپالیا۔ بازو میں دبوچ لیا۔ یہ تو نے کیسی ناانصافی کی۔ کیا تجھے خبر ہے کہ اس کی محبت، اس کی عقیدت اور اس کی حسین ترین یادوں اور یادگاروں کا چراغ کتنے دل رنجور ومجبور نے اپنے صحن وآنگن میں جلا رکھا ہے۔ آج تو قوم کی قوم سوگوار ہے۔ ملک کا ملک ماتم کناں ہے۔

واحسرتاہ! حسرت بھی کیوں؟۔ وہ موت تو خود ہی ڈری سہمی دلہن بن کر آئی تھی اور اس محبوب جاں نواز کو تیری تہوں کے سپرد کیا۔ خوب یاد رکھ لے کہ یہ قومی امانت ہے۔ ملی سرمایہ ہے اور جماعتی اثاثہ ہے۔ لیکن اے شام کراچی! تو یاد رکھ!! اس پر تنہا تیرا ہی تو حق نہیں تھا، وہ تو فاطمی چمن کا پھول تھا، حسنی ڈال، حسینی شاخ کا گل تر تھا، وہ چادر پاک، جس میں پانچ انمول والیلی جانیں سمٹ آئی تھیں، جس میں ایک خاتون اور چار رجال عظیم تھے، اس چادر مبارک کی دائمی رنگتوں، قائمی برکتوں اور دوامی امانتوں کا وہ امین وخازن تھا۔ جس کو وہ اپنی آبائی سخاوت اور قریشی فیاضی کے ساتھ مشرق ومغرب میں بانٹا کرتا تھا۔ داتا کا مسکن تو کراچی تھا، منگتوں کی قطار جہان بھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس مرد کار کا میدان کار دنیا جہان تھا۔

فرد سے فرید، قطرہ سے گوہر اور شخص سے شخصیت بننے کی تشکیلی اساس میں حیدر آبادی تہذیب کی جھلک تھی، بریلی کی وسیع ومؤثر وضع داری تھی اور پھر کراچی کا بانکپن تھا اور سب پر مستزاد حسینی خون کا تیور وطمطراق کہ بس اس جان جاناں کا نظارہ کرتے ہی بنے۔ قد مبارک تو سرو قد، قامت زیبا کی اٹھان تو عرب ناقوں کی کوہان، دراز قدوں میں سربلند، پست قدوں میں سرفراز۔ جلوت وخلوت اور مجلس ومجمع عام میں

دور سے دکھائی دیں۔ سرحدیں دم بخود، کبھی اس پار اور کبھی اس پار پہنچانے جائیں۔ ایسی قد آور شخصیت، ایسی مقتدر ہستی۔ وہ کراچی ہی کیا؟۔ وہ تو تمام کرۂ ارض کی شان تھا۔ عقابی آنکھوں کی چمک، اس پر لگی عینک، عجب بہار کا سماں پیدا ہوتا تھا۔ اونچی و باریک ناک، تو خانوادۂ سیادت مآب کی خاص شناخت ہے۔ جو امامت و قیادت اور سرداری و سربراہی کی علامت ہے۔ پارۂ سیم وطلا کی آمیزش لیے رنگت ایسی دل بہار کہ جاں نثار کیا کیجیے۔ دل نچھاور کیا کیجیے۔ لبہائے نازنین تو ایسے کہ کتنے لالہ رخوں، زہرہ جبینوں اور سیم ساقوں کے لبہائے نازک کی سرخیاں قربان۔

سنت نبوی کی بہار لیے دستار زیب سر، کبھی شیروانی، کبھی جبہ زیب سیم تن، دست اقدس میں منقش عصا، ساتھ میں خدام و حفاظی دستہ، اب جب یہ شہزادۂ غوثیت مآب لب واکریں اور لہجہ دھیمہ ہو، تو شیرینی سے پر، مٹھاس سے بھرپور، علمی نکات سے لبریز اور سوقیت و ابتذال سے دور، لگے کہ 'نہج البلاغۃ' کے اوراق و صفحات سے علم و معرفت، حکمت و دانائی، زبان و بیان کی رعنائی و برنائی اور درد و سوز رم جھم بارش ہو رہی ہے اور جب لہجہ ذرا تیز ہو، تو شیر نر کی وہ دھاڑ و للکار کہ کوہ و جبل کے سینے دہل اٹھیں اور ابل پڑیں، مگر دونوں صورت میں وقار، متانت، سنجیدگی اور تاثیر و تاثر برقرار۔ پھر کس میں یارا کہ اس مواج و جوال رفتار پر بند باندھ سکیں۔ بس اب صرف سنا کیجیے اور دیکھا کیجیے اس مرد مجاہد، بطل جانباز، شہریار علم، شہباز سلوک و معرفت، فکر و تدبر کا تاجور، خطابت و مناظرہ کا تاجدار، کردار و عمل کا کھنکتا سکہ، زبان و ادب کا بادشاہ، تاریخ و ثقافت کی چلتی پھرتی لائبریری، تکلم، تخاطب، تقریر، تحریر، تحقیق، تنقید، حسن مزاح اور لطیف طنز و ظرافت کے اداشناس اور سب سے بڑھ کر یہ کہ متین و متواضع، حلیم و بردبار، شفیق و کریم، نیک خوئی و خیر خواہی کے خوگر، عشق و وفا اور صدق و صفا کی ڈگر، نبوی اخلاق اور ساداتی صفات کے اس پیکر کے جوبن کا تماشہ، جو اب اس وقت اوج و موج پر ہے۔

حضرت والا گوہر کا یہ مزاج کہ اگر کوئی مصلح و مقرر ہوائی جہاز سے آیا۔ ہوٹل میں قیام رہا۔ رات خطاب کیا اور صبح رخصت ہو گیا، تو نتیجہ خیز کام نہ ہوگا۔ نتائج و اثرات اس وقت ظاہر ہوں گے۔ جب کہ آپ عوام میں گھس کر اور بیٹھ کر ان کے دکھ درد کو بانٹیں اور ان کے مسائل کو سمجھیں اور حل پیش کریں۔ صرف تھیوری بتانے اور فارمولہ سنا دینے سے کام بنتا نظر نہیں آتا۔ جب تک نہایت ہمدردی کے ساتھ عملی تربیت و تعاون نہ ہوگا، اثر بھی مرتب نہ ہوگا'۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے ہمدردی و دردمندی سے لبریز اور حکمت و موعظت سے پر یہ جملے کسی رہنما اصول، حکیمانہ و صوفیانہ اور دانشورانہ نکات سے کم نہیں۔ عوامی و سماجی معاملات و مسائل کی جڑوں تک پہنچ کر ان کے فاسد اسباب و عوامل کی تشخیص اور پھر انہیں راست رخ پر لا کر حل کر دینا حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی قائدانہ و مدبرانہ اور خداداد صلاحیتوں

کا بین ثبوت تھا۔ خواہ وہ مسائل علمی و تعلیمی ہوں یا دینی و عرفانی ہوں یا سماجی و سیاسی یا پھر معاشی و روزگاری۔

اگست ۲۰۰۱ء میں یہ خاکسار کراچی پہنچا۔ مقالۂ ڈاکٹریٹ کے لیے یہ مطالعاتی سفر تھا۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر عالی وقار سید والا تبار سید وجاہت رسول قادری صاحب بنفس نفیس اسٹیشن پر موجود تھے۔ دیکھتے ہی میرے اوسان خطا ہو گئے کہ میری حیثیت تو طالب علمانہ تھی۔ صدر موصوف مجھے اپنے گھر لے گئے اور فریش ہو کر پھر اپنی گاڑی سے جماعت اہل سنت پاکستان کے امیر و رئیس، لاکھوں لاکھ انسانوں کے ماوا و ملجا اور مرشد و مربی حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر لے گئے۔ بعد رسم تعارف و تواضع برکت آثار ہونٹوں سے جو پہلا جملہ نکلا، یہ تھا: پولیس اسٹیشن میں کاغذات کی انٹری ہو گئی؟۔ صدر موصوف نے کہا: ابھی تو پہلے پہل یہیں آئے ہیں۔ فرمایا: ویزا، پاسپورٹ لائیے۔ دیکھ کر فرمایا: ویزا صرف کراچی کا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں۔ انٹری ہو جائے گی۔ یہ فرما کر کاغذات ایک کارکن کے حوالے کر دیا۔ تب فرمایا: آپ لاہور ضرور جائیے گا۔ ملتان، فیصل آباد اور اسلام آباد، جہاں جہاں ضرورت ہو، بے خوف ہو کر جائیے۔ یہ رکھیے ہمارا کارڈ اور جب واپس بھارت جانا ہو، ایک دن پہلے اطلاع کر دیجیے گا۔ تاکہ قانونی دفتری کام نپٹا کر آپ کا ویزا، پاسپورٹ آپ کو بر وقت مل جائے'۔

یہ سن کر صدر موصوف نے کہا: لیجیے۔ آپ کا کام بن گیا'۔ کوئی ایک مہینہ یہ خاکسار علمی افراد و شخصیات، اداروں، اکیڈمیوں اور لائبریریوں کے دروازے کھٹکھٹاتا اور تلاش و مطالعہ میں مصروف رہا۔ جب واپسی کا وقت آیا، خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ سفر و تلاش اور حصول مواد کی روداد سنائی۔ سن کر فرحاں و شاداں ہو گئے۔ فرمایا: کل واپسی ہے؟۔ عرض کیا: جی۔ فرمایا: اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم علیہما الرحمہ، میرے سرکاروں پر خوب دل لگا کر کام کیجیے گا۔ یہ کام بارگاہ غوث پاک میں قبول ہوگا اور آپ سرخرو ہوں گے'۔ عرض کیا: حضور! آپ اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دونوں دستہائے اقدس اٹھا کر میرے سر پر رکھا۔ دیر تک کچھ پڑھ کر سر اور سینے پر دم کیا اور پھر فرمایا: یہ ہدیہ ہے (قلم، کتابیں اور کپڑے) اور یہ زاد راہ (نقد رقم) جائیے۔ آپ کو اللہ و رسول کی امان میں دیا'۔ دست بوسی کی اور الٹے پاؤں واپس ہوا، تو میرا سر بار احسان سے خمیدہ تھا اور پلکیں اشک تشکر سے نمناک تھیں۔

ہندوستان پہنچ کر میں نے ٹیلی فونک رابطہ رکھا۔ کاموں کی پیش رفت اور رپورٹ دیتا رہا اور دعائیں لیتا رہا۔ ۲۰۰۵ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنا پچیس سالہ جشن منایا۔ ہندوستان سے کئی حضرات مدعو تھے۔ ان میں خاکسار کا نام بھی تھا۔ لیکن نہ مجھے جانے کا موقع تھا اور نہ ویزا ہی ملا۔ اس وقت تک خاکسار کی کئی کتابیں ہند و پاک سے شائع ہو چکی تھیں۔ اس جشن میں میں تو نہیں پہنچ سکا، مگر میری

کتابیں ضرور پہنچ گئیں۔ ایک سیٹ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھی حاضر کیا تھا۔ ۲۰۰۷ء تک خاکسار کی اور کتابیں شائع ہو کر منظر عام آئیں۔ پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ اقبال احمد فاروقی علیہم الرحمہ اور خود حضرت صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری زید مجدہ کی خصوصی دعوت پر ۱۷/مارچ ۲۰۰۷ء کو دوش ہوا پر صبح سویرے کراچی حاضر ہوا۔ شام کو 'امام احمد رضا سیمینار و کانفرنس' میں مقالہ پڑھ کر سنایا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ ہی صدارت فرمارہے تھے۔ سامعین اور خواندہ افراد سے ہال کھچا کھچ بھرا تھا۔ بر سر منبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ، کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر قاسم رضا، صوبائی حکومت سندھ کے ایک معزز وزیر اور صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری نے مل کر خاکسار راقم کی گل پوشی کی، گولڈ میڈل گلے میں ڈالا اور شال پوشی کی۔ ایک بار پھر یہاں میرا ماتھا جھکا ہوا تھا اور آنکھیں اشکبار تھیں۔ اس وقت میری ماں اور ان کی دعائیں مجھے بہت یاد آرہی تھیں۔ جب کہ دل حمد الٰہی میں سجدہ ریز تھا۔

شہر کراچی اور دوسرے شہروں میں خاکسار کے اعزاز میں کئی استقبالیہ مجلسیں منعقد ہوئیں۔ ان میں ایک یادگار اور شاندار جلسہ طالب ہاشمی کے بنگلہ کے پارک نما گارڈن میں آراستہ ہوا۔ جس میں شہر کے علما، دانشوران اور معززین نے شرکت کی۔ صدارت و سرپرستی پھر وہی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تھی۔ مبادیات کے بعد خاکسار کو موقع دیا گیا۔ 'امام احمد رضا اور علما و مشائخ کراچی: عقائد و فکری نظریات میں قدر اشتراک اور روابط و تعلقات' عنوان بنا کر بیان کیا۔ بحمد اللہ سامعین ایک خوشگوار تاثر سے سرشار تھے۔ بعدہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین و مخلصین اور حکومت پاکستان کے سابق کیبنٹ منسٹر اور 'المصطفیٰ فلاحی سنٹر' کے سربراہ حاجی حنیف طیب نے ایک خطیر رقم اعزازیہ میں پیش کیا۔ خاکسار نے شکریہ کے ساتھ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو بخلوص و صدق دل نذر کر دی۔ اس عمل سے حاضرین پھر ایک بار محظوظ و مسرور ہوئے۔ تب صدر محفل بدر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ مائک کے سامنے نمودار و جلوہ بار ہوئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

'بھارت سے آئے عزیزم ڈاکٹر غلام جابر شمس صاحب نے اپنے علمی ذوق، قابل قدر کام اور پر خلوص عمل سے ہم سب کو ایک خاص لذت و کیف سے ہمکنار کر دیا ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم علیہما الرحمہ کے اس فرزند معنوی کا اقبال اللہ تعالیٰ روز افزوں بلند کرے'۔ اور پھر فرمایا: عزیز موصوف نے اعزازیہ تو نذر گزار دی۔ لیکن میں انھیں ایک ایسے اعزاز سے سرفراز کرتا ہوں، جس کو یہ دنیا و عقبیٰ کی سعادت و سرفرازی تصور کریں گے'۔ یہ فرما کر اس گنہگار کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اعلان فرمایا: میں انھیں بزرگوں کی روحانی امانتوں، جو مجھے اپنے مرشدان کرام سے تفویض ہوئی ہیں، کی اجازت و خلافت سے

معزز و متفخر کرتا ہوں۔ اس شرط کے ساتھ کہ حسن نیت اور حسن عمل سے اپنی حیات کے لمحوں کو معمور رکھیں اور خلق خدا کو فائدہ پہنچائیں۔

حاضرین نے مبارک باد دی۔ اس لمحۂ مسعود اور برکت و مسرت خیز گھڑی میں لگا کہ یہ کس عالم بالا کی سیر ہے اور سارا وجود وجد و کیف کی رقت و مسرت سے شرابور تھا اور ضمیر نے اندر سے آواز دی: یہ فضل الٰہی و رسالت پناہی کی موج کرم کی بھرن ہے اور فیضان رضا کی اترن ہے۔ اختتام سفر پر پھر حاضر خدمت عالیہ ہوا۔ تب پھر وہی ماسبق جیسی داد و دہش اور دعائیں اور یہ فرما کر رخصت کیا: جا بیٹا! جا!! خدا اور رسول کی رضا اسی میں ہے کہ میرے رضا کا کام کرو۔ یہ کام آپ کو دنیا و آخرت میں شاد کام کرے۔ جا، اللہ و رسول آپ کا حامی و ناصر ہو'۔ یہاں ایک بار پھر میری آنکھیں آب اشک سے وضو کرنے لگیں اور جب ان کے دفتر سے باہر آیا، تو میرے قدم سو سو من کے ہو چکے تھے۔ آہ! وہ ایک یادگار اور آخری ملاقات تھی۔ سترہ دن بعد جب سرزمین پاک سے واپسی ہونے لگی، تو محبت، عنایت، نوازش، اللہ حافظ اور دعائیہ والوداعیہ کلمات کی سوغاتیں دامن میں سما نہیں رہی تھیں۔ پاک دل حضرات کی محبتوں اور یادوں کی لکیریں ذہن کے اسکرین پر ایک ایک کر کے ابھر اور ڈوب رہی تھیں۔

امیر جماعت اہل سنت پاکستان حضرت سید شاہ تراب الحق قادری، سعادت لوح و قلم پروفیسر محمد مسعود احمد علیہما الرحمہ کراچی میں، محسن و کرم فرما حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، سفیر رضویات علامہ اقبال احمد فاروقی اور الحاج مقبول احمد ضیائی علیہم الرحمہ لاہور میں، ان کے نور نور چہرے اور ان کی یادیں اور باتیں، جن سے خوشبو ہی خوشبو بکھرتی تھی، نوع بہ نوع ہو کر سماعت و بصارت کے پردوں پر ناچ رہی ہیں۔ گونج رہی ہیں۔ ان ڈوبے آفتابوں کی شعاؤں سے قلب و نظر روشن ہے۔ اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے خاکی شبستانوں کو روشن و منور رکھے۔

خانقاہ و درسگاہ، عوامی جلسہ گاہ اور ایوان سیاست و اقتدار تک جن کی ہر ایک اپیل پر لبیک کہتا تھا اور کبھی کبھی تو لرز ہی اٹھتا تھا۔ ایسا فرد فرید، مرد خلیق، سوختہ دل، جانباز و جگر باز، جب خانقاہی محبت و مروت، نرمی و نیک خوئی اور انسانی تہذیب و شرافت سے کام نہیں چلتا تھا، تو پھر 'نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری' پر عمل پیرا ہو جاتا تھا، بندگان خدا کا وہ ہجوم، جو ان کی حیات پاک میں ان کے جلو میں اکٹھا ہوتا تھا، آج ان کے جلوس جنازہ میں اس کا پچاسوں گنا ازدہام کراچی کے بولٹن مارکیٹ میں مجتمع ہو گیا تھا۔ یہ ان کی خداداد مقبولیت و ہر دل عزیزی کا بین ثبوت تھا۔ ان کی جاں گداز خدمات جلیلہ کا عظیم صلہ تھا اور یہ بارگاہ الٰہی کا وہ بھاری انعام تھا، جو اس نے اپنے بندوں کو دکھا دیا اور بتا دیا کہ جو خدا کی راہ تسلیم و رضا میں مر مٹ چکا

ہوتا ہے، اللہ کریم اس کے نام و نشان کو یوں ہی نیک نام و تابناک کر دیتا ہے۔ کراچی کی تاریخ گواہ ہے کہ امیر جماعت اہل سنت پاکستان، زعیم و ضیغم قوم و ملت زندہ تھے اور زندہ رہیں گے۔ بس بات صرف اتنی ہے کہ اب وہ ایک ریشمی چلمن کے اس طرف ہے۔ جہاں سے وہ تو دیکھ سکتے ہیں۔ ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ہاں! اہل نظر اور صاحب دل کی بات پھر کچھ اور ہے۔

مخدوم گرامی مرشد اجازت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جن سے کئی کئی بار اکتساب فیض کیا تھا، وہ پچھلے کئی برسوں سے علیل تھے۔ ابھی ۳/اکتوبر کو صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری سے دیر تک برقی لہروں پر بات ہوئی۔ فرمانے لگے: شاہ صاحب قبلہ کی حالت بہت نازک ہے۔ دعا کریں اور کرائیں کہ اللہ جل مجدہ راحت و عافیت عطا فرمائے"۔ پھر ۶/اکتوبر کو وہ خبر سنائی، جس کو سننے والا اور سنانے والا، دونوں کا دل ڈوب جاتا ہے۔ "شاہ صاحب وصال فرما گئے"۔ یہ سن کر کس کی تاب ہے کہ اپنے پر قابو پائے اور پلکوں کا جھڑنا روک لے۔ استرجاع پڑھا اور بے جان سا ہو کر رہ گیا۔ اپنی لائبریری میں بیٹھا تھا۔ فوراً ان کی دی ہوئی کتابیں، جن پر شاہ صاحب کے دستخط اور دعائیہ جملے ہیں، ان کی تحریروں کو بوسہ دینے لگا۔ تب پھر اپنے آپ کو سمیٹ اور سنبھال کر احباب کو یہ اندوہ ناک اطلاع دے کر عرض کیا کہ وہ مجلس تعزیت و ایصال ثواب قائم کر کے بلندی درجات کی دعا کریں۔ چنانچہ کئی مدارس و مساجد میں یہ عمل خیر انجام دیا گیا۔ کل ۷/اکتوبر یوم جمعہ تھا۔ یہاں کثیر مسجدوں میں بعد نماز جمعہ بلندی درجات کے لیے دعائیں کی جارہی تھیں اور وہاں نماز جنازہ کے بعد مخدوم گرامی قدس سرہ الباری کو اللہ کریم کے جوار رحمت میں سلا کر "نم کنومۃ العروس" کا مژدہ جانفزا سنایا جا رہا تھا۔

اس سوگوار تحریر کے وقت ان کا گلاب سا کھلا چہرہ، ان کے نصیحت آمیز اور دعائیہ جملے، جو اپنی زندگی کا نصب العین بنا ہوا ہے، ان کی فکر و تدبر اور درد و تڑپ سے تر آواز کی کھنک اور گرج، جس میں شبنم کی سی نمی اور برف کی سی ٹھنڈک ہوتی تھی، سامنے مجسم ہو کر کھڑی ہو گئی ہے اور "اے شہر خوباں کے شہریار!" اور "اے جلوۂ صد رنگ! تو کہاں کھو گیا" میری زبان کا ورد بنا ہوا ہے۔ اے میرے پاک پروردگار خالق و مالک! تو اپنے محبوب کے صدقے میں ان کے مشن "جماعت اہل سنت" کو زندہ و تابندہ اور فعال و متحرک رکھ اور ان کے صاحب زادے و جانشین حضرت علامہ سید شاہ محمد عبد الحق قادری دامت برکاتہم کو ان کے مشن کا مخلص و سرگرم سربراہ اور "الولد سر لابیہ" کا سچا عکس و مظہر بنا! آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

حضرت علامہ محمد ظہیر عالم قادری چشتی
بانی تحریک راہ سلوک، چاند پور، مراد آباد، یوپی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

۶ا کتوبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی موت صرف پاکستان والوں کے لیے غم واندوہ لے کر نہیں آیا بلکہ پوری دنیا کے لیے غم میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی خبر تھی جس کی بھرپائی قیامت تک نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایک عالم کی موت عالم کی موت ہے۔ علامہ کی زندگی کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی ہے کیونکہ ان کے ہر قدم خلوص و للہیت سے لبریز رضائے الٰہی کے لیے اٹھتے تھے۔ ان کے قول و عمل میں صدیق کی صداقت، عمر کی عدالت، عثمان کی سخاوت اور علی کی شجاعت نظر آتی ہے رضی اللہ عنہم۔ یہی وجہ ہے کہ گستاخ رسول سے کبھی بھی کسی معاملے میں سمجھوتا نہیں کیا ہے۔ حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مرکزی خانقاہ تحریک راہ سلوک کے اعلیٰ حضرت ہال میں الجامعۃ الملکیہ کے تمام اساتذہ کرام اور طلبا کو حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے کارناموں اور ان کے مشن سے آگاہ کیا گیا۔ مجلس کا اختتام علامہ مرحوم کے ایصال و ثواب پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ علامہ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور علیہ السلام کی برکتیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ کے منبر شریف پر بیٹھنے کی جگہ اپنے ہاتھ پھیرتے اور پھر اپنے چہرے پر مل لیتے۔ محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ وہ مسجد نبوی میں آتے تو منبر رسول ﷺ کے اس حصہ کو جو روضۂ اقدس سے متصل ہے، ہاتھوں سے پکڑ لیتے اور قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگا کرتے۔ (کتاب الشفاء جلد دوم، شرح شفاء)
(قبلہ شاہ صاحب کی کتاب مزاراتِ اولیاء اور توسل سے ماخوذ)

اہلسنت کے عظیم محافظ و عظیم رہنما

علامہ محمد بابر رحمانی قادری
مدینہ مسجد، کرولٹن، ڈلاس، یوایس اے

آج اس عظیم ہستی کے وصال پر تمام عالم اسلام بالخصوص اہل سنت انتہائی غمگیں اور افسردہ ہے جن کو دنیا پیر طریقت رہبر شریعت شہنشاہ خطابت حضور سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ دل ابھی تک اس حقیقت کو قبول کرنے کو تیار نہیں کہ سید قبلہ شاہ تراب الحق قادری وصال پاگئے ہیں۔

قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات غالباً 15 سال کی عمر میں ہوئی۔ آج اس کو تقریباً 25 سال سے زائد کا عرصہ ہوگیا ہے۔ قبلہ شاہ صاحب کی شفقتوں، صحبتوں اور عنایتوں کے 25 سال میرے لیے عظیم سرمایہ دنیا و آخرت ہیں۔

آپ کی تقاریر بچپن سے ہی سننے کا بہت قریب سے موقع ملا۔ آپ شہنشاہ خطابت، مناظر بے مثال اور عقیدہ اہل سنت کے عظیم محافظ و نگہبان تھے۔ بلاشبہ آپ کی تقاریر و مناظرہ سے سینکڑوں، ہزاروں افراد کے عقائد و نظریات کی تصحیح ہوئی اور وہ مسلک حق اہل سنت و جماعت سے وابستہ ہوئے۔

میرا دوسرا دور زمانہ طالب علمی کا ہے جب فقیر کو اہل سنت و جماعت کی عظیم درسگاہ دارالعلوم امجدیہ کراچی پاکستان میں زانوے تلمذ طے کرنے کا موقع ملا۔ فقیر 1995 میں دورہ حدیث مکمل کرکے درسِ نظامی کی سند لے کر فارغ ہوا۔ دارالعلوم امجدیہ میں ہر سال 25 صفر، عرس اعلیٰ حضرت پر دستار فضیلت عطا کی جاتی ہے۔ جہاں اساتذہ کرام میں مفتی اعظم پاکستان مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ، مفتی ظفر علی نعمانی صاحب، علامہ افتخار احمد قادری و علامہ مختار احمد قادری کی شفقتیں و محبتیں ساتھ رہیں وہیں قبلہ شاہ صاحب سے روزانہ کی بنیاد پر خصوصاً تقاریر کی تربیت بھی میرا سرمایہ دنیا و آخرت بنیں۔

پھر تیسرا دور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی کا سرزمین امریکہ ہے۔ جہاں قبلہ شاہ صاحب سے 1998 سے 2013 تک تقریباً 16 سال کا عرصہ آپ کی امریکہ بھر میں تقاریر کا ہے۔ جس میں آپ نے بے شمار مساجد و اداروں کی بنیاد رکھی اور سرپرستی فرماتے رہے۔

قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ انتہائی شفیق، ملنسار، کریم اور معاملات کو سمجھنے کا انتہائی کامل ملکہ رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے بے شمار ادارے، تصانیف، تقاریر، مریدین کی جماعت چھوڑی ہے۔ جو صبح قیامت تک آپ کے عظیم روحانی و اصلاحی مشن کو جاری رکھے گی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ علیہ الرحمۃ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

آہ مسلک رضا کا ترجمان چلا گیا

حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی انگلینڈ

فانی دنیا سے جانے والوں کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔ کوئی جاتا ہے تو اس کے پیچھے ایک گھر ایک خاندان افسوس اور اظہار غم کرتا ہے، مگر کچھ جانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کا جانا پوری قوم و ملت کے لیے باعث غم و افسوس ہوتا ہے۔ انہیں میں قائد ملت ناشر مسلک رضا محافظ فکر رضا معتمد حضور تاج الشریعہ و حضور محدث کبیر مد ظلہما حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ کی رحلت بھی ہے۔ جیسے ہی اکناف عالم میں آپ کے وصال کی خبر عام ہوئی تعزیتوں اور اظہار غم و افسوس کا ایک سلسلہ چل پڑا اور تا حال محافل و مضامین کی شکل میں جاری ہے۔ اس کی ایک کڑی بلیک برن کی سرزمین پر حضرت مولٰنا شفیع صاحب کے گھر پر منعقد ہوئی جس میں متعدد علماء و حفاظ نے شرکت کی اور قرآن خوانی و نعت خوانی کا اہتمام ہوا، نیز علما نے مشترکہ طور پر یہی کہا کہ ایک سنیوں کا مردِ مجاہد نیز مسلک رضا کا سچا ترجمان چلا گیا۔ اخیر میں حضرت علیہ الرحمۃ کے ترقی درجات کے لیے دعا ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا حنیف رضوی، مولٰنا اقبال مصباحی مولانا محسن، مولٰنا خیر الدین، مولٰنا فاروق اشرفی، حافظ الیاس، و طاہر اشرف، قاری محبوب رضوی، الحاج قاضی مشتاق رضوی شریک تھے۔

منبع فیوض و برکات

پروفیسر فاروق احمد صدیقی
سابق صدر شعبہ اردو ڈاکٹر بھیم راؤ یونیورسیٹی، مظفر پور بہار

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی محترم اور قد آور شخصیت ایک شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتی تھی۔ جس کے زیر سایہ مسافران رہ دین و سنیت قلبی راحت اور ذہنی سکون محسوس کرتے تھے۔ وہ ایسے عالم ربانی تھے، جس کو بلا تکلف سر چشمۂ ہدایت اور منبع فیوض و برکات کہا جا سکتا ہے۔ ان کی دینی بصیرت، سیاسی شعور، اصابت رائے اور پختگی فکر و تدبر کا سارا زمانہ معترف و مداح تھا۔ حضرت کے وصال کے بعد ہماری مذہبی، تہذیبی اور سیاسی زندگی میں جو خلا پیدا ہو گیا، وہ شاید کبھی پر ہو سکے۔

موئی تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے اور ان کے خانوادۂ محترم اور ان کے علمی و فکری وارثین کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حضرت کے دینی مشن کو پورے اخلاص و عزیمت کے ساتھ جاری رکھ سکیں۔

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیّب و طاہر گیا

حضرت علامہ شمس الحق قادری مصباحی
نیو کاسل ساؤتھ افریقہ
Shamsulhaquemisbahi@gmail.com

---

4 محرم الحرام 1438ھ۔6 اکتوبر 2016 بروز جمعرات امیر جماعت اہل سنت پاکستان کراچی، مجاہد دوراں مرد مومن، مرد حق، پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند کے انتقال پر ملال کی خبر نے پورے عالم اسلام کو سوگوار کر دیا آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور دل رنج و غم سے دوچار ہو گئے - انا للہ وانا الیہ راجعون تغمد اللہ الفقید بواسع رحمتہ ورفع درجاتہ فی جَنّٰتِ النَّعِیم والھم ذویہ واتباعہ الصبر والسلوان وان یخلف علیھم بالخلف الصالح - آمین یارَبَّ العٰالَمِینَ۔

جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات نیو کاسل کے جملہ اساتذہ اور طلبہ حضرت کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں اور پسماندگان کے شریک غم۔ حضرت موصوف نوّر اللہ مرقدہ نے 2014 میں جامعہ کے جلسہ دستار بندی کے دوروزہ پروگرام میں اپنی خدمت بابرکت کا موقع عنایت فرمایا اور پھر ہمیشہ اپنی محبتوں سے نوازتے رہے۔ فالحمد للہ علی ذلک

آپ ایک بے داغ رہنما، ممتاز عالم دین، قادر الکلام مقرر، ساحر البیان خطیب، کہنہ مشق مدرس، صاحب اسلوب مصنف، گہری سوجھ بوجھ کے مالک، پختہ رائے کے حامل، وسیع المطالعہ اور بالغ نظر مفتی، علمائے اہل سنت اور اکابرین جماعت کے محبوب و معتمد، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے، بیباک اور بلند آہنگ ترجمان وبیان اور ایک نہایت وضع دار، متقی وپرہیزگار مصلح و مرشد طریقت کے طور پر پوری دنیا میں مشہور و معروف تھے۔

تاریخ میں ایسی کم شخصیات گزری ہیں جنھوں نے بیک وقت ملکی سیاست کے ساتھ ساتھ اصلاح باطن کا میدان بھی بخوبی سر کیا ہو۔ عوامی اور سماجی زندگی کی بے تحاشا مصروفیات کے باوصف علمی اشغال اور تزکیہ نفس پر بھی بھرپور توجہ مرکوز رکھی ہو۔

اپنی سیاسی زندگی میں حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے پارلیمنٹ کی سطح سے ہمیشہ شرعی اور دینی مسائل کے حل کی کوشش فرمائی اور مسلمانوں کے عالمی مسائل کو بھی اعلیٰ حکام اور ارباب اقتدار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان کی پوری زندگی اخلاص وللہیت، فکرامت اور عوامی خدمت میں جہد

مسلسل کی آئینہ دار تھی۔ ان کی مجاہدانہ للکار سے باطل سہما رہتا تھا اور اپنے تازہ دم ہو جایا کرتے تھے۔ علماو معاصرین اور اپنے طلبہ و مریدین کے لیے آپ پوری زندگی جد وجہد اور عمل پیہم کی علامت بنے رہے۔ ایمانی فراست، دینی حمیت، سیاسی بصیرت، اور زبردست قومی، ملی اور سماجی خدمت و قیادت کا اعلیٰ شعور آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

بیدار مغزی، اولوالعزمی، ارادہ کی مضبوطی، تصلب فی الدین اور مسلک پر یقین، حالات سے باخبری اور قوم وملت کی بروقت صحیح نباضی اور بے لوث رہنمائی نے ان کی شخصیت کو بڑا پر اعتماد مقتدا اور ذی وقار امام بنا دیا تھا۔ اکابرین کی تعظیم، اصاغر نوازی، احباب کی عزت، تحمل و برداشت، وسعت ظرف، کثرت عمل اور جرأت وبے باکی ان کی شناخت تھی۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

آپ کے انتقال پر ملال سے صرف ملک پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ ایک عظیم علمی، روحانی، سیاسی، ملی اور سماجی قائد اور عبقری شخصیت سے محروم ہو گئی۔ یقیناً آپ کی رحلت موت العالم موت العالم کی صحیح مصداق ہے جس سے جماعت اہل سنت کے ایک عہد زریں کا خاتمہ ہو گیا۔

فعَسَی رَبُّنَا اَنْ یُبدِلَنَا خَیرًا مِنْهَا اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا رٰاغِبُونَ اللھم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لنا خیرا منھا آمین یارَبَّ العٰالَمِینَ۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

علم و فضل کی ایک انجمن

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی مالیگاؤں
خادم التدریس والافتاء جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات نیوکاسل، ساؤتھ افریقہ

جو آفتاب ۱۹۴۴ء میں دکن ہند میں طلوع ہوا تھا وہ ۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو عروس البلاد کراچی میں غروب ہوگیا۔ یہ روح فرسا اطلاع سوہانِ روح بنی کہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قبلہ شاہ صاحب کی ذات بڑی ہمہ جہت، ہمہ وصف اور گوناگوں خوبیوں کی حامل تھی۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے، ایک تنظیم تھے، پوری بزم تھے، جن کا چلا جانا بزم کا سونی ہو جانا ہے، جن کی رحلت لاکھوں دلوں کو تڑپا گئی۔ رہتے تھے کراچی میں لیکن دُنیائے سنیت کے دلوں میں دھڑکتے تھے۔ دوری و قرب سے ان کی ذات ورا تھی۔ رب نے ان کے فیضان سے دور و نزدیک کو سیراب کیا۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ ہند کی زمیں سے اُٹھے اور عالم پر چھاگئے۔ ۱۹۵۱ء میں ہجرت کر کے ہند سے سندھ جا پہنچے، کراچی جا بسے۔ سیادت کا جمال تھا ہی، علم و فضل کے کمال نے چمکا دیا۔ روحانی تشنگی بریلی شریف میں بجھی۔ حضور مفتی اعظم کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ کئی چشموں سے سیرابی کی۔ لاکھوں تشنہ کاموں کی پیاس بجھائی۔ سلسلہ قادریہ رضویہ کے عظیم شیخ تھے۔ ارادت مندوں کا حلقہ کئی ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ جن میں علما و مدبر بھی ہیں، دانش ور اور اہلِ قلم بھی اور سر کردہ شخصیات و صاحبِ فکر و فن بھی۔

قبلہ شاہ صاحب کو رب قدیر نے حکمت و تدبر اور دانش و تدبیر سے نوازا تھا۔ آپ کے دم قدم سے کئی شعبوں میں خدمتِ دینِ متین کا سلسلہ وسیع ہوا۔ گستاخانِ بارگاہِ رسالت کے مقابل آپ نے کئی تحریکوں کو دوام بخشا۔ مختلف محاذوں پر علم و حکمت کے ساتھ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے خدمات پیش کیں۔ قادیانی و اس نوع کے دیگر گستاخوں کی سازشوں کا دنداں شکن جواب دیا۔ آپ کے ایستادہ خطوط پر کثیر تنظیمیں فعال ہیں اور مختلف شعبوں میں خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔

قادرِ مطلق نے خطابت کے جوہر سے نوازا تھا۔ اچھوتا انداز۔ راقم جیسے لاکھوں نوجوان آپ کے اسلوبِ خطابت کے باعث متاثر ہوئے۔ بلاشبہ ہزاروں عنوانات پر آپ نے خطبے ارشاد فرمائے۔ موضوع کا

حق ادا کر دیا۔ سلاستِ زبان و بیان، نکھرا انداز، صاف و شستہ لہجہ، غیر ضروری الفاظ سے اجتناب، صرف کام کی باتیں، استدلال کی زبردست قوت۔ کتاب و سنت سے جب دلائل پیش کرتے تو زورِ بیاں دیدنی و شنیدنی ہوتا۔ سادگی و متانت لفظ لفظ سے ٹپکتی۔ سمجھانے کا انداز اِس قدر عام فہم کہ کم علم بھی مفہوم تک رسائی حاصل کر لیتا۔ اسی لیے انٹرنیٹ پر بھی آپ کی خطابت کی مقبولیت ہے۔ رہتے کراچی میں تھے لیکن فیضانِ علمی سے ہند کیا افریقہ و امریکہ، یورپ و عرب سبھی مستنیر ہوئے۔

ایک درجن سے زائد کتابیں یادگار ہیں جن میں علم و وسعت مطالعہ کی جھلک محسوس کی جاسکتی ہے۔ تصنیف و تالیف کا نکھرا ذوق آپ کے اخلاصِ عمل پر دال ہے۔ تحریر میں تاثیر ہے۔ فکر کا جوہر تاباں سطر سطر سے ظاہر ہے۔ ہند و پاک سے آپ کی تصانیف کے بہ کثرت ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ چند تصانیف کے نام اس طرح ہیں:

۱-ضیاء الحدیث ۲- جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳- تصوف و طریقت ۴-دعوت و تنظیم ۵-فلاحِ دارین ۶۔ خواتین و دینی مسائل ۷-کتاب الصلوٰۃ ۸- مسنون دُعائیں ۹- تفسیر سورہ فاتحہ ۱۰-اسلامی عقائد ۱۱- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت ۱۲-مبارک راتیں ۱۳-ثنائے سرکار ﷺ

مسلکِ اسلاف پر سختی سے کاربند تھے۔ دین کے معاملے میں کبھی مداہنت نہیں کی۔ احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بلا خوفِ لومۃ لائم مسلکِ حق کا تحفظ کیا اور ہر سازش کا مناسب و بر وقت علمی جواب دے کر گلشنِ اسلام کی حفاظت کی۔ مسلکِ رضا کے مخلص داعی تھے؛ شریعت کی حفاظت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ ایسے دور میں جب کہ شرعی قدروں کی پامالی عام ہے حفاظتِ شریعت کے لیے مسلسل کوشاں رہے اور اپنی تقویٰ شعار زندگی سے اسلامی احکام پر عمل کا نمونہ پیش کرتے رہے۔

صلہ و ستائش سے بے پرواہ ہو کر رضائے الٰہی کی خاطر دین و سنیت کی اشاعت کی۔ اخلاصِ عمل کے جوہر سے آراستہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فراعنہ عصر آپ کو لرزہ بر اندام نہ کر سکے۔ اربابِ سیاست آپ کے ضمیر کا سودا نہ کر سکے۔ ہر محاذ پر باطل نامراد ہوا۔ جیت ہمیشہ حق کی ہوئی۔ مردِ مومن و امامِ دوراں تھے جن کی بے باکی نے ایوانِ اقتدار کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ اپنی درویشی میں مقامِ رفیع کو آپ نے مستور رکھا۔ صاحبِ دل تھے، روحانی اعتبار سے مقامِ بلند پر فائز تھے۔ مخدوم تھے لیکن خادمانہ حیات پیش کی، باکمال تھے لیکن خاکساری اختیار کی، صاحبِ دل تھے لیکن فقر میں اسے چھپائے رکھا، صبر اختیار کیا، ایامِ رُخصت میں بھی فرائض و واجبات کو مقدم رکھا۔ آپ نے اپنی عملی زندگی سے اسلاف کرام کی مبارک زندگیوں کی یاد تازہ کر دی۔

فکرِ رضا، تحقیقاتِ رضا، تصانیفِ رضا، کلامِ رضا، سلسلہ رضا کی نشر و اشاعت میں مثالی کردار پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ یہی سبب ہے کہ نگارشاتِ رضا کی اشاعت میں بھی حصہ لیتے

رہے۔ نسبتوں کا احترام کرتے تھے۔ احکامِ شرع میں بریلی شریف کے محتاط فتوؤں پر عمل کرتے۔ مسلکِ عشق و عرفان کے کامیاب مبلغ تھے۔ سچے عاشق رسول تھے۔ سفیرِ مسلکِ رضا تھے۔ حضور تاج الشریعہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ جمیع اکابرِ اہلِ سنّت کا احترام فرماتے، سبھی سلاسلِ حقہ کی توقیر فرماتے۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے اپنے کام کی جولان گاہ بنجر زمینوں کو بنائی۔ کامیابی کے ساتھ انھیں گل زار فرمایا۔ مسلکِ اسلاف کی ترجمانی کی، فکر رضا کی نمائندگی کی، حق کی ترسیل کی، کئی میادین کو اپنی خدمات سے سیراب کیا۔ داعیانہ فہم و فراست کے ساتھ اشاعتِ اسلام کی، مسندِ تدریس سے طلبہ میں علم و عرفان کے جوہر تقسیم کیے، تزکیہ و سلوک کے مسافروں کو منزلِ مقصود تک پہنچایا، قادریت کے جام لُٹائے، رضویت کے روحانی دھارے سے پیاسوں کو سیراب کیا، اُمورِ شرع میں رہبری کی، طریقت کی وادیوں کو سیراب کیا، بے شرع صوفیا کی شناعت سے باخبر کیا، بدعات و منکرات سے خلقِ کثیر کو بچایا۔ بیک وقت کئی خوبیوں کے مالک تھے، کئی چشموں سے سیراب تھے، کئی بزرگوں کے فیض یافتہ تھے، کئی نسبتوں کے حامل تھے۔ اللہ کریم ان کی تربت پر رحمت و انوار کی موسلادھار برکھا برسائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا جذبہ جنوں خیز اور عزم تازہ عطا کرے۔ آمین۔

صالحین کے قریب دفن ہونا

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے قرب و جوار میں دفن ہونے کی تمنا کرنا محبوبانِ خدا کا طریقہ رہا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (م٦٠٦ھ) فرماتے ہیں حضرت یعقوب علیہ اسلام نے وفات سے قبل وصیت فرمائی کہ مجھے ملک شام میں اللہ تعالیٰ کے نبی اور میرے والد حضرت اسحاق علیہ اسلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ جب آپ کا وصال ہوگیا تو حضرت یوسف علیہ السلام آپ کا جسم مبارک لے کر مصر سے شام گئے اور وہاں حضرت اسحاق علیہ السلام کے قریب آپ کو دفن کیا۔ (تفسیر کبیر)

(قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب مزاراتِ اولیاء اور توسل سے ماخوذ)

مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی

علامہ غلام سبحانی رشیدی
خادم ضیاء القرآن مسجد آر لنگٹن ٹیکساس امریکہ

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی رحلت یقیناً دنیائے سنیت میں بہت بڑا خلا ہے۔ مجھے شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کا شوق اس وقت سے تھا جب پہلی بار 1998ء میں قیام افریقہ کے دوران آڈیو فقہی مسائل پر بیان سنا تھا، لیکن میری پہلی ملاقات 2001ء میں عظیم الشان میلاد النبی کانفرنس ڈیلس میں ہوئی جس میں حضور تاج الشریعہ، حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ بھی شریک تھے۔ اسی موقع پر ضیاء القران سینٹر کا افتتاحی پروگرام انھیں بزرگوں کے قدوم میمنت سے ہوا،

حضرت شاہ صاحب جب بھی ڈیلس تشریف لاتے ضیاء القران میں خطاب فرماتے اپنے مفید مشوروں سے نوازتے۔ خطاب کا انداز بہت ہی سادہ اور دلچسپ ہوتا، گویا آپ کی شخصیت بیک وقت فکر و تدبر، افتاء و قضا، خطابت وصحافت، تصنیف وتالیف، تنظیم و تعلیم ہر محاذ پر باوقار اور پُر عزم نظر آتی، خداداد قائدانہ صلاحیت بارعب انداز بیان، اہل سنت وجماعت کے معمولات کا دفاع، اس پر مخالفین کے اعتراضات کا جواب ان کی تحریر و تقریر سے عیاں ہے، خوش مزاج ایسے کہ ہر خاص و عام متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، مسلک اعلی حضرت کے سچے داعی، بدلتے حالات میں بھی اپنے اسلاف سے سر مو انحراف نہ فرماتے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی، آپ کی رحلت موت العالِم موت العالَم کی مصداق ہے۔

رب قدیر اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والتسلیم کے صدقہ ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور ان کے پس ماندگان مریدین متوسلین بالخصوص علامہ عبدالحق اور ان کے برادران کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

ماہنامہ پیغام شریعت دہلی کی پوری ٹیم حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے حوالہ سے تاثرات پیش کرنے کی پہل پر ہدیہ تبریک کی مستحق ہے۔

(غلام سبحانی رشیدی)

ہر دل عزیز شخصیت

حضرت علامہ عبد الرب اعظمی نوری
ٹیکساس امریکہ

شریعت اور طریقت کی ضیاء حضرت تراب الحق
مسلمانوں کے دینی پیشوا حضرت تراب الحق

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ساتھ ہی ہدایت انسانی کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کا نورانی سلسلہ جاری فرمایااور سب سے آخر میں ہم سب کے آقا خاتم پیغمبراں ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے ہدایت انسانی کے فریضے کو اپنی امت کے علماء کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''علماء امتی کأنبیاء بنی اسرائیل ''مری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں کہ جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء کو ایک علاقہ اور ایک زمانہ کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ اسی طرح ہمارے علماء کا حال ہے وہ بھی ایک علاقہ اور ایک زمانہ کیلئے داعی و مبلغ ہوتے ہیں البتہ انکی تحریریں دیر پا ہوتی ہیں جن سے آنے والی نسلیں بھی فیضیاب ہوتی ہیں۔

داعی حق پیر طریقت رہبر شریعت، پیکر شفقت مقتداء اہلسنت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ الباری ۴ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۶ بروز پنج شنبہ بوقت صبح دس بجکر ۲۵ منٹ پر اس دارِ فانی سے دارِ جاویدانی کیطرف رحلت فرماگئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

مقدس دین کے تھے رہنما حضرت تراب الحق
گذاری حق کی ترویج واشاعت میں حیات اپنی

سراپا پیکر صبر و رضا حضرت تراب الحق
نہ آیا حرفِ شکوہ لب پہ وقت آزمائش بھی

وصال پر ملال کی خبر بجلی کیطرح ملک و بیرونِ ملک پھیل گئی ملک کے گوشے گوشے سے اہل عقیدت کے قافلے کراچی کیطرف رواں رواں ہوگئے۔ تقریباً ۵ لاکھ کا جم غفیر جنازہ میں تھا جو موجودہ تاریخ کا سب سے بڑا مجمع تھا۔ (فللہ الحمد)

ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اہل علم میں انکی شخصیت کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ عالمی سطح اور ملکی سطح پر بھی ہر خاص وعام اُن کے علم و تقویٰ اور کردار واخلاق میں رطب اللسان نظر آتا تھا اس لئے کہ آپ سادگی بے ریائی، خوش روئی، خوش مزاجی، خوش کلامی خوش اخلاقی، عاجزی، انکساری لطافت وحلاوت، دینی حمیت و حرارت اور عالمانہ وقار کے پیکر جمیل تھے آپ فرد نہیں تنہا انجمن تھے جیسا کہ حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں '' شاہ صاحب کی مصروفیات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایک آدمی اتنے کام سرانجام دیتا ہے '' وہ مبلغ تھے، مصلح تھے، مفکر تھے، مدبر تھے اور پیکر اخلاص تھے۔ انکے اِن اوصاف کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر اسلام حضرت علامہ سید قدسی مصباحی صاحب یوں رقمطراز ہیں۔

عجب مخلص تھے آلِ مصطفیٰ حضرت تراب الحق
زمانہ اب بھی ہے مداح اُن کے طرزِ اُلفت کا

حضرت شاہ صاحب کی ایک ایسی عبقری اور نادر روزگار شخصیت تھی جنہوں نے ملک وبیرون ملک (سعودیہ، امریکہ، یورپ، اور یفیا وغیرہ) مختلف ممالک میں رشد وہدایت، دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ امت کا فریضہ کچھ اس طرح انجام دیا کہ جس سے مردانِ حق اور مصلحین عظام کی یاد تازہ ہو جاتی جن کا لمحہ لمحہ اخلاص وللٰہیت کے ساتھ '' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر '' کی انجام دہی میں گذرتا۔

آپکی تقریر قرآن وحدیث کی روشنی میں اصلاحی، تمثیلی اور عام فہم ہوتی آپکی تقریر و گفتگو کا انداز نرالا ہوتا مشکل سے مشکل مسائل کو بآسانی سامعین کے ذہن میں اتار دیتے، عوام وخواص میں ہر دلعزیز تھے جو آپکے پیر و مرشد سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی دعاء کی تاثیر کا ثمرہ تھا۔

بنے ہر دلعزیز اور باصفا حضرت تراب الحق
دعائے مفتی اعظم کی، کچھ ایسی ہوئی تاثیر

آپ دنیائے سنیت کی ایک معروف شخصیت تھے جو پیر طریقت کے ساتھ حکیم بھی، خیر خواہی وخیر اندیشی اور حسین اخلاق کے پیکر تھے بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرتے۔ خدمت دین اور خدمتِ خلق انکی زندگی کا خاصہ تھا۔ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں یا اسمبلی میں۔

جب آپ قومی اسمبلی کے رکن تھے تب آپ نے قانون '' تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کو قومی اسمبلی سے منظور کروانے میں سب سے اہم کردار ادا کیا تھا آپ نے قومی اسمبلی میں قرآن وحدیث اور اجماع امت سے یہ ثابت کیا کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔ جبکہ اس سے قبل پاکستان کے قانون میں گستاخ رسول کی سزا فقط عمر قید تھی۔ حضرت قبلہ پیر نقیب الرحمٰن فرماتے ہیں کہ اسمبلی اور اقتدار کے ایوانوں میں بھی شاہ صاحب کی راست بازی اور حق گوئی کا ہمیشہ چرچا رہا۔ ''

آپ کی حق گوئی اور مسلک حق کی ترجمانی کے تعلق سے حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں فرماتے ہیں'' شاہ صاحب مسلک حق کے سچے ترجمان اور پاکستان میں مسلک اعلیٰ حضرت کی پہچان ہیں الحمد اللہ !آپ ہر سطح پر مسلکِ حق کے پُر جوش داعی نظر آتے ہیں'' جس کو حضرت علامہ سید قدسی مصباحی نے اپنے شعر میں یوں نظم کیا۔

رہے پر جوش داعی مسلک احمد رضا کے وہ   تھے حق گو، حق نگر، حق آشنا حضرت تراب الحق

حضرت امیر اہلسنت ذہانت و فطانت اور حاضر جوابی میں یگانۂ روزگار تھے۔ بڑے سے بڑا پیچیدہ مسئلہ ہو۔ سوال سنتے ہی جواب حاضر۔ کسی بھی طرح کے علمی و عملی اشکالات انکے سامنے پیش کئے جاتے فوراً حل فرماتے۔ اور اپنے افادات وہدایات سے نواز کر سب کو مطمئن کر دیتے۔ ہر ایک کی مخلصانہ اصلاح فرماتے خواہ اپنا ہو یا غیر، ہم عقیدہ ہو یا بد عقیدہ۔

آپ اپنی سیفِ زبان سے کسی پرواہ نہ کرتے بلکہ ہمیشہ آپکی آواز کا نشیب و فراز برادرانِ ملت اسلامیہ پر ابرِ نیساں بن کر برستا ہاں مگر وہ لوگ جو توہینِ رسالت ﷺ کے مرتکب ہوتے اُن پر برق خاطف بن کر گرتے۔آپ نباض تھے احقاقِ حق ابطال باطل آپ کا شیوہ تھا۔ سب سے اہم یہ کہ آپ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت تھے۔

عبادت وریاضت میں آپکا نمایاں مقام ہے۔ سفر ہو یا حضر اللہ اللہ ! حضرت شاہ صاحب کا کیا ذوقِ عبادت و ریاضت تھا۔ اس شان کے عابد وزاہد اس عہد بلا خیز میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔ حضرت کے اطاعت الہیٰ کا جذبہ بیکراں صرف خانۂ خدا تک ہی نہ تھا بلکہ معمولات حیات حتیٰ کہ حالتِ علالت میں آپ انتہائی مرتاض اور پابند شریعت تھے۔

انہیں وجوہ کی بناء پر آپ آج کروڑوں دلوں کی دھڑکنوں کے ساتھ وابستہ ہیں ہزاروں محفلوں میں آپ کے سوز تنفس سے اجالا ہے۔

کبھی یہ اہلسنت بھول پائیں غیر ممکن ہے   تھے ایسے حامل خلق ووفا حضرت تراب الحق

راقم الحروف ! سب سے پہلے انکے جانشین حضرت علامہ سید شاہ عبد الحق صاحب قبلہ اور خانوادہ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا اور حضرت شاہ صاحب کیلے دعاء مغفرت کرتا ہے۔

اللھم اغفر لہ ورحمۃ وادخلہ جنت النعیم۔ اللھم یاحنان یامنان یا واسع الغفران وسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد نقہ من الذنوب والخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔ اللھم انزلہ منازل الصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ اللھم اجعل قبرہ من ریاض الجنۃ۔ مولا قدیر ان کے فیضان علمی وروحانی کو ہم سب پر جاری وساری رکھے۔

آمین اللھم آمین بجاہ النبی الامین۔ ﷺ

وقف تھی زندگی جس کی حق کے لیے   اُس مجاہد کی عظمت پہ لاکھوں سلام

(طالب دعاء عبد الرب اعظمی)

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی رحلت

اسلامی دنیا کا عظیم خسارہ

مولانا طارق انور مصباحی کرالا

پاکستان میں اہل سنت وجماعت کے مشہور زمانہ مذہبی قائد پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ والرضوان کا بروز جمعرات بوقت صبح ۶/اکتوبر ۲۰۱۶ء مطابق ۴/محرم الحرام ۱۴۳۸ھ کو کراچی میں وصال ہوگیا۔علامہ موصوف حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔انشاءاللہ تعالیٰ ماہنامہ پیغام شریعت کے ذریعہ موصوف کا تعارفی خاکہ قوم کے سامنے پیش کرنے کی کوشش ہوگی۔(نومبر ۲۰۱۶ء کے شمارے میں شائع ہو چکا ہے۔) علامہ موصوف کی وفات اسلامی دنیا کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے،ایسی ہستیاں ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملا کرتیں۔ماہنامہ پیغام شریعت کی مجلس ادارت، مجلس مشاورت، مجلس انتظامیہ ودیگر تمام منسلکین آپ کی وفات پر گہرے غم وافسوس کا اظہار کرتے ہیں۔رب تعالیٰ موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم تمام کو ان کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔آمین

جامعہ حضرت بلال ٹیانری روڈ بنگلور، آل کرناٹکا سنی علماء بورڈ(کرناٹک)، سنی علما کونسل (بنگلور)،امام احمد رضا مومنٹ (بنگلور)، رضا فاؤنڈیشن (بنگلور) آل کرناٹکا میلاد کمیٹی (بنگلور) اور ریاست کرناٹک کی دیگر تمام سنی تنظیموں اور تحریکوں کے ارکان وممبران بھی موصوف کی وفات پر غم وافسوس کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موصوف کا بدل عطا فرمائے۔آمین

مسلک اعلیٰ حضرت کے ناشر

مفتی محمد کہف الوریٰ مصباحی
جامعہ مصطفویہ رضا دار الیتمیٰ تاج نگر ٹیکہ ناگ پور، مہاراشٹرا، انڈیا

نقیب اہل سنت پاسبان مسلک اعلی حضرت خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کا 4 محرم الحرام 1438ھ کو انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون -موصوف نے اپنی تحریر تقریر اور مکالموں کے ذریعہ مسلک حق وصداقت مسلک اہلسنت جماعت مسلک اعلی حضرت کی نشرواشاعت میں اپنی پوری حیات مستعار صرف فرمادی -مولی تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے -ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقوش فکر وعمل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے -آمین

ایک شخصیت ایک انجمن

مفتی ازہار احمد امجدی ازہری بستی
استاذ و مفتی: مرکز تربیت افتاو جھاڈنگج، بستی، یوپی، انڈیا

حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ والرضوان کی شخصیت تنہا ایک انجمن کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کے اندر جو خوبیاں موجود تھیں وہ آج کل کے علما میں نادر بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ مفقود ہیں تو بے جانہ ہوگا، آپ نے اپنی خداداد صلاحیت کو بڑی عمدگی سے بروے کار لاکر وہ دینی و سماجی خدمات انجام دیں جن کا اعداد و شمار مشکل ہے، آپ نے ملک و بیرون ملک کے افراد کی ہدایت و سلامتی کے لئے علمی، سماجی، سیاسی، تحریکی اور تبلیغی میدان وغیرہ میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جن کے اثرات و نتائج بفضلہ تعالی بڑے پختہ اور مضبوط ہو کر سامنے آئے، تبلیغ کے متعلق آپ کا یہ قول جہاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے وہیں عام علما کے لئے قابل اتباع و قابل عبرت بھی ہے، آپ فرماتے ہیں: "تبلیغ کے اثرات اس وقت مرتب ہوتے ہیں جب عالم دین یا مذہبی اسکالر عوام میں رہ کر عوام کے مسائل کو حل کرے۔ اگر کوئی عالم دین امریکہ جا کر اچھے ہوٹل میں بیٹھ جائے، تقریر کرنے آئے، تقریر کر کے دوبارہ ہوٹل میں چلا جائے، رات کو سوتا رہے، اس سے تبلیغ کے اثرات مرتب نہیں ہوتے" سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ نے اگرچہ یہ گفتگو خاص امریکہ کے متعلق کی ہے مگر یہ طریقہ کار عام مفاد کے لیے عام ممالک کو شامل ہے، آپ نے اپنی اس فکر سدید کو بروے کار لا کر عوام کے ساتھ بیٹھ کر ان کی اصلاح کرنے کی حتی المقدور کوشش کی، آپ کی گوناگوں خدمات ہیں جن کا یہاں احاطہ ممکن نہیں! اللہ رب العزت آپ کو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب عطا فرمائے، اور اہل خانہ، محبین، متوسلین کو صبر جمیل عطا کرے، ہم کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق بخشے، اور ہم اہل سنت وجماعت کو آپ کے نعم البدل سے نوازے، آمین ثم آمین۔

ازہار احمد امجدی ازہری بستی
استاذ و مفتی: مرکز تربیت افتاو جھاڈنگج، بستی، یوپی، انڈیا

مرد مومن مرد حق

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

از، مفتی اعظم سندھ و بلوچستان محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ
، مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلیٰ علیہ وسلم　　　نحن عباد محمد صلیٰ علیہ وسلم

وہ ایسے مرد حق تھے، جن کے خمیر میں حق کا غلبہ تھا، اسطرح وہ اسم با مسمّیٰ تھے۔ نسیم پہلوان سے وہ تراب الحق کہلائے اور اس نام سے مشہور ہوئے۔ گویا وہ بغداد مقدس کے مشہور ولی، جنید بغدادی پہلوان کی طرح تھے۔ جنہوں نے کشتی میں ایک سید زادے کی لاج رکھی اور ولایت کے اعلی مرتبہ کو پاگئے۔ اور تراب الحق تو خود سید زادے تھے، ان کی کونسی ایسی خدمت تھی کہ وہ کورنگی کے نسیم پہلوان سے علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق بن گئے اور دنیا میں اسی "حق کی مٹی" سے مشہور ہو کر زمانے کو فیضیاب کر گئے۔ میری ان سے پہلی ملاقات دار العلوم امجدیہ کراچی میں ہوئی تھی۔ یہ ۱۹۷۰ء کا زمانہ تھا، پھر ان کی نسبتوں اور استاذ المکرم حضرت قبلہ علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ والرضوان سے قربتیں دیکھ کر فقیر بھی ان سے قریب ہوتا چلا گیا۔ اور الحمد للہ یہ قرب آخر وقت تک حاصل رہا اور اب بھی ہے اور رہے گا۔ پھر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے مشائخ کی ان پر عنایات نے اور خانقاہ رضویہ بریلی شریف کی توجیہات نے ان کو اور بھی محبوب بنایا اور بالآخر وہ جلد مرد مومن مرد حق کے اعلی منصب پر فائز ہو گئے۔ وہ اکثر علماء کی آنکھ کا تارا رہے۔ خصوصاً میرے والد گرامی خلیل ملت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ والرضوان بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے اور آخری عمر شریف میں جب والد گرامی نے ۱۹۸۴ء کے آخر میں شاہ صاحب کو حیدرآباد آنے کے لئے فرمایا تو شاہ صاحب، تمام کام چھوڑ کر، والد گرامی کی عیادت کو تشریف لائے اور صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور حضرت کی خواہش پر روحانی استخارہ بھی فرمایا۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ والرضوان ہر میدان کے سپہ سالار تھے۔ وہ نہ کسی سے مرعوب ہوتے تھے اور نہ کسی کے سامنے جھکتے تھے۔ خواہ میدان نقابت ہو، میدان خطابت ہو، یا میدان سیاست ہو، ہر جگہ اپنا لوہا منوا چکے تھے، وہ فقیر پر بھی تین نسبتوں سے بڑے مشفق تھے

،(۱) والد گرامی کی نسبت(۲) استاد المکرم علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ سے تلمذ کی نسبت اور(۳) ایک ہی دارالعلوم میں طلب علم کی نسبت۔ فقیر جب کبھی ان سے ملاقات کو حاضر ہوتا، فوری اہتمام فرماتے، خواہ وہ مسجد کے کمرے میں ہوں، یا گھر کے کمرے میں چائے یا مشروب سے تواضع لازمی فرماتے تھے۔ میں اس شخصیت سے جلوت میں تو کثیر ملتا تھا، کبھی کبھی ان کے دوران آرام بھی حاضر ہوا تو فوراً اندر بلالیا اور تواضع کا حکم دیا۔ فقیر بھی ان سے بہت سے دنیوی معاملات میں مشورے کو حاضر ہوتا تو انتہائی توجہ سے سن کر اعلی مشورہ دیتے، فرماتے تھے، برکاتی میاں صاحب آپ سے ہمارے بہت سے رشتے ہیں اور ہر رشتے کے الگ لوازم ہیں، وہ فقیر کی دعوت پر احسن البرکات کے جلسے میں بھی تشریف لائے۔ایک بار ایک نازک مسئلے پر ایک عالم سے اختلاف ہوگیا، وہ عالم والد گرامی کی وساطت سے فقیر کے بھی قریب تھے، فقیر ان عالم کے پاس حاضر ہوا اور ان سے عرض کی، مگر وہ اپنے موقف پر قائم رہے، اور فقیر سے ناراض ہوگئے، مگر میں نے ان سے کہا کہ اس اختلاف کی وجہ سے میں سید صاحب کو نہیں چھوڑ سکتا، اگر آپ کو ناپسند ہے تو میں آپ کے پاس نہیں آؤنگا۔ مگر علامہ شاہ تراب الحق قادری کی خدمات بہت وزنی اور موثر ہیں۔ فقیر ان سے ملتا رہے گا۔ آخری مہینوں میں، مدینہ منورہ میں بھی حضرت سے ملاقات رہی، کراچی میں بھی عیادت کو حاضر ہوتا رہا اور بے شمار مرتبہ ان سے مختلف ضرورتمندوں کے لئے تعویذ بھی لئے۔

فقیر نے شاہ صاحب کے ساتھ پاکستان میں تو کم سفر کئے لیکن بیرون ملک سفر میں، بنگلہ دیش کا سفر بہت یادگار رتھا، یہ غالباً ۲۰۰۰ کی بات ہے، چاٹگام (بنگلہ دیش) میں سنی کانفرنس کا دعوت نامہ آیا، علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علامہ سید حامد سعید کاظمی کراچی سے جناب رفیع الدین صاحب اور حیدرآباد سے یہ فقیر، برکاتی فاؤنڈیشن کی طرف سے ہمراہ تھے، بنگلہ دیش قونصلر نے ویزا بمشکل دیا، ڈھاکہ تک سفر بہت آرام دہ تھا، وہاں سے چاٹگام کی اندرون ملک کی پرواز تھی ۔چھوٹا جہاز تھا ۔جہاز کے کپتان نے دعائے سفر پڑھی، جو غلط تھی، شاہ صاحب نے کپتان کو چلتی پرواز میں ہی پیغام دیا کہ آپ نے دعا صحیح نہیں پڑھی۔ کپتان نے کہا کہ مجھے صحیح لکھ کر دیدیں۔ شاہ صاحب نے مجھے کہا کہ برکاتی میاں، آپ کا خط اچھا ہے، تو ان کو واضح طور پر دعائے سفر لکھ کر دیدیں فقیر نے لکھ کر دیدی۔

سنی کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں ہم سب لوگ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے کہ میزبان عالم علامہ عبدالرحمن چاٹگامی اسٹیج پر آئے اور شاہ صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے کہا کہ ”شاہ صاحب آپ نے ہمارا خانہ خراب کردیا“ ہم سب ہی اس جملے پر چونک گئے، علامہ شاہ تراب الحق قادری نے مڑ کر کہا کہ بھئی میں نے آپ کا کیا خانہ خراب کردیا ہم لوگوں کی علی الصبح واپسی تھی، وہ موصوف گویا ہوئے

”دیکھیں حضرت ہم نے کل دوپہر کو آپ کا خانہ (کھانا) رکھا تھا، آپ تو صبح صبح جارہے ہیں، ہمارا تو خانہ (کھانا) خراب ہوگیا نا۔ سب لوگ بڑے محظوظ ہوئے، یہاں بتاتا چلوں کہ الحاج محمد حنیف طیب کے مشورے پر، برکاتی فاؤنڈیشن نے مجھے بھی بہ طور خاص اس کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا تھا اور میں نے چاٹگام میں پانچ منٹ تک بنگالی میں تقریر کی تھی، میں تو بنگالی کی الف سے بھی واقف نہیں ہوں، مگر میرے ایک تلمیذ رشید پیر الحاج رفیع الدین مختاری علیہ الرحمہ (آف کوٹری) نے مجھے میرے مضمون کا ترجمہ کر کے بنگالی میں لکھ کردیا، جو میں نے وہاں پڑھ دیا تھا۔ بہر حال یہ ایک یادگار سفر تھا۔

کسی بزرگ کا قول ہے (غالباً امام احمد بن حنبل کا) ہمارے منصب کی گواہی ہمارے جنازے دیں گے۔ وہ مقام و مرتبہ حضرت شاہ صاحب کو ملا، جن کے جنازے میں شرکت کو ہر خاص و عام معتقدین اور غیر معتقدین نے بھی اپنے لئے سعادت جانا۔اور جنازے میں ٹاور (بولٹن مارکیٹ) سے آرام باغ تک جم غفیر، ان کے مقام کو خوب واضح کررہا تھا۔

ان کے سسرالی والد علامہ قاری صاحب رحمہ اللہ علیہ نے ان کو اور بھی ہیرا بنادیا تھا۔ یہ بھی بہت خوشی کا مقام ہے کہ قاری صاحب کے بھانجے اور فرزند علامہ شاہ تراب الحق رحمہ اللہ علیہ نے ان کی ظاہری حیات میں ہی ان کے بہت سے کام سنبھال لئے تھے۔ اسطرح شاہ صاحب نے اپنی جگہ خالی نہیں چھوڑی اور فوری طور پر خلا پُر ہوگیا، حضرت عزیزی القدر مولانا شاہ عبدالحق قادری سلمہ الباری نے انتہائی صبر، حلم اور رعب کے ساتھ، شاہ صاحب کی جگہ سنبھال لی ہے اور تمام تر سعادتوں کا رخ مولانا عبدالحق صاحب کی طرف ہوگیا ہے۔ جسطرح علامہ شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ خواص و مشائخ و علماء میں مشہور تھے اسطرح فرزند تراب الحق بھی خواص و عوام میں اپنا مقام بنا چکے ہیں شاہ صاحب کی شخصیت کا نمایاں پہلو، ان کا انداز خطابت شوق مطالعہ، ذوق احقاق حق تو تھا ہی مگر ان کی اعلی گونج دار آواز اور گفتگو نے ان کی شخصیت کو حسین تر بنادیا تھا۔ ان کا مخصوص وضع کا لباس، عمامہ شریف، دوپلی خانقاہی ٹوپی اور خوبصورت پٹکا، ان کی نشانی اور طرّہ امتیاز تھے۔ جو آج تک فقیر کی آنکھوں میں اپنا رنگ بکھیرتے ہیں۔ وہ عموماً ہر موسم میں صدری زیب تن فرماتے تھے، پاجاما اور کرتا ان کی خاص وضع تھی۔

آخر عمر میں، ان کے مریدوں اور معتقدین نے حضرت کو آمادہ کرلیا اور حضرت نے چند سالوں میں نہایت خوبصورت کتب تحریر فرمادیں، جو آج بھی اپنا رنگ جمائے ہوئے ہیں۔ شاہ صاحب کی خطابت سے ہر عمر اور ہر صنف کے لوگ مانوس تھے اور شوق سے ان کو سننا چاہتے تھے۔ یہ چند سطور بہ عجلت تحریر کی ہیں، کہ میرے فاضل دوست برادرم محمد اشفاق قادری نے فون پر مجھ سے فرمایا کہ رئیس بھائی کا یہ پیغام ہے کہ عرس چہلم کے موقعہ پر ایک کتاب قارئین کی نذر کی جائے تو یہ چند کلمات قلم برداشتہ لکھدئے ہیں۔ شاہ صاحب قبول فرمائیں تو زہے عزو شرف۔

فضيلة الشيخ العلامة السيد شاه تراب الحق القادري النوري الرضوي رحمه الله تعالى

بقلم: الدكتور حافظ غلام أنور الأزهري

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله الصادق الأمين وخاتم النبيين وسيد المرسلين صلوات الله وسلامه عليه وعلى آله وأصحابه أجمعين. فقد قال الله سبحانه وتعالى في قرآنه الكريم. أعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم "الا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون. الذين امنوا وكانوا يتقون لهم البشرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة لا تبديل لكلمات الله ذلك هو الفوز العظيم" صدق الله العظيم -سورة يونس -الآيات (62-63-64).

وبعد، فإن للإسلام مكانته الرفيعة في الهند وباكستان ولعلمائه وشيوخه منزلتهم العالية في نفوس جميع المسلمين لا في باكستان وحدها بل في العالم أجمع.

ويبعث في روحي كل السعادة والبهجة أن أكتب عن شيخي ومرشدي سيدي المبلغ الإسلامي الكبير العلامة السيد شاه تراب الحق القادري رحمه الله رحمة واسعة.

فقد ولد فضيلته في السابع والعشرين من شهر رمضان المبارك عام (١٣٦٥ هجرية - ١٩٤٤ ميلادية) بولاية حيدر آباد الدكن بالهند، وكما هو معلوم أن هذا قبل تأسيس باكستان بعام واحد وكان فضيلة الشيخ من سادات الأشراف وكانت الأسرة ذات نسب ودين وسمعة طيبة فهو نشأ وتربى فيها وهاجرت أسرته الكريمة وهو في السابعة من عمره من الهند إلى باكستان في عام (1370 هجرية - 1951 ميلادية) وبدأ دراسته بمدرسة مقبول عام المدرسة الثانوية الحكومية بكراتشي العاصمة حينئذ حيث أكمل فيها الثانوية ثم التحق بدار العلوم الأمجدية للدراسة الإسلامية والعربية وتخرج ودرس بها الحديث الشريف وعلومه على يد فضيلة الشيخ العلامة "عبد المصطفى الأزهري" والعلامة القاريء الحافظ "محمد مصلح الدين الصديقي" رحمهما الله وكان ملازماً وحريصاً على الأخذ والنهل من علمه وتتبع منهجه فقد تحصل منهما على الإجازة والخلافة ثم هاجر إلى الهند بمدينة بريلي التي تشتهر بالعلم والتصوف وهناك نال الإجازة والخلافة في الحديث الشريف على يد المفتي "مصطفى رضا خان النوري الهندي" رحمه الله بالإضافة إلى الإجازة والخلافة على يد تاج الشريعة العلامة "أختر رضا خان الهندي" وحينما ذهب لأداء فريضة الحج وزيارة المسجد النبوي الشريف على صاحبه أفضل الصلاة والتسليم قابل فضيلة الشيخ "فضل الرحمن المدني بن قطب المدينة -العلامة ضياء الدين المدني - رحمهما الله عز وجل." ونال منه الإجازة والخلافة.

مهاراته:

١- كان فضيلته ذو شجاعة برغم شهرته التي زاددت من المخاطر الأمنية حوله إلا أنه كان يخرج بدون حراسة أمنية خاصة.

2- كان في عمر الخامسة عشرة يلعب أحد ألعاب القوى البدنية حيث نال منها جائزة كبيرة بمدينة كراتشي وكان حريصاً على ممارسة الرياضة والحفاظ على اللياقة البدنية.

3- وحينما وصل لعمر السادسة عشرة بدأ الخطابة وكان مفوّهاً لا ينازعه أحد في عصره سواء بداخل باكستان أم بخارجها ممثلاً عن أهل السنة والجماعة.

4- وفي عام 1964م عقدت أول مناظرة له بعمر ثمانية عشر عاماً وفاز فيها.

مجهوداته:

1- كان مديراً للشئون التعليمية لدار العلوم الأمجدية حوالي عشر سنوات.

2- كان ممثلاً عن مجمع البحوث الدينية للإمام أحمد رضا خان بباكستان.

3- كان عضواً بمجلس الشعب بباكستان يمثل جمعية العلماء بباكستان في المجلس حيث بذل قصارى جهده وعمل على سن قوانين قانون ضد القاديانية, قانون ختم النبوة.

4- كان خطيباً بارعاً ومفوّهاً في ندوات ومساجد شتى خاصةً بجامع ميمن مسجد مصلح الدين بجانب فعاليته في عديد من المؤتمرات بإعطاء الخطب والوعظ والدروس الدينية وإجادته وإتقانه لتفسير الرؤيا.

5- كان مشرفاً على المساجد والمعاهد الدينية ومربياً ومعلماً للطلبة على الأخلاق والعقائد الإسلامية بكراتشي وغيرها.

6- كان أحد أعضاء جمعية المصطفى ويتكفل ببعض الأسر المحتاجة بكراتشي.

7- كما أنه أنشأ المعاهد الدينية باسم مصلح الدين في فروع متعددة بكراتشي.

8- كما كان داعياً عالمياً في شيكاغو بأمريكا وكان يعطي دروس ومحاضرات في دول أوروبية عديدة يعمل فيها على نشر الدعوة الإسلامية مما نتج عنها أن أسلم على يديه عدد كبير من أقليات بباكستان وخارجها.

9- كان ملجئاً لكثيرٍ من الناس لحل مشاكلهم اليومية على الفور سواء إدارة المساجد والمدارس والمعاهد أو مساعدات مادية وهذا بجانب جهده في المحافظة على المدارس والمساجد السنية في البلاد حيث كان يشغل منصب الأمير لجماعة أهل السنة باكستان كراتشي..

10- وكان شيخ الطريقة القادرية النورية الرضوية البركاتية وله أتباع ومريدين في جميع أنحاء العالم وجنازته كانت خير شاهد على ذلك.

وأخيرا،فقد كان مسيطر أعلى مدينة كراتشي بإداراتها وشئون سكانها بقدر استطاعته فما كان يبخل على أحد قط،فكانت لديه أجندة خاصة به فيها أرقام وعلاقات عديدة بمجرد التواصل معهم عبر الهاتف أو كتابةً كان الأمر ينقضي أو يساعد بذلك أصحاب الشكاوي والإفتاء.

تجربتي الخاصة معه:

(أ) ساعدني في التعيين بجامع المدينة بمقر الشرطة بمدينة كراتشي عام 1999م بصفة إمام وخطيب مسجد.

(ب) بالإضافة إلى العبد الفقير إلى الله عز وجل "حافظ غلام أنور الأزهري" في عام 1994م كان فضيلته المسئول والمدير عن الشئون التعليمية في دار العلوم الأمجدية فلطالما كنت حريصاً على مجالسته وملازمته للاستفادة من مجلسه الشريف الذي ما كان يفرغ من العلم والحكمة والتجارب الحياتية والدينية والنكت اللطيفة البلاغية لفضيلته مما يبث روح السعادة والبهجة والإقبال على مجلسه ولئلا يتخلله الملل والسأم.

(ج) كما كان مساعداً لأسرتي في وقت الشدة.

(د) ونقلاً عن أخي الكبير "قاري حافظ غلام سرور القادري" أنه قال أن في عام 1993م كان فضيلته يخطب خطبة عن أهمية النسبة وفضيلتها بمدينة مكلي تهته بداخل السندھ وحينها تأثر من حديثه وخطابه فسافر مهرولاً للالتحاق بدار العلوم الأمجدية فكان فضيلته سبباً لالتحاقه بها فجزاه الله سبحانه وتعالى عنه وعن طلبة العلم خير الجزاء، وأسأل الله سبحانه وتعالى أن يمتد عطاؤه أبد الحياة.

وكما هو معلوم أنه كان مشاركاً في الحياة السياسية وله باع طويل بها لهدة لاتقل عن خمس عشرة سنة في بداية حياته ثم ترك جلّ هذا الأمر واهتم بالأمور الدينية والاجتماعية فقد بذل قصارى جهده لخدمة الإسلام والمسلمين فالتف حوله الناس ولذا حزنوا لوفاته حزناً شديداً لما لمسوه من عطفه عليهم وتواضعه معهم وخدماته العديدة.

وله مؤلفات كثيرة ومنها على سبيل المثال لا الحصر:

1- الليالي المباركة. 2- التعليم الديني. 3- العقائد الإسلامية.

4- فضائل الاعتكاف. 5- كتاب الصلاة. 6- تفسير سورة الفاتحة.

7- فضائل الصحابة وأهل البيت. 8- المرأة والأحكام الشرعية.

9- شخصية الإمام الأعظم أبو حنيفة النعمان. 10- جهود علماء أهل السنة في تأسيس باكستان.

11- حب النبي -صلى الله عليه وسلم- للأطفال. 12- التوسل وزيارة أولياء الله الصالحين.

13- كيفية صلاة الرسول (صلى الله عليه وسلم).

وفاته:

توفي رحمه الله في الرابع من محرم الحرام عام (1438هجرية – 6 أكتوبر 2016م) في الساعة العاشرة وخمس وعشرون دقيقة صباحاً بمستشفى آغا خان في يوم الخميس بعد منازعة مع المرض طويلة خلال السنوات الأخيرة بكراتشي.

فبوفاته حرمت البلاد من عالمٍ كبيرٍ ومخلصٍ جليلٍ ومن أحباب وعشاق سيدنا ونبينا وحبيبنا وعظيمنا وشفيعنا وقائدنا وقدوتنا المصطفى محمد رسول الله (صلى الله عليه وسلم) رحم الله تعالى شيخنا الجليل وصاحب الجهد والخدمة للإسلام والمسلمين بمشارق باكستان ومغاربها رحمةً واسعةً".

وَفِي النِهاية أسأل الله سبحانه وتعالى أن يوفقنا لخدمة كتابه وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم ويجعلنا من العلماء الوارثين العاملين المخلصين الصالحين.

بقلم: الدكتور حافظ غلام أنور الأزهري.
الأستاذ المساعد بجامعة كراتشي (سابقا).
المدرس بدار العلوم الأمجدية بكراتشي باكستان.

تبرکاتِ نبوی سے توسل

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا میرے گھر چلو میں تمہیں اُس پیالے میں پانی پلاؤں جس میں رسولِ کریم ﷺ نے پانی پیا ہے اور تمہیں ایسی جگہ نماز پڑھاؤں گا جہاں آقا و مولیٰ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ میں اُن کے گھر گیا تو انہوں نے اس پیالے میں پانی پلایا، کھجوریں کھلائیں اور پھر میں نے اس جگہ نماز پڑھی جہاں رسولِ معظم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ (بخاری)

(قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب مزاراتِ اولیاء اور توسل سے ماخوذ)

فضيلة الشيخ العلامة السيد شاه تراب الحق القادري النوري الرضوي "رحمه الله تعالى".

الشيخ محمد فرقان القادری الشامی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله و الصلوة و السلام على رسول الله ﷺ اما بعد:

ببالغ الأسى و الحزن و بقلوب مومنة و بقضاء الله و قدره تلقينا خبر وفاة عالم جليل الشيخ السيد تراب الحق القادری رحمه الله الذی استجاب دعوة الحق و انتقل إلى جوار رحمة الله، إلى جوار من هو أرحم به إلى الرفيق الأعلى فی ١٦ اكتوبر عام ٢٠١٦ ء عن عمر يناهز ٧٠ عامًا بعد أن نذر حياته لنضال دؤب ضد الطغيان و الظلم و الدفاع عن أهل السنة فی الباكستان۔

و لقد فقد الباكستان خصوصًا و كل العالم الاسلام عمومًا بموته أحد علماء الافذاذ و الأئمة المجددين و المجاهدين الصادعين بكلمة الحق الذين لا يخافون فی الله لومة لائم و انّ العين لتدمع و انّ القلب ليحزن و لا نقول الا ما يرضی ربنا انا على فراقک يا شيخنا لمحزونون و انا لله و انا إليه راجعون۔

و لقد صدق من قال: "موت العالِم موت العالَم" و لكن هذا المرتحل لم يكن عالمًا فقط بل كان عبقری الاسلام فی شبه القارة الهندية، فترک فراغًا لا يملأ و كما ورد "قبض العلم يكون بموت العلماء" و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظيم۔

و للشيخ رحمه الله خدمات جليلة فی مجالات مختلفة من التصنيف و التاليف و الدعوة فی سبيل الله و الارشاد و السياسة و خدمة الخلق و غير ذالک من المجالات العلمية و الادبية و الدعوية حيث كان نواب البرلمان الباكستانی فی الثمانينات و كان مؤسس "جمعية أهل السنّة" فی الباكستان و أشرف على طباعة كثير امن الكتب الاسلامية۔ و جملة خدماته الدينية و السياسية مترامية على مدى خمسين سنة۔

و كان الشيخ رحمه الله ولد فی "كلهر" من مضافات مدينة ناندهير ولاية حيدر آباد الهند، قبل تقسيمها فی ٢٧ رمضان المبارک ١٣٦٥/١٩٤٣ و سمی بتراب الحق باسم أحد الصالحين فی تلک المنطقة۔ هاجر الشيخ رحمه الله الهند مع أسرته عام ١٩٥١ ء و نقول فی حقه كما قال الشاعر:

مات و آثاره له خلف

على الدهر ليس ينقض

و اتقدم احر التعازی و اصدق المواساة إلى افراد عائلته الكريمة و تلامذته و إلى محبه عامة و إلى ابنه الشقيق الشيخ السيد عبد الحق القادری خاصة و نقول لهم: أحسن الله عزاءكم و جبر مصيبتكم و غفر للفقيد و تغمده برحمته و رضوانه و أصلح ذريته جميعاً. و لا يخفى على الجميع أن الموت طريق مسلوك و منهل مورود، و قد مات الرسل و هم أشرف الخلق عليهم الصلاة و السلام، فلو سلم أحد من الموت لسلموا، قال الله سبحانه: {كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ}

و المشروع للمسلمين عند نزول المصائب هو الصبر و الاحتساب و القول كما قال الصابرون: {إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ}، و قد وعدهم الله على ذلك خيراً عظيماً، فقال: {أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ}، و صح عن النبي ﷺ أنه قال: ((ما من عبد تصيبه مصيبة فيقول: إنا لله و إنا إليه راجعون اللهم أجرني في مصيبتي و اخلفني خيراً منها إلا أجره الله في مصيبته و خلف له خيراً منها)). فنسأل الله أن يجبر مصيبتكم جميعا، و أن يحسن لكم الخلف، و أن يعوضكم الصلاح و العاقبة الحميدة.

و نوصيكم بالصبر و الاحتساب، و التعاون على البر و التقوى، و الاستغفار لوالدكم، و الدعاء له بالفوز بالجنة و النجاة من النار، و الله سبحانه يقول: {وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ} جبر الله مصيبة الجميع، و ضاعف لكم جميعاً الأجر، و غفر لوالدكم، و أسكنه فسيح جنته، إنه سميع قريب، و جزاهم الله تعالى عنا و عن جميع المسلمين خيراً آمين بجاه النبی الامين عليه و على آله و صحبه افضل الصلوٰة و اكرم التسليم و صلى الله تعالى على خير خلقه و نور عرشه سيدنا و مولانا محمد و آله و صحبه اجمعين برحمتک يا ارحم الراحمين!

و السلام عليكم و رحمة الله و بركاته.

العبد الفقير الشيخ فرقان القادری الشامی

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفانِ منزل ۲

صاحبِ جرأت وبہادری

آہ!!! علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ڈاکٹر ابو المکرم سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی
خانقاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی کراچی

صاحبِ جرأت وبہادری، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ ۴ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات صبح ساڑھے دس بجے آغا خان ہسپتال کراچی میں طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس طرح سنیت کا ایک سنہری باب ختم ہو گیا۔ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے ایک مایہ ناز خطیب اور بے باک رہنما تھے۔ آپ نے ہر کڑے وقت میں مسلک حق اہل سنت وجماعت کی خدمت کی اور سنیوں کی رہنمائی فرمائی۔ کراچی کی سطح پر جماعت اہل سنت کو قائم رکھنا اور اس کے ذریعے سنیوں کے حقوق کے لیے لڑنا یہ قبلہ شاہ صاحب ہی کا کارنامہ تھا۔ کراچی کی کسی بھی مسجد میں کسی قسم کا جھگڑا ہوتا یا مخالفین سنیوں کی مسجد پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے تو سب کی نگاہیں شاہ صاحب کی جانب اٹھتیں اور جب ان کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سنی حضرات اپنا مسئلہ پیش کرتے تو آپ نہایت فراخ دلی سے نہ صرف یہ کہ اُن کی بات سنتے اُن کو بہترین مشورے دیتے بلکہ اگر خود جانے کی ضرورت پڑتی تو اپنا کام چھوڑ کر اُن سنیوں کے ساتھ چلے جاتے خواہ اس کے لیے کسی تھانے جانا پڑتا، ڈی۔ سی آفس یا گورنر سے ملاقات آپ ہر معاملے میں پیش پیش ہوتے اور سنیوں کی رہنمائی فرماتے۔ کتنی مساجد ایسی ہیں جو آپ کی کوششوں اور کاوشوں کی وجہ سے مخالفین کے قبضے سے محفوظ رہیں۔ سنیوں کے بہت سے مدارس جن کے جھگڑے اپنوں سے یا غیروں سے چل رہے تھے آپ کی بدولت حل ہوئے۔

بارہ ربیع الاوّل شریف کے جلوس کی پرمیشن کا مسئلہ ہو یا محرم الحرام میں سنیوں کے جلسوں کی پرمیشن ہر موقع پر آپ ہی کی ذات نظر آتی تھی جو بغیر کسی خوف کے آگے بڑھ کر سنیوں کے لیے کام کرتی تھی۔ جس وقت جماعت اہل سنت میں انتشار ہوا اور مختلف لوگوں نے اپنی اپنی جماعتیں بنالیں اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جماعت اہل سنت کے نام سے تین جماعتیں وجود میں آگئیں۔ اس وقت بھی قبلہ شاہ صاحب نے کراچی کی سطح پر سنیوں کو متحد رکھا اور جماعت اہل سنت کو قائم رکھا اور اس کے زیر اہتمام بارہ ربیع الاوّل شریف کا جلوس اسی شان کے ساتھ نکالا۔

آپ کی ذات اہل سنت کے لیے نعمتِ عظمیٰ تھی۔ افسوس! کہ آج ہم اُس نعمت سے محروم ہو گئے۔ عوام اہل سنت سے اُن کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں روزانہ لوگوں سے ملاقات کرتے، ان کے مسائل سنتے اور ان کو حل فرماتے۔ جو شخص بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کو یہ یقین ہوتا تھا کہ میرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ٹائم کے بہت پابند تھے نہ اپنا وقت ضائع کرتے تھے اور نہ دوسروں کو وقت ضائع کرنے دیتے تھے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف کسی کام سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت ان کے پاس پانچ چھ آدمی موجود تھے۔ آپ نے دیکھتے ہی اپنے پاس بلایا اور اپنے قریب بٹھا کر پوچھا کیسے تشریف لائے؟ والد محترم کی خیرت پوچھی راقم نے والد گرامی کا سلام شاہ صاحب کو پہنچایا اور عرض کیا کہ مجھے تخلیہ میں کچھ بات کرنی ہے۔ آپ نے فوراً وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں سے اُن کے مسائل پوچھے اور بہت جلدی سب کو فارغ کر دیا اور پھر میری جانب متوجہ ہوئے کہ اب فرمائیے کہ کیا مسئلہ ہے میں نے بیان کیا آپ نے اُس سلسلے میں بڑے مفید مشورے دیئے اور پھر اُن سے اجازت لے کر واپس آگیا۔ میں نے یہ دیکھا کہ اُس وقت ان کے پاس کوئی فالتو آدمی نہیں تھا۔ وہ سب اپنے مسائل لے کر آئے تھے اور آپ نے اُن میں سے کسی کو بھی ٹالا نہیں بلکہ ہر ایک کی تسلی بھی فرمائی اور اس کا مسئلہ بھی حل فرمایا۔ اسی طرح کوئی شخص اگر نکاح پڑھوانے کے لیے آپ کے پاس آتا تو آپ کا یہ اصول تھا کہ آپ فرماتے کہ گیارہ بجے نکاح ہو جانا چاہیے اگر گیارہ بجے سے پہلے بارات آگئی تو ٹھیک ہے ورنہ میں گیارہ بجے چلا جاؤں گا۔ اور ہم نے دیکھا کہ اکثر مقامات پر ایسا ہی ہوا قبلہ شاہ صاحب اپنی گاڑی میں وقت مقررہ پر پہنچ گئے لیکن یہاں معمول کے مطابق بارات لیٹ ہو گئی۔ آپ نے اپنی گھڑی میں ٹائم دیکھا اور پورے گیارہ بجے ہال سے روانہ ہو گئے۔ تمام حضرات کو یہ بات معلوم تھی اسی لیے سب ٹائم کی پابندی کرتے تھے۔

خانوادۂ اشرفیہ سے تعلق:

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ اشرفیہ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ ایک روحانی تعلق تو یہ تھا کہ آپ کو سلسلہ معمریہ منوریہ جسے سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ اس کی خلافت آپ کے استاذ گرامی اور سسر حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے دی اور قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خلافت قطبِ مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دی اور قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خلافت مجدد سلسلہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت ہم شبیہہ غوث الاعظم سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے دی اس طرح ایک روحانی تعلق سلسلہ اشرفیہ سے آپ کا تھا۔ میرے والد گرامی اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ سے قبلہ شاہ صاحب کو بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ جب آپ کے پاس کوئی مریض آتا

جس کے ساتھ جن وغیرہ کا مسئلہ ہوتا تو آپ اپنے کارڈ پر والد صاحب کے نام ایک تحریر لکھتے کہ فلاں صاحب کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ ان کے ساتھ یہ مسئلہ ہے میں نے علاج کر دیا لیکن فائدہ نہیں ہوا اب آپ ان کا علاج کر دیں۔ اس طرح بہت سے مریضوں کو جن میں آپ کے مریدین بھی شامل ہیں درگاہ شریف بھیجا۔ میرے والدِ گرامی بھی قبلہ شاہ صاحب سے بڑی محبت فرماتے تھے اور اکثر انہیں درگاہ عالیہ اشرفیہ میں عرس کے موقع پر مدعو کرتے تھے۔ جب بھی آپ کو مدعو کیا کیسی ہی مصروفیات ہوں لیکن آپ نے کبھی انکار نہیں فرمایا۔ فوراً تشریف لے آئے۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں اوّل ٹائم حاضر ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے ایک اور جلسے میں جانا ہے۔ ہم نے پوچھا کہ گاڑی کب بھیجیں۔ قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا گاڑی بھیجنے کی ضرورت نہیں آپ صرف یہ بتادیں کہ جلسہ کب شروع کریں گے۔ میں اسی وقت پہنچ جاؤں گا اور جو وقت ہم نے بتایا آپ اُسی وقت درگاہ شریف تشریف لے آئے اور شروع ہی میں خطاب کر کے واپس تشریف لے گئے۔ کبھی بھی مصروفیات کا بہانا کر کے انکار نہیں فرمایا۔ یہ ان کی محبت تھی۔ جب میرے والد گرامی حضرت اشرف المشائخ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے اور پٹیل ہاسپٹل گلشن اقبال میں داخل تھے۔ راقم ان کے پاس موجود تھا نمازِ فجر کے بعد قبلہ شاہ صاحب تشریف لائے والد صاحب قبلہ کی عیادت کی۔ والد صاحب نے فرمایا اب میرا وقت قریب ہے ان بچوں پر آپ شفقت رکھیے گا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ حضرت ہماری دعا یہ ہے کہ ہماری عمر بھی آپ کو لگ جائے اور صحت و تندرستی کے ساتھ گھر واپس جائیں پھر راقم کو بھی تسلی دی اور تشریف لے گئے۔ کچھ عرصے بعد جب والد صاحب قبلہ نے ۷ دسمبر ۲۰۰۵ء کو وصال فرمایا تو قبلہ شاہ صاحب نے جنازے میں شرکت کی۔ راقم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد شاہ صاحب نے دعا فرمائی۔ پھر آپ سوئم میں بھی تشریف لائے اور خطاب بھی فرمایا۔ خانوادہ اشرفیہ کے علماء و مشائخ میں سے کچھوچھہ شریف سے جو بھی پاکستان آتا قبلہ شاہ صاحب بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کراچی تشریف لائے تو شاہ صاحب قبلہ ان کی قیام گاہ تشریف لے گئے۔ غازی ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی تشریف لائے تو آپ ایئر پورٹ پر انہیں لینے کے لیے گئے اور کراچی میں انہوں نے جتنے جلسے کیے اُن سب میں انہوں نے شرکت فرمائی۔ غرض یہ کہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ سے بڑی عقیدت اور محبت تھی اور موجودہ مشائخ اور علماء سلسلہ اشرفیہ قبلہ شاہ صاحب سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اسی لیے آپ کے وصال پر کچھوچھہ شریف میں بھی تعزیتی پروگرام ہوا اور ایصالِ ثواب کیا گیا۔ اسی طرح یہاں پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کے سب سے بڑے مرکز درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی میں بھی تعزیتی پروگرام ہوا اور آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

عاجزی وانکساری:

عاجزی وانکساری ایسی تھی کہ ایک مرتبہ میمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں نمازِ عصر کے بعد نکاح پڑھانا تھا۔ آپ جامع کلاتھ عید گاہ مسجد میں کسی تقریب میں موجود تھے۔ عید گاہ سے بولٹن مارکیٹ کا راستہ زیادہ نہیں۔ بعد نمازِ ظہر عید گاہ مسجد میں تقریب شروع ہوئی اور نمازِ عصر سے آدھے گھنٹے پہلے ختم ہوئی لیکن کسی وجہ سے ایم۔ اے جناح روڈ پر ٹریفک جام ہو گیا۔ آدھے گھنٹے تک ٹریفک بالکل جام رہا۔ گاڑیاں اپنی جگہ ساکت کھڑی تھیں۔ قبلہ شاہ صاحب نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو اپنے ایک مرید کی موٹر سائیکل پر پیچھے بیٹھ کر روانہ ہو گئے کیونکہ کار کی بہ نسبت موٹر سائیکل سے جلدی پہنچا جا سکتا تھا اور آپ مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے وقتِ مقررہ پر میمن مسجد پہنچ گئے۔ کوئی اور عالم ہوتا تو شاید یہ سوچتا کہ میں گاڑی کے بغیر کیسے جاؤں اور یہ بہانا بھی کیا جا سکتا تھا کہ ٹریفک جام تھا۔ گاڑیاں رُکی ہوئی تھیں لیکن آپ نے اس کی پرواہ نہیں کی اور موٹر سائیکل پر ہی روانہ ہو گئے۔

ایک جلسے میں آپ کو تقریر کے لیے مدعو کیا گیا۔ جلسے والوں نے زبردست استقبال کیا، نعرے لگائے، ہار پہنائے اور اسٹیج پر لا کر بٹھایا۔ آپ نے آدھے گھنٹے تقریر کی اور اپنے مخصوص انداز میں پبلک کے قلوب واذہان کو گرمادیا۔ دورانِ تقریر بھی کافی نعرے لگتے رہے آپ کو اس جلسے کے فوراً بعد ایک دوسرے جلسے میں پہنچنا تھا اور یہ بات آپ نے جلسے کے منتظمین کو پہلے ہی بتادی تھی اور یہ فرمادیا تھا کہ مجھے یہاں سے فلاں جلسے میں جانا ہے آپ وہاں چھوڑ دیجئے گا۔ انتظامیہ نے حامی بھرلی تھی لیکن ہوا یہ جب قبلہ شاہ صاحب آدھے گھنٹے خطاب کے بعد اسٹیج سے اترے تو تمام حضرات دست بوسی کے لیے آگے بڑھے۔ آپ سب سے ملتے ہوئے پنڈال سے باہر آگئے اور جب منتظمین سے پوچھا تو پتا چلا کہ گاڑی نہیں ہے۔ ڈرائیور گاڑی لے کر کہیں چلا گیا۔ آپ نے منتظمین سے کہا کہ یہ بات تو ہم نے آپ کو پہلے ہی بتادی تھی پھر گاڑی کیوں نہیں ہے؟ وہ ایک دوسرے پر ڈالتے رہے کہ میں نے اُس سے کہہ دیا تھا کہ گاڑی موجود رکھنا ۔دوسرے نے کہا کہ میں نے فلاں سے کہہ دیا تھا۔ آپ نے صرف چند منٹ ان کی گفتگو کو سنا اور پیدل روانہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے آپ کو روکنے کی کوشش کی کہ پانچ منٹ رک جائیں گاڑی آجائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگوں کو پتا ہی نہیں ہے کہ گاڑی کہاں گئی ہے اور کب آئے گی تو میں کیوں انتظار کروں؟ مجھے جلسے میں پہنچنا ہے میں نے انہیں ٹائم دے رکھا ہے۔ یہ کہہ کر آپ روانہ ہو گئے مین روڈ پر آکر آپ نے ایک رکشہ روکا اور اس میں بیٹھ کر دوسرے جلسے کے لیے روانہ ہو گئے اور وہاں وقت مقررہ پر پہنچ کر خطاب فرمایا لیکن ان جلسے والوں کو ایک لفظ نہیں کہا اور نہ ہی اُنہیں ڈانٹا بلکہ خود ہی تن تنہا رکشے میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے راقم ان جلسے والوں کو بھی جانتا ہے جنہوں نے یہ حرکت کی اور راقم نے ان جلسے والوں کو کافی ڈانٹا اور

ملامت کی کہ یہ تم نے اچھا نہیں کیا لیکن اس مردِ قلندر نے اس سلوک پر ایک لفظ نہیں کہا۔ کچھ عرصے بعد جب میری ملاقات قبلہ شاہ صاحب سے ہوئی اور ان جلسے والوں کی بد سلوکی کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ جماعت اہل سنت کراچی کے امیر بھی تھے۔ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کے خطیب تھے۔ مدرسہ انوار القرآن کے بانی و مہتمم تھے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ روحانی طبیب تھے اور اہل سنت کے بے باک ترجمان تھے اور اہل سنت کی کثیر مساجد کے ٹرسٹ میں آپ کا نام شامل تھا۔ بہت سے مدرسے اور مساجد آپ کی زیرِ نگرانی کام کر رہے تھے بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ سنیوں کی مسجد کو بچانے کے لیے آپ کے نام کا بورڈ لگا دینا ہی کافی تھا۔ مخالفین آپ کا نام دیکھ کر ہی پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ آپ کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا وہ کبھی پُر نہ ہو سکے گا۔ آپ جیسا بے باک اور پُر جوش عالم شاید ہی سنیوں کو ملے۔ آپ نے پوری زندگی مسلک حق اہل سنت کی ترویج و اشاعت میں گزاری۔

آخری ملاقات:

وصال سے ایک ہفتے قبل میں اور میرے برادرِ اصغر صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی اور میرے فرزندِ اکبر صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی اور میرے بھتیجے صاحبزادہ سید حسین اشرف جیلانی ہم تمام حضرات جناب نعمان رحمانی اشرفی کی گاڑی میں قبلہ شاہ صاحب کی عیادت کے لیے آغا خان ہسپتال گئے۔ ہسپتال میں سراج صاحب ان کے پاس تھے کیونکہ آپ آئی۔ سی۔ یو میں تھے اس لیے ایک ایک فرد کو جانے کی اجازت دی گئی۔ سب سے پہلے میں گیا دیکھا تو آپ کے آکسیجن لگی ہوئی تھی۔ آنکھیں بند تھیں چہرے سے نقاہت ظاہر تھی اور جسم ایسے جیسے ہڈیوں کا ڈھانچہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا اور وہ منظر نگاہوں میں گھوم گیا کہ جب آپ نہایت پھرتی کے ساتھ اِدھر سے اُدھر تشریف لے جاتے تھے۔ جلوس کی قیادت، جلسوں سے خطاب، عوام اہل سنت سے ملاقات اور پھر خطاب میں وہ بارعب آواز جس کو سن کر باطل کے دل دہل جاتے تھے۔ ایک منٹ کے لیے سارا منظر نگاہوں میں گھوم گیا۔ سراج صاحب نے کہا کہ میں حضرت کو اُٹھا دیتا ہوں میں نے کہا نہیں آرام فرما رہے ہیں آپ سونے دیں لیکن انہوں نے کہا نہیں حضرت جاگ رہے ہیں ابھی مجھ سے بات کی تھی۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنا ہاتھ حضرت کے ہاتھ پر رکھا اور ان کے کان میں میرا نام لیا آپ نے ہلکی سی آنکھ کھولی اور زبان سے کچھ کہا جو میں نہیں سمجھ سکا۔ سراج صاحب نے کہا آپ کی خیریت پوچھ رہے ہیں میں نے کہا ہم تو خود حضرت کی خیرت کے لیے آئے ہیں یعنی اُس وقت حضرت کا ذہن بالکل کام کر رہا تھا اور آپ نے پہچان لیا۔ میں صرف چند منٹ وہاں رکا اور پھر واپس آگیا۔ میرے بعد صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی تشریف لے گئے اور ان کے بعد دونوں صاحبزادگان گئے۔ آپ نے ہر ایک سے خیریت بھی معلوم کی اور آنکھ کھول کر دیکھا بھی۔ دل پر بوجھ لیے وہاں سے واپس آئے اور آپ کے لیے دعا کرتے رہے۔ یہ ہماری قبلہ شاہ صاحب سے آخری ملاقات تھی اس کے بعد آپ کے انتقال کی خبر آئی۔ آپ کی نمازِ جنازہ میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے سامنے ایم۔ اے جناح روڈ پر ادا کی گئی۔ آپ کے فرزند و جانشین حضرت علامہ عبد الحق شاہ صاحب قادری مدظلہ العالی نے نمازِ جنازہ پڑھائی نمازِ جنازہ کے بعد حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب اور حضرت علامہ صاحبزادہ پروفیسر مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی نے دعا فرمائی۔ جنازے میں لاکھوں کا مجمع تھا۔ ایم۔ اے جناح روڈ کے دکانداروں نے اُس دن آپ کے جنازے کی وجہ سے دکانیں نہیں کھولیں۔ کراچی کے اخبارات میں لکھا کہ آپ کا جنازہ کراچی کے بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔ جنازے نے بتادیا کہ کراچی کی عوام آپ سے کتنی محبت کرتی تھی۔ آپ کا سوئم ۱۸ اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی میں ہوا۔ جس میں تمام علماء و مشائخ اہل سنت نے شرکت کی۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی، علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی، علامہ نسیم احمد صدیقی مدظلہ العالی، صاحبزادہ مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ تقریب کے اختتام پر صاحبزادہ سید عبد الحق قادری مدظلہ العالی کی دستار بندی کی گئی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے اور قبلہ شاہ صاحب کا صحیح جانشین ثابت کرے اور ان کو دشمنوں اور حاسدوں کی نظروں سے محفوظ فرمائے اور قبلہ شاہ صاحب کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں منظور و مقبول فرما کر اُن کے درجات کو بلند سے بلند فرمائے۔ آمین۔

مسواک کرنے کے فائدے

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مسواک کرنا لازم کرلو کہ اس کے دس فائدے ہیں، یہ منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے، اسکے عادی کو اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے، اس سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے، مسواک کرنے والا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا محبوب بن جاتا ہے، مسواک سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں، یہ بلغم کو ختم کرتی ہے، صفرا کو دور کرتی ہے، نگاہ کو تیز کرتی ہے، اس سے منہ کی بدبو ختم ہو جاتی ہے، اہم بات یہ ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا، جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ ان ستر (70) نمازوں سے افضل ہے جو بغیر مسواک پڑھی جائیں۔ (المنبهات لابن حجر عسقلانی، ص:۹۷)

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

خمیر و عرفاں تراب۔۔۔نسبِ خیر الرُّسل انتخاب

حضرت علامہ نسیم احمد صدیقی نوری
ناظم تعلیم و تبلیغ جماعت اہلسنّت، سندھ

قارئین محترم!

عالم آب و گل میں بعض شخصیات دین و ملت اور تہذیب و ثقافت سے بے نیاز اپنی حیات مستعار گزار کر گورستان میں دفن ہو جاتی ہیں۔ ایسے انسانوں کی زندگی کسی ضابطہ کے حصار میں نہیں ہوتی، نتیجتاً ایسے افراد مادر پدر آزاد ہوتے ہیں، اہل خانہ سے لیکر افراد معاشرہ تک انہیں دھرتی کا بوجھ سمجھ کر ان سے بیزار ہوتے ہیں۔

"کام کے نہ کاج کے دشمن اناج کے"

انہیں افراد کی قبیل میں کچھ بہتر قدرے غنیمت وہ بھی ہیں، جو اپنی اور اہل خانہ کی آسائش کیلئے خود غرضانہ زندگی گزارتے ہیں۔ دینی و ملی اور معاشرتی ذمہ داریوں سے بے پرواہ، تو ظاہر ہے، یہ بھی لقمہ اجل ہو جانے کے بعد بُھلا دیئے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ محض اپنے اہل خانہ میں چند روز یا ماہ ۲ ماہ یاد رکھے جاتے ہیں۔ جبکہ بعض افراد اپنے علم و ہنر اور فکر و دانش کے اعتبار سے برسوں یاد رکھے جاتے ہیں۔ اور ان سے بھی اعلیٰ درجہ میں وہ عظیم شخصیات ہوتی ہیں جو یاد رکھے جانے کیلئے "قرطاسِ تاریخ" کے محتاج نہیں ہوتے۔ بلکہ اوراقِ تاریخ اُن کے مبارک ذکر سے مرقع اور مسجع ہونے کیلئے مضطرب ہوتے ہیں۔ اسی ذکر سے یہ تاریخی تذکروں کے اوراق قوم و ملت کے ماتھے کا جھومر ہوتے ہیں۔ انہی مبارک ہستیوں میں "زینت السادات، منبع البرکات، مخدوم اہلسنّت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عالی مرتبت، وسیع الجہت، فیض درجت، پیکر استقامت، دریائے رحمت، مرکز عقیدت، غواصِ معرفت، جامع الشریعت و طریقت، نبّاض قوم و ملت، شہبازِ خطابت، پیر طریقت، صاحب بصیرت و فراست، حامل ذہانت و ظرافت، فیض رضا سے مشتق، علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی ذات بابرکات ہمہ جہت منفرد و نمایاں ہے۔ تمام انسان پردۂ خاک ہی سے منصہ شہود پر آتے ہیں، لیکن جن انسانوں پر خاکِ زمیں ناز کرتی ہے، ایسے ہی نابغہ روزگار شخصیات میں فقیر راقم السطور کے ممدوح محترم شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمار کئے جاتے ہیں۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا خمیر "تراب" ہے، مگر حیات "رشکِ گلاب" ہے، قلب و ضمیر ماہتاب ہے، وجدان و بصیرت لاجواب ہے، نسب خیر الرسل علیہ السلام انتخاب ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و

عزّاسمہ نے اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب ﷺ کے صدقے زندگی کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ نیز اسے مثل و سہل بنانے کی معرفت بھی عطا کی ہے۔ زندگی کیا ہے؟ کیوں؟ کس لئے؟

ہر انسان اپنی فہم و فراست کے مطابق متذکرہ سوالات کے جوابات اپنے تئیں حاصل کر کے اپنے نظریات تشکیل دیتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی دانش اور تدبر کو اپنا رہبر بنا کر ہمیشہ طمانیت قلبی سے دور رہتے ہیں۔ جو افراد اپنی تخلیق کے مقاصد جاننے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے، اپنے تمام حواس ظاہری و باطنی، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے ماتحت و سپرد کرتے ہیں۔ وہی لوگ زندگی کا شعور حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری قدس سرہ القوی نے نہ صرف شعورِ زندگی پایا بلکہ متلاشیانِ سراغِ زندگی کی بھی راہنمائی فرمائی۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ نے فرمایا:

"من عرف نفسہ فقد عرف ربہ"

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا"

شاہ صاحب کا علم و تدبر:

علوم دینیہ کے حصول کے لئے اساتذہ و ماہرین نے قدیم و جدید علوم پر مبنی ایک نصاب ترتیب دیکر لازم کیا ہے کہ یہ کتب پڑھی جائیں، از خود نہیں بلکہ ماہر فن سے بالاستیعاب پڑھی جائیں۔ تو ضروریاتِ دین کا علم حاصل ہوگا۔ اس عمل میں کسی نے آٹھ سال اور کسی نے دس سال تا پندرہ سال صرف کئے، تاہم کسی عنوان پر کلام کیلئے یا کسی سوال کا بروقت جواب دینے کے لئے بعض علماء تردّد کا شکار ہوئے ہیں۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف "بہارِ شریعت" کا ٹائٹل اس جملہ سے آج بھی مرصّع ہے: "عالم بنانے والی کتاب"

شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر دلپذیر سننے والا ضروریاتِ دینیہ کا عالم ہو جاتا تھا۔ طویل تقریر سے گریز فرماتے تھے، اجمالی خطاب ہی میں ہر سوال کا جواب عطا فرما دیتے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کے خطاب میں اسمائے اسلاف کا حوالہ، مسلک رضا سے استفادہ اور دنیائے سنیت کیلئے اجالا شامل ہوتا تھا۔

بے لوثی و بے خوفی:

دینی و سیاسی اور سماجی راہنماؤں نے استقامت و عزیمت پر عازم ہونا دشوار خیال کیا، تو اسلامی مروت و رواداری کی آڑ میں مصلحت کے راستے تلاش کئے اور اس قدر تجاوز کیا کہ سیاست میں تو قلابازیاں اور کذب بیانی کو قطعی جائز قرار دے کر عامل ہوگئے۔ ذاتی منفعت و مفادات کے پیش نظر تو بعض مفتیانِ کرام فتویٰ بھی مالدار افراد کی رضا کے مطابق دیتے نظر آتے ہیں۔ جب اخلاص اور بے لوثی بالائے

طاق رکھ دی جائیں تو عالم ہو یا ساستدان یہ غرض کے بندے بن کر علم وسیاست کے تقدس و وقار کو مجروح کرتے ہیں۔

شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ، مذہب مہذب مسلک حقہ اہلسنّت وجماعت کی اشاعت میں مخلص ہی رہے، یہی وجہ ہے کہ حق بات کہنے میں نہ کبھی شرمائے، نہ ہی عاجز ہوئے۔ بدمذہبوں اور مخالفین کے گڑھ اور محلوں میں بھی جاکر بے خوف ہوکر فکر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا پرچار کیا۔ کبھی نہ کوئی گارڈ، نہ محافظ دستہ اور نہ ہی پولیس موبائل، ان مصنوعی حفاظتی پروٹوکول سے بالاتر اللہ تعالیٰ عزوجل، پیارے آقا مصطفی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ذمہ کرم کے سچے حصار پر بھروسہ کیا۔

نمازِ جمعہ کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر درود وسلام کی ممانعت کے قانون کے خلاف نہ صرف زبانی بلکہ عملی جہاد فرماتے ہوئے قومی اسمبلی کے فلور پر یعنی دورانِ اجلاس بحالتِ قیام بلند آواز سے درود وسلام پڑھا۔ تو آپکی موافقت میں تمام ممبران اسمبلی نے کھڑے ہوکر درود وسلام پیش کیا۔ نتیجتاً فیصلہ واپس ہوا۔ صدر ہو یا وزیر اعظم، وزراء یا سفراء، گورنر یا وزیر اعلیٰ کسی کے بھی سامنے کلمہ حق کہنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

راقم الحروف اس امر کا گواہ ہے، جب جماعت اہلسنّت کراچی کے راہنماؤں کو چیف سیکریٹری سندھ نے بلاکر ضابطہ اخلاق مابین مسالک ومکاتب فکر ترتیب دیا گیا (یعنی وفاقی وزارت مذہبی امور ووزارت داخلہ نے مختلف نکات اور شقیں ترتیب دی تھیں) اور دستخط کیلئے پیش کیا گیا، شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا! اس اجلاس میں حاضری کے لئے دستخط کرسکتے ہیں۔ لیکن ''ضابطہ اخلاق'' پر دستخط اس وقت کریں گے۔ جب یہ لکھا جائے کہ ''یہ ضابطہ اخلاق مسلمہ اسلامی مسالک کے لئے ہے''شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی فراست کے نتیجے میں ''مسلمہ'' کے کلمے کے استعمال سے خوارج اور ان کے فرقے یعنی شیعہ، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اہلحدیث وغیرہ ضابطہ اخلاق کے اطلاق سے باہر ہو جاتے ہیں۔

جذبہ ایثار وقربانی:

راہنمایاں قوم اگرچہ جذبہ ایثار سے سرشار بھی ہوں تو ایثار اقربین ولواحقین تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ اللہ اکبر، سبحان اللہ، سبحان اللہ ایثار وفدا ہونا اور قربان وشیدا ہونا، شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے سیکھیے....

شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ' ادارہ ترقیات کراچی (کے، ڈی، اے) کے تحت مختلف رہائشی اسکیموں کی پلاننگ کے نقشہ جات میں مساجد ومدارس کے پلاٹس (یعنی ایمینیٹیز اور ریلجئیس سائیٹس) کا جائزہ لیتے تھے اور ان کی این، او، سی ڈائریکٹر لینڈ سے حاصل کرتے تھے، اس عمل کے لئے کبھی صبح 9 بجے سوک سینٹر پہنچنا ہوتا اور تا ظہر ٹھہرنا ہوتا۔ کبھی ایک دن میں کام نہیں ہوتا آئندہ روز بھی دفتر تشریف لاتے۔ کئی ماہ کی جدوجہد کے نتیجے میں

گلستانِ جوہر، سرجانی ٹاؤن اور ہاکس بے اسکیم اور شاہ لطیف ٹاؤن میں دو درجن سے زائد مساجد کے پلاٹس حاصل کرکے سنی علماء کو بلامعاوضہ پیش کردیے، یہ اخلاص کا پیکر اور ایثار کا محور، اگر چاہتا تو ایک ہی اور رقبہ کے لحاظ سے مختصر ہی سہی، اپنے لئے بھی ریگولرائز کراسکتا تھا، لیکن دو دو ہزار گز کے ایمینیٹی پلاٹ کسی معیار کے بغیر صرف سنی علماء کو بخش دیے۔ ایک مرتبہ ایک عالم دین نے توجہ دلائی کہ حضرت! سنیت کے ساتھ ساتھ جغرافیائی شناخت ورنگت کا خیال بھی رکھیں۔ تو فرمایا! تراب الحق کے نزدیک بس سنی رضوی بریلوی ہو، بے شک کسی بھی دریا کا پانی پیتا ہو، چناب، راوی اور سندھ معیار نہیں، بس دامنِ رسالت تھاما ہوا ہو اور غوثیت ورضویت کا گلے میں پٹہ ہو۔

عظیم ذات کی عظمت رفتہ کے قارئین! آپ کے لئے یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ایک شخص مظفر گڑھ سے تعلق رکھنے والا شاہ صاحب سے مسجد کا پلاٹ حاصل کرنے کے بعد ایک رافضی کو فروخت کرکے فرار ہوگیا۔ افسوس اب اسی جگہ امام باڑہ بنا ہوا ہے۔ اس واقعہ کے بعد شاہ صاحب نے تمام معاملات پر گہری نظر رکھی، اور اپنی نگاہِ باطن سے بھی جائزہ لینا شروع کیا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کبھی کبھی فرمایا کرتے، ہاتھی پالے ہیں تو دروازہ بھی اسی مناسبت سے رکھا ہے، فرماتے! ہماری سی، آئی، ڈی بڑی تگڑی ہے۔ فقیر حقیر راقم السطور اس حدیث مبارکہ کا مفہوم اسی موقع پر سمجھا کہ ''مومن کی فراست سے ڈرو، بیشک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' (الحدیث) حتذکرہ واقعہ کے علاوہ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن فرمایا! گلستانِ جوہر میں ایک مولوی صاحب نے ایک بلڈر سے مسجد ودارالعلوم کا سودا کرلیا ہے جبکہ بلڈر نے مجھے مطلع کردیا ہے۔ سودے کی رقم کے نوٹوں کے نمبرز بھی ہم نے محفوظ کرلیئے ہیں۔ کل رنگے ہاتھوں مولوی کو پکڑنا ہے۔ اور ایسا ہی ہوا، مولوی صاحب واقعی رنگے ہاتھوں پکڑے گئے، شاہ صاحب کے پیروں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے، شاہ صاحب کی اعلیٰ ظرفی کہ آپ اعلیٰ اللہ مقامہ' نے معاف فرمادیا، نیز صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا۔

افعال واشغال پر نظر:

آپ فضیلت مآب کے آستانے پر حاضری دینے والے ہر شخص پر توجہ فرماتے، آنے والے کے احوال قلبی آپ پر ظاہر ہوجاتے تھے، مردم شناسی کی یہ کیفیت ہوتی کہ جسے تخلیہ میں اپنا دکھڑا سنانا ہے، تو اُسے خلوت میں بلاکر بات کرتے اور اس کا مسئلہ حل فرماتے۔ غالباً ۲۷ یا ۲۸ سال قبل کی بات ہے، فقیر کو خود نمائی کا شوق چڑھا تو پی ٹی وی کراچی کے ایک مشاعرہ کی ریکارڈنگ میں چلا گیا۔ طنز ومزاح کا مشاعرہ تھا۔ سامعین میں نمایاں مقام پر فقیر کو بیٹھنے کا موقع ملا، بالعموم اونچی دیوار والی جناح لیاقت کیپ لگانے کی عادت تھی، دوران مشاعرہ اپنی نشست کے سامنے کیپ سر سے اتار کر رکھ دی تھی، اسی دن شام میں شاہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے فرمایا! اول تو مشاعرہ میں جانا ہی لغو ہے، لیکن ٹوپی

اُتار کر بیٹھنا قطعاً مناسب یا جائز نہیں ہے۔ اسی دن یقین ہو گیا کہ میرے شیخ طریقت سیدی سندی مرشدی متاعی وملجائی ابوالبرکات آل رحمان محی الدین محمد مصطفیٰ رضا خاں فقیہہ بریلوی نوراللہ مرقدہ کے پاکستان میں جانشین و خلیفہ حسین شاہ تراب الحق قادری کی ذات ہے، جو ہم مریدین و منتسبین پر اسی طرح نظر رکھتے ہیں، جیسے کیمرے کی آنکھ رکھتی ہے۔

حضور مفتی اعظم قدس السرہ کے غلام کی حیثیت سے شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا مجھ فقیر سے تعلق بے تکلفانہ اور برادرانہ تھا، اگرچہ فقیر راقم نے ہمیشہ آپ علیہ الرحمہ کو مرشد کا مقام دیا کہ میرے مرشد کے آپ جانشین و خلیفہ ہیں۔

همه جهت خصوصیات:

آپ علیہ الرحمہ بحیثیت عالم اور منتظم دینی اداروں کی سرپرستی فرماتے رہے، سینکڑوں مساجد و مدارس اور سنی تنظیمات کی تاسیس بھی فرمائی اور افتتاحی تقریبات کے روحِ رواں بھی رہے۔ بلند پایہ خطابت کے ذریعے 55 سال تک علم کے موتی تقسیم فرماتے رہے۔ مسند ولایت پر متمکن ہو کر مرجع خلائق رہے۔ رنج والم اور دکھ درد میں جنات و آسیبی اثرات سے ہزاروں بندگانِ خدا کو بچا کر شفایاب کیا۔ شیطان کی ریشہ دوانیوں اور مکاریوں کے شکار، نفس امارہ کے حصار میں گرفتار، کبیرہ گناہوں سے توبہ کروا کے نفسِ مطمئنہ کی لذتوں سے آشنا کیا۔

☆.... حجاج کرام کی تربیت کے لئے 6،6 گھنٹے علمی مذاکروں کا اہتمام فرماتے رہے، طہارت کے ضمن میں معذور حضرات بالخصوص حجاج کرام کو حالت احرام میں بغیر سلا ہوا لنگوٹ اپنے دستِ مبارک سے بنا کر عطا فرما دیتے۔

☆.... اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محض دینی مرکزیت کے حامل ادارے "دارالعلوم امجدیہ" کو سیاست شرعیہ کا مرکز بھی بنا دیا۔

☆.... سابق وفاقی وزیر میر نواز مروت، کنور قطب الدین، زین نورانی، غلام محمد چشتی، سینیٹر کوثر نیازی، محسن اہلسنّت الحاج محمد حنیف طیب، محمد عثمان خان نوری، حافظ محمد تقی شہید، احد یوسف، دوست محمد فیضی اور دیگر پارلیمینٹیرین شاہ صاحب اور علامہ ازہری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) سے دینی رہنمائی خصوصاً قانون توہین رسالت کے ضمن میں مشاورت وہدایت کے لئے آتے اور فرشی مجلس منعقد ہوتی۔

☆.... دینی کتب کی اشاعت کے لئے "دارالکتب حنفیہ" کا قیام اور سرپرستی کا مستقل اہتمام۔

☆.... لاؤڈ اسپیکر ایکٹ کے تحت قائم مقدمات میں خطباء اہلسنّت کی ایف، آئی، آر ختم کرانا۔

☆.... کارکنانِ اہلسنّت پر قائم مختلف مقدمات میں ان کی قانونی امداد کی فراہمی کو یقینی بنایا۔

☆.... بدمذہبوں سے اہلسنّت کے تصادم یا کسی فساد کے نتیجہ میں بے گناہ سنی کارکنوں کو گرفتاری سے بچانا اور حوالات میں بند ہو گئے ہوں تو انہیں پولیس تشدد سے بچا کر رہائی دلوانا۔

☆.... 55 سالہ خطابت اور دروس قرآن کی مبارک زندگی میں کبھی یومیہ 4،4 اور 6،6 تقاریر فرماتے، نکاح پڑھانا اس کے علاوہ ہے، جس کی سالانہ شرح مقدار کسی طور ایک ہزار سے کم نہ ہوتی۔

☆.... ربیع الاول شریف کے مبارک ماہ میں کراچی کے تمام علاقوں اور مضافات و نواحی بستیوں (اگر بنظر غائر و عمیق جائزہ لیں تو کراچی میں 114 تھانے واقع ہیں اور ایک ایک تھانے کی حدود میں کم از کم 25 ہزار افراد کی آبادی کے چھوٹے بڑے دس تا بارہ محلے موجود ہوتے ہیں) سے ہزاروں جلوسِ میلاد وریلی کا اہتمام ہوتا ہے، ان تمام جلوسوں کے قانونی اجازت نامے حاصل کر کے متعلقہ علاقائی تنظیم کے عہدیداران کے سپرد کرنا۔

☆.... میلاد شریف کے جلسوں اور جلوس کا اہتمام قیام پاکستان کے بعد ہی سے جاری ہے، تاہم اس میں پانچ صد اضافہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

☆.... کراچی کی وسعت پزیر آبادی کے نتیجہ میں جدید کالونی، ٹاؤن، سوسائٹی یا اپارٹمنٹس میں میلاد شریف، گیارھویں شریف، یا یوم اعلیٰ حضرت کے جلوسوں کے لئے وقت بھی عطا فرماتے، نیز پوسٹرز بنوا کر (کتابت سے لیکر اشاعت تک) کارکنوں کو فراہم کرنا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا۔

☆.... مصنفین و مولفین اپنی تصنیفات و تالیفات پر آپ علیہ الرحمہ کے رشحات قلم کے حصول کے لئے التماس گزار ہوتے اور حضرت اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود انہیں مایوس نہیں فرماتے۔

☆.... تضیع اوقات سے مجتنب رہتے، متاعِ وقت کی اہمیت کا احساس رکھتے اور دوسروں کو بھی نصیحت فرماتے۔

☆.... مبارک ایام و اوقات کے شروف کی خوب معرفت حاصل تھی، یہی وجہ تھی کہ علماء و عوام اور خواص بھی ۴ رجب شریف مرقومہ تعویزات کے لئے طالب ہوتے۔

☆.... اپنی علالت کے باوجود جذبہ ملنساری و منکسر المزاجی کو بحال و برقرار رکھا، علالت میں بعض افراد ملاقات سے گریزاں ہوتے ہیں۔ لیکن شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے بعض احباب کی ملاقات دورانِ علالت بھی روزانہ یا پھر سہ روزہ ملاقات آپ کے لئے کبھی گراں نہ ہوئی۔

☆.... متعلقین معاملہ پر احسان عظیم اور التفات کریم ہے۔ ۲ کروڑ کی خطیر رقم آپ کے فون فرمادینے کے نتیجہ میں موصول ہو گئی اور عزت و وقار کو شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تباہ و برباد ہونے سے بفضل الٰہی بچالیا۔ فقیر کی ایک ہی عرض پر حضرت نے توجہ فرمائی۔

☆.... فقیر راقم الحروف متعدد ماہ میں عمرہ کے بعد یا حج کے بعد حاضر ہوتا، شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جدہ، مکہ، مدینہ شریف حتیٰ کہ جوف کے احباب سے متعلق خیریت وعافیت دریافت فرماتے،

فقیر راقم متعلقہ احباب کے سلام عرض کرتا، تو فوراً جواب عطا فرما کر حکم فرماتے کہ انہیں فون کر کے مطلع کر دو کہ شاہ صاحب نے جوابی سلام بھی کہا ہے اور خیریت بھی دریافت کی ہے۔

☆.... فقیر جب بھی حاضر ہوا، آپ کے خدمت گزار سراج صاحب بلا تردّد اور پس و پیش شاہ صاحب کو مطلع فرماتے اور ملاقات کیلئے وقت لیکر آگاہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ سراج صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

نقیب العلماء و ترجمان الاصفیاء:

شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ذات پر علماء کا اعتماد بے مثل تھا، جماعت اہلسنّت کے احیاء کی مہم میں کراچی کے تمام مدارس اہلسنّت کے مہتممین و مدرسین کا اجلاس دار العلوم نعیمیہ میں استاذی علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ قدس السرہ القوی نے طلب فرمایا جس میں حامدیہ رضویہ، جامعہ رضویہ شمس العلوم، قادریہ سبحانیہ، مجددیہ نعیمیہ، امجدیہ، قادریہ رضویہ، جامعہ اسلامیہ گلزارِ حبیب، قمر الاسلام سلیمانیہ و دیگر اداروں کے ذمہ داران تشریف لائے۔ جس میں متفقہ طور پر جماعت اہلسنّت کراچی کی سربراہی شاہ صاحب کو تفویض کی گئی اور عہدیداران کی کابینہ تشکیل دینے کا شاہ صاحب ہی کو اختیار دیا گیا، اگرچہ ۲ سال کے لئے اختیار دیا تھا لیکن شاہ صاحب کی ذات پر مستقل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اکابرین اہلسنّت جماعت اہلسنّت کراچی کی مجلس شوریٰ کے ارکان و ممبران کے اعتبار سے شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ذات پر اعتماد اور آپ کے جماعتی نظم سے مطمئن تھے۔ دار العلوم نعیمیہ کے دار الافتاء کے مسند نشیں استاذی حضرت مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ العالی (سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی آف پاکستان) نے شاہ صاحب سے مجھ فقیر کے لئے شعبہ نشر و اشاعت تفویض کرنے کیلئے سفارش بھی فرمائی تھی جسے شاہ صاحب اور دیگر اراکین شوریٰ نے منظور فرمایا تھا۔

عید میلاد النبی ﷺ اور محرم الحرام شریف کے موقع پر قیامِ امن کی بحالی کیلئے، گورنر سندھ، وزیر اعلیٰ سندھ، کمشنر کراچی کے دفاتر سے شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو اجلاس میں شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ دیگر شرکاء کے لئے شاہ صاحب اپنے صوابدیدی اختیار سے دعوت دیتے تھے۔ کراچی میں بسنے والے ڈھائی کروڑ سنی عوام اور سینکڑوں علماء و مشائخ کے ترجمان و نقیب کے اعتبار سے آپ علیہ الرحمہ کو سب کا اعتماد حاصل رہا۔

دار العلوم امجدیہ کے انتظامات، طلبہ کی تدریس میں باضابطہ حاضری مقیم طلبہ کے قیام و طعام، لباس و پوشاک، علاج و معالجہ اور وظائف کے علاوہ اساتذہ کے مشاہرے وغیرہ کے لئے مہتمم امجدیہ حضرت مفتی محمد ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ اعتماد فرماتے تھے۔ مرکزی عرسِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کیلئے مہمان علماء کے اسماء گرامی کی تجویز سے لیکر ان کی تقاریر، ان کے قیام، آمد و رفت اور نذرانوں کے مصارف کے علاوہ لنگر

شریف کا اہتمام خصوصاً توشہ اعلیٰحضرت کا اہتمام، ان امور کے لئے شاہ صاحب کو معتمد علیہ خصوصی کا مقام و مرتبہ حاصل رہا، مولانا حسین حقانی صاحب جو استاذ العلماء اور استاذ الاساتذہ کا مقام رکھتے تھے اور جنرل ٹکا خان کے نام سے معروف تھے، فرماتے تھے کہ انتظام تو سب کر لیتے ہیں لیکن حسن انتظام شاہ تراب الحق سے بہتر کوئی نہیں کرتا۔

عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے موقع پر ڈیکوریشن، الیکٹرک ڈیکوریشن، اسٹیج، وضو کے لئے پانی کی فراہمی، ٹینکرز کے ذریعے پینے کے لئے پانی اور دیگر مشروبات کا اہتمام، علماء دین اور سنی تنظیمات کے قائدین کو تقاریر کے مواقع فراہم کرنے کے صبر آزما، سنگلاخ ماحول کا سامنا کرنا، قرارداد کے عنوانات طے کر کے مضمون کیلئے علمی نکات کے ضمن میں راہنمائی کرنا، 30 سال تک اپنی سربراہی میں جلوس کی قیادت کے لئے علماء اہلسنّت کو دعوت دیتے تھے، ماضی میں مبلغ اسلام علامہ سید سعادت علی قادری، خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی، قائد اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی، ممتاز المحدثین راس العلماء والکاملین علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمہم اللہ اجمعین کے ساتھ قیادت فرماتے تھے۔ اُس زمانے کے قائدین میں اب جمیل ملت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی، علامہ مفتی غلام نبی فخری، علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی تا حال اپنے فیوض و برکات کے ساتھ موجود اور اپنے دینی اداروں میں علمی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ لطف و کرامت ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

علماء و مشائخ کے نزدیک آپ کی عظمت و محبوبیت امر مسلمہ ہے۔ اپنے پیر خانہ اور پیر خانہ کے پیر خانہ میں بھی مقبولیت نیز محبوبیت میں شاہ صاحب کا کوئی ثانی نہیں۔ ان سطور کے لکھے جانے کے موقع پر اپنے ایک یقین کو اجمالاً احاطہ تحریر لاؤں، اگرچہ تفصیل کے لئے فقیر کا ان شاء اللہ آئندہ چند ماہ بعد ایک رسالہ پیش کرنے کا خیال ہے۔

حدیث صحیح کا مفہوم ہے " بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایک مردِ جلیل کو دین کی تجدید و احیاء کے لئے بھیجے گا"۔ (ابوداؤد شریف)

مجدد کی شرائط میں ہے جس صدی میں ولادت ہوگی تو وفات اگلی صدی میں ہوگی، دونوں صدیوں میں شہرت ہوگی، شہرت کو زوال نہیں ہوگا، وصال تک شہرت بتدریج درجہ کمال از کمال ہوگی، مشائخ الیہ قرار پائیں گے، یعنی مسلم عوام و خواص مسائل کے حل کے لئے مجدد کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ مجدد نباضِ قوم و ملت ہوتا ہے، جسد ملت کے ناسور کو سرجری کے ذریعے دور کر کے مرہم اور پھایا رکھتا ہے، پھر ملت صحت یاب ہو جاتی ہے۔ مجدد کو اللہ تعالیٰ خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

بس بس فقیر اپنے پڑھنے والوں کو یہ لمحہ فکریہ دینا چاہتا ہے، لیلۃ القدر ۱۳۶۵ھ ہجری میں پیدا ہونے والے حقانیت اسلام پر استقامت رکھنے والے، اہلسنّت و جماعت کا درد رکھنے والے، پلپلے

سنیوں سے رویہ سر د رکھنے والے، بدعقیدہ مولویوں کو مناظرے میں شکست وہزیمت سے دوچار کرنے والے، قادیانیت پر ضرب لگانے اور تحریک ختم نبوت میں ولولہ انگیز کردار پیش کرنے والے، ۱۳۹۰ھ/۱۹۲۰ء میں سوشلزم اور کمیونزم کے مقابلے میں قوم کو سیاسی شعور دینے والے، ۱۹۷۱ء پاک بھارت جنگ کے موقع پر حب الوطنی کا درس دینے والے، ۱۳۲۹ھ/۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفی ﷺ میں جابرانہ وآمرانہ کرفیو کے خلاف پرچم حق بلند فرمانے والے، جمادی الاول ۱۳۹۸ھ ہجری/اپریل ۱۹۷۸ء ملتان میں عظیم الشان سنی کانفرنس کے موقع پر بدمذہبوں خصوصاً تبلیغی جماعت رائے ونڈ کو للکارنے والے اور اس کے بخیے اُدھیڑنے والے، رائے ونڈ میں سنی نوجوانوں کی شہادت ۱۹۷۸ء میں تبلیغی جماعت کے ہاتھوں ہوئی، اس موقع پر ملکی سطح پر صدائے احتجاج بلند کرنے والے، اسی موقع پر ایک مختصر رسالہ ''تبلیغی جماعت کی نقاب کشائی'' لکھا جس کا جواب آج تک دیوبندی و تبلیغی مولوی نہ دے سکے، یہ رسالہ تا حال لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان/پاکستان/بنگلہ دیش میں تقسیم ہوچکا ہے۔ ۱۴۰۸ہجری/۱۹۸۷ء میں قومی اسمبلی میں قانونِ توہین رسالت کو منظور کروانے والے، نشتر پارک میں بم دھماکے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ جوش وخروش سے عید میلادالنبی منانے والے، شاہ تراب الحق قادری کو گزشتہ چودھویں صدی اور موجودہ پندرہویں صدی میں دین اسلام اور مسلک حق اہلسنّت وجماعت کی دلیرانہ، بے باکانہ اور مخلصانہ خدمات کے نتیجے میں موجودہ صدی میں احیاء اسلام کا معاون مجدد کہا جاسکتا ہے۔ اسفار پر الگ مضمون تحریر کرنا ہے۔

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا

خطیب الاسلام فصیح الکلام عمدۃ الفضلاء

استاذ العلماء مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی
سابق مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور (کامونکے ضلع گوجرانوالہ)

حضرت صاحبزادہ عبد الحق قادری (صاحب) وبرادران سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج بخیر!

آپ کے والد گرامی حضرت خطیب الاسلام فصیح الکلام عمدۃ الفضلاء حضرت العلام شاہ تراب الحق قادری قدس سرہ العزیز عالم اسلام کے ان بیدار مغز علماء حقہ میں سے تھے۔ جن کی فکری صلاحیتوں نے مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کی کشتی کو بھنور استحصال سے نکال کر روشنی کے ساحل تک پہنچایا۔ حضرت بیک وقت ایک بہترین متکلم اعلیٰ درجہ کے خطیب جید عالم دین ایک بے مثال مصلح اور اخلاق حسنہ سے مزین شخصیت تھے قدرت نے آپ کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہوا تھا۔ گو آپ کی ذات دینی ودنیوی مشکلات کے حل کے لیے مرجع عوام وخواص تھی لیکن اس کے باوجود وہ منکسر المزاج اور متواضع تھے۔ علماء کنونشن اسلام آباد میں آپ کی تقریر حسن تدبر کا منہ بولتا ثبوت تھی مجھے آج بھی آپ کے الفاظ خوب اچھی طرح یاد ہیں کہ جب رویت ہلال کے مسئلہ میں ایک مقرر نے رائے دی کہ عرب کے ساتھ رمضان اور عید کا طریقہ رائج کیا جائے تو آپ نے نہایت ہی خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا:

'' ہم تو عرب کے چاند کی بات مانتے ہیں'' صوموا الرویته وافطروا الرویته

آپ کے انتقال سے ملک ایک مدبر سیاست دان متدین عالم دین اور مصنف سے محروم ہوگیا۔ آپ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا مستقبل قریب میں پر ہونا مشکل نظر آتا ہے لیکن قادر وقیوم جل مجدہ الکریم کی بے پایاں عنایتوں کے سہارے امید کی جاسکتی ہے کہ آپ الولد الصالح سر لابیه کے موجب اپنے والد گرامی (علیہ الرحمہ) کے عظیم خلا کو پر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرما کر قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ اوران کے مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ صمدیت میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کے اخلاف کو بہترین صدقہ جاریہ بنائے۔ آپ کے تمام پسماندگان معتقدین متوسلین متعلقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

ناشرِ سنیت

حضرت علامہ محمد اشرف رضا صدیقی قادری رضوی
مفتی و قاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹرا، ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نستعینہ و نصلی و نسلم علی حبیب المصطفی الاشرف

مجاہد اسلام، ناشر سنیت، حضرت با برکت، مولانا سید شاہ محمد تراب الحق حنفی قادری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہما کو اللہ سبحانہ و تعالی نے احقاق حق و ابطال باطل کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ سرکار مصطفی ﷺ کے کرم سے شاہ صاحب حمایت حق و استیصال بدعت میں ہمیشہ سر گرم رہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ علی ذلک عنا و عن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

رضا اکیڈمی ممبئی کے دفتر میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ بر صغیر و عالمی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ عاشق مدینہ الحاج عبد الرزاق رضوی (راجا بھائی) ممبئی نے آپ کی دو چند کتابیں سراجی فاؤنڈیشن، انجمن برکات رضا ممبئی سے چھپوا کر لوجہ اللہ تعالی تقسیم کیا۔ یہ سب بڑی مفید و نافع تھیں۔ شاہ صاحب قبلہ امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، مجدد اعظم دین و ملت، واصف شاہ ھدیٰ سیدنا و مولانا امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کے جاں نثار تھے اور تا حیات آپ کے مسلک کو عام کرنے میں تن من دھن کی قربانی پیش کرتے رہے۔ اللہ عفوو غفور عز و جل ان کے درجات بلند فرمائے، ان کے امثال پیدا فرمائے، ان کے متعلقین کو ان کے مشن فروغ سنیت کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ اہلسنّت و جماعت کا بول بالا کرے، دشمنان دین وہابی، دیوبندی صلح کلیوں کو خائب و خاسر فرمائے۔ آمین یا ارحم الرحمن بحرمۃ حبیب الکریم ومحبوب الاکرم و محب المکرم علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وازواجہ واولادہ عترتہ و عشیرتہ وانصارہ واصھارہ وعشیرتہ واصولہ وفروعیہ وعلینا معھم افضل الصلاۃ واشرف التسلیم الف الف مرۃ فی کل لمحۃ ولحظۃ الی یوم الدین۔

عبد المصطفی اشرف رضا صدیقی حنفی قادری رضوی

۲۶ محرم ۱۴۳۸ھ ۱۲۸ اکتوبر ۲۰۱۶ء جمعہ، یوم تاج الشریعہ

امیرِ اہلِ سنّت کا سانحۂ ارتحال
دین کا ایک مخلص خادم تھا، نہ رہا!

صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری

کسی ہمہ جہت شخصیت کا اس قوم سے اٹھ جانا، اس قوم کے لیے یقیناً ایک عظیم سانحہ ہوتا ہے۔ لیکن زندہ قومیں اس سانحہ کو یوں برداشت کرتی ہیں کہ ان ہستیوں کے پیچھے ایک دوسری صف تیار رہتی ہے جو تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ اور جانے والی شخصیتوں کے تجربوں سے مستفید ہوتی ہے، لہٰذا ایسی شخصیات کے اچانک اٹھ جانے کے بعد جو خلاء ہے وہ جلد پر ہو جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ قوم مسلم میں اب قحط الرجال کا وقفہ ہر گذرنے والی صدی میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالی ہم پر رحم فرمائے (آمین بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امیر اہلِ سنّت حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی شخصیت ایک ایسی ہی ہمہ جہت شخصیت تھی جس کا نعم البدل فی الحال نظر نہیں آ رہا ہے۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۹۴۴ء میں حیدر آباد دکن کے سادات گھرانے سے طلوع ہونے والا یہ آفتابِ علم ۴ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ / ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو اپنی علمی، تبلیغی، روحانی اور تنظیمی صلاحیتوں کی جولانیاں دکھانے کے بعد کراچی کے افق پر غروب ہو گیا۔ اور کروڑوں مسلمانانِ پاکستان کو سوگوار چھوڑ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، رحمہ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔

ایسی ہمہ جہت شخصیت کا انتقال پر ملال موت العالِم موت العالَم کی زندہ تصویر ہوتا ہے۔ ان کا جنازہ دیکھ کر حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا وہ قول یاد آتا ہے کہ "جنازے خود فیصلہ کریں گے کہ کون حق گو ہے اور کون جھوٹا ہے۔" تو امیر اہلِ سنّت حضرت شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ کے جنازے نے جو ڈھائی کلو میٹر تک پھیلا ہوا تھا اور شرکاء کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق ۵ لاکھ سے زیادہ تھی۔ یہ فیصلہ کر دیا کہ حق گو اور حق پرست کون تھا اور امیر اہلِ سنّت کہلانے کا اصل مستحق کون تھا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کی تکفیر صرف اس وجہ سے کی تھی کہ آپ آیہ مغفرت ذنب کے کنز الایمان ترجمہ کو دیگر تراجم پر ترجیح دیتے تھے وہ بھی نہ صرف جنازہ میں شریک تھے بلکہ انہوں نے دعائے مغفرت بھی کی۔ اب کوئی ان حضرات سے پوچھے کہ حضرت آب آپ کی مسلمانی کہاں گئی؟

بلاشبہ حضرت امیر اہلِ سنّت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ والرضوان کا سانحۂ ارتحال ملتِ اسلامیہ بالخصوص ملت اہلِ سُنن پاکستان کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ان کی ذات گرامی ہمہ جہت خدمات جلیلہ کی آئینہ دار تھی۔

سرزمین کراچی سے جنوں خیز دل ودماغ لے کر اٹھنے والی شخصیت برصغیر پاک وہند وبنگلہ دیش سے لیکر یورپ وامریکہ ،افریقہ غرض شرق سے لے کر غرب تک اپنی تبلیغی، تعلیمی، تنظیمی اور تعمیری صلاحیتوں اور سرگرمیوں کے نقوش ثبت کرگئی۔

جس طرح وہ علمی، دینی وسماجی حلقوں میں اپنی حق گوئی، بے باکی اور حق پرستی کے لیے معروف تھے اسی طرح انہوں نے سیاسی میدان میں بھی اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر دونوں جانب حق بات پر اپنی صلابت اور استقامت کے جوہر دکھائے۔ خوارج کی ذہنیت والے اور دہشت گرد نظریات کے حامل ٹولے کے سامنے نڈر اور بے باک ہو کر ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا کرتے تھے۔امیر اہلِ سنّت کی دبنگ آواز اور ان کے زور خطابت کے آگے ان کی بولتی بند ہو جاتی تھی۔ان کی دبنگ اور گرجدار آواز کا ایک کراماتی مظاہرہ ایک مرتبہ یہ ہوا حضرت امیر اہلِ سنّت کسی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے تھے، ابھی ان کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ اسپیکر نے ان کے کسی جملہ پر ناراض ہو کر ان کا مائیک بند کر دیا کہ یہ خود ہی خاموش ہو کر بیٹھ جائیں کیونکہ مائیک بند ہونے سے ان کی گفتگو کوئی بھی سن نہیں پائے گا، لیکن اسپیکر کو حیرت ہوئی جب اس نے دیکھا کہ ان کی آواز کی گھن گرج اسمبلی ہال کے ہر حصہ میں پہنچ رہی ہے اور تمام ممبران دلچسپی اور حیرانگی سے ان کا نکتہ نظر سن رہے ہیں۔

ان کی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت جس بزم، جس مجلس، جس انجمن میں ہوتی، میر مجلس، رونق بزم اور سریر آرائے انجمن کی حیثیت رکھتی تھی، اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن وقت وصفحات کی کمی کے باعث صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے، غازی ممتاز قادری (شہید) علیہ الرحمہ کی رہائی کی تحریک عروج پر تھی۔ یہ ان دنوں کی بات جب حضرت امیر اہلِ سنّت علیہ الرحمہ سخت علیل اور صاحبِ فراش تھے۔ چلنا پھرنا بہت مشکل تھا بائیں طرف فالج ہاتھ اور پاؤں دونوں پر تھا۔ گردوں کی خرابی کے باعث ڈائیلیسس (Dialysis) پر تھے۔ بظاہر ان کا کسی جلسے کی صدارت کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔

غازی ممتاز قادری بچاؤ تحریک کا یہ جلسہ کراچی کے وسیع وعریض نشتر پارک میں رکھا گیا تھا۔ منتظمین کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ امیر اہلِ سنّت علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب سخت علیل ہیں، ان کی غیر موجودگی میں ایسا نہ ہو کہ نشتر پارک کا آدھا حصہ بھی بھر نہ پائے تو منتظمین کے لیے بڑی سبکی کا باعث

ہوگا۔ حالانکہ اس جلسے میں شرکت کے لیے ملک اور شہر کراچی کی نامور شخصیات تشریف لارہی تھیں۔ جب اس تحریک کے روحِ رواں مناظر اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا خادم حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ اور ضیغم اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی جلسہ میں شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے تو امیر اہلِ سنّت کی عیادت کو گئے۔ درمیان گفتگو جلسہ کا ذکر ہوا آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا کہ ''ناموس رسالت کے محافظ اس مجاہد کی رہائی کے جلسے میں یہ فقیر حصول برکت کے لیے ضرور شرکت کرے گا۔''

چنانچہ جب لوگوں نے سنا کہ حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری جلسہ میں شرکت فرمارہے ہیں تو شہر کے کونے کونے سے لوگوں کا ہجوم امنڈ آیا، اور نہ صرف نشتر پارک بھر گیا بلکہ ارد گرد کی گلیوں اور سڑکوں تک مجمع پھیل گیا۔ امیر اہلِ سنّت سخت علالت کے باوجود جلسہ میں بہت دیر تک وہاں موجود رہے۔

بستر علالت، بلکہ بستر مرگ پر بھی ان کی دینی حمیت، عزم وہمت اور مردانگی کا یہ حال تھا:

شیر دل مرد حق یک بیک سوگئے راہ تکتی رہی رہنما کھوگئے

یہ تو تھا ان کی ہشت پہلو شخصیت کا ایک رخ۔۔۔ تاریخ کے لکھنے والے لکھیں گے اور ان کی ہمہ جہت شخصیت کے ہر پہلو پہ لکھا جاتا رہے گا۔ وہ ایک اچھے عالم، ایک اچھے خطیب، ایک اچھے مصنف کے علاوہ ایک اچھے منتظم اور اچھے نباض قوم بھی تھے۔ انہوں نے کراچی اور سندھ کی سطح پر جس طرح جماعتِ اہلِ سنّت کو ٹوٹ پھوٹ کے بعد دوبارہ منظم کیا ہے اور جس طرح اس میں دوبارہ روح ڈالی ہے یہ ان کے تدبر، فراست دینی اور تنظیمی مزاج اور ملی نظم وضبط کی پابندی کا آئینہ دار ہے۔

پھر یہ کہ کراچی میں جس طرح کسی زمانے میں جماعت مودودی اور دیگر خارجی جماعتوں نے فلاحی پلاٹوں اور پارک پر قبضہ کرکے اور اہلِ سنّت کی مساجد اور مدارس پر کہیں مکر وفریب اور کہیں لاٹھی اور بندوق کے زور پر قبضہ کرنے کی مہم چلائی ہوئی تھی، یہ امیر اہلِ سنّت علامہ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ ہی تھے جنہوں نے دن رات ایک کرکے پورے شہر کی سنّی مساجد ومدارس کی فہرست تیار کی قانونی طور پر ان کے ٹرسٹ بنوائے اور پھر گورنر، وزیر اعلیٰ اور شہر اور علاقے کے کمشنر ز وڈپٹی کمشنر، آئی جی، ڈی آئی جی، علاقے کے پولیس افسروں سے پے در پے ملاقاتیں کرکے نہ صرف بیسیوں کی تعداد میں اپنی قبضہ شدہ مساجد مدارس واگذار کرائے، بلکہ شہر کی نئی قائم ہونے والی آبادیوں مثلاً نارتھ کراچی اور گلستانِ جوہر کے علاقوں میں اپنے حسن تدبر سے اور اہلِ سنّت وجماعت کے بعض مرکزی اور مقامی زعماء سے مل کر خاموشی کے ساتھ ایک منصوبہ بندی کے ساتھ تمام رفاہی پلاٹوں کی فہرست بنوائی اور قانونی تقاضے پورے کرکے ان پر مساجد اور مدارس تعمیر کروائے۔ اس ضمن میں حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اہلِ سنّت کے معروف سیاسی وسماجی رہنما اور فقیر کے عزیز

دوست جناب حاجی حنیف طیب صاحب زید مجدہٗ اور بعض دیگر زعماء کے تجربوں اور تعاون سے بھرپور فائدہ اٹھایا نتیجہ یہ ہے کہ آج ان علاقوں میں تقریباً %90 مساجد و مدارس الحمد للہ اہلِ سنّت (مسلک اعلیٰ حضرت) کے ماننے والوں کے پاس ہیں۔اس ضمن میں علامہ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کا ایک مقولہ بہت مشہور ہے اور وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

پوری زندگی بھر کا بہترین ایصالِ ثواب:

(۱)۔ عالم بنو یا عالم بناؤ۔ (۲)۔ ہر گھر یا ہر خاندان، یا ہر محلہ میں ایک عالم دین کا ہونا بہت ضروری ہے۔''

آپ کے اس مقالہ سے آپ کی فکر، نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لیے ماقبل منصوبہ بندی، اور علمِ دین کی ترویج و اشاعت سے غایت درجہ دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔

غرضیکہ آپ جن فکری، تربیتی، تنظیمی، تبلیغی اور تعمیری صلاحیتوں کے حامل تھے وہ فی زمانہ کم لوگوں کو حاصل تھی۔ فقیر کے ساتھ ۵۰ سال سے دوستانہ، محبانہ مراسم تھے۔ان کو خلوت و جلوت میں راقم نے قریب سے دیکھا ہے۔ نہایت ملنسار اور مرنجامرنج انسان تھے۔ حق یہ کہ بحیثیت انسان بھی بہت اچھے تھے۔ مزید برآں ان کی علمی، تعمیری اور تحریکی کاوشوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں، جو زبانِ حال سے ہر لحہ صبح قیامت تک یہ صدا دیتی رہیں گی:

تم نے خیرات میں یہ پھول نہیں   خونِ دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے

جہاں حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ نے چمنستان اہلِ سنّت میں اپنے خون جگر سے طرح طرح کے پھول کھلائے ہیں وہیں آپ نے ہمیں ایک ایسا گل خوش رنگ بھی عطا کیا ہے جس کی خوشبوئے مشک بار سونگھ کر ہی لوگ کہہ اٹھتے ہیں: اے گل بتوخرسندم تو بوئے کسے داری

اور یہ گل خوش رنگ ان کے لخت لائق و فائق فرزندِ ارجمند صاحب حضرت سجادہ مولانا سید عبد الحق قادری رضوی حفظہ الباری ہیں۔ یہ اپنے طرز تکلم اطوار، فکر و فہم ہر اعتبار سے اپنے والدِ ماجد کے عکسِ جمیل ہیں۔ان کو دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت امیر اہلِ سنّت علیہ الرحمہ نے موصوف کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ ان کا تراشیدہ ہیرا ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ ہماری نیک تمنائیں اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو صدا اپھلتا پھولتا رکھے اور ان سے دین و مسلک کا وہ کام لے جو ان کے آباؤ اجداد کا طرّہ تھا۔

رب قدیر بصدقۂ نبی بشیر و نذیر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علامہ شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کے حسنات کو قبول اور سیئات کو محو فرمائے اور جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین):

منزلِ حافظ کنوں بارگہِ کبریاست   دل برِ دلدار وقت جاں برِ جانانہ شد

(ترجمہ: حافظ کی منزل اب حق تعالیٰ کی بارگاہ ہے، اس لیے کہ دل دلدار کے پاس چلا گیا اور جان جانانہ کے پاس پہنچی)

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

تعلیماتِ رضا کے عظیم علمبردار

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (جامعہ کراچی)

امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی برکاتی قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز نہ صرف برصغیر پاک و ہند کے عظیم مفسر، محدث اور فقیہ اعظم ہیں بلکہ دنیائے اسلام میں آپ مجددِ دین و ملت کی حیثیت میں مسلم ہیں آپ کو وصال فرمائے لگ بھگ صدی گذر گئی مگر آپ کی تمام علمی اور قلمی کاوشیں آج بھی علماء دین اسلام کے لیے مشعل راہ ہیں، الحمد للہ پچھلے دس سالوں میں امام احمد رضا کی کئی کتب عرب دنیا میں شائع ہوئیں جن کے مطالعے سے علماء حق استفادہ کر رہے ہیں اور عرب کے علماء آپ کو علامہ شامی جیسے مستند عالم کے ہم پلہ قرار دے رہے ہیں۔

پاک و ہند میں پچھلی صدی میں سینکڑوں نہیں ہزاروں علمائے دین اور مفتیان عظام اور مشائخ کرام نے آپ ہی کی تعلیمات سے افادہ کرتے ہوئے اہلِ سنّت و جماعت کے مسلک کو فروغ دیا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وصال رضا کے بعد ان کے تلامذہ مثلاً مولانا ظفر الدین قادری بہاری، مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی، حضرت سید احمد اشرف محدث بریلوی، حضرت سلیمان بہاری، حضرت ابو البرکات اور حضرت ابو الحسنات قادری لاہوری رحمہ اللہ علیہم اجمعین اور اجل خلفائے کرام مثلاً حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی، حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی حضرت مولانا محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی قادری، مولانا سید دیدار علی الوری لاہوری، حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی، حضرت مولانا ہدایت رسول قادری رحمہ اللہ اجمعین نے تعلیمات رضا کو فروغ دینے میں آپ کے دونوں صاحبزادگان حضرت مولانا حامد رضا اور حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری کی سرپرستی میں اہم ترین کردار ادا کیا۔ حقیقتاً ان چراغوں نے برصغیر کو اتنا روشن کر دیا تھا کہ آج تک اس روشنی سے یہاں کے مسلمان فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ان ہی روشن چراغوں میں ایک نہایت روشن شمع حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ کی بھی ہے جنہوں نے پاکستان میں بالعموم اور شہر کراچی میں بالخصوص پچھلے 50 سالوں میں تعلیماتِ امام احمد رضا کو فروغ دینے میں انتہائی کلیدی کردار ادا کیا جس کے باعث آپ نے اہلِ سنّت کے عوام و خواص کے دلوں میں جگہ کی اور اللہ عزوجل نے انہیں وصال کے فوراً بعد دکھا دیا کہ تم نے میرے دین کی خدمت کی اور میرا ذکر کیا تو دیکھو کہ میں نے تمہارے ذکر کو لاکھوں دلوں میں اتار دیا جس کا مظاہرہ دنیا نے دیکھ لیا کہ کراچی کی تاریخ میں کسی بھی عالم دین اور شیخ طریقت کا اتنا بڑا جنازہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

سید شاہ تراب الحق قادری ابن سید شاہ حسین قادری (المتوفی ۱۹۶۴ء) ابن سید محی الدین برصغیر کی ریاست حیدر آباد دکن میں ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کے نانا حضور حضرت مولانا انوار اللہ خاں فاروقی (المتوفی ۱۳۳۵ھ) کی شخصیت علمائے اہلِ سنّت میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے جو نہ صرف ریاست حیدر آباد دکن کے والی نظام الدین کے استاد مقرر ہوئے بلکہ کئی اہم عہدوں پر بھی فائز رہے۔ آپ کے نانا کی ساری زندگی درس وتدریس اور دعوت و تبلیغ میں گزری۔ سید شاہ تراب الحق قادری اپنے نانا کی خُو میں رنگے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد سے اپنی ساری زندگی رشد وہدایت اور دعوتِ تبلیغ کے لیے وقف کر دی تھی۔

شاہ صاحب اپنے والد ماجد کے ساتھ سقوطِ حیدر آباد دکن کے بعد جلد ہی ۱۹۵۱ء میں ہندوستان سے ہجرت فرما کر کراچی تشریف لے آئے۔ پاکستان آنے کے بعد آپ اپنے خالو یعنی حضرت انوار اللہ فاروقی کے داماد حضرت مولانا حافظ قاری مصلح الدین صدیقی (المتوفی ۷ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ / ۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء) علیہ الرحمۃ کے زیر تعلیم رہے جنھوں نے شاہ صاحب کو پہلوانی کے اکھاڑے سے نکال کر مذہب کے رنگ میں لا کھڑا کیا اور اسلامی رنگ میں ایسا رنگ دیا کہ جلد ہی غالباً ۱۹۸۲ء میں اپنا جانشین بھی اپنی زندگی میں مقرر کر دیا۔ شاہ صاحب نے بھی نہ صرف بھانجے بلکہ داماد بن کر اپنی بقیہ زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کو مشن مصلح الدین سمجھ کر ایسا نبھایا کہ خالو بھانجے جس طرح دنیا میں بغل گیر ہوتے تھے آج مرقد میں اسی قرب کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ غالباً ۱۹۶۸ء میں بریلی شریف تشریف لے گئے تو اس دورے میں آپ نے امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی قدس سرہُ العزیز (المتوفی ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ رضویہ نوریہ میں بیعت ہوئے۔ شاہ صاحب کو مفتی اعظم ہند کے ساتھ ساتھ اپنے سسر بزرگوار پیر طریقت حضرت قاری مصلح الدین، حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء الدین قادری مدنی، حضرت مولانا فضل الرحمان قادری مدنی اور مزید کم از کم ۱۵-۲۰ شیوخ سے اجازت و خلافت تھی مگر آپ نے اپنے استاد اور شیخ مجاز حضرت قاری مصلح الدین قادری نوری کے جانشین بننے کے بعد اسی سلسلہ قادری رضوی نوری کو فروغ دیا اور آپ نے لاکھوں مسلمانوں کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں شرف بیعت عطا کر کے تعلیمات رضا میں اہم ترین کارنامہ انجام دیا۔

شاہ صاحب سے احقر کی پہلی ملاقات قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمہ کے وصال سے ایک دن قبل قاری صاحب کی مسجد میں ایک محفل میں ہوئی یہ محفل جس میں حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں قادری نوری بریلوی مہمانِ خصوصی تھے اور اس محفل میں احقر کے والد ماجد شیخ حمید اللہ قادری حشمتی بھی تھے بہت پر رونق اور روح پرور محفل تھی اس تقریب میں دونوں بزرگوں نے موت کے عنوان پر گفتگو فرمائی تھی اور عجب اتفاق ہے کہ دوسرے دن خبر آئی کہ قاری صاحب کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی اور آپ کا وصال ہو گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے

کہ آپ کی سوئم کی محفل میں ایک صاحب جو مدینہ پاک سے میت والے دن آگئے تھے انھوں نے کہا کہ انھوں نے چلنے سے پہلے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ آپ کراچی جائیں تو وہاں قاری مصلح الدین کو میرا اسلام پہنچائے گا۔ یہ سن کر مجھے بہت مسرت ہوئی اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ ایسے مقبول بندے کے جنازے میں شرکت کا موقع ملا اور پھر ۳۴ سال کے بعد مردِ مومن مردِ حق کے عظیم جنازے میں بھی شرکت کا اللہ نے موقع نصیب کیا۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی نیکیوں کے وسیلے سے ہماری بخشش فرمائے۔ آمین۔

شاہ صاحب سے اکثر محافل میں ملاقات ہو جایا کرتی۔ خاص کر ۱۹۸۳ء۔ ۱۹۸۶ء میں مفتی اختر رضا کے دورہ کراچی کے موقع پر آپ کی اکثر محافل میں شاہ صاحب ضرور موجود ہوتے اس لیے مراسم بھی بڑھتے رہے اور شاہ صاحب کی شفقت بڑھتی رہی۔ شاہ صاحب ہمیشہ احقر کو پروفیسر کہہ کر مخاطب کرتے تھے والد صاحب کی بھی بہت توقیر فرماتے کہ والد ماجد مولانا حشمت علی خاں کے مرید تھے چنانچہ جناب والد ماجد کا ۱۹۸۹ء میں وصال ہوا تو قادری مسجد سولجر بازار میں آپ نے شرکت فرماتے ہوئے والد صاحب کا جنازہ بھی پڑھایا تھا۔

راقم ۱۹۸۳ء سے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا سے منسلک ہے۔ ادارے کی جب ابتدائی مطبوعہ کتب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب اور قاری مصلح الدین علیہ الرحمہ کا ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے قیام ۱۹۸۰ء میں اہم کردار ہے جس کو سید ریاست علی قادری نوری (م ۱۹۹۲ء) نے کراچی میں قائم کیا۔ اس ادارے کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حضرت شمس بریلوی، مولانا شفیع صاحب قادری، مولانا اطہر نعیمی جیسے اکابرین کی مشاورت بھی ہمیشہ حاصل رہی۔ سید ریاست علی قادری نوری بریلوی نے جب پہلا مجلہ "معارفِ رضا" شائع کیا تو اس کی تمام تر اشاعت کا کام شاہ صاحب نے انجام دیا تھا چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ "معارفِ رضا" کی اوّل اشاعت حضرت شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی مرہونِ منت ہے جس کے ثمرات، آج بھی جاری ہیں کیونکہ یہ سلسلہ اشاعت پچھلے 37 سال سے بغیر کسی رکاوٹ کے جاری ہے اور اللہ نے چاہا تو یہ سلسلہ مزید آگے جاری رہے گا جس کا اجر و ثواب حضرت شاہ صاحب کو ملتا رہے گا۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ۱۹۸۰ء سے سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کرتا رہا ہے جس میں قبلہ شاہ صاحب کراچی کے واحد عالم دین ہیں جنھوں نے امام احمد رضا کانفرنس میں سب سے زیادہ مقالات پیش کیے پچھلے چند سالوں سے جب وہ زیادہ بیمار رہنے لگے تو آپ نے شرکت کی مگر تقریر نہ کر سکے مگر ہمیشہ دعاؤں سے نوازتے رہے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا نے ۱۹۹۲ء میں آپ کو ادارہ کا سرپرست بنایا تا کہ آپ سے برابر مشاورت جاری رہے چنانچہ آپ نے ہمیشہ اہم مواقع پر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ ایک انتہائی اہم کارنامہ آپ کا چند سال قبل یہ ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا جس کو ایک سازش کے تحت ہائی جیک کرنے کی

کوشش کی جارہی تھی۔اس سازش میں کچھ اہلِ ثروت حضرات نے کوشش کی کہ پہلے مجید اللہ قادری اور وجاہت صاحب کو ایک دوسرے سے دور کردیا جائے اور پھر احقر کو نکال کر اس ادارہ پر اجارہ داری قائم کرلی جائے۔ سازش کرنے والے کافی حد تک کامیاب ہوگئے اور احقر کو ادارہ سے دور کرنے کی تیاری مکمل کرلی گئی۔احقر نے معاملے کو شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا شاہ صاحب نے ادارہ کے تمام افراد کو اپنے گھر بلایا پہلے ساری شکایتیں سنیں اس کے بعد سمجھایا اور احقر اور وجاہت صاحب سے فرمایا کہ آپ دونوں نے ہی ادارہ آگے لے کے جانا ہے اس لیے آپ کسی سازش کا شکار نہ ہوں اور سازشی ٹولے کو ادارے سے فارغ کریں آخر میں حضرت نے دعا بھی فرمائی جس کے باعث کام آسان ہوا اور قبلہ وجاہت رسول قادری نے آہستہ آہستہ اس سازشی ٹولے کو ادارہ سے فارغ کیا اور شاہ صاحب کی حکمت اور دعا کام آئی۔آج الحمد للہ ادارہ آپ کی دعاؤں کی بدولت خدمت انجام دے رہا ہے اور حضرت کی توجہ خاص کا محتاج ہے۔

حضرت سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی تحریر و تقریر دونوں ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت کی عکاسی ہوا کرتی تھیں آپ کی تقریر کسی موضوع پر ہو آپ کے وسیع مطالعہ کے باعث آپ اس میں تعلیماتِ رضا کے پہلو ضرور پیش نظر رکھتے اور اس کو مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں سمجھایا کرتے یہ ہی صورت حال آپ کی تحریر میں بھی نمایاں ہے۔آپ نے اگرچہ دیگر تبلیغی، معاشرتی، سماجی خدمات کے ساتھ ساتھ اپنے اہلِ طریقت حضرات کی تربیت پر بھی خاصہ وقت صرف کیا مگر اس کے باوجود تحریر میں بھی آپ نے چند اہم یادگار چھوڑی ہیں یہاں آپ کی چند تحریر کے نمونے پیش کرنا چاہوں گا جو آپ کی تعلیماتِ رضا کے فروغ کی غماض ہیں۔

امام احمد رضا کی دینی حدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ایک مقالے میں رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا نے ردِّ بدعات واصلاح رسوم کے لیے عظیم قلمی جہاد کیا۔ گستاخانِ رسول کی تحریروں پر گرفت کی۔علوم فقہ وحدیث کی ترویج واشاعت کے علاوہ ان کا عظیم کارنامہ تنقیص رسالت کے فتنے کی بیخ کنی اور ناموس رسالت کے تحفظ کی تحریک ہے۔

امام احمد رضا نے بڑی فراست ایمانی اور دلائل قرآنی کے ساتھ ان علماء کو جنھوں نے اپنی تحریروں میں ذات اقدس ﷺ کو تنقیص کا نشانہ بنایا تھا دعوت رجوع دی، ان کو سمجھایا، اللہ ورسول کا واسطہ دیا۔ مسلمانوں کے تفرقے کا خوف دلایا۔ تحریری طور پر ان کی عبارات کی طرف توجہ دلائی، مہینوں ان سے خط وکتابت کی۔ان کو بالمشافہ گفتگو کی دعوت بھی دی تاکہ ان کی اصلاح کی کوئی صورت نکل سکے اور ان کی گستاخیوں کی وجہ سے مسلمان مزید تفرقوں اور گروہ بندیوں سے بچ سکیں۔

آگے چل کر مزید رقمطراز ہیں:

امام احمد رضا نے گستاخانِ رسول کی گرفت فرما کر ایک فقیہ اور امام وقت کا فریضہ ہی انجام نہ دیا بلکہ ایک سچے مومن اور عاشقِ رسول ہونے کا ثبوت دیا اور توہینِ رسالت کے فتنہ کا سدّباب کرکے مسلمانوں پر احسانِ عظیم کیا۔"

(مولانا احمد رضا خاں بریلوی،از: شاہ تراب الحق، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۸ء، ص ۴۵۔۴۷)

سید شاہ تراب الحق قادری اپنے ایک اور مقالے میں امام احمد رضا کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ اتنے بڑے مصنف تھے کہ ہر 5 گھنٹے کے اندر ایک کتاب تحریر فرمالیتے تھے۔ملاحظہ کیجئے شاہ صاحب کا تبصرہ:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ جس کی مثال نہیں ملتی، یہ ہی وجہ ہے کہ چوٹی کے علمائے عرب وعجم نے آپ کو چودھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا۔اگر ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بے مثال علمی اور تحقیقی خدمات کو ان کے 65 سالہ زندگی پر تقسیم کریں تو ہر 5 گھنٹے میں اعلیٰ حضرت اس امت کو ایک کتاب (تصنیف) دیتے ہوئے نظر آتے ہیں بلاشبہ یہ وہ خدمات ہیں جو کوئی ادارہ اور انسٹی ٹیوٹ ہی کرسکتا ہے جسے بریلی کی سرزمین کے اس بوریہ نشیں نے تن تنہا کردکھایا سچ کہا کسی نے:

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے | جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
اگلوں نے بہت کچھ لکھا ہے علم دین پر | لیکن جو اس صدی میں ہے تنہا رضا کا

(اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت، از: شاہ تراب الحق قادری، ماہنامہ معارفِ رضا، شمارہ ۳، مارچ ۲۰۱۲ء، ص ۱۶۔۲۲)

آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۱ سے زیادہ ہے جس میں چند بہت اہم تصانیف ہیں مثلاً:

(۱)۔ ضیاء الحدیث، (۲)۔ جمال مصطفیٰ، (۳)۔تصوف وطریقت، (۴)۔دعوت وتنظیم، (۵)۔فلاح دارین، (۶)۔اسلامی عقائد۔ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ آپ کے آڈیو اور وڈیو پر مشتمل ہے جس کی تعداد ہزاروں میں پہنچتی ہے اگر ان سب کو تحریری شکل میں منتقل کردیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوسکتا ہے۔

سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ دور حاضر میں تعلیماتِ رضا کے عملی نمونہ تھے آپ مسلک کے معاملے میں کبھی مصلحت سے کام نہ لیتے بلکہ آپ نے ہر مقام پر چاہے وہ K.M.C کی بلڈنگ کا اجلاس ہو، پاکستان کی قومی اسمبلی کا ہال ہو۔ایوان صدر ہو یا ایوانِ وزیر اعظم، گورنر ہاؤس ہو یا چیف منسٹر ہاؤس، جامعات کے ہال ہوں یا کالج کے میدان ہوں اسکول کے جلسے ہوں یا مدارس کے پروگرام ہوں اسی طرح T.V کے مذاکرے ہوں یا ریڈیو پاکستان کے پروگرام آپ نے امام احمد رضا کے پیغام کو پہنچایا اور ان تمام ایوانوں میں سلام رضا کو جاری کروایا۔کاش کہ ہمارے دیگر ذمہ داران بھی بغیر کسی مصلحت کے اپنا تعارف تعلیماتِ رضا کے حوالے سے کرایا کریں تاکہ ہمارا مسلک فروغ پائے۔اللہ تعالیٰ شاہ صاحب جیسی استقامتِ مذہب ہم سب کو عطاء فرمائے۔ (آمین!)

امینِ فیضانِ اولیاء

علامہ مفتی ضمیر احمد ساجد
شیخ الحدیث و مہتمم مرکزی دارالعلوم اسلام آباد

پیر طریقت، رہبر شریعت، عظیم مبلغ اسلام حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ پاسبانِ مسلکِ اہلِ سنت، امینِ فیضانِ اولیاء، اسلاف کے قدردان اور حق گو شخصیت تھے۔ آپ اپنے زمانے کے بے بدل عالمِ ربانی، نکتہ داں خطیب اور صاحبِ فراست ولی تھے۔ آپ کی زندگی کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالی جائے، آپ مردِ حق اور مردِ مومن نظر آتے ہیں۔

آپ کی ولادت حیدر آباد دکن میں ہوئی۔ بعد ازاں پاکستان ہجرت کی۔ آپ پاکستان میں خدمتِ دین کے علاوہ دنیا کے کونے کونے میں دین کی شمع لے کر گئے۔ آپ جہاں بھی گئے، دعوتِ دین کی غرض سے دردِ دل لے کر گئے۔ آپ جس کے پاس بھی گئے یا جو کوئی بھی آپ کے پاس آیا تو وہ آپ ہی کا ہو کر رہا۔ آپ اہلِ نظر اور اہلِ خبر میں سے تھے، اس لیے جانتے تھے کہ دنیا میں اسلام کے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں اور مسلم برادری کن غفلتوں کا شکار ہے، لہٰذا آپ نے زندگی کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کیا بلکہ امت کی اصلاح کے لیے ہر لحظہ بے قرار اور مصروفِ کار رہے۔

آپ عقیدہ اہلِ سنت کی حفاظت اور بالخصوص تصوف پر ہونے والے حملوں کے آگے زندگی کے آخری لمحات تک ڈھال بنے رہے۔ آپ کے خطبے، آپکی تحریریں، آپکے تربیت یافتہ لوگ اور آپکا ذاتی کردار اہلِ سنت کے داخلی اور خارجی فتنوں کے آگے ہمیشہ سدِّ سکندری رہا اور تا قیامت رہے گا۔ آپ امت کو انتشار سے بچانے کے لیے کلمہ حق کہتے رہے جابر اور ظالم حکمرانوں کے سامنے اور دیارِ غیر میں بھی۔ نہ کوئی آپ کو دبا سکا اور نہ ہی کوئی خرید سکا۔

آپ نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بہت نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ کی کاوشوں سے ہی گستاخِ رسول کی سزا کو 295/C کے تحت سزائے موت میں بدل دیا گیا۔ آپ کا کردار ہمیشہ مشعلِ راہ رہے گا اور رہتی دنیا اس کو دیکھ کر اپنے لیے صحیح سمت متعین کرتی رہے گی۔ بلکہ قیامت تک اسلام کے خلاف اُٹھنے والی ہر تحریک کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے والی جماعت کے لیے آپ کا کردار زادِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب آپ قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور محکمہ اوقاف اسلام آباد کی طرف سے تمام مساجد کے لیے آرڈر جاری ہوئے کہ اذان سے پہلے ''صلوٰۃ و سلام'' بند کر دیں۔ اگرچہ اس آرڈر کی پابندی کسی نے نہیں کی، مگر جب قومی اسمبلی کے اجلاس میں علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کو پتہ چلا تو آپ کی غیرتِ ایمانی نے اس فتنے کو ایک سیکنڈ کے لیے بھی برداشت نہیں کیا اور اُسی وقت آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا، ہم اسے مسترد کرتے ہیں بلکہ ہم تو یہاں اسمبلی میں بھی صلوٰۃ و سلام پڑھیں گے۔ اس سخت ردِ عمل کا اثر یہ ہوا کہ اُسی رات اوقاف کی طرف سے جاری کردہ آرڈر کی کاپیاں، تمام مساجد سے واپس لے لی گئیں اور اس آرڈر کو منسوخ کر دیا گیا۔

آپ نے بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں۔ ہر کتاب میں اسلام کی دیگر تعلیمات کے علاوہ آپ عقیدہ اہلِ سنت پر سخت سے پہرہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کی ایک معرکۃ الآرا کتاب ''فضائلِ صحابہ و اہلِ بیت'' پڑھی تو آپ کے لیے دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

اس کتاب میں آپ نے دلائلِ قاہرہ سے روافض اور خوارج کے آگے بند باندھا اور ان کے گمراہ کن عقائد کی دھجیاں اُڑا کر رکھ دیں اور نئی نسل کو گمراہ ہونے سے بچا لیا۔ یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہیے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام اور آپ کے اہلِ بیت کی کیا شان ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی ایک صحابی، ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن، اور عترتِ رسول ﷺ میں سے کسی ایک کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنے سے انسان کس طرح راندہ درگاہ ہو کر اہلِ سنت سے خارج ہوتا ہے۔

فخر السادات حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے رحلت فرمانے سے اہلِ سنت میں جو خلاء پیدا ہوا ہے، وہ صدیوں پُر نہیں ہو سکے گا، ہر دور میں اور ہر محاذ پر آپ کی یاد ضرور آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اس مردِ حق کو ابدی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے سوئم کی روئیداد

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا سوئم مورخہ 8 اکتوبر 2016 بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں ہوا جس سے اکابر علماء نے خطاب کیا۔ حضرت مولانا مفتی حافظ عبدالرحمٰن قادری نے سوئم کی روئیداد قلمبند کر لی ہیں وقت کی قلت کے پیش نظر اُسے شامل نہیں کیا جا سکا ان شاء اللہ عزوجل ماہِ ربیع الاول کے شمارہ میں سوئم کی روئیداد شائع کی جائے گی۔

پاسبانِ مسلکِ رضا

ڈاکٹر مفتی محمد ظفر اقبال جلالی
پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ اسلام آباد

پیر طریقت، رہبر شریعت، مخدوم اہل سنت، پاسبانِ مسلکِ رضا حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، ملی، سیاسی اور مذہبی خدمات قابل تحسین ہیں۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک رضا کی ترویج اور اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قابل فخر سماجی خدمات سرانجام دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں مساجد کے قیام اور آبادکاری کے ساتھ ساتھ کئی مدارس بھی قائم فرمائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم و معارف کی ترویج واشاعت کے لیے مختلف ادارے قائم کیے جو مسلک اہل سنت کی ترجمانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وفراست علمی، اخلاق وایثار اور بزرگی کا ڈنکا چہار دانگ عالم میں گونج رہا ہے اور عصر حاضر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمی اور روحانی دنیا میں ایک خاص اور اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

حضرت پیر سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، ملی، سیاسی اور سماجی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ کے لیے کامیاب کوششیں کرتے گزار دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اہل اسلام کے لیے قابل تقلید ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کردار سے سنت نبوی ﷺ کی جھلک نظر آتی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں جمالِ مصطفی ﷺ، تصوف و طریقت، سیدنا امام اعظم، رسولِ خدا ﷺ کی نماز، فضائلِ صحابہ واہل بیت، تحریک آزادی میں علماء اہلسنت کا کردار، مزاراتِ اولیاء اور توسل، خواتین اور دینی مسائل اور تفسیر انوار القرآن زیادہ مشہور ہیں۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب تصنیف کیں وہاں آپ نے عوام الناس کی خدمت میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی مخلوق کا خالق کے ساتھ رشتہ جوڑنے کی طرف راہنمائی کی۔

حضرت شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کا خلا مدتوں پر نہیں ہو سکے گا۔ ربِ قدوس ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشن پر ثابت قدم رہنا نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان، تلامذہ اور مریدین کو آپ کے پیغام کو عام کرنے اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

اک پھول نبی ﷺ کے گلشن کا

انجینئر حافظ محمد آصف قادری
مہتمم مدرسہ انوار القرآن، اسلام آباد

ترجمانِ مسلکِ اہلِ سنت:

۱۹۸۲ء میں پہلی بار ایک نمازِ ظہر حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی امامت میں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر نماز کے بعد مسجد کی پہلی منزل پر واقع حجرہ شریف میں شاہ صاحب قبلہ کی زیارت ہوئی۔ چہرہ انور سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں، جمال ایسا کہ لذتِ دیدار کے باعث نظریں ہٹانا دشوار ہو اور جلال ایسا کہ ان کے سامنے لب کشائی کرنا محال ہو جائے۔ لہجہ ایسا کہ سننے والا گرد و پیش سے بے نیاز ہو کر ہمہ تن گوش ہو جائے اور گفتگو ایسی کہ گویا منہ سے رنگ برنگ پھول جھڑ رہے ہوں اور سننے والوں پر وجد طاری ہو۔

فخر السادات شاہ صاحب قبلہ کی بارگاہ میں مجھ فقیر نے عرض کی، حضرت! یہ فرمائیں کہ ترمذی شریف میں ہے کہ آقا و مولی ﷺ نے فرمایا،

"بے شک بنی اسرائیل میں بہتر (72) فرقے ہوئے تھے اور میری امت میں تہتر (73) فرقے ہوں گے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! وہ جنتی گروہ کون سا ہوگا؟ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا،

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي "جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"

آج ہر فرقہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے راستے پر ہے لہٰذا وہ صراطِ مستقیم پر ہے اور جنتی ہے۔ حضرت! ایک عام مسلمان جو قرآن وحدیث کا مکمل علم نہیں رکھتا، اس کے لیے جنتی گروہ کی شناخت کیسے ممکن ہے؟

حضرت شاہ صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا، حدیث شریف سے یہ بات واضح ہے کہ وہی مسلمان جنتی ہوگا جو آقا و مولی ﷺ اور صحابہ کرام کے عقائد کے مطابق اپنے عقائد رکھے گا۔ بہتر تو یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقائد کا علم حاصل کیا جائے تاکہ صراطِ مستقیم کی پہچان

آسان ہو جائے۔ آپ نے چونکہ عام مسلمان کے لیے سوال کیا تو جواب یہ ہے کہ مسلمان نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی یہ آیات تلاوت کرتے ہیں،

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ O

"ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تونے انعام واحسان کیا"۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں یعنی اولیاء اللہ کا راستہ ہے۔ اب آپ بتائیں کہ حضرت غوث اعظم اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں یا نہیں؟ داتا گنج بخش اللہ کے انعام یافتہ ہیں یا نہیں؟ خواجہ غریب نواز اللہ کے ولی ہیں یا نہیں؟ بابا فرید گنج شکر اللہ کے ولی ہیں یا نہیں؟ اب آپ یہ دیکھ لیں کہ سارے اولیاء اللہ علیہم الرحمہ کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو اہلسنت کے سوا کسی گروہ میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی نہیں ملے گا، لہٰذا اہلسنت وجماعت کے جنتی گروہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے،

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

پھر آپ نے کئی احادیث مبارکہ بھی بیان فرمائیں جن سے ثابت کیا کہ اہل سنت کے وہی عقائد ہیں جو صحابہ کرام کے تھے۔ ان احادیث کو مجھ فقیر نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں تحریر کردیا ہے۔ اُس وقت تک فقیر "مُذَبْذَبِیْن" میں سے تھا، اسی دن ان کی محبت کا اسیر ہوگیا۔

پاسبانِ فکرِ رضا:

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ذہانت، دیانت، صداقت، شجاعت، قیادت، وجاہت، تفکر، تدبر، معاملہ فہمی، تفقہ فی الدین، فراست اور تقویٰ، غرض یہ کہ آپ کی کس کس خوبی کا ذکر کیا جائے، حق تو یہ ہے کہ آپ ایک جامع کمالات شخص تھے۔ آپ کی شخصیت کے کئی پہلوؤں پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔

آپ جب خطاب فرماتے تو فصاحت وبلاغت سے بھرپور اور علمی وعقلی استدلال سے مرصع مگر عوام کے دلوں میں گھر کرلینے والی سادہ اور عام فہم گفتگو کرتے، آواز ایسی دلکش اور منفرد کہ ہر شخص کی توجہ کا مرکز وقبلہ بن جاتی، انداز بیاں سحر انگیز گویا الفاظ موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں، اور نور علیٰ نور یہ کہ روحانی اور وجدانی کیف پرور مضامین، گویا علم کا سمندر موجزن ہے، یا شریعت وطریقت کا مینارہ

نور ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ ہر سننے والے کے دل کو عشق مصطفی ﷺ کے نور سے روشن کیے جارہے ہیں۔

دنیا بھر کے علماء ومشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ، مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مسلک یعنی مذہب اہلسنت کے سچے پاسبان تھے۔ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ موجودہ دور میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا نام باطل کے مقابلے میں حق کی پہچان ہے۔ شاہ صاحب نے ساری زندگی اپنی تمام تقاریر اور تصانیف کے ذریعے عظمت مصطفی ﷺ اور عشق رسول ﷺ کا درس دیا۔ حضور تاج الشریعہ نے آپ کے متعلق فرمایا، "شاہ صاحب مسلک حق کے سچے ترجمان اور پاکستان میں مسلک اعلیٰ حضرت کی پہچان ہیں"۔

حضرت شاہ صاحب "آئینِ جواں مرداں، حق گوئی وبے باکی" کی منہ بولتی تصویر تھے۔ آپ نے قرآن وسنت کی روشنی میں جو حق سمجھا، اسے بلا کسی خوف وخطر اور سود وزیاں سے بے نیاز ہو کر بیان کیا۔ جب آپ قومی اسمبلی کے رکن تھے، اُس وقت کسی بدمذہب نے اسمبلی میں یہ بکواس کی کہ صلوٰۃ وسلام پر پابندی عائد کی جائے۔ تو قبلہ شاہ صاحب نے قومی اسمبلی میں ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا، صلوٰۃ وسلام ہر گز بند نہیں ہوگا بلکہ ہم تو قومی اسمبلی میں بھی کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے۔ پھر آپ نے ایسا ہی کیا اور یوں بدمذہبوں کے ناپاک عزائم خاک میں ملادیے۔

بعض اہل علم نے رسوائے زمانہ کتاب "تحذیر الناس" کے متعلق لچکدار رویہ اختیار کیا اور بعض نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایمانِ ابی طالب کے بارے میں جمہور اہلسنت کے مذہب سے انحراف کیا تو آپ نے (لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ) کا مصداق بن کر دلائل وبراہین کے ساتھ انہیں غلط نظریات سے رجوع کی طرف مائل کیا۔ اور جس کسی نے رجوع نہ کیا، آپ نے فکر رضا کے سچے پاسبان ہونے کا حق ادا کیا اور اس سے کنارہ کش ہوگئے۔

عاجزی اور اخلاص:

آپ کی ذات غرور وتکبر سے پاک اور عاجزی کا پیکر تھی۔ جو کوئی آپ کی مجلس میں بیٹھ جاتا گرویدہ ہوجاتا۔ جب کوئی بیعت ہونے کے لیے آتا تو آپ فرماتے، میں فقیر آدمی ہوں، کوئی اچھا سا پیر تلاش کرو۔ آپ نے اپنے لیے کبھی غیر معمولی القاب کو پسند نہ کیا۔ احقر نے ایک اشتہار میں "آفتابِ ولایت" اور دوسری جگہ "ماہتابِ طریقت" تحریر کردیا تھا، اس پر شاہ صاحب نے ناراضگی ظاہر فرمائی اور فرمایا، صرف پیر طریقت لکھ دیا کرو، یہی کافی ہے۔

کئی پیرانِ کرام ائیرپورٹ پر اپنے مریدوں کا آنا پسند کرتے ہیں مگر احقر کو شاہ صاحب نے سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ مجھے لینے کے لیے کوئی اور ائیرپورٹ نہ آئے۔ کئی علماء ومشائخ متعدد گارڈز کے ہمراہ سفر

کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے کبھی کوئی گارڈ یا گن مین ساتھ نہ رکھا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کا عملی درس دیا۔ آپ پیدل چلنے میں یا کسی کے ساتھ موٹر سائیکل پر سفر کرنے میں بھی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ اسی طرح کئی علماء عوام سے مصافحہ کیے بغیر جلسوں سے چلے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس شاہ صاحب ہر نماز کے بعد اور ہر جلسہ کے بعد عوام سے مصافحہ فرماتے تھے۔

آپ کی شخصیت کا وہ پہلو جس نے آپ کو بے شمار معاصرین سے ممتاز کیے رکھا، وہ آپ کا اخلاص ہے۔ آپ جو کام کرتے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے کرتے۔ مثلاً ملک بھر میں مساجد کی تعمیر، مدارس کی معاونت اور مصیبت زدگان کی امداد۔ ہر سال لوگوں کو بلا معاوضہ ہزاروں تعویذات عطا فرماتے۔ نیز سال میں کم و بیش ایک ہزار تقاریر کیا کرتے مگر کبھی تقریر کا معاوضہ نہیں لیتے۔ 18 سال فقیر کی دعوت پر مرشد کریم، اسلام آباد تشریف لائے مگر کبھی نذرانہ قبول نہ کیا۔ کئی سال ٹکٹ کے پیسے بھی یہ کہہ کر لوٹا دیے کہ ”مولانا! آپ کا مدرسہ زیر تعمیر ہے، یہ اس کے لیے رکھ لیجیے“۔ اور کئی بار برادرم محمد عاطف قادری کو حکم دیا کہ لفافہ کھول کر صرف ٹکٹ کے پیسے نکال لو اور باقی رقم واپس کر دو۔

مجھ فقیر نے آپ کو کبھی اپنی ذات کے لیے کچھ لیتے نہیں دیکھا۔ آج صورتحال یہ ہے کہ پیری مریدی کو ایک کاروبار بنا دیا گیا ہے اور کئی جگہ عقیدت مندوں اور مریدوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ بغیر نذرانے کے پیر صاحب سے مصافحہ کرنا ادب کے خلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحب نہ صرف یہ کہ عام لوگوں سے نذرانے قبول نہ کیا کرتے بلکہ اپنے چاہنے والوں کو از خود نوازا کرتے۔ آپ ہمارے گھر کبھی خالی ہاتھ تشریف نہیں لائے۔

آپ فرمایا کرتے، جو بندہ کسی دنیاوی فائدے یا تعریف و شہرت کی خاطر نیکی کرتا ہے تو وہ نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو عمل چھوٹا ہو مگر اخلاص سے ہو وہ اس عمل سے بہتر ہے جو بڑا ہو مگر اخلاص سے خالی ہو۔ اخلاص کی ترغیب کے لیے آپ یہ حدیث قدسی بھی بیان کیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، ”اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں اپنے محبوب بندے کے دل میں رکھ دیتا ہوں“۔

ولی کامل:

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ صرف شریعت کے عالم و فاضل اور راہبر و راہنما ہی نہیں بلکہ بحر طریقت کے غواص اور فضائے تصوف کے شہباز بھی تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفی رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے دستِ

اقدس پر بیعت کی اور اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کو طریقت کے معروف سلاسل قادریہ، برکاتیہ، اشرفیہ، شاذلیہ، منوریہ، سنوسیہ وغیرہ میں حضور مفتی اعظم ہند کے علاوہ پیر طریقت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی اور جگر گوشہ قطبِ مدینہ حضرت علامہ مولانا فضل الرحمن مدنی علیہما الرحمہ سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ آپ ان اولیائے کاملین کے فیوض و برکات سے ایک عالم کو اب بھی مستفیض فرما رہے ہیں۔

عارف ربانی حضرت شاہ صاحب قبلہ کے روحانی مقام سے متعلق ایک یادگار واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ 1995ء میں فقیر نے برادرم حافظ محمد عارف قادری کے ہمراہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ وہاں ریاض الجنت کے قریب حاجی محمد حنیف طیب صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ اسی دوران کسی نے حاجی صاحب کو بتایا کہ پشاوری بابا تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے پوچھا تو حاجی صاحب نے بتایا کہ یہ ایک بڑے بزرگ ہیں اور مدینہ منورہ ہی میں قیام پذیر ہیں۔ وہ جب تشریف لائے تو حاجی صاحب نے ان سے ہمارا تعارف کرایا کہ یہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کے مرید ہیں۔ پشاوری بابا نے یہ سنتے ہی فرمایا، ”شاہ صاحب ولی کامل ہیں، ان کا بڑا مقام ہے۔ صبح کراچی میں ہوتے ہیں اور شام کو مدینے میں“۔ سبحان اللہ!

عزیزم سید زمان علی جعفری صاحب زید مجدہ نے بتایا کہ پشاوری بابا کا اصل نام سید یوسف علی قادری ہے، انہوں نے 52 حج پیدل کیے اور وہ جنات کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ چار سال قبل ان کا وصال ہوگیا۔ ان کی نماز جنازہ تاج الشریعہ نے پڑھائی۔ تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ کی حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے محبت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ آپ نے فرمایا، ”جو شاہ صاحب کا مرید ہے وہ میرا مرید ہے اور جو میرا مرید ہے وہ شاہ صاحب کا مرید ہے“۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی سب سے بڑی کرامت اتباعِ سنت اور شریعت پر استقامت ہے۔ فقیر کے ذاتی تجربہ اور علم میں کثیر واقعات ہیں کہ کوئی بات دل میں سوچ کر ہم شاہ صاحب کی خدمت میں گئے اور ہمارے عرض کیے بغیر ہی شاہ صاحب نے اس کا جواب ارشاد فرما دیا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کسی معاملہ میں آپ نے کوئی بات فرما دی، اگرچہ اُس وقت آثار نہیں تھے مگر بعد ازاں وہی ہوا جو حضرت نے فرمایا تھا۔ فقیر کا ارادہ ہے کہ ایسے واقعات اور دیگر کرامات کو علیحدہ سے ایک کتاب میں جمع کر دیا جائے۔

مقبولِ بارگاہِ الٰہی:

فرمانِ الٰہی ہے، اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

"بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، عنقریب اُن کے لیے رحمن (مسلمانوں کے دلوں میں) محبت ڈال دے گا"۔ (مریم:۹۶)

یعنی اُنھیں اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں اُن کی محبت ڈال دے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے، میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس جبریل علیہ السلام اس بندے سے محبت کرتے ہیں پھر جبریل امین آسمانی مخلوق میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے اس لیے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے"۔ (بخاری کتاب التوحید، مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب)

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ پھر اہلِ زمین کے دلوں میں اس بندے کی محبت اترتی ہے۔ رب تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی بارے میں ہے کہ "بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، عنقریب اُن کے لیے رحمن (مسلمانوں کے دلوں میں) محبت ڈال دے گا"۔ (ترمذی کتاب تفسیر القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ صالحین اور اولیائے کاملین کا عام مسلمانوں میں پسندیدہ اور مقبول ہونا بارگاہِ الٰہی میں ان کے محبوب ہونے کی دلیل ہے۔

۴ محرم الحرام جمعرات کا دن اہلِ سنت کے لیے ایک سخت ترین دن تھا۔ اس دن عالمِ اسلام کے عظیم مبلغ اور مفکر، اہلِ سنت کے بے مثل قائد و امام، متلاشیانِ صراطِ مستقیم کے رہبر و راہنما، سالکینِ طریقت و تصوف کے شیخ کامل، پیرِ طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس عالمِ فانی سے پردہ فرما گئے۔ یہ افسوس ناک خبر ملتے ہی فقیر بھی اپنے متعدد دوستوں کے ساتھ شام ہی کو اسلام آباد سے کراچی پہنچ گیا اور حضرت کے جانشین صاحبزادہ حضرت علامہ سید شاہ عبدالحق قادری جیلانی زید مجدہ سے تعزیت کی۔

اگلے دن صبح نمازِ فجر کے بعد ہی سے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے دیدار کے لیے لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں یہ اجتماع ہزاروں کی شکل اختیار کر گیا۔ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں نعتیں پڑھی جاتی رہیں اور لوگ قطار در قطار حضرت شاہ صاحب قبلہ کا آخری دیدار کرتے رہے۔ نمازِ جمعہ کے بعد چشمِ فلک نے وہ تاریخ ساز منظر دیکھا کہ شمعِ رسالت کے دس لاکھ سے زائد پروانے اپنے محبوب قائد، اپنے محسن اور پیر و مرشد کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لیے ایم اے جناح روڈ اور اس کے اطراف کی گلیوں میں جمع ہو چکے ہیں۔

غور کیجئے! آج جبکہ لوگ مال کی محبت میں مبتلا اور نفسا نفسی کا شکار ہیں اور وقت ایک نہایت قیمتی دولت بن چکا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے پاس اپنے عزیزوں سے ملنے کا وقت نہیں، کیا کسی روحانی فائدے کے بغیر محض ایک "میت" کے دیدار کی خاطر قطاروں میں گھنٹوں کھڑے رہنے کی مشقت برداشت کی جا سکتی ہے؟ کیا لاکھوں لوگوں کا اپنے آرام دہ گھروں اور دفاتر کو چھوڑ کر سفر کرنا اور پھر گرمی اور دھوپ میں ایک گھنٹہ کھڑے رہ کر نمازِ جنازہ کا انتظار کرنا یونہی بغیر کسی وجہ کے تھا؟ کیا لوگ بیرونِ شہر اور بیرونِ ملک سے کثیر مال خرچ کر کے دور دراز کا سفر کر کے بغیر کسی سبب کے نمازِ جنازہ کے لیے پہنچ گئے؟.....!!

لاکھوں مسلمان اپنا قیمتی وقت اور محنت سے کمایا ہوا مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کے اس کامل ولی کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے، اس کا سبب یقیناً یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی محبت ایمان والوں کے دلوں میں ڈال دی ہے، جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ اور حدیث سے ثابت ہے۔ اسی بناء پر روزانہ ہزاروں مسلمان داتا دربار، پاک پتن شریف، اجمیر شریف، بغداد شریف، بریلی شریف اور دیگر اولیاء کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں۔ یہ بات بتانا بھی ضروری ہے کہ شاہ صاحب کے ایصالِ ثواب کے لیے ملک بھر کی مساجد اور مدارس میں قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

یہ بات زبان زدِ خاص و عام ہے کہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ غازی ممتاز حسین قادری شہید کا ہوا، اور اس کے بعد سب سے بڑا جنازہ حضرت علامہ پیر سید شاہ تراب الحق قادری علیہما الرحمہ کا تھا۔ کسی غیر حکومتی شخص کی نمازِ جنازہ میں کثیر مسلمانوں کی شرکت اس کے عنداللہ مقبول ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا یہ قول مشہور ہے کہ " ہمارے جنازے ہمارے حق پر ہونے کی گواہی دیں گے"۔ نیز حدیث شریف میں مسلمانوں کو زمین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ قرار دیا گیا ہے۔ بلاشبہ ان کے جنازوں میں لاکھوں مسلمانوں کی شرکت ان پاکیزہ بزرگوں کے حق پر ہونے کی دلیل بھی ہے اور ان کے اولیاء اللہ ہونے کی سند بھی۔ رب تعالیٰ اپنے اولیاء سے بغض و عناد رکھنے سے بچائے اور ہمیں دنیا و آخرت میں ان کی محبت، رفاقت اور شفاعت نصیب فرمائے، آمین۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی رحلت،

اہلسنت کا بہت بڑا خسارہ

فاضل جلیل علامہ مولانا شیر محمد نقشبندی
خطیب جامع مسجد غوثیہ، سرگودھا

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا کیونکہ اب ایسی شخصیات کا ملنا مشکل ہے۔ قبلہ شاہ صاحب کے مریدین اور متوسلین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ کی متعدد تصانیف اور تقاریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ وقت کے محقق تھے۔

آپ متواضع اور خلق عظیم کا مجسمہ تھے۔ جو کوئی آپ سے ملتا وہ آپ کی شخصیت سے ضرور متاثر ہوتا۔ آپ کی طبیعت مبارکہ بہت سادہ تھی۔ حقیقتاً آپ اس حدیث شریف کا مصداق تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

البذاذۃ من الایمان ”سادگی ایمان کی علامت ہے“۔

قبلہ شاہ صاحب نے تبلیغ دین کے حوالے سے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں بلکہ غیر ممالک کے مسلمانوں کو بھی بہرہ ور فرمایا ہے۔ آپ نے دین متین کی سربلندی اور سرفرازی کے لیے دور دراز مختلف ممالک کے دورے کیے اور وہاں کے مسلمانوں کو دین اسلام کی تعلیمات سے حقیقی معنوں میں روشناس کرایا۔ آپ خطوط کے علاوہ انٹرنیٹ کے ذریعے بھی دنیا بھر سے پوچھے گئے دینی سوالوں کے حکمت بھرے جوابات ارشاد فرماتے تھے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور نظریات سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا اور عشق رسول ﷺ کی شمع لوگوں کے دلوں میں روشن کی اور اعلیٰ حضرت کے مشن کو جو کہ عشق رسول ﷺ کے فروغ پر مبنی تھا، پایہ ء تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کا اندازِ بیاں اتنا سادہ اور پر سوز ہوتا تھا کہ متشدد نظریات کے حامی لوگ بھی آپ سے متاثر ہو کر راہِ راست پر آجاتے۔ قبلہ شاہ صاحب کا ایک وصف یہ تھا کہ انہوں نے ہمیشہ دین اسلام کی خدمت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی اور پوری زندگی اللہ

اور اس کے رسول کی اتباع میں اور دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے گزار دی۔ آپ کی شخصیت میں کبھی دنیاداری کا رنگ نہیں ابھرا بلکہ آپ نے ہمیشہ درویشی کی زندگی بسر کی۔

آپ کا مطالعہ بڑا وسیع تھا۔ آپ ہمیشہ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ اس کا اندازہ قبلہ شاہ صاحب کی تقاریر اور تصانیف سے ہوتا ہے کیونکہ قبلہ شاہ صاحب نے اپنی کتابوں اور تقاریر میں ایسی نایاب کتابوں کے حوالے دیے ہیں جو کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے۔ ایسے مرد درویش دنیا میں بہت کم ہیں۔ حضور قبلہ شاہ صاحب کے وصال سے تمام مسلمانانِ عالم اور بالخصوص اہل سنت کو بہت خسارہ ہوا ہے، کیونکہ حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے،

موت العالِم موت العالَم ”عالم کی موت عالَم یعنی جہان کی موت ہے“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت قبلہ شاہ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

عظیم علمی وروحانی شخصیت

علامہ مولانا محمد معروف نقشبندی
خطیب جامع مسجد ذوالنورین ومہتمم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، اسلام آباد

پیر طریقت رہبر شریعت نمونہ اسلاف عالم باعمل علامہ سید تراب الحق شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم علمی وروحانی شخصیت تھے۔ محبتِ رسول ﷺ آپ کے رگ وریشے میں سمائی ہوئی تھی۔ علماء سے بہت محبت کرنے والے تھے اور دین متین کی نشرواشاعت کے لیے رات دن مسلسل جد وجہد کرتے تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے امین تھے اور محبتِ رسول ﷺ کو پھیلانے کی سعی جمیل کرتے رہتے تھے۔ صحابہ کرام، اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے حد درجہ محبت کرتے تھے اور ان کی محبت کا درس دیتے رہتے تھے۔ آپ کی تقاریر اور تصانیف اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپ کی محفل میں بیٹھنے والا شخص اطمینانِ قلبی محسوس کرتا تھا اور آپ کے نفیس اور عمدہ کلام سے اس کا ایمان تازہ ہوتا تھا۔ آپ جہاں دن رات دین کی خدمت میں مشغول ہوتے وہاں دوسروں کو بھی دین کی خدمت کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ آپ کی تربیت کے زیرِ اثر پروان چڑھنے والے انجینئر علامہ حافظ محمد آصف قادری جو درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی علمی و تحقیقی تحریریں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے تربیت یافتہ لوگ جب اتنے عظیم ہیں تو آپ کا کیا کہنا۔

میں نے زمانہ طالب علمی میں جامع مسجد سبزی منڈی (راولپنڈی) میں آپ کے بیانات سنے اور آپ کی زیارت کی۔ پروقار شخصیت، جاہ وجلال، علمی کمال، عمدہ استدلال، عوام وخواص کے لیے آپ کی گفتگو نہایت مؤثر ہوتی اور ان کے دلوں کو موہ لیتی۔

اس کے بعد جناب علامہ محمد آصف قادری صاحب کی مسجد کنزالایمان میں سال میں ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت ہونے لگی۔ علامہ مفتی ضمیر احمد ساجد صاحب میرے ساتھ موجود ہوتے۔ پروگرام کے اختتام پر جب کھانا کھاتے تو اس وقت بھی آپ ہر ایک کی خیریت دریافت فرماتے اور

پوچھتے، جناب آج کل کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی علمی کاوشیں کیا ہیں؟ تحریر کے میدان میں آپ نے کتنا کام کیا؟ آپ سے ملنے والا ہر ایک آدمی یہ سمجھتا تھا کہ آپ مجھ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

آپ نے تحریک ختم نبوت میں بہت کام کیا۔ حکومتی سختیوں کے باوجود آپ نہایت دلیری کے ساتھ مختلف مساجد اور جلسوں میں تقاریر فرمایا کرتے۔ آپ نے قومی اسمبلی میں بھی ہمیشہ کلمہ حق بلند کیا اور اپنے مسلک کی ترجمانی کی۔ کبھی بھی آپ کو کوئی خوف اور لالچ حق کہنے سے نہیں روک سکا۔ آپ کی رحلت سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے اور ہم ایک محبت کرنے والے عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی دینی خدمات اور اہلِ سنت سے محبتیں کیا تھیں، اس کا ثبوت ان کی نماز جنازہ پر ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو مشائخ، علماء اور عوام کا تھا جو شاید غازی ممتاز حسین قادری شہید کی نماز جنازہ کے بعد ملکی تاریخ کا دوسرا بڑا اجتماع تھا۔ یہ عظیم الشان اجتماع اس حقیقت کا گواہ ہے کہ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے فیض کو جاری وساری فرمائے، آمین۔

وہ حوصلہ افزا چلا گیا

حضرت علامہ سید محمد ممتاز اشرفی
مہتمم دارالعلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی کراچی

الحمد لله الذی انزل القران بالحق والصلوٰة والسلام علی رسوله الذی بعث بالحق وعلی اله واصحابه الذین اتبعوا الحق وعلی اولیائه الذین نشروا الحق منهم تراب الحق الذی بلغ الناس الدین الحق

محبوب العلماء، مطلوب العرفاء، مخدوم النفساء، حامیٔ حق، قائل حق، سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ الحق، دنیائے اہلسنّت میں کسی تعارف جدید کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ نے رب کریم کی عطا کردہ زندگی کو اسی کی مخلوق کی رشد وہدایت میں خرچ کیا۔ آپ علالت طویلہ کے باوجود بستر علالت پر بھی عوام اہلسنّت کی خیر خواہی کیلئے کوشاں رہے۔ جس کی گواہی آپ کے دامن عطوفت میں نشست وبرخاست کرنے والے یقیناً دیں گے۔

آپ علماء اہلسنّت سے بڑے خلوص اور بڑے پرجوش انداز سے ملتے تھے اگر ان میں سے کوئی عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہوتا۔ آپ ان علمائے کرام کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ سر دست میں اپنی حوصلہ افزائی کی بات کرنا چاہونگا۔ میری تصانیف میں سے دو کتابوں پر حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے حوصلہ افزا تقریظ تحریر فرمائی جو میری کتابوں میں چھپ چکی ہیں۔ ایک ''معارف سلسلہ اشرفیہ'' دوم ''برحان الصلوٰۃ'' یہ دونوں کتابیں کئی دفعہ چھپ چکی ہیں۔

اسی طرح جب میرے پیرو مرشد مخدوم العلماء حضرت سید محمد اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو میں نے آپ سے تاثر پر مبنی کچھ لکھنے کی عرض پیش کی اور کہا کہ جب آپ کہیے گا وہ تحریر تاثر لینے کے لئے میں خود آپ کی خدمت میں آجاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اتنی ہی بات ہے تو آپ کو اتنے دور سے آنے کی ضرورت نہیں ہے، میں لکھ کر آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ پھر آپ نے وعدہ کے مطابق اپنا تاثر لکھ کر بھیج دیا جو کہ کچھوچھہ شریف انڈیا سے ''شیخ اعظم نمبر'' میں چھپ چکا ہے۔

اسی طرح رشیدیہ علم مناظرہ کی مشکل ترین کتاب ہے جب اس کتاب کی شرح مکمل ہوئی اور شائع کرنے کا وقت آیا تو حضرت صاحب علیہ الرحمہ ملک سے باہر تھے اس لئے تقریظ کے سلسلے میں ہاتھ مل کر رہ گیا جب آپ ملک میں تشریف لائے تو میں نے اپنی روداد سنائی اور کہا کہ مجھے شرح میں آپ کی تقریظ نہ ہونے کا افسوس رہے گا۔ آپ نے سنکر برجستہ حوصلہ افزا جملہ ارشاد فرمایا کہ ''اشرفی صاحب مجھے بھی تقریظ نہ لکھنے کا افسوس رہے گا''

غرض کہ اس قسم کے حوصلہ افزا واقعات یقیناً دیگر علمائے اہلسنّت کے ساتھ بھی پیش آئے ہونگے۔

اس لئے بلاشبہ آپ ''محبوب العلماء'' ہیں۔ خانقاہی نظام کو جس عالمانہ شان بان کے ساتھ آپ نے چلایا اس کے تناظر میں آپ ''مطلوب العرفاء'' لقب کے مستحق ہیں۔ اس طرح حکیمانہ تربیت کی بدولت آپ نے بے راہ روی کے شکار لوگوں کو راہ حق پر گامزن کیا۔ یقیناً آپ ''مخدوم النفساء'' یعنی نفیس ترین لوگوں کے مخدوم کہلانے کے مستحق ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے جانشین علامہ سید شاہ عبدالحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کو صبر واستقامت عطا فرمائے اور والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کے جملہ معتقدین ومریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

سید محمد ممتاز اشرفی
دارالعلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی کراچی

بیہقیِ وقت اور مخدومِ اہلِ سنت

مفتی محمد اکرام المحسن فیضی
رئیس دارالافتاء، انجمن ضیائے طیبہ، کراچی

مخدومِ اہلِ سنّت، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، ولیِ نعمت، حضرت علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصالِ پُر ملال سے اہلِ سنّت کی تاریخ کا ایک باب بند ہوگیا۔ قحط الرجال کے اس دور میں حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کا چلے جانا عالمِ اسلام کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

احقر کے جدّامجد بیہقیِ وقت، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مخدومِ اہلِ سنّت، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے گہرے روابط رہے، جو راقم الحروف کے مشاہدات میں سے ہیں۔

دونوں ہی حضور مفتیِ اعظمِ ہند رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خلیفہ تھے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کرتے ہوئے دونوں اپنی اپنی جگہ مصروفِ عمل رہے۔

پہلی ملاقات:

حضرت قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک مقام پر، فرماتے ہیں کہ بیہقیِ وقت سے اُن کی پہلی ملاقات لاہور میں ہوئی، جب دونوں شخصیات حکیمِ اہلِ سنّت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دعوت پر یومِ رضا کے سلسلے میں منعقدہ ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے تشریف لائے تھے، اس کانفرنس کی صدارت استاذ العلما حضرت علامہ مولانا تقدّس علی خاں بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمائی، جب کہ اس کانفرنس میں ان دونوں شخصیات کے علاوہ غزالیِ زماں، رازیِ دوراں، حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، مجاہدِ ملت، حضرت مولانا عبد الستار خاں نیازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، شرفِ ملت، حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مہمان مقرر کے طور پر تشریف لائے تھے۔

بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منسوب ایک غلط فتویٰ کی وضاحت:

جس زمانے میں قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دارالعلوم امجدیّہ میں اپنی خدمات پیش فرماتے تھے اس دوران دارالعلوم امجدیہ کے مفتیانِ کرام نے شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے رجوع کرکے، بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منسوب ایک غلط فتویٰ پیش کیا، جس میں اعلیٰ حضرت

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا علمائے دیوبند کی تکفیر سے رجوع کرنا وغیرہ درج تھا؛ جس پر قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا یہ ممکن ہی نہیں کہ فیضی صاحب نے ایسا فتویٰ جاری کیا ہو اور فوری طور پر ایک خط بیہقیِ وقت کے نام روانہ کیا اور اس کی وضاحت چاہی۔ بیہقیِ وقت نے جوابی خط روانہ کیا کہ یہ غلط فتویٰ مجھ سے منسوب کیا گیا ہے اور یہ دیابنہ کی سازش ہے جس کی تردید متعدد ماہانہ رسائل، مستقل کتب نیز پریس کانفرنس منعقد کرکے کی جاچکی ہے کہ یہ میرا فتویٰ نہیں۔

بیہقیِ وقت کا کراچی قیام:

جس زمانے میں حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ درسِ حدیث کے لئے جامعۃ المدینہ گلستانِ جوہر کراچی تشریف لائے، گاہے بگاہے دونوں شخصیات کی ملاقات رہتی۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی جامعۃ المدینہ گلستانِ جوہر آمد ہوئی اور حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چوں کہ سادات سے بے حد ادب واحترام سے پیش آتے، قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے محبت واحترام سے ملاقات فرمائی اور آپ کی طرف سے دی گئی جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان کراچی کے منعقدہ ماہانہ درسِ قرآن کی دعوت کو قبول فرمایا۔

اس کے بعد متعدد درسِ قرآن کی محافل میں حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خطابات ہوئے۔

دو محافل بطورِ خاص مجھے یاد ہیں:

ایک محفل قادری مسجد سولجر بازار میں ”اسلام میں بیعت کا تصوّر“ کے عنوان سے منعقد ہوئی، جس میں دونوں شخصیات نے تاریخی خطاب فرمایا۔

اور اسی طرح جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان کراچی کے زیرِ اہتمام ماہانہ درسِ قرآن کی وہ یادگار محفل جس میں ”وسیلہ“ کے موضوع پر حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا تاریخی خطاب ہوا۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بغور اس خطاب کو سماعت فرماتے رہے، بلکہ بعض نکات نوٹ بھی فرماتے رہے۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے ایک غیر ملکی تبلیغی سفر کے موقع پر حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے خطاب کی سی ڈیز خاص تعداد میں اپنے ساتھ لے گئے اور وہاں اہلِ علم و اصحابِ فکر حضرات میں تقسیم فرمائیں۔

بطورِ حجت بیہقیِ وقت کا نام پیش کرنا:

ملیر کے ایک عالمِ دین نے ایک خاص مسئلے میں فتویٰ دیا، جس میں قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا موقف اس سے مختلف تھا جب کہ یہی موقف بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا تھا اور

بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے موقف کی تائید میں حضرت شیخِ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عبارت پیش کی اور شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو بھی اس کی کاپی بھجوادی۔

شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے خطاب میں اپنے موقف کی تائید میں حضرت شیخِ محقق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عبارت پیش کی اور بطورِ حجت اس میں فرمایا کہ کراچی کے مشہور و معروف شیخ الحدیث علامہ مفتی منظور احمد فیضی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، ہزاروں علماء جن کے شاگرد ہیں، کا بھی یہی موقف ہے۔

ایامِ علالت:

حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب گردوں کے مرض میں مبتلا ہوئے اولاً آپ کتیانہ ہسپتال کھارادر کراچی میں اور اس کے بعد لیاقت نیشنل ہسپتال میں زیرِ علاج رہے۔

شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کتیانہ ہسپتال میں بطورِ عیادت تشریف لاتے رہے، اس کے بعد لیاقت نیشنل اسپتال میں آپ کا اکثر یہ معمول رہا کہ آپ عیادت کے لئے تشریف لاتے اور وہاں کے ڈاکٹرز سے ملاقات کر کے حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے علاج کے لئے بطورِ خاص تاکید فرماتے اور اسی طرح جب آپ کو ہسپتال سے ڈسچارج کیا گیا اور آپ کو اپنے آبائی علاقہ احمد پور شرقیہ لے جایا جانے لگا تو حضرت شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہسپتال تشریف لائے اور آپ کے قدموں کو چھوا اور ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لگایا، اللہُ اَکبر! اتنی تواضع، انکساری اور اپنے اکابر کا اس قدر احترام کہ ماضی کے علما کی یاد تازہ ہوگئی۔

حالاں کہ اتنی علمی و روحانی شخصیت جس کا کراچی میں طوطی بول رہا ہو اور اس قدر تواضع وانکساری کا پیکر ہو؛ بلکہ یہی نہیں، جب بھی ان دونوں شخصیات کی ملاقات ہوتی شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دست بوسی فرماتے۔

بیہقیِ وقت کا جنازے کی وصیت کرنا:

حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے وصال سے قبل یہ وصیت فرمائی کہ اگر میرا انتقال کراچی میں ہو جائے تو شاہ صاحب جنازہ پڑھائیں۔

حضرت قبلہ بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے لئے یہ وصیت فرمانا، شاہ صاحب سے محبت نیز شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی عظمت کی دلیل ہے۔ حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو احمد پور شرقیہ سے علاج کے لیے کراچی لایا گیا اور اسی دن، رات ۹ بجے آپ کا وصال ہوا اور حسبِ وصیت اس شب ۱۲ بجے دار العلوم امجدیہ میں حضرت شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔

محفلِ ایصالِ ثواب کا اہتمام:

حضرت شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زیرِ سرپرستی جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان کراچی کے زیرِ اہتمام النساء کلب میں حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے لیے ایصالِ ثواب کی تقریب کا اہتمام ہوا۔ اسی دن آپ کے چہلم کی تقریب احمد پور شرقیہ میں منعقد ہوئی۔

مزارِ پُر انوار پر حاضری:

حضرت قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اپنے تعلق کو خوب نبھایا اور اپنے پنجاب کے ایک تبلیغی دورے کے دوران احمد پور شرقیہ تشریف لائے اور حضرت بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی۔

شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے تاثرات:

احقر نے بیہقیِ وقت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پہلے عرس کے موقع پر آپ کی حیاتِ طیبہ پر ایک رسالہ ترتیب دیا اور اس میں متعدد علمائے کرام کے تاثرات بھی شامل کیے۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے تاثرات لکھنے کے لئے عرض کیا، آپ نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں اور تاثرات تحریر فرمائے جو کہ بیہقیِ وقت نامی رسالہ مطبوعہ انجمن ضیائے طیبہ کراچی میں شامل ہیں۔

رسالے کی طباعت کے بعد میں نے حاضر ہو کر رسالہ پیش کیا، بہت خوش ہوئے اور رسالۂ ہٰذا کے متعدد نسخے طلب فرمائے۔

''تقاریظِ رضا بر تصانیفِ اہلِ صفا'' پر تقریظ:

احقر راقم الحروف نے اپنی کتاب ''تقاریظِ رضا بر تصانیفِ اہلِ صفا''، جو کہ سیّدی اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اپنے ہم عصر علما کی کتب پر تحریر کی گئی تقاریظ نیز ان کے فتاوٰی کی تصدیقات کا مجموعہ ہے، کا مسوّدہ حضرت قبلہ شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور تقریظ کے لئے عرض کیا، آپ نے حسبِ سابق احقر کو شفقت و محبّت سے نوازا اور اس کتاب پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا اور تقریظ بھی تحریر فرمادی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے مزارِ پُر انوار پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے، آپ کے فیض کو تا قیامت جاری و ساری فرمائے!

آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ!

علامہ شاہ تراب الحق قادری

حق کی آواز

پیر طریقت مفتی عبدالعلیم القادری
چیئرمین دارالعلوم قادریہ سبحانیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی، مرکزی نائب امیر جمعیت علماء پاکستان، صوبہ سندھ
چیئرمین سنی علماء ومشائخ کونسل، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عمل صالحامن ذکرا او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیٰوۃ طیبۃولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔

ترجمہ: جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم اسے اس کے اعمال کی اچھی جزاء دیں گے۔ (النحل، آیت 97)

عجب تماشہ ہے حسنِ جاناں شروع کروں میں کہاں سے پہلے
ہر اک گوشہ پکارتا ہے یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے

پیر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ حق کی آواز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی محفل کی رونق بنتے تو ہر طرف سے یہ آواز گونجی

مردِ مومن مردِ حق تراب الحق تراب الحق

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ قائدانہ صلاحیت کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ربع صدی سے زیادہ عرصہ تک جماعت اہلسنت پاکستان کراچی کے امیر رہے۔ محترم المقام علامہ خطیب اللہ وسایا صاحب کی مدتِ امارت مکمل ہوئی تو بعدازاں انتخاب امیر کے لئے جامعہ نعیمیہ فیڈرل بی ایریا میں سب سے پہلا اجلاس ہوا تو فقیر عبدالعلیم القادری اور ڈاکٹر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب نے سب سے پہلے علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کے لئے بحیثیت امیر تقرر کی حمایت کی۔ بعدازاں رفتہ رفتہ علماء کرام کی حمایت سے آپ جماعتِ اہلسنت پاکستان کراچی کے امیر مقرر ہوئے۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری سے میرے مرشد ووالد گرامی پیر طریقت مفتی بابا عبدالسبحان القادری اور مجھ فقیر عبدالعلیم القادری کی وابستگی 1974 سے جماعت اہلسنت اور جمعیت علماء پاکستان کے حوالے سے تاوفات رہی۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری گرج دار اور بارعب آواز میں عالمانہ خطاب فرماتے تھے، جب آپ خطاب فرماتے تو مجمع پر سکوت طاری ہو جاتا۔ آپ سچے عاشق رسول تھے۔ آپ نے اہلبیت کا چشم وچراغ ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے 1986 میں تحفظِ ناموسِ رسالت ایکٹ کی بحث میں حصہ لے کر گستاخ رسول کی سزا موت ہے 295/C کے قانون بننے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دارالعلوم امجدیہ کے ٹرسٹی، مصلح الدین گارڈن میمن مسجد کے خطیب، مدرسہ انوار القرآن کے مہتمم، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سرپرست اعلیٰ اور بہت سے دینی ورفاہی اداروں اور تنظیموں کی سرپرستی فرماتے رہے۔

علامہ سید شاہ تراب الحق سلسلہ قادریہ کے شیخ طریقت بھی تھے۔ پاکستان اور پاکستان سے باہر دنیا بھر میں لاکھوں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نہایت مشفق ومہربان تھے۔ میرے والد گرامی پیر طریقت مفتی بابا عبدالسبحان القادری کا سانحہ ارتحال ہوا تو علامہ سید شاہ تراب الحق قادری جنازہ میں تشریف لائے پھر سوئم میں بھی تشریف لائے۔ نماز مغرب کی امامت فرمائی۔ بعدازاں پیر سید فیروز شاہ قاسمی مدظلہ العالی اور استاد العلماء مفتی غلام نبی فخری مدظلہ العالی ودیگر علماء کے ہمراہ مرشدی ووالدی پیر طریقت مفتی عبدالسبحان القادری کے بارِ امانت کو بصورت دستار میرے سر پر رکھا۔

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی دار العلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی سے وابستگی ہمیشہ رہی۔ بارہا سالانہ جلسہائے دستار فضیلت میں خطاب فرماتے رہے۔ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ سے دلی محبت رہی یہی وجہ ہے کہ آپ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کی تعمیر وترقی میں ہمیشہ کوشاں رہے یہاں تک کہ بہت مرتبہ مشکل حالات میں مالی تعاون بھی فرماتے رہے۔

علامہ سید شاہ تراب الحق ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، بہت سارے شعبوں میں آپ کی نمایاں خدمات ہیں اور ہر شعبہ میں خدمات کو احاطہ تحریر میں لانے کے لئے بہت دفتروں کی ضرورت ہے۔ میں انہی الفاظ پر اکتفاء کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطاء فرمائے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کے صاحبزادے وخلیفہ سید عبدالحق شاہ صاحب کو اپنے والد گرامی کی امانتوں کو امت مسلمہ تک صحیح معنوں میں پہنچانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

امیر اہل سنت و جماعت

علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ
علامہ بشیر فاروق قادری
سربراہ سیلانی ویلفیئر سوسائٹی

امیر اہل سنت و جماعت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے دینی، مذہبی اور علمی حلقوں میں ایک مقتدر علمی شخصیت کے حوالے سے معروف تھے۔ آپ بجا طور پر ایک مفکرِ اسلام، قرآن و سنت کے سچے داعی، امن کے علم بردار اور علوم شریعت کے ماہر اور حاذق تھے۔ آپ نے اندرون ملک کے علاوہ بیرونِ ملک میں بھی دعوتِ اسلام کے پھریرے لہرائے اور ایک عالم نے آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔ کہنے والوں نے آپ جیسی سربرآوردہ علمی شخصیات ہی کے لیے کہا گیا ایک عربی مقولہ جو بہت مشہور ہے: موت العالم موت العالم کہ ایک عالم کی موت در حقیقت پورے جہاں کی موت ہے۔ قدرت نے آپ کو علم و عمل کا بے بہا خزانہ عطا فرمایا تھا۔

قبلہ موصوف شاہ صاحب کو میں ۱۹۷۸ء سے جانتا ہوں اس وقت میں کوچنگ والا مارکیٹ کھارادر میں جاب کرتا تھا اور حضرت اخوند مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ پھر باقاعدہ تعارف حاجی حنیف بلو صاحب کے توسط سے ہوا، اور حاجی صاحب نے ہی سب سے پہلے مجھے حضرت سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی علمی و عملی شخصیت سے متعارف کروایا۔

اور ہم کئی سالوں تک فجر کی نماز اخوند مسجد میں ادا کرتے رہے اور شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی صحبت کی برکتیں لوٹتے رہے، اور شرعی مسائل میں رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ اور ان کے ساتھ روزانہ بعد از فجر قاری مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے پیدل چل کر حاضر ہوتے۔ اور ان کے روحانی فیض سے مستفیض ہوتے۔ اور یہ سلسلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک جاری رہا۔ پھر شاہ صاحب کی صحبت میں حاضری ہوتی رہی اور الحمد للہ! تا وقتِ وصال آپ سے بھی ملاقات کا شرف جاری و ساری رہا۔

شاہ صاحب کی اقتدا میں میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں نمازِ عصر با جماعت کے بعد تقریباً ۲۳ سال تک دعوت اسلامی کے تحت ہونے والا درس دیتا رہا۔ الحمد للہ! مجھے شاہ صاحب سے دلائل الخیرات

اور حزب البحر کی اجازت بھی حاصل ہے۔ اور مجھے اس بات کا شرف رہا ہے کہ شاہ صاحب کے ساتھ جلوت و خلوت میں کئی بار مجلس کا موقع ملا۔ قبلہ شاہ صاحب کے ساتھ موٹر سائیکل پر نکاح پڑھانے کے لیے جانے کا بھی حسنِ اتفاق ہوا ہے۔ الیکشن کے زمانے میں بھی شاہ صاحب کے ساتھ رہنے کا خصوصی موقع ملا ہے۔ اور آپ ہی کے زیر نگرانی کئی سال دار العلوم امجدیہ میں درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ کیونکہ شاہ صاحب اہل سنت کی عظیم درس گاہ دار العلوم امجدیہ میں کئی سال تک نظامت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ یوں سمجھ لیں زندگی کا ایک طویل عرصہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمت و رضوان کی برسات فرمائے۔ اور ان کی میری ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور ان کی اولاد کو ان کے لئے صدقہ جاریہ کا سبب بنائے۔

آمین

العارض مولانا بشیر فاروق قادری

الرضا پروسس
ہر طرح کی چھپائی کے کام کے لئے رابطہ کریں
Al Raza Process
Deals in All Kinds of Printing
Suite # 16-20, Mezanine Floor, Kohinoor Square,
Pakistan Chowk, Karachi.
Email: alrazap@gmail.com
Phone: 021-32212291

علامہ شاہ تراب الحق قادری

عالم باعمل، فاضل بے بدل

از محمد عثمان خان نوری
سابق رکن قومی اسمبلی

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا "ہمارے جنازے حق پر ہونے کی گواہی دیں گے۔" حضرت شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کا سفرِ آخرت اس قول کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ سندھ کے صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ویسے تو پرندے اور انسان بظاہر ایک جیسے ہی ہوتے ہیں لیکن وہ چند ہی ہوتے ہیں جن میں بہار کی مہک آتی ہے۔" یہ سب یاد اس مرحلے پر آیا جب سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی تدفین اور جنازہ میں شرکت کا موقع ملا۔ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ قافلۂ عشق کے فرد تھے کہ ان سے وابستہ دنیا بھر میں پھیلے لاکھوں افراد اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتے ہیں، وہ ہمہ گیر شخصیت تھے، تبلیغ و اشاعت دین کے حوالے سے انہوں نے پاکستان کے طول و عرض سے لے کر ہندوستان، مشرقِ وسطیٰ، یورپ، امریکہ اور افریقی ممالک تک دینی خدمات سرانجام دیں، مختلف موضوعات پر متعدد کتب تحریر کیں، لوگوں کی اصلاح احوال اور تزکیہ قلوب کے حوالے سے شاندار خدمات انجام دیں۔

مولانا شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب پیران پیر دستگیر سیدنا شاہ عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمہ سے ملتا ہے کہ آپ پیران پیر دستگیر کی اولادِ امجاد میں سے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے وقت کے جلیل القدر علماء سے علم حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ خلیفہ حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان قادری رضوی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کے نام نمایاں ہیں جبکہ روحانی حوالے سے حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اور قطب مدینہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا شاہ فضل الرحمن مدنی علیہ الرحمہ سے آپ کو اجازت و خلافت کا شرف حاصل تھا۔ ان درویشوں کے روحانی فیوض و برکات نے شاہ صاحب قبلہ کی شخصیت میں خوبصورتی اور نکھار پیدا کر دیا تھا جو اس قبیل کے لوگوں میں ہوتا ہے

راقم (عثمان نوری) سے ان کی پرانی رفاقت تھی، دینی و دنیاوی مصروفیات کے حوالے سے ورجینیا (امریکہ) میں کئی سال رہائش رہی۔ شاہ صاحب قبلہ ہر سال تبلیغی حوالے سے امریکہ کے دورے پر تشریف لاتے تھے، ہمیشہ دورے سے واپسی پر ایک ہفتہ میرے غریب خانے پر تشریف فرما ہوتے۔ 1985ء میں وہ ہمارے

ساتھ کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، قومی اسمبلی کی کاروائی میں ہمیشہ دلچسپی لیتے اور ایک فعال رکن کے طور پر ہمیشہ نمایاں رہے۔ قومی اسمبلی کے انتخاب اور حلف برداری کے بعد ایک دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا۔ ہوا کچھ یوں کہ مارشل لاء کی وجہ سے (صدر ضیاء الحق نے جو کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر) بھی تھے وزیر اعظم کی نامزدگی کا اختیار بھی لے رکھا تھا، چنانچہ صدر صاحب نے ہر صوبے کے اراکین قومی اسمبلی سے ایوانِ صدر میں علیحدہ علیحدہ ملاقاتوں کا پروگرام بنایا، جب سندھ کے اراکین سے ملاقات ہوئی تو اس میں سینئر سیاستدان بھی شریک تھے۔ جن میں مرحوم عبدالحمید جتوئی اور نوشہرو فیروز کے سید ظفر علی شاہ جیسے پارلیمنٹیرین بھی موجود تھے۔ اتفاق سے میں سندھ کا کم عمر رکن اسمبلی تھا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد صدر ضیاء الحق نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں قومی امور میں استخارہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے وزیر اعظم کے سلسلے میں جب استخارہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے محمد خان جونیجو کا نام مجھ پر ظاہر کیا ہے جو ایک شریف اور دیانتدار سیاستدان ہیں، مجھے امید ہے کہ وزیر اعظم کے طور پر محمد خان جونیجو کے لئے آپ میری تائید کریں گے۔ صدر ضیاء الحق نے جب اپنی تقریر ختم کی تو میں نے سوال کیا کہ صدر محترم! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کی کس شق میں تحریر ہے کہ وزیر اعظم کی نامزدگی کیلئے صدر مملکت استخارہ کریں گے؟

میرے اس استفسار پر صدر ضیاء الحق کے چہرے پر خفگی کے تاثرات ابھرے لیکن جواب سے گریز کیا، میں نے دوبارہ مداخلت کی اور صدر مملکت سے پھر کہا کہ جس طرح صدر کی حیثیت سے آپ ہمارے سامنے جوابدہ ہیں اسی طرح ہم عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اس پر انہوں نے ناراضگی سے کہا کہ آپ بھی ایک ہفتہ پہلے ہی منتخب ہو کر آئے ہیں میں تو لوگوں کے آٹھ برس سے اعتراضات برداشت کر رہا ہوں۔ اس موقع پر سید شاہ تراب الحق قادری نے میری حمایت کی اور صدر ضیاء الحق کو گونج دار آواز میں اس طرح مخاطب کیا۔ آپ نے عثمان نوری سے کہا ہے کہ وہ ایک ہفتہ پہلے منتخب ہوئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ پانچ سال تک قومی اسمبلی کے رکن رہیں گے۔ آپ ان کے سوال کا جواب دیجئے۔ اجلاس میں سناٹے کی کیفیت تھی واقعتا ایسی جرأت صرف شاہ صاحب ہی کر سکتے تھے اور اس کے مظاہر بعد میں بھی بارہا نظر آئے اور قومی اسمبلی میں آئین سازی کے حوالے سے انہوں نے جہاں دیگر خدمات انجام دیں وہاں ناموسِ رسالت کے حوالے سے جو تاریخی بل منظور کرایا گیا وہ علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، حاجی حنیف طیب اور ان کے دیگر ساتھیوں کا تاریخی کارنامہ اور اعزاز ہے۔ علامہ شاہ تراب الحق قادری ایک بھرپور اور کامیاب مثالی زندگی گزارنے کے بعد دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ پھر شاہ لطیف یاد آتے ہیں جنہوں نے کہا تھا "جو لوگ راتوں کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، پس مرگ ان کی مرقد پر کروڑوں لوگ سلامی کیلئے حاضری دیتے ہیں"

شاہ تراب الحق قادری صاحب علیہ الرحمہ کی آخری آرام گاہ پر ان کے استاذ حضرت قاری مصلح الدین صدیقی کے مزار کی طرح آج بھی میلہ لگا ہے اور آئندہ بھی اسی طرح اجتماع رہا کرے گا جو ان کے مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہونے کی دلیل ہوگی۔

فرزندِ رسول ﷺ

پروفیسر محمد اسمٰعیل بدایونی

میں تقریر کرنے کے پیسے نہیں لیتا

میں نے جیسے ہی لفافہ آگے بڑھایا فرزندِ رسول ﷺ نے میرے ہاتھ کو روک دیا

حضرت یہ آپ کی نذر ہے۔۔۔۔میں نے ضد کی لیکن فرزندِ رسول ﷺ کی ناں، ہاں میں تبدیل نہیں ہوئی

کراچی کی سرزمین پر سال کے ۳۶۵ دن میں بلا مبالغہ ایک ہزار تقاریر۔۔۔۔خدمتِ دین سے سرشار فرزندِ رسول ﷺ کی زبان جب حرکت میں آتی تو اہلِ نظر کہہ اٹھتے تھے کربلا کے خون کی حرارت بول رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

جب اقتدار کی منڈیوں میں دین فروش، دین بیچ رہے تھے، فرزندِ رسول ﷺ اعلائے کلمۃ الحق کی صدا بلند کر رہا تھا۔۔۔۔جب ہوسِ منصب عقل کے چراغ گل کر رہی تھی تو فرزندِ رسول ﷺ عشقِ رسول ﷺ کے دیپ روشن کر رہا تھا۔۔۔۔۔جب لادینیت، دین کا لبادہ اوڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے دین کو ڈھانے نکلی تو فرزندِ رسول ﷺ نے لادینیت کے خلاف علم و عمل کا علم بلند کیا۔۔۔۔فرزندِ رسول ﷺ ردائے زر کا نہیں دار و رسن کا شیدا تھا۔۔۔۔فرزندِ رسول ﷺ کے لیے اقتدار ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔۔۔۔دولت بچھنے کے لیے تیار تھی مگر فرزندِ رسول ﷺ کے قدموں میں لغزش نہ آئی۔۔۔اپنے نانا جان کے ناموس کا کبھی سودا نہیں کیا۔

کہنے والو نے کہا: ممتاز قادری کا دفاع نہ کریں امریکہ کا ویزہ نہیں ملے گا۔۔۔۔۔۔فرزندِ رسول ﷺ نے مسکرا کر ٹھوکر مار دی

اور اپنے کریم مرشد سیدی اعلیٰ حضرت کی زبان میں یوں جواب دیا

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

کیسے کہوں کہ وہ پاسبانِ ناموسِ رسالت ﷺ وصال کر گیا۔۔۔۔۔کیسے کہوں کراچی کے اُفق پر شہنشاہِ خطابت کا لقب پانے والا آفتاب غروب ہو گیا۔۔۔۔کیسے کہوں آسمانِ حق کا ستارہ چلا گیا۔۔۔۔۔۔

فرزندِ رسول ﷺ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال دینِ اسلام کا بہت بڑا خلا ہے یہ پر نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ کریم فرزندِ رسول ﷺ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے، ان کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے، ان کے لواحقین، مریدین اور محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے

آمین

وفا

پروفیسر محمد اسمٰعیل بدایونی

وہ بچہ کئی دنوں تک سویا نہیں

چیخیں ابھی تک اس کا تعاقب کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

وہ بہت ظالم لوگ تھے بابا!

تم نے کیا دیکھا؟ بابا جان نے اپنے کمسن بیٹے سے پوچھا

میں نے دیکھا کہ جس شخص کو بھی وہ یہ نعرہ لگاتے سُنتے ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ'' اس کے ہاتھ پیر کاٹ کر اس کو قبر میں ڈال دیتے اور قبر سے آنے والی چیخوں کو سن کر وہ درندے قہقہے لگاتے۔۔۔۔

حیدر آباد دکن کے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے تھے۔۔۔بابا جان نے اپنے کمسن بیٹے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے کہا اب یہ شہر چھوڑ کر پاکستان ہجرت کرنا ہوگی، کسی خوف کے سبب نہیں بلکہ ایک ایسی ریاست میں زندگی گزارنے کی خواہش جہاں نظام، نظامِ مصطفےٰ ﷺ ہوگا۔۔۔۔۔کمسن بچے کی پاکستان آمد ہوئی وقت گزرتا رہا لیکن سقوطِ حیدر آباد دکن کے واقعات اس کے ذہن سے مٹ نہیں پائے۔۔۔۔۔

گو کہ زمانے کے کٹھن شب و روز نے وقتی طور پر سقوطِ حیدر آباد دکن کے نقوش کو کچھ دھندلا ضرور دیا تھا دوسری طرف وہ کمسن بچہ اب بچہ نہیں ایک نوجوان تھا۔۔۔''پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ'' کی صدائیں اب بھی اس سے دور نہیں ہوئیں تھی۔

وقت نے کروٹ لی حالات و واقعات میں ایک نیا تغیر رونما ہونے لگا، بھیڑیے غرانے لگے، منافقین کی ریشہ دوانیاں بھی تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔۔۔۔نادان دوستوں کی بھی کمی نہیں اور مکار دشمن نہ جانے کب سے گھات لگائے بیٹھا تھا۔۔۔۔نوجوان کی آنکھوں میں ماضی کی یادیں تھی تیرہ سال کا نوجوان شاید اپنے لاشعور میں ایک طاقتور شخص بن کر ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہتا تھا

یہ تمہاری منزل نہیں شفیق خالو جان کی آواز نے نوجوان کو چونکا دیا

پھر! نوجوان نے ادب سے پوچھا

خالو جان نے ہاتھ تھاما اور پھر جب آنکھوں نے دیکھا تو ایک عجیب منظر سامنے موجود تھا۔۔۔۔۔۔

دو ہولناک قوتیں پاکستان کو کھوکھلا کرنے کے لیے اپنے نوکیلے پنجے اور خونی دانت گاڑے بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔
دو طاقتیں ایسی تھی جو پاکستان بنتا تو دیکھنا چاہتی تھی پر وہ اس بات کی خواہش مند تھیں کہ اس ملک کا طرزِ معاشرت ''سیکولر جمہوری سرمایہ دارانہ معیشت پر مبنی طرزِ معاشرت'' ہو
تو دوسری طاقت ''مزدور کی آمریت پر مبنی کمیونسٹ کا معاشی نظام'' اس ملک میں نافذ کرنا چاہتی تھی۔
یہ دونوں طاقتیں اس بات کی آرزو مند تھیں کہ پاکستان پکے ہوئے پھل کی طرح ان کی جھولی میں گر جائے

لیکن جب ایسا نہ ہوا تو ان لوگوں نے سازشیں شروع کر دیں۔۔۔۔۔ان تمام سازشوں کو تحریک ختم نبوت۔۔۔۔ تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ ۔۔۔۔ تحریک ناموسِ رسالت ﷺ کے پس منظر میں سطحی نظر کے ساتھ بھی آپ تلاش کر لیں گے

نوجوان کی آنکھوں میں ایک مرتبہ پھر سقوطِ حیدرآباد دکن کا واقعہ تازہ ہو گیا۔۔۔۔خون کے بہتے ہوئے فوارے ۔۔۔۔اذیت ناک چیخیں۔۔۔۔آنسوؤں اور بے بسی کا ہر منظر انتقام انتقام کی صدا بلند کر رہا تھا۔۔۔۔۔
ان صداؤں کے ساتھ ہی نوجوان نے وطن کے شہداء سے عہد کیا کہ وہ اس وطن پر آنچ نہیں آنے دے گا ۔۔۔۔۔ نظریاتی سرحدوں پر اگر اسے تنہا بھی لڑنا پڑا تو وہ لڑے گا۔۔۔۔۔اس دن سے بسترِ وصال تک نہ دن کو دن سمجھا نہ رات کو رات ۔۔۔۔ شہر شہر، قریہ قریہ، بستی بستی اور گاؤں گاؤں اللہ کے نبی ﷺ کے ناموس اور وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کا دفاع کرتا رہا۔۔۔۔۔۔۔
پھر جب پیارے مصطفےٰ کریم ﷺ پر سلام پر پابندی کا مطالبہ ہوا تو نوجوان نے نہیں دیکھا کہ یہ پارلیمنٹ کی کرسیاں ہیں یا کھارادر کی گلیاں ۔۔۔۔۔امریکہ کے دوڑتی اور چیختی چنگھاڑتی زندگی ہو یا گاؤں کی خاموش اور پر سکون پگڈنڈیاں۔۔۔بس ایک آواز سُنائی دی ہر سمت سے

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

دونوں قوتیں اپنے اپنے داؤ پیچ لڑاتی رہیں کسی طرح اس مملکت خداداد پاکستان کی نظریاتی جڑیں کھوکھلی ہو جائیں مگر رسول اللہ ﷺ کا یہ شیر ہر جگہ پاکستان بنانے میں علمائے اہلسنت کا کردار لوگوں کو بتاتا رہا ۔۔۔سُناتا رہا۔

جب دین کے نام پر لوگ دینار و درہم بنا رہے تھے دین کی سربلندی کے لیے اس نے مدارس کی سرپرستی کی۔۔۔۔۔جب مساجد پر بد مذہبوں نے قبضے شروع کیے اس نے آگے بڑھ کر دفاع کیا مساجد کا۔۔۔۔۔ملک اور بیرونِ ملک مساجد و مدارس کی تعمیر میں لازوال کردار ادا کیا
یہ وطن تمہارے بزرگوں نے بنایا ہے اس کی حفاظت کرنا اس کی تعمیر کرنا تمہارا فرض ہے
شہداء کے خواب کی تعبیر ''کہو بنام مصطفےٰ فقط نظام مصطفےٰ ﷺ ''تم پر قرض ہے۔
جوانی نے بزرگی کی جانب کا سفر شروع کر دیا۔۔۔۔اپنوں کے ستم۔۔۔۔غیروں کے تیر سینے کو چھلنی کرتے رہے ۔۔۔۔مگر خونِ مسلم اور اسلام سے کہیں بھی بے وفائی نہیں کی
تحریک ناموسِ رسالت ﷺ پر سمجھوتہ کبھی نہیں کیا۔۔۔۔اسمبلی کی کرسی یا حکومت کا کوئی عہدہ کبھی حق گوئی سے باز نہ رکھ سکا۔۔۔
اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔۔۔۔۔یہود و نصاریٰ کے تنخواہ دار کہتے رہے پاکستان لبرل ملک ہے سیکولر ہونا چاہیے مگر مردِ حق اسلام کی خدمت کرتا رہا۔۔۔۔دشمنانان اسلام کو للکارتا رہا
یہ کون تھا؟
یہ کوئی اور نہیں مردِ مومن مرد حق شاہ تراب الحق ہی کی ذات تھی۔

محبوبانِ خدا کا مقام

رسالہ قشیریہ میں شیخ علی رودباری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک فقیر کو دفن کرتے وقت اس کے سر سے کفن ہٹایا اور اس کا سر مٹی پر رکھتے ہوئے کہا، اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم کرے۔ تو اس نے آنکھیں کھول کر مجھ سے کہا، جناب! مجھے اس کے سامنے ذلیل نہ کریں جس نے مجھے راہ دکھائی۔ میں نے کہا، اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی؟ تو اس نے کہا، میں بھی زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر محبّ زندہ ہے اور کل میں تمہاری مدد کروں گا۔ (شرح الصدور ۱۹۰)

(قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب مزاراتِ اولیاء اور توسل سے ماخوذ)

علامہ شاہ تراب الحق قادری۔۔۔عالم باعمل

رضوان صدیقی

شاہ تراب الحق قادری مسلم دنیا کے ممتاز اور مقبول عالم دین تھے ان کی ساری زندگی خدمت خلق اور اسلامی تعلیمات کے فروغ میں گزری اور سچ تو یہ ہے کہ ان کی زندگی کا ہر ورق کھلی کتاب کی طرح تھا۔ شاہ تراب الحق قادری ۱۹۴۴ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آبائی قصبہ میں حاصل کی اور سقوط حیدر آباد دکن کے بعد ۱۹۵۱ء پاکستان آئے گھر کا ماحول مذہبی تھا اس لیے بری عادتوں اور خراب صحبتوں سے گریز کیا طالب علمی کے زمانے میں نصابی مصروفیات کے بعد مکتبہ رضویہ میں وقت گزارتے تھے۔ مکتبہ رضویہ قاری رضا المصطفیٰ جونیو میمن مسجد کے خطیب اور علامہ عبد المصطفیٰ الازہری کے بھائی تھے کی ملکیت تھا۔ وہ زمانہ تھا جب مسلک اہل سنت کے بیشتر علماء کرام اور دینی مدرسوں کے اساتذہ عظام مطالعہ کی غرض سے مکتبہ رضویہ میں جمع رہتے تھے یوں قبلہ شاہ تراب الحق قادری کے ساتھ شہر کے اہم اور قابل علماء کی صحبت نصیب ہوئی۔ اسی زمانے میں جماعت اہل سنت کا ایک رسالہ ترجمان اہلسنت، مولانا غلام دستگیر اور الحاج شمیم الدین کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا اس رسالہ کی طباعت و اشاعت میں شاہ تراب الحق قادری بڑے ذوق و شوق سے خدمات انجام دیتے تھے۔ دار العلوم امجدیہ سے درس نظامی کی سند حاصل کی یہاں انہیں عالم اسلام کے ممتاز عالم دین اور پیر طریقت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی اور شیخ الحدیث علامہ مولانا عبد المصطفیٰ الازہری جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

شاہ تراب الحق قادری کی لیاقت و شرافت دیکھ کر علامہ قاری مصلح الدین صدیقی نے انہیں اپنی فرزندی میں قبول کر لیا۔ قاری مصلح الدین صدیقی اپنے وقت کے بڑے عالم ہی نہیں بلکہ روحانی شخصیت تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جب جمعیت علماء پاکستان فعال ہوئی تو شاہ تراب الحق قادری جمعیت میں شامل ہو گئے۔ جماعت اہل سنت میں پہلے ہی فعال تھے شاہ تراب الحق قادری نہایت فعال اور متحرک شخصیت کے مالک تھے بلا کہ شعلہ بیاں مقرر تھے اللہ تعالیٰ نے نہایت بلند اور خوبصورت لحن کے ساتھ دلوں میں اتر جانے والی آواز عطا کی تھی۔ تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران شاہ صاحب نے اپنی شعلہ بیانی سے ایک خلقت کو اسیر کیا وہ فقط تقریر اور گفتار ہی کے غازی نہیں تھے بلکہ سیرت و

کردار کے اعتبار سے دور حاضر میں بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔ قاری مصلح الدین صدیقی نے انہیں سند خلافت سے نوازا تھا۔ شاہ تراب الحق قادری بلدیاتی انتخابات میں کونسلر منتخب ہوئے تعلیمی کمیٹی کے چیئر مین بنے۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے رکن دار العلوم امجدیہ کے ناظم تعلیمات، چیئر مین مدرسہ انوار القرآن و دار العلوم مصلح الدین رہے۔ طویل مدت تک جماعت اہلسنت کراچی کے صدر رہے۔ دین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے متعدد ممالک کے دورے کیے جن میں امریکا، چین، افریقا، سعودی عرب، مصر، شام، عرب امارات، جرمنی، بیلجیئم، عراق، کینیا، زمبابوے، اردن، بنگلہ دیش، سری لنکا، برطانیہ، بھارت، ہالینڈ، تنزانیہ، چین اور اردن میں عالمی اسلامی کانفرنسز میں حکومت کی نمائندگی کی۔ شاہ تراب الحق قادری نے اپنے وصال سے چند مہینے پہلے تک نہایت فعال زندگی گزاری۔ انہوں نے زندگی بھر اس اصول کا پاس رکھا۔ ''اپنا مسلک نہ چھوڑو اور دوسرے کے مسلک کو نہ چھیڑو'' شاہ صاحب سیاست کی خاردار وادیوں میں رہے مگر اپنا دامن داغ دار نہ ہونے دیا۔ قومی اسمبلی کی رکنیت ختم ہوئی تو پلٹ کر سیاست کی طرف نہیں دیکھا انہوں نے ہمیشہ تقلید سیرت مجتبیٰ اور فلسفہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کو عام کیا، شاہ تراب الحق قادری نے 60 سال کی عملی زندگی اس طرح گزاری کہ اب ڈھونڈنے کو مثال بھی نہیں ملتی۔ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

اظہارِ تشکر

ہم ماہنامہ پیغامِ شریعت دہلی کے احباب کے بے حد ممنون ہیں کہ جنہوں نے حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد سب سے پہلے علمائے کرام کے تاثرات جمع کر کے اپنے ماہِ نومبر 2016ء کے شمارے میں شائع فرمائے اور وہ تمام مضامین انہوں نے ہمیں اپنے مجلّے کے لئے ارسال فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

نفیس الطبع شخصیت

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی
dr.waqarazeemi@gmail.cm

ایک بہت بڑے عالم، صوفی منش، اعلیٰ صفت انسان شاہ تراب الحق نے جمعرات 6 اکتوبر مطابق 4 محرم الحرام 1438 کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عاشقان رسول کے محترم گروہ کے ایک ممتاز رکن، طریقت میں قادری نسبت کے حامل، اپنے استادوں کے نہایت باادب شاگرد اور اپنے شاگردوں کو زیور علم سے آراستہ کرنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ موت العالم موت العالم کے مصداق شاہ تراب الحق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کسی ایک مسلک، کسی ایک طبقے کا نقصان نہیں بلکہ ساری امت کا نقصان ہے۔

شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے عالم دین تھے۔ مقرر ایسے کہ بیان سنتے ہوئے سامعین کے ذہنوں میں علم کی کرنیں پھوٹیں اور قلب وجاں کو منور کرتی جائیں۔ شخصی وجاہت اور ایک خاص لہجہ اس پر مستزاد۔ حضرت کا بیان کبھی کسی ندی کی دھیمی روانی محسوس ہوتا تو کبھی کبھی دریا کی شوریدہ سر لہروں کی طرح۔

رحلت کی خبر سن کر جمعرات کی دوپہر شاہ صاحب کی رہائش گاہ پہنچا تو وہاں سوگواران کی بڑی تعداد موجود تھی۔ شاہ صاحب کے فرزند اور جانشین شاہ عبدالحق اور دیگر صاحبزادگان سوگواروں سے مل رہے تھے۔ حضرت کے دیرینہ رفیق حاجی حنیف طیب نماز جنازہ اور تدفین کے انتظامات پر اپنے ساتھیوں سے بات چیت کر رہے تھے، تھوڑی دیر میں مفتی منیب الرحمن بھی تعزیت اور ایصال ثواب کے لیے وہاں تشریف لے آئے۔

کسی سعادت مند شخص کے بڑھاپے کی عمر میں بھی اس کے والد یا والدہ کا انتقال اس کے لئے انتہائی دکھ اور صدمہ کا سبب ہوتا ہے۔ میں نے ساٹھ، ستر سالہ کئی افراد کو بھی اپنے والد یا والدہ کی وفات پر صدمے میں جاتے اور ذہنی طور پر بکھرتے ہوئے دیکھا ہے۔ والدین کا ادب، ان کی چاہت، مشرقی معاشروں کی اعلیٰ

روایات کا حصہ ہے۔ دین اسلام نے تو والدین کی عزت واحترام کو ہر مسلمان کے لیے لازم قرار دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ، سورۃ النساء، سورۂ انعام، سورۂ بنی اسرائیل میں والدین کے حقوق خود اپنے حقوق کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ ماں باپ سے محبت اور ان سے اظہار محبت ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لیے سعادت اور نیکیوں کا ذریعہ ہے۔ ایک ایسے گھرانے میں جو دینی تعلیمات کے فروغ کے لیے معروف ہو، والدین کے ادب واحترام، محبت وعظمت کا کیا عالم ہوگا اور ایسے گھرانے کے افراد کے لیے والدین میں سے کسی کی جدائی کتنے شدید دکھ کا سبب ہوگی۔ دکھ اور مصیبت کی گھڑیوں میں تکلیف محسوس ہونا ایک فطری ردعمل ہے۔ ایک بہت بڑے عالم، مصنف، مقرر، استاد اور مرشد کی وفات تو بے شمار لوگوں کے لئے ایک اجتماعی دکھ ہے۔ اس قسم کے دکھ دوسرے کئی دکھوں سے کچھ مختلف طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایسے دکھ اپنے متاثرین کو طویل عرصے تک اپنے حصار میں لیے رہتے ہیں۔

مرشد اور مرید کا تعلق دنیا کا ایک منفرد بہت گہرا اور پختہ تعلق ہے۔ اس تعلق میں مرید کے قلب کی ڈور مرشد کے قلب سے بندھی ہوتی ہے۔ گویا یہ ایک منفرد قلبی تعلق ہے۔ یہ تعلق ترقی کرتا ہے تو روحانی تعلق میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں مرید اپنے مرشد کے ساتھ نہ صرف ذہنی بلکہ قلبی اور روحانی طور پر بھی وابستہ ہو جاتا ہے۔ مادی لحاظ سے قرب کی اہمیت اپنی جگہ لیکن جسمانی لحاظ سے دوری بھی اس تعلق کی ترقی میں حائل نہیں ہوتی، مکانی فاصلے قلبی اور روحانی تعلق میں مزاحم نہیں ہو پاتے۔ تاہم اس دنیا میں آنے والا ہر انسان چونکہ جسم اور روح کا مجموعہ ہے اس لیے مادی تقاضے بھی اپنی تکمیل کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ مرشد کا دیدار، مرشد کی قربت، مرید کی تربیت اور تعلیم کے لیے ضروری ہے۔ ساتھ ہی مرید کی تسکین قلب کا سامان بھی ہے۔ مرشد کی رحلت تو مریدوں کے لیے مادی لحاظ سے ایک بہت بڑا پردہ اور بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ پر ایمان رکھنے والے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کرنے والے زندگی کے مختلف مراحل میں نشیب وفراز میں، خوشی یا دکھ میں، کشادگی یا تنگی میں، آزمائش یا انعام میں صحت یا بیماری میں، پیدائش یا موت پر، غرض ہر حال اور ہر لمحے راضی بہ رضا رہتے ہیں۔ شاہ تراب الحق قادری کی وفات ان کے اہل خانہ لاتعداد مریدوں اور عقیدت مندوں کے لیئے شدید صدمے کا سبب بنی تاہم اس دکھ کا سامنا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کے تحت صبر کے ساتھ کیا گیا۔

حضرت شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں وجاہت کے ساتھ ساتھ بہت اپنائیت بھی تھی۔ ان سے چند گھڑی کے لیے مل کر بھی بندہ ان کی محبت اپنے دل میں محسوس کرنے لگتا تھا۔ وہ اپنائیت اور اخلاص کا پیکر، منکسر المزاج اور نفیس الطبع شخصیت کے مالک تھے۔ شاہ صاحب سے میری پہلی ملاقات غالباً 1980 یا 1981 میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد بہت زیادہ تو نہیں لیکن بہر حال ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ میں نے ہر مرتبہ ان کی ذات میں مختلف صفات کا مشاہدہ کیا۔ کسی لمحے وہ مجھے بہت بے قرار و بے تاب نظر آتے تو اگلے لمحے پر سکون اور مطمئن۔ حصول علم کا مطلب شاہ صاحب کے نزدیک علم کی جستجو، تلاش و تحقیق تھا۔ بہت پرانی بات ہے کہ ایک دن میں کراچی کے علاقے بہادر آباد میں واقع دار العلوم امجدیہ میں شاہ صاحب سے ملنے گیا۔ اس وقت وہاں حاجی حنیف طیب صاحب بھی موجود تھے۔ اس ملاقات کے دوران مدرسے کے چند طلبہ بھی مختلف سوالات لیے شاہ صاحب کے پاس آتے رہے۔ ان طالبعلموں کو شاہ صاحب نے اس وقت پوچھے گئے سوالات کے جواب تو دے دیے لیکن ساتھ ہی وہ دیگر کئی نکات بیان کر کے طلبہ کی ذہن سازی بھی کرتے جاتے تھے۔ شاہ صاحب طالب علموں کو کتاب سے تعلق کی اہمیت بھی سمجھا رہے تھے، ساتھ ہی یہ بھی بتا رہے تھے کہ کسی مسئلے کی مبادیات سمجھنے کے لیے دیگر کئی متعلقہ نکات بھی نظر میں ہونے چاہئیں۔ شاہ صاحب بعض اوقات انتہائی کم الفاظ میں کوئی ایسی بات کہہ دیتے جو بہت بڑے معانی لیے ہوئے ہوتی۔

شاہ تراب الحق صاحب کی ایک نمایاں خوبی دینی و دنیاوی معاملات میں اعتدال و توازن تھی۔ آپ عالم دین بھی تھے اور مبلغ و مقرر بھی اور آپ قومی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کی سینڈیکیٹ کے رکن اور کراچی میں انسداد جرائم کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ کئی فلاحی اور علمی تنظیموں کے سرپرست ناظم یا رکن بھی رہے۔ شاہ تراب الحق قادری نے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور دیگر موضوعات پر کئی کتابیں تحریر کیں۔ شاہ تراب الحق قادری گزشتہ پچیس سال سے زائد عرصہ سے ہر سال بارہ ربیع الاول کو کراچی میں عید میلاد النبی ﷺ کے مرکزی جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔

شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ عالم بھی تھے اور صوفی بھی۔ احمد جاوید ہمارے عہد کے ایک بڑے مفکر، ماہر اقبالیات، ادیب شاعر، اسرار تصوف کے شناسا ہیں۔ چند برس پرانی بات ہے ایک دن محترم احمد جاوید کو میں نے ایک مجلس میں کہتے سنا کہ حضرت شاہ تراب الحق رحمۃ اللہ علیہ کے عالم ہونے کو تو ایک دنیا

مانتی ہے، البتہ میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ عالم زیادہ بڑے ہیں یا صوفی۔۔۔۔ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کے اجتماع کو پاکستان میں نماز ہائے جنازہ کے بڑے اجتماعات میں شمار کیا جائے گا۔ اس نماز جنازہ کی امامت حضرت کے صاحبزادے شاہ عبد الحق قادری نے کی۔ جماعت اہلسنّت پاکستان کے مرکزی امیر علامہ مظہر سعید کاظمی اور مفتی منیب الرحمن نے دعا کروائی۔ تدفین آپ کے استاد حضرت قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کی قبر کے پہلو میں کی گئی۔ حضرت شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان اور اپنے استاد قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہما کے مشن کو ساری زندگی نہایت دلجمعی اور استقلال کے ساتھ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت ہو، انہیں جنت میں اعلیٰ درجات عطا ہوں، حضرت محمد ﷺ کی شفاعت اور قربت نصیب ہو۔ آپ کے صاحبزادگان، صاحبزادیوں، رشتہ داروں، مریدوں، احباب اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا ہو۔ آپ کے شروع کیے ہوئے سب اچھے کام جاری رہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس لاہور ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۶)

موت العالم۔ موت العالم

از۔ سید انور قدوائی

معروف اسکالر، عالم دین علامہ شاہ تراب الحق قادری طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے جہاں سب نے ایک نہ ایک دن واپس جانا ہے۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے نبض کائنات تھم گئی ہے اور ان کے بچھڑ جانے سے ایک خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ حضرت علامہ مرحوم ایسے ہی عظیم لوگوں میں شامل تھے ان سے عقیدت و محبت کا کیا عالم تھا گزشتہ روز جب میمن مسجد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو ہر طرف انسان ہی انسان تھے جو ان کی "بڑائی" کا واضح ثبوت ہیں۔ حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری کا اگرچہ اہلسنّت کے ایک خاص مسلک سے تعلق تھا مگر انہیں ہر فرقہ اور مسلک میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ اپنے دینی بزرگوں حضرت علامہ شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار نیازی کی طرح اتحاد بین المسلمین کے نہ صرف بڑے داعی تھے بلکہ اس حوالے سے عملی طور بھی بعض اہم خدمات انجام دیں۔

علامہ قادری ریاست حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے اور والدین کے ہمراہ کراچی آ گئے۔ جہاں انہوں نے ابتدائی دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ انکا تعلق دینی گھرانے سے تھا اس لئے انہوں نے دینی مدارس سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا، اور ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ وہ درس و تدریس سے بھی منسلک رہے۔ اگرچہ ان کی زندگی کا مقصد دین کی تبلیغ و دعوت تھا لیکن دین کی ترویج کے لیے عملی زندگی میں سیاست میں بھی عملی حصہ لیا۔ انہوں نے نسل کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے متعدد دینی مدارس قائم کئے۔ وہ کراچی میں متعدد دینی مدارس کے سرپرست بھی تھے ان کا تعلق جمیعت علماء پاکستان سے بھی رہا۔ ۱۹۸۵ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اگرچہ ضیاء الحق دور میں عام انتخابات غیر جماعتی بنیاد پر کرائے گئے تھے۔ جب قومی اسمبلی میں سیاسی جماعتیں بحال ہوئیں اور حکمران مسلم لیگ جونیجو گروپ کے نام سے وجود میں آئی اور وزیر اعظم مسلم لیگ کے صدر بنے تو قومی اسمبلی میں شاہ صاحب اور ان کے رفقاء نے نظام مصطفیٰ گروپ کے نام سے کام شروع کیا۔ علامہ قادری اس کے فعال و متحرک رکن تھے۔ حضرت علامہ قادری نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں

بھرپور کردار ادا کیا۔ جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی کے امیر بھی منتخب ہوئے اور تادم مرگ رہے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن کے کونسلر بھی رہے۔ وہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے رکن بھی رہے اور اس حیثیت سے انہوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ انہوں نے دین کے حوالے سے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جو ایک سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علامہ شاہ تراب الحق کی موت سے پاکستان ہی نہیں عالم اسلام ایک بڑے اسکالر اور عالم دین سے محروم ہو گیا ہے اور اس سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ دیر تک محسوس کیا جائے گا کہ اب ایسے لوگ کہاں۔ (روزنامہ جنگ کراچی)

مردِ قلندر

حضرت علامہ مولانا محمد کامران قادری رضوی

میں راقم الحروف محمد کامران قادری رضوی اپنے بڑے بھائی محمد عمران قادری زید مجدہ کے ساتھ 1991ء میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم امجدیہ کے آفس میں بغرض درس نظامیہ حاضر تھا۔ لوگ ایک دائرہ کی صورت میں بیٹھے تھے۔ میری گردن جھکی ہوئی زمین کی طرف مائل تھی کہ میں نے محسوس کیا کہ لوگ ایک دم کھڑے ہونے لگے اور لمحہ بھر میں سب کھڑے ہوگئے۔ میں نے بھائی سے پوچھا یہ لوگ کیوں کھڑے ہوگئے؟ بھائی نے آہستہ سے جواب دیا، شاہ صاحب آگئے۔ یہ گفتگو تقریباً40 سیکنڈ میں مکمل ہوگئی۔ میں اور بھائی بھی نیچے نگاہ کئے کھڑے ہوگئے۔ میری نظر سب سے پہلے شاہ صاحب کے گورے گورے پاؤں پر گئی۔ ٹخنے سے اونچا بڑا شاندار وضع قطع کا پاجامہ اور پھر شاہ صاحب کو دیکھنے کے لئے بجلی سے بھی تیز میری نظر آپ کے وجیہہ چہرے پر پڑی اور کمرے میں قبلہ شاہ صاحب کے سلام کی آواز گونج رہی تھی اور لوگ دست بوسی کررہے تھے۔ الحمد للہ! ہم نے بھی دست بوسی کی۔ معطر و معنبر دست بوسی سے دل و دماغ بھی ہمارے مہک گئے۔ پھر مجھے نہیں معلوم اور نہیں یاد کہ بھائی نے کیا بات کی، لیکن ہم وہاں سے داخلہ فارم پر کرکے نکلے تو میرے سوالات کی بھرمار کہ شاہ صاحب کا کیا نام ہے۔ شاہ صاحب روزانہ یہاں تشریف لاتے ہیں۔ شاہ صاحب کس مسجد میں ہوتے ہیں اور میں نے کئی سوالات کرڈالے، بس میرے ذہن میں قبلہ شاہ صاحب کا وہ پروقار انداز میں کمرے میں داخل ہونا اور تمام لوگوں کا ایک دم والہانہ انداز میں ایک ساتھ کھڑا ہونا اتنا اچھا لگا کہ میرا دل شاہ صاحب کا ہوگیا۔ اور میں انتظار کرنے لگا، جلدی سے رات گزرے اور مدرستہ جاکر دوبارہ شاہ صاحب کی زیارت کروں۔ یہ پہلی زیارت شاہ صاحب کی تھی۔ دل نے طے کرلیا آدمی کو ایسا باوقار عالم ہونا چاہئے پھر میں قبلہ شاہ صاحب کے پاس جاتا ہوا ڈرتا لیکن جب بھی میں آپ کے پاس حاضر ہوتا تو اتنی شفقت فرماتے اور جو باتیں آپ ایک منٹ یا دو منٹ کی مجھ سے فرماتے مجھے آج بھی کئی باتیں من و عن یاد ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب کی شفقت و مہربانی کو طلباء و عوام محسوس کرتے تھے کہ صرف زبان سے شفقت ہی نہیں بلکہ ہر اعتبار سے آپ طلباء و عوام اور علماء پر شفیق و مہربان تھے۔ قبلہ شاہ صاحب اپنے بزرگوں کا ذکر جب بھی کرتے بہت ادب سے اور ان کی باتوں کا اکثر ذکر فرماتے تھے۔ یہ چیز بھی ہمیں سیکھنے کو ملی۔ کبھی مفتی اعظم ہند کا ذکر تو کبھی قاری مصلح الدین صدیقی علیہاالرحمہ اور کبھی مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ اور

برملا فرماتے، یہ ہمارے استاد ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب اکابر علماء کا اور خصوصاً اعلیٰ حضرت کا تذکرہ فرماتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کی آئیڈیل ذوات میں مرکزی حیثیت تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہے۔ لیکن اکابر علماء کی بھی بڑی قدر شاہ صاحب کے دل میں تھی، آج کوئی اکابرین کے کارنامے پر سیر حاصل گفتگو نہیں کرتا۔ قبلہ شاہ صاحب جہاں امت مسلمہ کی آخرت سنوارتے تھے، وہاں بے شمار سائلوں کے دنیاوی مسائل کا حل بھی قبلہ شاہ صاحب کے در سے ہوتا تھا، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو زمین پر ٹھہرانا چاہتا ہے، تو لوگوں کی منفعت اس سے وابستہ کردیتا ہے تو لوگ عرصہ دراز تک ان کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ یہ تحریر شاہد ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مظہر ہے اور جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے اور قبلہ شاہ صاحب یہ نہیں کہ جو روز ملتا ہے تو اس کا مسئلہ صرف حل کریں بلکہ اورنگی 13/9 گبول کالونی میں ایک شخص کو میں نے مرید کروایا، ایک عرصے کے وہ دوبارہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا شاہ صاحب کے پاس چلیں۔ میں نے کہا خیریت تو ہے بڑی جلدی پیر صاحب یاد آگئے۔ کبھی آپ نے دوبارہ چلنے کا نام نہ لیا تو کہنے لگے، چلیں تو صحیح کام ہے، میں نے کہا کیا کام ہے، کہنے لگے خالی پلاٹ پر علاقے کے چند لوگوں نے قبضہ کرلیا ہے۔ شاہ صاحب کے پاس چلنا ہے۔ یہ بات تقریباً15 سال پرانی ہے۔ میں نے کہا پلاٹ کا معاملہ ہے تو شاہ صاحب کیا کریں گے۔ وہ صاحب کہنے لگے لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ آپ شاہ صاحب کی پرچی لے آئیں کہ آپ شاہ صاحب کے مرید ہیں اور یہ لوگ آپ کو تنگ کررہے۔ اس لئے میں جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا آپ چلے جائیں اور میں رئیس بھائی سے فون پر بات کرلوں گا جو کہ قبلہ شاہ صاحب کے پاس ہوتے ہیں۔ میں نے فون پر رئیس بھائی سے کہا کہ اورنگی سے ایک صاحب آرہے ہیں۔ شاہ صاحب کے مرید ہیں لیکن بڑے عرصے سے غائب تھے۔ اب دیکھ لیں کیا کرنا ہے اس کا مسئلہ پلاٹ کا ہے رئیس بھائی نے کہا کہ بھیج دیں۔ میں نے کہا بہت عرصہ سے کبھی نہیں آیا رئیس بھائی نے کہا مولانا، شاہ صاحب کا مرید ہے چلیں دیر سے آیا، آیا تو صحیح۔ اب پیر جانیں اور مرید جانے۔ یہ صاحب گئے۔ شاہ صاحب سے رقعہ لائے اور پنچائیت کمیٹی کو دے دیا۔ بس اسی دن سے ان کا کام آسان ہوگیا۔ ہم نے جان لیا کہ جو کام ہمارے لئے مشکل ہے وہ قبلہ شاہ صاحب کے قلم کی سیاہی نے آسان کردیا۔

قبلہ شاہ صاحب فقہی مسائل میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور جلسہ کے دوران ہونے والے سوالات کے جوابات ایسے شاندار انداز میں حوالہ جات کے ساتھ دیتے تھے، رمضان المبارک کی 21ویں شب میں ایک نشست میں آپ کے سوالات حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری کے جوابات کے عنوانات سے ہوتی تھی جس میں حضرت قبلہ شاہ صاحب ڈھائی گھنٹے سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ میں نے اس محفل میں غور کیا کہ قبلہ شاہ صاحب کے جوابات میں کسی جگہ بھی سست روی یا اکتاہٹ نہیں بلکہ سوال مذہبی ہو یا سیاسی، ذاتی

ہو یا اجتماعی، سب کے جوابات مدلل اور بحوالہ دیتے تھے۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو لوگ جس کام کے لئے دنیا میں آئے ہیں وہ کام ان کے لئے آسان ہو جاتا ہے تو قبلہ شاہ صاحب کے لیے دینی خدمات اور خلق کو دین کی طرف مائل کرنا یہ قبلہ شاہ صاحب کے لئے آسان ہوگیا۔ حالانکہ 2009ر مضان المبارک میں قبلہ شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے شاہ سراج الحق سخت بیمار تھے اور کومے کی حالت میں لیاقت نیشنل میں زیر علاج تھے۔ اور ادھر شاہ صاحب دین کے فروغ میں منہمک تھے۔ آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ڈھائی گھنٹے فقہی سوالوں کے جوابات تو در کنار آدھے گھنٹے کی تقریر بھی مشکل سے کر پاتا کہ لخت جگر موت وحیات کی کشمکش میں ہو اور والد اتنے انہماک سے دین کے کام میں بھی لگے ہوں۔ یہ ماننا پڑے گا یہ انہی لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے کہا تھا۔

اپنے دل کا ہے انہی سے آرام سونپے ہیں اپنے انہی کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

الحمد للہ! فقیر کو بڑی حسرت تھی کہ قبلہ شاہ صاحب کے ساتھ حاضری حرمین شریفین نصیب ہو جائے۔ میں اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ 2002 شعبان المعظم میں روانہ ہوا۔ عمرہ کی سعادت کے لیے جیسے ہی عمرہ کے لیے صبح 8 بجے حرم شریف میں پہنچا، لوگ اشراق سے فارغ ہو کر حرم سے باہر جا رہے تھے، طواف مکمل ہونے کو تھا کہ مطاف کسی حد تک خالی ہو چکا تھا اور دور دور تک لوگ بیٹھے نظر آرہے تھے کہ ایک دم قدم ڈگمگائے، یہ کون ہیں؟ میری زبان سے نکلا۔۔۔۔ شاہ صاحب ہیں، شاہ صاحب ہیں۔ بس والدہ کی وہیل چیئر اپنے ساتھی شوکت قادری کو پکڑائی اور میں شاہ صاحب کی طرف لپکا۔ پیچھے سے قدم کے تلوے کا بوسہ لیا اور سلام عرض کیا۔ قبلہ شاہ صاحب نے مجھے دیکھا۔ سلام کا جواب دیا اور فرمانے لگے، مبارک ہو۔ ارے مولانا یہ کیا چوما چاٹی کر رہے ہو، ابھی کوئی نجدی دیکھے گا تو شرک کا فتویٰ لگا دے گا۔ دو دن حرم مکہ میں ساتھ رہے اور اس کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ قبلہ شاہ صاحب سے میں نے عرض کیا حضور ﷺ کی بارگاہ میں دعا کریں۔ شاہ صاحب نے فرمایا آپ کا نام لے کر میں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں دعا کر دی ہے۔ میں نے دیکھا قبلہ شاہ صاحب نے مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑی محفل میلاد سے خطاب کیا اور اس میں بھی کئی سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ میری زندگی کے انمول لمحات تھے جو قبلہ شاہ صاحب کے ساتھ مدینہ منورہ میں دربار نبی ﷺ میں آل نبی کے ساتھ گزارے، میں نے ایک بار کہا تھا کہ مدینہ منورہ میں ساتھ حاضری ہو۔ شاہ صاحب نے فرمایا تھا انشاءاللہ ہو جائے گی۔ یہ قلندر کی زبان سے نکلا تھا۔ میں نے یقین کر لیا تھا کہ ہو گی لیکن معلوم نہ تھا کہ کب اور کون سے سن اور کون سے مہینے میں بارگاہ رسالت ﷺ میں آپ کے ساتھ حاضری نصیب ہو گی۔

ایک شخص ایک جماعت

علامہ لائق محمد سعیدی
مہتمم دارالعلوم انوار القادریہ

آج میں ایک ایسی شخصیت کے بارے میں تحریر کر رہا ہوں جس نے اپنی پوری زندگی اسلام اور پیغمبر اسلام کی ناموس کے تحفظ اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کی سربلندی کیلئے وقف فرما دی تھی۔ وہ پوری ایک انجمن تھی پوری ایک جماعت تھی۔ جو بات کرتے تو سچ بولتے وہ مرد مومن مرد قلندر اپنے ایک چھوٹے سے مکان سے حکومت کے ایوانوں تک پہنچے مگر ہر جگہ اپنی خدادادذہانت وصلاحیت سے ہر کسی کے دل میں گھر کرتے چلے گئے۔

یقیناً آپ سمجھ ہی گئے ہونگے کہ میری مراد مرد مومن مرد حق حضرت علامہ مولانا قبلہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ ہے۔ میں قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سن ۱۹۸۲ء سے جانتا ہوں جب میں دارالعلوم امجدیہ میں زیر تعلیم تھا اور قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے قرب جب سے ہوا کہ جب سے میں انجمن انوار القادریہ میں اپنی خدمات سر انجام دے رہا ہوں۔ قبلہ شاہ صاحب جماعت اہلسنت کے امیر ہونے کی حیثیت سے جب بھی حضرت علامہ مولانا ابوالخیر محمد الطاف قادری (بانی وچیئرمین انجمن انوار القادریہ) کو اپنے اجلاسوں میں بلاتے تو فقیر اکثر ساتھ ہوتا تھا اور قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بڑی شفقت فرماتے تھے۔

ہمارے ادارے انجمن انوار القادریہ کے زیر اہتمام چلنے والی مساجد کی افتتاحی تقریبات آپ ہی کے دستِ حق پرست سے ہوئیں۔ سن ۲۰۰۰ء سے دارالعلوم انوار القادریہ کے ہر جلسہ دستارِ فضیلت میں قبلہ شاہ صاحب شرکت فرماتے تھے اور تقریباً ۱۰۰ سے زائد فارغ التحصیل علماء کرام کی آپ نے دستار بندی فرمائی۔ اور جب بھی افتتاحِ بخاری شریف یا ختمِ بخاری شریف کی تقریب ہوتی تو قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہر بار شفقت فرماتے اور ہماری حوصلہ افزائی فرماتے۔ جب آپ کی طبیعت خراب ہوتی تب بھی حضرت اسی طرح ہمیشہ شفقت فرماتے تھے۔

آپ ایسی حالت میں بھی ہماری ہر تقریب میں شریک ہوتے اور قبلہ شاہ صاحب کی موجودگی سے ہمیں بھرپور حوصلہ ملتا۔ قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ کئی حکومتی شخصیات کے ساتھ اجلاسوں میں بھی شرکت کا موقع ملا۔ مثلاً جشن عیدِ میلاد النبی ﷺ کی آمد پر گورنر ہاؤس میں اجلاس ہوتا تھا تو اس

میں تمام مکاتبِ فکر کے لوگ شریک ہوتے۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوتا اور پھر اس کے بعد نعت رسول ﷺ پیش کی جاتی، پھر قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اجلاس سے خطاب فرماتے اور ایسا خطاب ہوتا کہ ہر کوئی قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ہر ایک بات کی تائید کرتا چاہے وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔ الغرض قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تحریری طور پر بھی اپنی شکایات اور مشورے متعلقہ افسران کو دیتے۔ مختصر یہ کہ ہم انجمن انوار القادریہ کے پلیٹ فارم سے ہر حالت اور ہمیشہ جماعتِ اہلسنت کے امیر قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شانہ بشانہ کھڑے رہے جب بھی شاہ صاحب نے کوئی کال دی تو انجمن کا ہر فرد سرِ فہرست نظر آیا۔

اب جبکہ قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سایہ شفقت ہم پر سے اُٹھ گیا ہے اور ان کی جگہ انکے جگر گوشہؑ قبلہ علامہ شاہ عبد الحق قادری امیر منتخب ہو چکے ہیں ہم ان کو بھی یقین دلاتے ہیں کہ جس طرح قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق تھا اسی طرح آپ کے ساتھ بھی بے لوث تعاون رہے گا۔

قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جنازے کے منظر کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ ایک ذات تھی جو کراچی کے ہر سنی مسلمان کے دل میں رہتی تھی اور اب وہ ذات رخصت ہوگئی اور پورے شہر کو اداس کر گئی ان کا چمکتا ہوا چہرہ اور گرج دار آواز سے پورا شہر گونجتا تھا، اب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ان کے صاحبزادے قبلہ علامہ شاہ عبد الحق صاحب قادری کو وہ تمام صلاحیتیں عطا فرمائے جو قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں موجود تھیں اور اللہ کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی قبر انور پر اپنی رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

از قلم لائق محمد سعیدی

مہتمم دار العلوم انوار القادریہ

منجانب انجمن انوار القادریہ ٹرسٹ پاکستان

حیدر آباد کالونی جمشید روڈ نمبر ۳ کراچی نمبر ۵

ایک ہمہ جہت شخصیت

مولانا غلام رسول قاسمی، سرگودہا

حسین اور بارعب چہرہ، گرج دار آواز، موتی بکھیرتی ہوئی زبان، عقیدے کی پختگی، ہر موضوع پر فی البدیع دسترس، تحقیق کا سمندر، حق بولنے میں جرأت وجسارت یہ تمام خوبیاں بلا مبالغہ اس ہستی میں فقیر نے خود دیکھیں جن کا اسم گرامی بھی اسی طرح گرج دار ہے: شاہ تراب الحق قادری۔ کسی کے لیے رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم دعا ہے مگر یہاں اسی انداز میں محض نصب اور رفع پر مبنی دعا دینا مناسب ہے کہ: اللھم ارفع درجاتہ

لگ بھگ 1982ء کی بات ہے فقیر میمن مسجد مصلح الدین گارڈن جوڑیا بازار کراچی کے ساتھ دفتر میں حضور کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ فقیر اس وقت بالکل نوجوان تھا اور آپ کی ریش مبارک بھی مکمل سیاہ تھی۔ ختم نبوت پر بات چلی تو آپ نے اس موضوع پر بے روک مسلسل بول کر کئی کتابوں کے نام گنوا دیے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب، حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ کی کتب، ماہنامہ ترجمان اہلسنّت کا ختم نبوت نمبر، مولانا محمد ایوب صاحب کی کتاب ختم نبوت، پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب قادیانیت کا علمی محاسبہ وغیرہ۔

ان میں سے بعض کتابیں اپنے پاس سے فراہم بھی فرمادیں۔ اس کے ساتھ ساتھ محبت و شفقت اس قدر تھی کہ ایک نوجوان کو دیکھ کر اس کے جذبے کی قدر اور حوصلہ افزائی میں چھلکے جا رہے تھے۔ فقیر کو آج بھی وہ کرسی، سامنے میز، دوسری طرف کرسی پر فقیر اور میز پر رکھی چائے کا منظر یاد ہے۔

دوسری بار زیارت کا شرف مسجد شریف کے حجرے میں ہوا جہاں آپ زائرین کو شرف ملاقات بخش رہے تھے۔ یہ ملاقات ہجوم میں ہوئی۔ شاید آپ نے خود یا آپ کے کسی خادم نے فقیر کو آپ کا رسالہ نقاب کشائی عنایت کیا۔ آپ نے فرمایا صاف صاف نام لے کر تردید ضروری ہے ورنہ یہ لوگ بے نقاب کیسے ہوں گے؟

آپ واقعی ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ خطاب فرماتے تو لرزہ خیز، اور تحریر فرماتے تو باطل شکن اور حق نوا۔ ہر ضروری موضوع پر قلم اٹھایا۔ تفسیر کے میدان میں تفسیر سورۃ فاتحہ اور سورۃ العصر کی تفسیر فلاح دارین کے نام سے تحریر فرمائی جو دنیا اہلسنّت میں منفرد مقام رکھتی ہیں۔ حدیث کے موضوع پر ضیاء الحدیث نامی کتاب لکھی جو ایمان افروز اور روح پرور احادیث کا عظیم مجموعہ ہے۔ شان و سیرت مصطفی

ﷺ پر جمال مصطفی ﷺ نام سے کتاب لکھی۔ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے مناقب و فضائل پر فضائل صحابہ واہل بیت نامی کتاب لکھ کر اہلسنت کی طرف سے ایک خلاء کو پر کر دیا۔ خواتین کے لئے مستقل کتاب خواتین اور دینی مسائل کے نام سے مرتب فرمائی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان، حالات اور امتیازات پر حضرت سیدنا امام اعظم نامی کتاب لکھ کر اپنے امام کے دفاع کا حق ادا کر دیا۔

ہم نے یہ ساری کتابیں بالترتیب لکھی ہیں تا کہ تفسیر سے لیکر دفاع امام اعظم تک ایک خوبصورت نصاب اور حکمت عملی کو سمجھا جاسکے ورنہ ہمارا مقصد آپ کی تصانیف کی فہرست بیان کرنا نہیں۔ اس کے علاوہ دینی تعلیم، مزارات اولیاء اور توسل اور حضور ﷺ کی بچوں سے محبت نامی کتابیں الگ ہیں جو سنی عقائد تعلیمات اور تربیت کے لحاظ سے بڑی اہم ہیں۔ آپ نے کبھی کسی کم اہم اور غیر ضروری موضوع پر قلم نہیں اٹھایا۔

آپ کا اس دنیائے فانی سے تشریف لے جانا دنیائے اسلام میں ایک عظیم خلاء ہے جو قیامت تک پر نہیں ہو سکے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ : اذا مات العالم انثلمت في الاسلام ثلمة لا تسد الى يوم القيامة ، وطالب العلم يشيعه سبعون الفا من مقربى السماء یعنی جب عالم فوت ہو جاتا ہے تو اسلام میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے جو قیامت تک بھر نہیں سکتا، ستر ہزار مقرب فرشتے طالب علم کے نام کو شہرت دیتے ہیں۔ (کنزالعمال حدیث : ۲۹۵۰۶)

دعا ہے کہ اللہ کریم جل شانہ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور شہزادہ عبدالحق صاحب زید مجد ہم کو آپ کی جانشینی کا حق ادا کرنے اور آپ کی تعلیمات کو عام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

فقیر غلام رسول قاسمی
از سرگودہا

شاہ صاحب کے ساتھ ایک حج

محمد عرفان قادری
، مدینہ منورہ

الحمد للہ! تقریباً ۱۲ سال قبل غالباً ۱۴۲۵ ہجری مطابق سن ۲۰۰۵ء میں شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کے ساتھ اراکین حج ادا کرنے کا موقع نصیب ہوا اور اس کی بہت سی یادیں آج بھی بالکل تر و تازہ ہیں۔ مجھے لکھنے کا نہ ڈھنگ ہے نہ ہی سلیقہ مگر چند باتیں اختصار کے ساتھ جو میرے خیال میں شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کی بلند پایہ شخصیت اور اعلیٰ مرتبہ کا اندازہ لگانے کو کافی ہیں وہ پیش خدمت ہیں:

۱۔ مکمل سفر حج میں، چاہے دن ہو یا رات، مکہ مکرمہ ہو یا مدینہ منورہ، حاجی صاحبان اور مقیم حضرات بلا جھجک شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) سے ملاقات کو آتے اور اپنے مسائل عرض کرتے اور یہ سلسلہ صرف حج ہی کے مسائل سے متعلق نہ ہوتا بلکہ مختلف عناوین پر سوالات ہوتے اور شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) نہایت مشفقانہ انداز میں ان کے تسلی بخش جوابات بیان فرماتے۔ اور یہ حاجی صاحبان بھی کسی ایک خاص حج گروپ کے نہیں بلکہ مختلف حج گروپس، شہروں اور ممالک سے حاضر ہوتے۔

۲۔ صرف عوام ہی نہیں، پاکستان اور مختلف ممالک سے آئے ہوئے ذی علم علماء و مشائخ بھی شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) سے گاہے گاہے ملاقات کو آتے اور مختلف مسائل پر نہایت ہی علمی گفتگو ہوا کرتی۔ بعض اوقات علماء کا کچھ مسائل پر اختلاف ہوتا تو وہ شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) ہی سے صحیح مسئلہ پر رہنمائی کی درخواست کرتے۔

۳۔ ساتھ ہی ساتھ نعت خواں حضرات بھی شاہ صاحب کی محافل کی رونق ہوا کرتے۔ اعلی حضرت یا ان کے خلفاء اور تلامذہ کے کلام پڑھے جاتے اور شاہ صاحب بہت غور سے سماعت فرماتے اور جہاں جہاں تلفظ یا ادائیگی کی غلطیاں ہوا کرتی ان کی اصلاح فرماتے اور خاص تلقین فرمایا کرتے کہ صرف اعلی حضرت یا ان کے خلفاء و تلامذہ کا کلام پڑھا جائے کہ وہ نظم کے ساتھ ساتھ شرعی قوانین کے بھی مطابق ہوتے ہیں۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا کہ جب نعت خوانی کی محفل نہ ہوئی ہو۔

۴۔ شاہ صاحب بہت ہی کم آرام فرماتے اور غالباً اس سے بھی کم کھاتے۔ عوام اور علماء سے ملاقات کے ساتھ ساتھ اکثر وقت عبادت و ریاضت میں گزارتے۔ ہم چند ساتھی چونکہ اکثر اوقات شاہ صاحب کی خدمت

میں رہتے اور ہم سب ہی کا مشاہدہ تھا کہ ہم نے اپنے جاگتے ہوئے تو کم از کم شاہ صاحب کو آرام کرتے نہیں دیکھا اور اگر کبھی کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو کھجور، آب زمزم شریف اور کبھی چند نوالے دال یا سبزی۔

۵۔ میں نے چونکہ اپنے بچپن سے جوانی تک علماء میں سب سے زیادہ عرصہ شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کی مسجد یا شاہ صاحب کی صحبت میں گزارا اور یقیناً صرف میں ہی نہیں ہر کسی نے شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کو نہایت ہی وجیہہ، باوقار، نڈر اور بہت ہی مضبوط اعصاب کا مالک پایا۔ مگر عرفات کے میدان میں، ہم نے شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کو اور کم از کم میں نے زندگی میں پہلی بار اس طرح سسکیاں لیتے روتا، تڑپتا اور گڑگڑاتا دیکھا جیسے عموماً بچے رویا کرتے ہیں۔ اور شاہ صاحب کو اس کیفیت میں دیکھ کر تمام حجاج کرام پر ایک رقت کا سما بندھ گیا اور تمام آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

۶۔ حج کے دوسرے یا غالباً تیسرے روز جمعہ کا مبارک دن تھا۔ اور منیٰ میں موسلا دھار بارش ہوئی۔ منیٰ چونکہ وادی ہے اور آس پاس پہاڑی سلسلہ بھی ہے اور یہ ڈھلان پر ہے۔ بارش اتنی زوروں سے ہوئی کہ خیمے تک اڑنے لگے اور لوگوں کا سامان بھی ساتھ بہنے لگا۔ اور پانی خیموں کے اندر آنے لگا۔ لوگوں کے دلوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ آج شاید ان کی زندگی کا آخری دن ہے۔ خواتین کی چیخ و پکار بھی سنائی دینے لگی۔ اتنے میں شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) نے خود اپنی چھڑی مبارک سے بھی اور کچھ کارکنان کو ہدایت کی کہ ایک حصار بنایا جائے اور تمام لوگ جو وہاں تھے یا آس پاس موجود تھے ان سے کہا کو وہ اس حصار میں آجائیں۔ شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) نے درود شریف اور دیگر وظائف کا ورد فرمایا اور دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ میں نے اور دیگر احباب نے خود دیکھا کہ پانی خیموں سے باہر پوری قوت کے ساتھ بہہ رہا تھا مگر حصار کے اندر داخل نہ ہوا۔ اور کچھ ہی لمحات میں بارش کا زور کم ہونے لگا اور بہتا ہوا پانی بھی تھمنے لگا۔ اللہ اکبر! وہ منظر آج بھی نگاہوں میں گھومتا ہے اور اس ولی کامل مرد مومن مرد حق کا دعا کے لئے ہاتھ پھیلانا یاد آتا ہے۔ سبحان اللہ۔

یادیں تو بہت ہیں مگر خاص سفر حج کے وہ مبارک لمحات جو شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کے ساتھ گزرے وہ میری زندگی کا اثاثہ ہیں۔ اللہ کریم سے امید ہے کہ رب ذوالجلال نے اپنے اس ولی کامل کے صدقے ہم سب کے حج اور حاضری کو شرف قبولیت بخشا ہوگا۔ اللہ کریم شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات التسلیم۔

امیر اہل سنت و جماعت

علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد راشد القادری
اسلامک ریسرچ اسکالر و ممبر شرعیہ بورڈ آف سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ
اسسٹنٹ پروفیسر: اسلامک اسٹڈیز، سرسید یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی

اہلِ حق، علمائے حق — تراب الحق تراب الحق
مردِ مومن مردِ حق — تراب الحق تراب الحق
شانِ حق، نشانِ حق — تراب الحق تراب الحق

امیر اہل سنت، فدائے ملت، رہبر شریعت، پیرِ طریقت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اندوہ ناک رحلت کی خبر سے ملک و بیرون ملک میں رنج والم کی لہر دوڑ گئی، عزیز و اقرباء، معتقدین و معتمدین، متقدین و مریدین، محبین و مقربین میں تو صفِ ماتم بچھ گئی۔

یوں تو نہ جانے کتنے جاتے ہیں دنیا سے روز
موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

عظیم سیاسی، سماجی شخصیات، ملک کے قائدین و رہنما، اسلامی تنظیموں اور اداروں کے سربراہ، مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران اور جلیل القدر علمائے کرام نے اپنے دلی تاثرات اور رنج و غم کے جذبات کا اظہار فرمایا، دنیا بھر کے مدارس، دینی اداروں اور مساجد میں دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

غم سلامت تیرے انداز پہ مرنے والے
موت کا بھی کہیں احسان لیا کرتے ہیں

الغرض ملک کے کونے کونے اور بیرونِ ملک سے تعزیتی وفود، الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کے ذریعے تعزیتی بیانات، اور فون پر تعزیت کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ بازبانِ فصیح خود پکار رہا تھا:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضرت کی شخصیت سے آشنا ہونے کا موقع مجھے دورِ طالب علمی میں نصیب ہوا، جب ہمارے جامعۃ المدینہ ، گلستانِ جوہر سے جمعۃ المبارک کے دن کافی طلباء حضرت کا روح پرور خطاب سننے کے لیے جامع مسجد میمن مصلح الدین گارڈن کے لیے جاتے تھے اور آنے کے بعد تعریفی کلمات جو سناتے تو میرے دل میں حضرت کی زیارت اور خطاب سننے کی عجیب رمق پیدا ہوتی۔ بالآخر ایک دن میں حضرت کا خطاب سننے آپ کی مسجد میں قبل از آمد ہی پہنچ گیا مگر تعجب یہ تھا کہ اس وقت بھی مسجد تقریبا بھر چکی تھی۔ مگر عقیدت سچی تھی تو مسجد کے اندرون حصّے میں جگہ مل ہی گئی۔ اور جب قبلہ شاہ صاحب تشریف لائے تو تمام نمازی صف بستہ استقبال کے لیے کھڑے ہوگئے اور جب پہلی بار میری حضرت کے چہرے پر نظر پڑی تو میں تو سکتہ میں آگیا کہ کیا اس دور میں بھی ایسے حقانیت کے منہ بولتے چہرے ہیں۔

کیونکہ چہرہ سے فضل و تقویٰ کا چشمہ پھوٹ رہا تھا، شبیہ ار آنکھوں سے عبادت کا تقدس جھلک رہا تھا، باوقار وحسین چہرہ اتنا دلکش و دلربا تھا کہ ایک بار دیکھ لینے کے بعد ناممکن تھا کہ بار بار اسے دیکھنے کی آرزو پیدا نہ ہو، آپ کے باطن کی تطہیر اور روحانی تقدیس کا اثر نامعلوم طور پر آپ کے گرد و پیش میں نمایاں تھا۔ چہرہ شرافت وعبادت کے نور سے چمک رہا تھا، غیرتِ حیاء کے بوجھ سے آپ کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں، ایک نیک و صالح اور اسلام کے غیور مسلمان کی جتنی خصوصیات ہوسکتی ہیں آپ تنہا ان سب کے آئینہ دار تھے، حقیقتِ حال سے پردہ اٹھا کر بات کریں تو اس فرمانِ نبوی ﷺ کے مصداق نظر آرہے تھے

خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ

تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، رقم الحدیث: ۹۱۱۴)

آپ کا روحانی و علمی خطاب آپ کی گرج دار آواز کے ساتھ پورے ماحول کو رعب دار کیے ہوئے تھا اور ایک ایک لفظ تاثیر کا تیر بن کر کانوں کے راستے دل میں اتر رہا تھا۔ بس پھر کیا تھا میں حضرت کا گرویدہ ہو گیا اور جب جب موقع ملتا آپ کا خطاب سننے کے لیے مسجد حاضر ہو جاتا اور جب زیادہ کچھ عرصہ بیت جاتا بیان کی سعادت نہیں ملتی تو آڈیو کیسٹ کے ذریعے بیان کو سن کر اپنی روح کو تسکین بخشتا تھا۔ شاید یہی محبت وعقیدت تھی کہ بہت جلد وہ وقت آیا کہ میں کھارادر میں واقع جامع حیدری مسجد (حضرت دولہا شاہ بخاری سبزواری رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار والی مسجد میں امام وخطیب کے فرائض کے لیے منتخب ہوا۔ اور حضرت وعلماء اہل سنت کے خطابات کا علمی سمندر جو میرے سینہ میں موجزن تھا اس سے میں نے پیاسے دلوں کو سیراب کرنا شروع کردیا۔ اور پھر بارہا آپ کی خدمت میں ملاقات وزیارت کا شرف نصیب ہوتا رہا۔ اور مجھے جماعت اہل سنت کی طرف سے باقاعدہ درسِ حدیث کا اذن دیا گیا جو حیدری مسجد میں تقریباً چار سال تک جاری رہا۔

قبلہ شاہ صاحب ایک صاحبِ علم شخصیت اور اعلیٰ علمی اقدار پر فائز تھے، خود بھی بڑے تھے اور بڑوں کی اولاد تھے۔ اسی لیے آپ اہل علم کے بھی بے حد قدردان تھے۔ شاہ صاحب کی کئی موضوعات پر کتب منظر عام پر موجود ہیں: جن میں تفسیر، حدیث، فقہ حنفی کے مسائل، عقائد، تصوف اور فضائل وغیرہ کے موضوعات شامل ہیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: تفسیر سورۃ فاتحہ، انوار القرآن (تفسیر سورۃ والضحیٰ تا سورۃ الناس)، ضیاء الحدیث، جمال مصطفی ﷺ، حضور ﷺ کی بچوں سے محبت، تصوف و طریقت، خواتین اور دینی مسائل، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، مزارات اولیاء اور توسل، فلاح دارین، رسول خدا کی نماز، مبلغ بنانے والی کتاب، دینی تعلیم، مبارک راتیں، اسلامی عقائد، جنتی لوگ کون؟ مسنون دعائیں، فضائل شعبان المعظم، فضائل صحابہ واہلبیت وغیرہا۔

قبلہ شاہ صاحب صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے دینی، مذہبی اور علمی حلقوں میں ایک مقتدر علمی شخصیت کے حوالے سے معروف تھے۔ آپ بجا طور پر ایک مفکرِ اسلام، قرآن وسنت کے سچے داعی، امن کے علم بردار اور علوم شریعت کے ماہر اور حاذق تھے۔ آپ نے اندرون ملک کے علاوہ بیرونِ ملک میں بھی دعوتِ اسلام کے پھریرے لہرائے اور ایک عالم نے آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔ کہنے والوں نے کہا اور آپ جیسی سربرآوردہ علمی شخصیات ہی کے متعلق ایک عربی مقولہ بہت مشہور ہے: موت العالم موت العالم ایک عالم کی موت درحقیقت پورے جہاں کی موت ہے۔

قدرت نے آپ کو علم وعمل کا بے بہا خزانہ عطا فرمایا تھا۔ جس کا اندازہ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے اور آپ کی حالاتِ زندگی کو دیکھنے والے کو باخوبی ہو جاتا ہے۔

تیرے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں

اللہ تعالیٰ آپ کی تربت پر کروڑہا کروڑ رحمتوں برکتوں کا نزول فرمائے اور ہمیں علمائے حق اہل سنت وجماعت کے طریقے واسلوب کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

یادیں میرے پیر و مرشد کی

مفتی عبدالرحمٰن قادری
خطیب وامام مرکزی جامع مسجد گلزارِ حبیب

شاہ تراب الحق نام کیوں رکھا گیا؟

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
کمی ہے تو میرے شاہ کی جو تھے مزار چلا گیا

بزرگوں کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ رب العزت کے نیک بندوں کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں تاکہ نام اور اس شخصیت کا فیضان حاصل ہو۔

میرے پیر و مرشد حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ’’ شاہ تراب الحق‘‘ بھی ایک بزرگ کے نام کی وجہ سے رکھا گیا۔

حیدرآباد دکن کے قریب آپکے آبائی گاؤں کے پاس ایک بہت بڑے بزرگ کا مزار شریف ہے جو درگاہ حضرت شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ سے مشہور ہے۔

دور دراز شہروں سے مریض مزار شریف پر آتے ہیں اور انہیں اللہ کے فضل و کرم سے شفا نصیب ہو جاتی ہے۔

کثیر تعداد میں ہندو اور سکھ بھی حاضری دیتے ہیں۔

مزار شریف کو صوبہ مہاراشٹرا کا اجمیر شریف بھی کہتے ہیں۔

گذشتہ سال ۲فروری تا ۱۵فروری ۲۰۱۵ء عرس کی تقریبات میں تقریباً پانچ لاکھ لوگوں نے شرکت کی۔

مزار شریف اور نگ آباد ایئر پورٹ سے ۲۰۰ کلو میٹر کی دوری پر ہے اور مرجع خلائق ہے۔

بلکہ مزار شریف کے قریب علاقے کا نام ہی ’’ تراب الحق نگر‘‘ ہے۔

اس کی تفصیل آپ Google Map کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔

بحوالہ Http:/en.m.wikipedia.org/wikihazrat_turabul_haq_dargah

انہی اللہ کے پیارے ولی کی نسبت سے میرے پیر و مرشد کا نام ان کے والدین نے ’’شاہ تراب الحق‘‘ رکھا۔

آپ کو اللہ رب العزت نے سید اولاد غوث پاک ہونے اور بزرگ کے نام کا فیضان عطا فرمایا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اولیائے کرام کی تعلیمات اور محبت کو عام کرنے میں صرف کی۔ بلاشبہ میرے پیر و مرشد اپنے زمانے میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگاروں میں شامل تھے۔

اے مالک بحر و بر، اے خالق شمس و قمر، جب تک چاند سورج جگمگاتے رہیں، جب تک ستاروں کی انجمن باقی رہے تو میرے پیر و مرشد حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نوری علیہ الرحمہ کی قبر شریف پر اپنی کڑوڑ ہا کڑوڑ رحمتیں نازل فرما۔ آمین

شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کچھ نصیحتیں:

میرے پیر و مرشد حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ کی زندگی کا ہر لمحہ دین کی تبلیغ و اشاعت میں گزرا۔ بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے اکتساب فیض کیا۔ ہزارہا تقاریر اور علمی مذاکرے آپ کے پند و نصائح کے گواہ ہیں۔

میرے زمانہ طالب علمی میں ۲۰۰۶ میں قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے ایک ڈائری مجھے تحفہ میں عطا فرمائی۔

میری تربیت اور یادداشت کے لیے اہم مسائل کی تخریج اور حوالہ جات لکھنے کا حکم فرماتے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے آپ کی محفلوں میں کبھی کبھار جب ڈائری ہاتھ میں ہوتی تو خاموشی سے کچھ باتیں لکھنے کا موقع مل گیا۔ وہ قارئین کی نذر کر رہا ہوں تاکہ اللہ رب العزت ہمیں ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مقرر کس بات کا خیال رکھے:

’’ اچھا مقرر وہ ہے جو اپنے موضوع پر گفتگو کرے، بعض حضرات تقریر کے دوران کبھی کہاں کبھی کہاں چلے جاتے ہیں۔ مجھے غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی تقریر بہت پسند تھی۔ وہ ایک ایک لفظ پر گھنٹوں تقریر کرتے۔ اس طرح حضرت علامہ شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ بھی ایک ہی موضوع پر گفتگو کرتے‘‘۔

کہیں پر جائز شریعت کی پابندی کرو:

’’ بعض عورتیں جن کے یہاں دستانے سے ہاتھ نہیں نکلتے۔ باہر ملکوں میں معلوم ہوا کہ جینس کی پتلون اور اوپر شرٹ پہنتی ہیں۔

آدمی جہاں بھی جائے اللہ سے ڈرے شریعت کی پابندی کرے۔ ہم باہر جاتے ہیں تو اپنے اسی جبے اور شیروانی کو استعمال کرتے ہیں اگر ایسا نہ کروں تو کیا وہ مجھے ائیر پورٹ سے باہر کر دیتے ہیں؟''

مولوی ہو تو ایسا:

جب میں دار العلوم امجدیہ کراچی میں درجہ سادسہ کا طالب علم تھا تو پیارے پیر و مرشد نے مجھے یہ نصیحت فرمائی۔

''ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس کوئی مٹھائی کا ڈبہ لایا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا، کوئی کام، اس نے کہا، نہیں، پھر پوچھا کوئی کام، اس نے کہا نہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کسی خادم سے فرمایا کہ اچھا ڈبہ اندر بھیج دو۔

کچھ دیر بعد وہ شخص کہتا ہے حضرت تعویذ درکار ہے! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ ''تعویذ تو مل جائے گا لیکن ٹھہریئے۔'' خادم کو بلوایا کہا۔ ذرا اندر سے مٹھائی کا ڈبہ لے آؤ۔ ڈبہ منگوا کر واپس کر دیا اور فرمایا:

''فقیر کے ہاں تعویذ بکا نہیں کرتا''۔

بیٹا! مولوی ہو تو ایسا:

ساتھ ہی ایک اور واقعہ سنایا ''کسی موقع پر بمبئی سے ایک شخص اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آیا۔ قدموں میں گر گیا۔ مہربانی فرما کر ہمارے یہاں قدم رنجا فرمائیں۔ بہت اصرار کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ راضی ہوئے۔ بمبئی کے لئے ارادہ فرمایا۔ ابھی حضرت اس کی گاڑی میں تشریف رکھے ہی تھے کہ اس شخص نے اپنی خوشی میں یا کسی وجہ سے یہ کہہ دیا۔

''اب تو آپ کی ساری کتابیں چھپ جائیں گی''۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فوراً گاڑی سے اتر گئے اور اس شخص سے معذرت چاہی۔ مجھے اب اپنی کتابیں نہیں چھپوانی۔ میں جا رہا ہوں۔''

لڑکیوں کی والدین سے بغاوت:

''آج کل فی زمانہ محبت کی شادی کا بہت رواج ہے۔ معاشرے میں فحاشی کا اتنا عروج ہے کہ لڑکی بڑی ہو کر اپنے والدین سے کہہ دیتی ہے کہ مجھے اپنی پسند کے لڑکے سے ہی شادی کرنی ہے۔

نوجوان لڑکوں کو ایسی لڑکیوں سے ہر گز شادی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ عورت جو اپنے گھر والوں سے بغاوت کرتی ہے تو کیا گارنٹی ہے کہ آپ سے بغاوت نہیں کرے گی۔ اس کو ایک واقعہ کے ذریعے سمجھئے:

انگریزوں نے مسلمانوں سے کام لیا اور بعد میں مسلمانوں کو مروا دیا۔ اس لئے کہ جو آدمی اپنی قوم سے بغاوت کرے گا تو بہت ممکن ہے کہ ہم سے بھی بغاوت کرے۔ جیسا کہ سلطان ٹیپو کا دروازہ جس مسلم فوجی

نے بند کیا جس سے سلطان ٹیپو قید ہو کر شہید ہو گیا۔ انگریز نے اپنے اس مسلم غلام کو بھی مروا دیا کہ جو آدمی اپنی قوم سے بغاوت کرتا ہے وہ ہم سے بھی بغاوت کر سکتا ہے۔''

عادت و خصلت نہیں بدلتی:

پھونکنی جس میں پھونک مار کر قدیم زمانہ میں کوئلہ جلایا جاتا تھا اس کے متعلق کہاوت ہے کہ اس کے اندر کتے کی دم کو ڈالا گیا۔ دس سال کے بعد بھی وہ ویسے ہی تھی۔

اس کو سمجھانے کے لیے مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ایک بادشاہ کسی فقیرنی پر عاشق ہو گیا۔ اس کو محل لایا۔ آراستہ پیراستہ کیا۔ اس سے نکاح کیا مگر وہ کھاتی ہی نہیں تھی۔ طبیب نے نبض دیکھی تو بتایا اسے کوئی بیماری یا کمزوری نہیں۔ بادشاہ نے چھپ کر فقیرنی اور اب اپنی اس بیوی کو دیکھنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھا کہ وہ فقیرنی روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھڑکی میں رکھتی اور کہتی اللہ کے واسطے مجھے کھانے کو دو اور پھر خود ہی وہ ٹکڑے اٹھا کر کھا لیتی۔

مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کی مانگنے کی عادت تھی اس لیے شاہی دستر خوان پر بیٹھنا اسے بھاتا نہیں تھا۔ اسی لیے ہمیں اچھی عادتوں کو اپنانا چاہیے کہ عادت نہیں بدلتی۔

کامیاب زندگی کے اصولوں میں سے دو اہم یہ ہیں:

۱: کسی کے ہو جاؤ ۲۔ کسی کو اپنا بنا لو

امام اپنے منصب کا لحاظ رکھے:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے پاس لوگ مسائل پوچھنے آئے۔ ان میں ایک شخص کے میلے کچیلے کپڑے تھے۔ سب کو فارغ کرنے کے بعد امام اعظم نے اس کو روکے رکھا بعد میں ایک ہزار درہم اسے دے دیے۔ اس شخص نے کہا میں تو اہل خیر سے ہوں۔ پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ''تو اپنا حلیہ ایسا کیوں بنا رکھا ہے؟''

یعنی بندے کو اللہ کی جانب سے جیسا مال نصیب ہوا ہے اسی کے مطابق اس کا شکر بھی ادا کرے۔

مثلاً مسجد کا امام ہو کسی اچھے علاقے میں اور مقتدی ۲۰ گریڈ کے افسران، کرنل، جنرل ہوں اور امام صاحب کے کپڑے میلے ہوں تو وہ امام سے نفرت کریں گے۔ لہذا اپنے منصب کا لحاظ بھی رکھے سادگی بھی ہو لیکن با وقار جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مٹکے کے پانی میں اپنا چہرہ مبارک دیکھتے۔

کسی کے محتاج نہ بنو:

اپنی زندگی میں آدمی کسی کا محتاج نہ ہو۔

فرمایا الحمد اللہ اب تک (۲۰۰۶ء) میں۔ میں عمر کے اس حصے میں اولاد میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ گھر کے سارے بل کوشش کر کے میں ادا کرتا ہوں۔

بزرگوں کی یہ بات یاد رکھو۔

" تمہارے پیسے سے عیش تو اولاد کرے گی حساب تمہیں دینا ہوگا"

" اگر تنگدستی ہوگی تو قیامت میں جلدی جان چھوٹ جائے گی۔"

تبلیغی جماعت اور وہابیوں کا تعلق:

یہ بد مذہب لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ دونوں الگ الگ ہیں جب کہ حقیقت میں تبلیغی جماعت اور دیوبندی ایک ہی نظریات کے حامل لوگ ہیں جیسے مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کے ملفوظات میں ہے:

"میں چاہتا ہوں کہ طریقہ تبلیغ میرا ہو اور طریقہ تعلیم مولانا اشرف علی تھانوی کا ہو"

فضائل رمضان میں تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا نے اپنی کتاب میں خلیل احمد انبیٹھوی کی تعریف کی ہے، تبلیغی جماعت کو اکابرین دیوبند کی عبارات جب دکھائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا کام تو تبلیغ ہے۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بانیان تبلیغی جماعت بھی اکابرین دیوبند سے وابستگی وعقیدت رکھتے تھے۔

اپنے آپ کو نیوٹرل کہنا منافقت ہے:

ایک شخص نے کہا شاہ صاحب نیوٹرل رہنا چاہتا ہوں،

شاہ صاحب نے جواب دیا۔ یہ تو منافقت ہے بریلوی بھی راضی رہیں اور وہابی بھی راضی رہیں۔

اللہ رب العزت نے منافقین کے متعلق ہی تو ارشاد فرمایا:

ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤ منین۔

منافقین حضور کے پاس آکر کہتے ہم آپ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وہ ایمان والے نہیں۔

جب بات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عزت و ناموس کی ہو تو اس پر کوئی سودا نہیں۔ کوئی نیوٹرل پالیسی کارگر نہیں گستاخ رسول واجب القتل مرتد بے ایمان ہے۔ توبہ کر بھی لے تو بھی سزا کا مستحق ہے

مسلیمہ کذاب کے مقابلے میں صحابہ کرام کو تیل کی کڑھائی میں جلا دیا گیا لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

مفتی کیسا ہو؟

فتویٰ لکھنا ہر شخص کا کام نہیں۔ تمام علوم سے فارغ ہو کر ایک قابل مفتی کی نگرانی میں فتویٰ لکھے اور اس سے تصحیح کرائے اور اصلاح لے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کو تقریباً ۱۴ سال کی عمر میں ۱۲۸۶ھ میں آپ کے والد نے مسند افتاء پر فائز فرمایا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو فتاویٰ لکھنے کی اجازت مل گئی مگر اس کے باوجود آپ تقریباً ۱۱ سال تک اپنے والد صاحب امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ سے اپنے فتاویٰ پر تصدیق کرواتے۔

آج کل کے مفتیوں کو اس سے سبق سیکھنا چاہیے۔

۱۰ جولائی ۲۰۰۶ء کو ایک مجلس میں مجھے یوں نصیحت کی: فتویٰ نویسی کے لئے عبارت جامع مانع ہونی چاہئے فتوے میں استدلال اگرچہ عربی عبارت سے ہوتا ہے مگر عبارت تو اردو کی ہوتی ہے۔ اس لیئے مفتی کو اردو ادب سے واقفیت ضروری ہے ہمارے مدرسوں میں اردو پر بھی زور دینا چاہیے۔ اہلسنت کے ایک جید عالم دین۔ بعض جگہ اردو عبارت میں ان سے سہو واقع ہوئے میں نے وہ کتابیں مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ کو بتائیں تو وہ بھی حیران رہ گئے۔ جب کسی سے رابطہ کر کے غلطی کا بتایا جاتا ہے تو وہ اس کو آئندہ طباعت سے ہٹانے کے بجائے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مفتی کو چاہیے کہ اردو تفاسیر اور تراجم کتب احادیث کے حوالے نہ دے بلکہ تفسیر صاوی، تفسیر جلالین و تفسیر خازن وغیرہا مطالعہ میں رکھے۔ مفتی کو چاہیے کہ اپنی اردو لکھائی اور عبارت میں مہارت پیدا کرے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اردو دانی میں بہت ماہر تھے۔ آپ صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تحریر سے ایک صفحہ لے کر کسی اردو ادیب کو پیش کریں یہ نہ بتائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عبارت ہے پھر اس کے تاثرات سنیں۔ اسی ضمن میں ایک واقعہ سنایا:

مفتی مظفر احمد بدایونی علیہ الرحمہ بھی اردو دانی میں بہت ماہر تھے۔ ایک دفعہ آپ کوئی فتوی لے کر تاج العلماء سید محمد میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں گئے۔ فتوے میں مفتی صاحب نے فتاویٰ رضویہ کی عبارت کا حوالہ دیا۔ تاج العلماء دیکھتے رہے اور کہا آپ فتاویٰ رضویہ لائیں۔ جب فتاوی رضویہ لائی گئی تو وہ عبارت نہ تھی۔ تاج العلماء نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ مفتی صاحب نے فرمایا میں نے فتاوی رضویہ کی عبارت کی تلخیص لکھی ہے عبارت میری ہے مگر ماخذ فتاویٰ رضویہ ہی ہے۔ تاج العلماء نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا اردو معیار اتنا اعلیٰ ہے کہ ہم عبارت دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عبارت ہے اور فلاں عبارت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی نہیں ہو سکتی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی اردو علامہ شامی علیہ الرحمہ کی عربی کے برابر ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ بھی بڑے پائے کے مفتی تھے۔

کچھ تو بات ہوگی جبھی ایک ہی شخص پر ہزارہا علماء بھروسہ کر رہے ہیں۔ان کی عربی عبارت بھی بہت شاندار ہے۔اسی طرح قاضی خان بڑے عالم و مفتی تھے۔ حتیٰ کہ آپ عالمگیری میں دیکھیں گے کہ قاضی خان کا حوالہ ہے یعنی ۵۰۰ علماء کے گروہ نے فتاویٰ قاضی خان کے حوالے سے اتفاق کیا ہے۔

دورِ حاضر کے مفتیان کرام کو چاہیے کہ اکابرین کی پیروی کریں۔

فخر السادات مرد مومن مرد حق پیرو مرشد سیدی وسندی حضرت قبلہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی یوں تو ہزارہا علمی روحانی نصیحتیں تھیں۔ چند قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اللہ رب العزت ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی　　　نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزانوں میں

حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ اور ذوق شعری:

میرے پیارے پیر و مرشد حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ اشعار کا بڑا ذوق رکھتے، سینکڑوں اشعار آپ کو یاد تھے، جو آپ موقع و محل کی مناسبت سے نجی محافل اور تقاریر میں پڑھا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور آپ کے برادر گرامی استاد زمن حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ کی شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔ دوران نعت خوانی اپنے آنسوؤں پر ضبط نہ فرما سکتے۔

اشعار یاد ہونا اور اس کا موقع پر استعمال کرنا دونوں الگ الگ فن ہیں۔آپ کی یہ ادا مجھے بہت پسند تھی ۔جب مجھے موقع ملتا تو کچھ اشعار میں لکھ لیتا ذیل میں چند اشعار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں:

مرے تھے جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے　　　پڑھائی نماز جنازہ میری غیروں نے

ناطقہ سر بگریباں ہے کیا کہیے　　　خامہ انگشت بدنداں ہے کیا لکھیے

جس دہقان سے انسان کو میسر نہ ہو روزی　　　اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کی بعد بعد قتل کے میرے اس نے جفا سے توبہ　　　ہائے اسے زود پشیمان کا پشیماں ہونا

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا　　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

آدمی آدمی سے ملتا ہے　　　پر دل کم کسی سے ملتا ہے

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے　　　اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

بتوں کے شہر میں لٹتے تو کچھ اور بات ہوتی　　　خدا گواہ ہے لٹے خدا کی بستی میں

تصور میں جو تھاما ان کا دامن　　　جب غور سے دیکھا تو اپنی ہی آستین نکلی

اک روز کا رونا ہو تو رو کے صبر آئے　　　ہر روز کے رونے کو کہاں سے جگر آئے

بربادی چمن میں شاید ہے کسی کا ہاتھ　　　شاخوں پر انگلیوں کے نشاں دیکھتا ہوں میں

ابھی کھا کر ٹھوکر سنبھلے نہ پائے　　　کہ پھر کھائی ٹھوکر سنبھلتے سنبھلتے

تمھیں دیکھنے سے منہ پہ آجاتی ہے رونق　　　تم کہتے ہو کہ بیمار کا حال اچھا ہے

ایک باشرع شخص جب تجارت کی غرض سے ملک کے باہر گئے اور تقریباً ایک سال کے بعد آئے تو ڈاڑھی بھی ترشوادی تھی اور حلیہ بھی بالکل بدل گیا اس پر قبلہ شاہ صاحب بہت رنجیدہ ہوئے اور یہ شعر پڑھا:

دین چھوڑ کر اگر آزاد ہو ملت　　　ہے ایسی تجارت سے مسلمان کا خسارہ

کچھ تو ہوتے ہیں جنوں کے آثار　　　کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

کتنے سادہ ہیں میر ہوئے بیمار جس کے سبب　　　پھر اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے　　　یونہی زندگی تمام ہوتی ہے

کوئی پوچھتا بھی نہیں تیری محفل میں ہمیں　　　اور کہیں لگتا بھی نہیں دل تیری محفل کے سوا

پھرتی ہے زمین سورج کے گرد　　　اور بندہ چکر میں ہے جناب کے گرد

خیراں نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ　　　سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ اور نجف

۳۱ جنوری ۲۰۰۷ کو ایک مجلس میں آپ نے ذکر کیا:

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

یہ شعر ڈاکٹر اقبال نے اس وقت کہا جب کانپور انڈیا میں مسلم ہندو فسادات ہو رہے ہیں تھے۔ فائرنگ کے باوجود مسلمانوں نے مسجد تعمیر کرلی۔

ایک دفعہ یوں کہا:

وفا کے نام پر مارا ہم کو بے وفاؤں نے　　　دم بھی ہم کو نہ لینے دیا جفاؤں نے

کسی امام صاحب نے پیغام بھجوایا تھا کہ اگر مجھے ہٹایا گیا تو میں مظاہرہ کروں گا۔ جو نہ ہوا جب شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا:

سنا تھا غالب کے اڑیں گے پرزے ۔۔۔ دیکھنے ہم بھی گئے پر تماشہ نہ ہوا

۲۸ ستمبر ۲۰۰۷ کو ایک محفل میں یہ شعر سنایا

خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا ۔۔۔ ورنہ کیا یاد نہیں نالہ وفغاں ہم کو

کچھ کہتا ہوں تو مزہ الفت کا جاتا ہے ۔۔۔ چپ کے رہوں تو کلیجا جی کو آتا ہے
خواہش زر میں زندگی بسر کرتے رہے ۔۔۔ صرف ایک کفن کے لیے اتنا سفر کرتے رہے

حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ اکثر یہ اشعار پڑھتے آپ کے وصال پر ملال اور فراق پر ان کی حقیقت سمجھ آگئی۔

اب کے بچھڑے ہو تو کہتے ہو محشر میں ملیں گے ۔۔۔ کیا خوب، قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
مرنے کے بعد بھی آنکھیں کھلی رہیں ۔۔۔ عادت جو پڑگئی تھی تیرے انتظار کی
وہاں جا کر کوئی آتا نہیں میر ۔۔۔ کہتے ہیں زمیں تلے آرام ہے بہت

۱۴ جون ۲۰۰۷ میں ظہر کی نماز سے قبل:

بادہ کش جو پرانے ہیں اٹھے جاتے ہیں ۔۔۔ کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

۱۴۲۷ھ عید الاضحیٰ کو ایک نجی محفل میں ذکر کیا کہ شاعری بھی ایک بہت بڑا فن ہے۔ ایک ہندو شاعر نے ایک دفعہ یہ شعر لکھا:

لام کی مانند تھے گیسو میرے گھن شام کے ۔۔۔ وہ کافر ہیں جو معتقد نہیں اس لام کے

اس شعر کا مصرع بظاہر اسلام کی حمایت میں نظر آتا ہے کہ دین اسلام کے معتقد نہیں وہ کافر ہیں لیکن در حقیقت یہاں اس+لام مراد ہے یعنی ہندو کے دیوتا کے گیسو لام کی مانند ہیں۔ وہ کافر ہیں جو معتقد نہیں ہیں اس لام کے (العیاذ باللہ)۔

جس سے معلوم ہوا کہ شعر کے ذریعے بظاہر حمایت لیکن پس پردہ اسلام کی مخالفت ہو رہی ہے۔ یہ تھا فن شاعری۔

ایک شاعر کا برجستہ شعر:

ایک مشہور شاعر کسی مشاعرے میں تھا، کسی نے ان کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ کھانے کے بعد ان کو اطلاع ہوئی۔ نقصان سے تو بچ گئے مگر برجستہ شعر کہہ دیا اور پوری محفل لوٹ لی۔

مجھے زہر پلانے والے بڑے کم نظر ہیں آقا ۔۔۔ تیرے نام پہ پلاتے تو کچھ اور بات ہوتی

بعد میں اور شاعروں نے بھی شعر کہے لیکن ان کا وہ برجستہ شعر سب سے بھاری تھا۔

ایک سنی شاعر کا وہابی شاعر کو جواب

وہابیوں نے ایک موقع پر چند اشعار لکھے جس میں انہوں نے میلاد و فاتحہ کو حرام لکھا۔

ایک سنی شاعر نے برجستہ چند اشعار کہہ دیے جس میں سے ایک یہ ہے:

کنجوس، مکھی چوس وہابی کے مال سے
میلاد فاتحہ کرنا بھی حرام ہے

شاعر کا امتحان:

ایک شاعر سے کسی نے امتحان لیا اور ایک مصرع کہا اور کہا اس کا دوسرا مصرع لگائیں اس طرح کے معنی بھی صحیح ہو جائے:

شب کو میری نماز میں قبلہ کو پیٹھ تھی

بظاہر میں یہ بہت مشکل سوال تھا کہ شب بھر نماز میں قبلہ کو پیٹھ تھی، نماز ہو اور قبلہ کو پیٹھ؟
مگر شاعر نے برجستہ جواب دیا:

میں تھا امام اور والد تھے مقتدی
شب کو میری نماز میں قبلہ کو پیٹھ تھی

ڈاکٹر اقبال کا امتحان:

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کہیں لیکچر کے لئے گئے۔ ایک طالب علم نے فوراً سوال کیا اس مصرع کو مکمل کر دیں:

مچھلیاں پیدا ہوں دشت میں ہرن دریا میں

بظاہر شعر کو مکمل کرنا مشکل نظر آرہا ہے کہ مچھلیاں کس طرح دشت میں پیدا ہوں وہ تو سمندر میں ہوتی ہیں لیکن ڈاکٹر اقبال نے برجستہ شعر کہا:

اشک سے بھر دیں دشت کو اور آہوں سے سوکھیں دریا

مچھلیاں پیدا ہوں دشت میں ہرن دریا میں

جب شوگر کی وجہ سے آپ کی علالت بڑھنے لگی تو آپ نے ایک شعر کو بدل کر یوں کہا:

شوگر نے ہم کو نکما کر دیا ہے غالب   ورنہ آدمی تو ہم بھی تھے کام کے

ایک صاحب آئے اور قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ایک تقریر کی بہت تعریف کی تو قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے ازراہ تفنن غالب کے شعر کو بدل کہ یوں کہا:

ہیں زمانے میں سخن ورا ور بھی اچھے   مگر تراب الحق کا انداز بیاں کچھ اور ہے

قبلہ شاہ صاحب مدینہ پاک سے بہت محبت فرماتے۔ اکثر دوران تقریر مدینے پاک کے ذکر پر آبدیدہ ہو جاتے۔

<u>ایک موقع پر یوں کہا</u> :

انشاء جی اٹھو طیبہ کو چلو   اس شہر میں جی کو لگانا کیا

جو بھائی آکر اپنی بیویوں کی شکایت کرتے تو قبلہ شاہ صاحب ان کی دلجوئی کے لئے کہتے:

اکبر ڈرتے نہ تھے برٹش کی فوج سے   مگر شہید ہو گئے بیوی کی نوچ سے

کچھ حضرات جب اپنے گھریلو مسائل اور پریشانیوں کا ذکر کرتے۔ تو قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ تعویذ دینے سے پہلے انکی اصلاح فرماتے۔ نماز کی تاکید کرتے اور یہ شعر کہتے:

جب میں کہتا ہوں یا اللہ میرا حال دیکھ   حکم ہوتا ہے بندے اپنا نامۂ اعمال دیکھ

مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے یہ اشعار بھی آپ نے بعض دفعہ نجی محفلوں اور تقریروں میں پڑھے:

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر   دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر

پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر،   تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

ظفر آدمی اسے ہر گز نہ جانیے   خواہ کیسا ہی ہو صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی   جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ اپنے مریدین سے بہت شفقت فرماتے۔ ایک مرید محمد اسلم قادری جن کو شاہ صاحب کی تقریباً ۲۵ سال خدمت کا موقع ملا۔ ایک مرتبہ عشاء کی نماز سے قبل ہی کسی کام پر جانے کی اجازت چاہی تو قبلہ شاہ صاحب نے یہ اشعار پڑھے:

ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر   کہ دل ابھی بھرا نہیں

ابھی ابھی تو آئے ہو   بہار بن کے چھائے ہو

ہوا ذرا مہک تو لے   نظر ذرا سنبھل تو لے

ابھی تو کچھ کہا نہیں   ابھی تو کچھ سنا نہیں

بعض اوقات تقریر کے اختتام پر یہ شعر پڑھتے۔

ابھی تو بہت راز خفتہ ہیں میرے سینے میں   بات بڑھ جائے گی یاران چمن جانے دو

چمن میں تلخ نوائی سیدی میری گوارا کر   کہ زہر بھی کرتا ہے کار تریاقی

ایک دفعہ دوپہر میں قیلولہ کے دوران ایک عجیب سی کیفیت تھی اور بار باران اشعار کی تکرار کر رہے تھے

خدا خود میر مجلس بعد، اندر لامکاں خسرو   محمد شمع محفل بود، شب جائے کہ من بودم

ازل سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول   کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول

معاشرتی برائیوں پر گفتگو کرتے ہوئے اکبر الہ آبادی کے یہ اشعار پڑھتے:

رقیبوں نے رپٹ لکھائی ہے جاجاکے تھانے میں   کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں   جنہیں پڑھ کر لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں   اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑگیا

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا   کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑگیا

پیدا ہوئے وکیل تو شیطان نے بھی کہا   لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہو گئے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

لباس خضر میں یہاں سینکڑوں رہزن پھرتے ہیں   گر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے   پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تمھیں پاس نہیں

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ بقالی نہ رہی

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا ، تلقین غزالی نہ رہی

وضع میں تم ہو نصاری تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو ، تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان ورفعنا لک ذکرک دیکھے

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

مغز قرآن ، روح ایماں، جان دیں
ہست حب رحمۃ للعالمین

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

غزوہ بدر کے معرکے کو بیان کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھتے

تعالی اللہ یہ شیوہ نہیں با وفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے غیرت دار ماؤں کا

نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ ہی کوئی بندہ نواز

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

ہم کو ان سے ہے وفا کی امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

مذکورہ بالا اشعار میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کے علمی خزانے کا صرف ایک حصہ ہیں آپ کو بلا مبالغہ ہزاروں اشعار یاد تھے اور ان کے پڑھنے اور سمجھانے کا انداز بھی بڑا اچھوتا ہوتا۔
عموماً آپ اپنی تقاریر کا اختتام اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے اشعار سے فرماتے۔
مضمون کی طوالت سے بچنے کے لیے انہی پر اکتفا کرتا ہوں مقصد صرف اللہ کے نیک بندے کے ساتھ گزارے ہوئے چند قیمتی لحات کو قلم بند کرنا تھا۔ اللہ رب العزت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تربت پہ کروڑہا کروڑ رحمتیں نازل فرمائے۔۔آمین

عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایمان کی جان ہے

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اسکی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آقا! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ فرمایا، اے عمر! اب تیرا ایمان کامل ہو گیا۔

(بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی، ۲۸۳/۴ حدیث: ۶۶۳۲)

شاہ صاحب کے ساتھ گیارہ روزہ نشست

سید محمد مبشر قادری
نگرانِ اعلیٰ انجمن ضیائے طیبہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!!! راقم کے علم میں پچھلے برس 1437ھ میں عالمِ اسلام کے چالیس کے لگ بھگ علمائے کرام اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے، جن کی فہرست ضیائے طیبہ کے دفتر میں محفوظ ہے۔

..آہ... کہ قحط الرجال کا یہ دور تیزی سے رواں دواں ہے...

..آہ... اہلِ علم و فضل، اربابِ فکر و نظر اور مشائخ و کبار یکے بعد دیگرے اٹھتے جا رہے ہیں...

..آہ... کہ ہجر و فراق کی داستانِ اَلم کا نوحہ لکھنے کے لئے سیاہی کے ساتھ ساتھ اوراق بھی کم ہیں...

اب یادِ رفتگاں کی بھی ہمت نہیں رہی
"پیاروں" نے اتنی دور بسائی ہیں بستیاں

1438ھ نے آتے ہی اپنے چوتھے روز عالمِ اسلام کا ایک عظیم باب بند کر دیا؛ حضرت علامہ مولانا سیّد شاہ تراب الحق قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، 4 محرّم الحرام 1438ھ کو اس دنیا سے رخصت ہو کر، 5 محرّم الحرام کو، تہہِ مزار آرام فرما ہو گئے!

سیّد!! شاہ تراب الحق قادری (1438ھ)

شاہ تراب الحق صاحب کون ہیں...؟ کیا ہیں...؟ اس نام سے کون واقف نہیں... بالخصوص شہر کراچی کی دھرتی کا ہر باسی... شاہ صاحب کے نام کو جانتا... اور پہچانتا ہے...

شاہ صاحب...	ایک عالم و فاضل...	شاہ صاحب...	ایک امام و خطیب...
شاہ صاحب...	ایک مدرّس و معلّم...	شاہ صاحب...	ایک سرپرست و مہتمم...
شاہ صاحب...	ایک پیرِ کامل...	شاہ صاحب...	ایک روحانی عامل...
شاہ صاحب...	ایک مصنّف و مؤلف...	شاہ صاحب...	ایک ناشرِ مسلک...
شاہ صاحب...	ایک سماجی قائد...	شاہ صاحب...	ایک سیاسی لیڈر...
شاہ صاحب...	ایک مدبّر و مفکر...	شاہ صاحب...	ایک بہترین مقرر...

9 اپریل 2014ء بمطابق 9 جمادی الثانی 1435ھ کو... بعدِ نمازِ عصر، راقم الحروف، حضرت علامہ ابو القاسم ضیائی صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُھُمْ کے ہمراہ، حضور قبلہ سیّد شاہ تراب الحق قادری صاحب کے حجرۂ مبارکہ (واقع حبیب مسجد، مقبول آباد، نزد دار العلوم امجدیہ، کراچی) میں حاضرِ خدمت ہوا۔

دعا سلام اور دست بوسی کے بعد... شاہ صاحب قبلہ سے انٹرویو کے لئے عرض کی کہ وقت عنایت فرمائیں...

حضرت نے اپنے مزاج کے مطابق فرمایا:

"میاں! عصر کے بعد ہماری نشست ہوتی ہے؛ آجایا کرو، پوچھ لیا کرو..."

موقع کو غنیمت جانتے ہوئے... اسی روز ریکارڈر سامنے رکھ کر حضرت علامہ ابو القاسم ضیائی صاحب نے سوالات پوچھنا شروع کیے...

قارئینِ کرام... بالخصوص قریبی احباب بخوبی واقف ہیں... کہ قبلہ شاہ صاحب کی نشست یا شاہ صاحب کے ساتھ گفتگو ہمیشہ سے بڑی دل چسپ و معلوماتی رہتی... اس طرح کہ شاہ صاحب اپنی گفتگو میں ماضی کے دریچوں سے جھانکتے ہوئے قصے اور واقعات ضرور سناتے...

قبلہ شاہ صاحب سے لئے گئے انٹرویو کی بھی یہی صورت رہی... اور تقریباً 11 سے 12 روز تک یہ انٹرویو جاری رہا... جس میں سوالات و جوابات کے علاوہ دیگر ضمنی باتیں بھی ریکارڈ ہوئیں... جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ فقیر کے پاس محفوظ ہیں...

انٹرویو میں پوچھے گئے سوالات اور جوابات سے اخذ کردہ اہم نکات کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے:

آپ کی شخصیت اور زندگی سے متعلق کیے گئے سوالات:

- آپ کا خاندانی پس منظر...؟
- آپ کا نسب شریف...؟
- آپ کا نسبِ مبارک حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کتنی پشتوں سے ملتا ہے...؟
- آپ پاکستان کب تشریف لائے...؟
- آپ کی شادی کون سے سال میں ہوئی...؟
- آپ کو کن کن بزرگوں سے خلافت و اجازت حاصل ہے...؟
- آپ نے تعویذات و عملیات وغیرہ کن حضرات سے سیکھے...؟

ان سوالات کے جوابات پر قبلہ شاہ صاحب نے تفصیلی گفتگو فرمائی، ساتھ ہی ساتھ آپ کی شخصیت و زندگی پر جو اعتراضات اٹھتے رہے ان کے جوابات بھی عنایت فرمائے۔

حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے متعلّق سوالات:

- حضرت قاری مصلح الدین صدیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے پہلی ملاقات کب ہوئی۔۔۔؟
- آپ نے قاری صاحب سے کون کون سی کتابیں پڑھیں۔۔۔؟

حضرت قاری مصلح الدین صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے حوالے سے پورے انٹرویو میں چیدہ چیدہ مقامات پر گفتگو ریکارڈ ہوئی ہے، جس کی تفصیل علیحدہ ہے۔

قطبِ مدینہ شاہ ضیاء الدین مدنی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے متعلّق سوالات:

- قطبِ مدینہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے پہلی ملاقات کب ہوئی۔۔۔؟
- قطبِ مدینہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی کوئی خاص بات جو یاد ہو۔۔۔؟
- قطبِ مدینہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی سے ملاقات۔۔۔؟

خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطبِ مدینہ خواجہ شاہ ضیاء الدین مدنی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے بارے میں کیے گئے سوالات پر قبلہ شاہ صاحب نے مدینۂ منوّرہ اور دیگر مقاماتِ مقدّسہ کے واقعات بھی ریکارڈ کروائے۔۔۔جب کہ وہاں کے منعقدہ پروگرامز وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم عالمِ اسلام محمد مصطفیٰ رضا خاں عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے متعلّق سوالات:

- مفتیِ اعظم ہند عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے آپ کی پہلی ملاقات۔۔۔؟

انٹرویو میں حضور مفتیِ اعظم عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے حوالے سے سوال تو یہ ایک ہی ہوا، لیکن مختلف موقعوں پر دورانِ گفتگو شاہ صاحب اپنے مرشدِ کریم کا ضمناً تذکرہ فرماتے رہے۔

قبلہ شاہ صاحب سے اندرون و بیرونِ ملک، سفر سے متعلّق پوچھے گئے سوالات:

- آپ کی بریلی شریف حاضری کب ہوئی اور قیام کتنا رہا۔۔؟
- آپ عرب ممالک کب تشریف لے گئے۔۔۔؟
- آپ کافی عرصہ سے بیرونِ ملک تشریف لے جاتے رہے ہیں، وہاں مجموعی طور پر اہلِ سنّت کی کیا حالت ہے اور ان میں کوئی کمزوری ہے تو اس کے اسباب کیا ہیں اور اس کے ازالے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔۔۔؟

اس سوال کے ضمن میں قبلہ شاہ صاحب سے کافی طویل گفتگو رہی اور ذیل میں دیے گئے نکات پر قبلہ شاہ صاحب نے سیر حاصل کلام فرمایا۔

☒ وہاں کے مدارس اور تعلیمی نظام
☒ وہاں کے مسائلِ عیدین
☒ وہاں کے چاند (رویت ہلال) کے مسائل
☒ وہاں کے ذبیحہ کا حکم
☒ وہاں کے اسلامک اسکولز
☒ وہاں پر مذہبی آزادی
☒ وہاں پر بیع (خرید و فروخت) کے معاملات
☒ وہاں نکاح شادی بیاہ کے معاملات
☒ وہاں کے جلسے، سیمینار، کانفرنسز میں عوام کی تعداد
☒ وہاں پر نماز کے مسائل

- آپ کا سفر انڈیا۔۔۔؟
- آپ نے وہاں کن کن مشائخ کے مزارات کی زیارت کی۔۔۔؟

کچھ دیگر پوچھے گئے سوالات:

- اسلام کی ترویج و خدمت میں حیدر آباد دکن اور وہاں کے نواب کا کیا حصّہ تھا۔۔۔؟
- آپ کا سیاست میں جانا، اہلِ سنّت کا کیا کیا کام ہوا؟ اور کیا کیا کام نہیں ہو سکا۔۔۔؟

انٹرویو میں ایک جگہ تحریکِ پاکستان کے حوالے سے بھی شاہ صاحب سے گفتگو رہی۔۔۔ جس میں شاہ صاحب نے پاکستان اور استحکامِ پاکستان سے متعلّق ارشادات ریکارڈ فرمائے۔

مکمل انٹرویو میں قبلہ شاہ صاحب سے مندرجۂ ذیل شخصیات سے متعلّق سوالات پوچھے گئے:

- حضرت مفتی تقدّس علی خاں عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے ملاقات کب اور کہاں ہوئی۔۔۔؟
- حضرت علامہ ابو البرکات عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے ملاقات کب ہوئی۔۔۔؟
- حضرت علامہ خلیل احمد قادری عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے ملاقات کب ہوئی۔۔۔؟
- مولانا حسن میاں برکاتی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے ملاقات کب ہوئی۔۔۔؟

دورانِ انٹرویو قبلہ شاہ صاحب نے مندرجۂ ذیل شخصیات کا تذکرہ فرمایا:

- حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدّث سورتی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔۔۔

- حضرت مولانا عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت مولانا پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت ظہور الحسن بھوپالی صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت علامہ مولانا عبدالستار خاں نیازی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت پیر آف مانکی شریف عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- مفتیِ اعظمِ سرحد حضرت پیر شائستہ گل عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت پیر صاحب آف زکوڑی شریف عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت علامہ قاری محبوب رضا خاں صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- خطیبِ پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت علامہ مفتی شجاعت علی قادری اور اُن کے برادرِ اکبر حضرت علامہ مفتی سعادت علی قادری رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی......
- قائدِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدّیقی صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت مولانا نظمی میاں برکاتی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت پروفیسر شاہ فرید الحق قادری صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- حضرت مولانا افتخار صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ، کراچی)...
- حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب (گھوسی) عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...
- غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ...

قبلہ شاہ صاحب سے موجودہ اکابر شخصیات سے متعلّق سوالات و گفتگو:

- قبلہ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ ...
- حضور محدّثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی (گھوسی) دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ...
- حضور جمیلِ ملت علامہ جمیل احمد نعیمی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ ...

راقم نے انٹرویو کا مختصر خاکہ قارئین کی نظر کیا... جب کہ مکمل تفصیلی انٹرویو کی داستان کو اوراق میں جلد سمیٹ کر انجمن ضیائے طیبہ کے پلیٹ فارم سے منظرِ عام پر لایا جائے گا۔

انجمن ضیائے طیبہ کا ذکر چھڑا ہے تو شاہ صاحب قبلہ (جو اس انجمن کے سرپستِ اعلیٰ تھے اور اب روحانی سرپرستی فرمارہے ہیں) کے حوالے سے انجمن کی کچھ یادیں لکھ کر مضمون کو اختتام کی جانب موڑ رہا ہوں...

انجمن ضیائے طیبہ کا شاہ صاحب قبلہ سے ایک خاص تعلق رہا... بالخصوص انجمن ضیائے طیبہ کے سرپرست و روحِ رواں (راقم کے والدِ گرامی) قبلہ سیّد اللہ رکھا قادری ضیائی مدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی کی شاہ صاحب سے جو دیرینہ اور عرصۂ دراز پر محیط رفاقت رہی... اُس پر لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے...

انجمن ضیائے طیبہ کی شائع کردہ کتب بھی شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کی جاتی رہیں... جس پر شاہ صاحب قبلہ بڑی خوشی کا اظہار فرماتے... یہاں تک کہ کبھی کچھ کتب کم تعداد میں پیش کی جاتیں... تو شاہ صاحب ناراضگی کا اظہار کرتے... اور فرماتے:

''میاں! ہمارے پاس کتابیں زیادہ تعداد میں بھجوایا کرو...''

جب پہلے روز انٹرویو کے لیے راقم الحروف حاضر ہوا تو علامہ ابوالقاسم ضیائی صاحب نے انجمن کے دفتر ہی میں انجمن کی کتابوں کا ایک سیٹ ساتھ لینے کا حکم فرمایا، جسے قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا... ان کتابوں کے سیٹ کی ترتیب کے دوران ایک کتاب شاہ وصی احمد محدّث سورتی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے سوانح کے حوالے سے تھی، جو فقیر نے شامل نہیں کی... اللہ! اللہ!... جب شاہ صاحب کو کتابوں کا سیٹ دکھایا تو شاہ صاحب ایک ایک کتاب ملاحظہ فرماتے جاتے اور تاثراتی کلمات سے نوازتے جاتے... جب آخری کتاب ملاحظہ فرمائی تو اچانک محدّث سورتی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کا ذکر شروع کردیا... اور نشست میں بیٹھے دیگر احباب سے بھی محدث سورتی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی عظمت و رفعت کا تذکرہ فرماتے رہے... مجھ فقیر کو دل میں اس وقت احساس ہوا کہ کاش! محدّث سورتی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے حوالے سے وہ کتاب سیٹ میں شامل کرلیتا... لیکن اگر کرلیتا تو شاید شاہ صاحب قبلہ کے کشف و کرامت کی یہ جھلک دیکھنے کو نہیں ملتی...

قارئینِ محترم...! ۱۸ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ / ۳۱ مارچ ۲۰۱۳ء بروز اتوار بمقام نیشنل میوزم آڈیٹوریم کراچی میں حضرت شاہ وصی احمد محدّث سورتی نَوَّرَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَرْقَدَہٗ کے صد سالہ جشنِ عرس کے موقع پر انجمن ضیائے طیبہ نے محدّث سورتی سیمینار منعقد کیا، جس میں شاہ صاحب قبلہ بھی تشریف لائے... سیمینار کے مقالہ جات سماعت فرمائے... اور اختتام پر خصوصی دعا فرمائی... جب کہ اس موقع

پر انجمن ضیائے طیبہ نے قبلہ شاہ صاحب کی عظیم خدماتِ جلیلہ پر خراجِ تحسین کچھ اس طرح پیش کیا... کہ شرکائے تقریب ایک منٹ تک شاہ صاحب کے اعزاز میں آڈیٹوریم میں کھڑے ہوئے... اور بعد ازاں

پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت

کے نام کا خوبصورت ایوارڈ... حضرت قبلہ شاہ صاحب کو پیش کیا۔

علاوہ ازیں، انجمن ضیائے طیبہ کی شایع کردہ بعض کتب پر حضرت قبلہ شاہ صاحب کی تقاریظِ جیلہ و جلیلہ بھی محفوظ ہیں... جن میں قابلِ ذکر محققِ اہلِ سنّت علامہ نسیم احمد صدّیقی نوری مدّ ظلہٗ کی مرتّب کردہ کتاب ''گلستانِ رمضان''... اور اکرامِ ملت مفتی اکرام المحسن فیضی مدّ ظلہٗ کی زیرِ ترتیب کتاب ''تقاریظِ احمد رضا بر تصانیفِ اہلِ صفا'' ہے۔

انجمن ضیائے طیبہ اس سال ۱۴۳۸ھ میں ۹۸ واں عرسِ اعلیٰ حضرت کی ۴۵ ویں سالانہ تقریب کو قبلہ شاہ صاحب کے نام سے منسوب و معنون کر رہی ہے... اور جلد از جلد اس انٹرویو کو شاہ صاحب قبلہ کے خلیفہ حضرت علامہ محمد رئیس قادری مدّ ظلہٗ العالی کی نظرِ ثانی و حُسنِ ترتیب اور جانشین و ثانیِ تراب الحق حضرت علامہ سیّد شاہ عبدالحق قادری صاحب دامت برکاتہم کی تصدیق و توثیق سے شایع کیا جائے گا۔

قارئین کرام کی دلچسپی اور ذوقِ مطالعہ کی خاطر، حضرت شاہ صاحب کے مندرجہ ذیل اُن جملوں کو نقل کر کے مضمون کا اختتام کرتا ہوں، جو آپ نے انٹرویو کی آخری نشست میں ارشاد فرمائے تھے:

''میں یہ کہتا ہوں کہ کیا انٹرویو کروگے ہم لوگوں کا یار... میری داستاں کیا ہے...
کیا کروگے سن کر... بڑی طویل ہے داستاں میری...''

پھر یہ شعر ارشاد فرمایا:

سیکڑوں راز نہفتہ ہیں مرے سینے میں
بات بڑھ جائے گی یارانِ چمن جانے دو

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

حافظ سلمان احمد قادری
(آفس سیکریٹری، جماعت اہلسنّت کراچی)

یہ دنیا فانی ہے اور موت ہر ایک کو آنی ہے، رب تعالیٰ کچھ افراد کو ایسی خصوصیات عطا کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ انسانیت کے لئے مینارہ نور بن جایا کرتے ہیں، اس طرح کے لوگ کم ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے　　　بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

پیرِ طریقت حضرت علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ جو آج ہمارے درمیان موجود نہیں، مگر آپ کی شیریں خطابت اور حُسنِ سلوک کی حَسین یادیں کبھی ہم سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ علامہ شاہ تراب الحق قادری ایک فرد نہیں اپنی ذات میں انجمن تھے، وہ ایک شخص نہیں ادارہ تھے بلکہ وہ ایک چلتی پھرتی تنظیم تھے۔

شاہ صاحب سچے عاشقِ رسول ﷺ صاحب کمال دینی و روحانی شخصیت کے حامل تھے۔ زندگی بھر خطابت و تحریر کے ذریعے اہلِ ایمان کے دلوں میں عشقِ رسول کی شمع فروزاں کرتے رہے۔ ملک و ملت کی خدمت، دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور عقائدِ اہلسنّت کی سربلندی کیلئے آپ نے جو خدمات انجام دیں انہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا، آپ کی خدمات کو ضبطِ تحریر میں لانا محال ہے۔ صوفیائے کرام سے آپ کا گہرا تعلق تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی سے عشق کا یہ عالم تھا کہ دورانِ خطابت بھی جابجا اعلیٰ حضرت کے اشعار پڑھتے، آپ بہت ہی مختصر مگر جامع اور قابلِ فہم الفاظ میں تقریر کرتے تھے آپ کا انداز اس قدر دل نشین ہوتا کہ ہر لفظ دل و دماغ میں پیوست ہو کر رہ جاتا تھا۔

باطل کے سامنے وہی مردِ کمال تھا　　　جس کے لبوں پہ حرفِ صداقت بحال تھا
الحاد و کفر کے لئے شمشیر بے نیام　　　احباب کے لئے تھے سراپا وہ احترام
اُس عاشقِ رسول میں اوصاف کا ہجوم　　　جیسے فلک پہ نور سے تاباں مہہ و نجوم
تحریر سے ہویدا ہے عرفان و آگہی　　　تقریر ایسی جیسے اترتی ہو روشنی
بزمِ سخن تو سجتی ہے، لیکن ابھی تلک　　　ان کی جگہ نہ لے سکا کوئی تہہ فلک

شاہ صاحب بے باک اور نڈر انسان تھے آپ کی بے خوفی و جرأت مندی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ناموسِ رسالت کے مسئلے پر ممتاز قادری نے گستاخ تاثیر کو انجام تک پہنچایا تو اس وقت

علماء کی اکثریت خاموش تھی لیکن شاہ صاحب نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ گستاخ کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ گستاخ کا جنازہ کس نے پڑھایا۔ سانحہ نشتر پارک سے قبل دفتر جماعت اہلسنّت میں شاہ صاحب کو دھمکی آمیز خطوط اور فون کال موصول ہوئیں جس میں شر پسندوں نے حضرت کے گھر سے دفتر اور کھوڑی گارڈن آنے جانے کے وقت اور روٹ کا بتاتے ہوئے جان سے مارنے کی کھلی دھمکیاں دیں۔ فون کرنے والے کو شاہ صاحب نے کہا میں پاکستان چوک پر جماعت اہلسنّت کے دفتر میں بیٹھا ہوں آجاؤ ،اس موقع پر دفتر میں موجود کچھ افراد نے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حضرت کو احتیاط کا مشورہ دیا تو حضرت نے یہ کہا کہ تراب الحق ایسی دھمکیوں کو خاطر میں نہیں لاتا، جب تک میری زندگی ہے اس وقت تک موت میری محافظ ہے ،اور جو رات قبر میں لکھی ہے وہ قبر میں ہی ہو گی۔

شاہ صاحب نے عملی سیاست میں بھی حصہ لیا 1985 کے الیکشن میں بھاری اکثریت سے قومی اسمبلی کے رکن بنے، ناموس رسالت کے قانون 295/C (اس قانون کے تحت گستاخ رسالت کی سزا موت ہے) کی منظوری میں شاہ صاحب کا کلیدی کردار ہے۔ ایک موقع پر پارلیمنٹ میں اذان سے قبل درود و سلام پر پابندی کی تجویز پیش کی گئی اس سے پہلے کہ یہ شیطانی سازش کامیاب ہوتی شاہ صاحب نے ہم خیال اراکین سے رابطہ کیا اور اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر حکومت کو باور کرایا کہ تم تو مسجد میں اذان سے پہلے درود شریف پر پابندی لگانے کا سوچ رہے ہو ہم یہاں پارلیمنٹ میں بھی درود و سلام پڑھا کریں گے اور کوئی نہیں روک سکتا۔ اسی وقت مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور یا نبی سلام علیک، پڑھنا شروع کر دیا اس صورتحال کے بعد حکومت نے فوری طور پر درود شریف پر پابندی کی قرارداد واپس لینے کا اعلان کیا۔

راقم الحروف کو جماعت اہلسنّت کے دفتر میں خادم کی حیثیت میں شاہ صاحب سے بارہ سال رفاقت رہی، کردار سازی میں حضرت اپنی مثال آپ تھے۔ عرض کرتا چلوں کہ میری اردو لکھنے کی استعداد بھی محترم شاہ صاحب ہی کی مرہون منت ہے آپ اکثر دفتر جماعت اہلسنّت میں اخبارات کی خبریں اور لیٹر تحریر کرایا کرتے انتہائی مشفقانہ انداز میں تربیت و اصلاح بھی فرماتے۔ آپ علمی و ادبی شخصیت کے ساتھ بہترین پروف ریڈر بھی تھے ،مجھے یاد ہے ایک میگزین کے ایڈیٹر شاہ صاحب سے ملنے جماعت کے دفتر آئے اور میگزین حضرت کو پیش کیا، ٹائٹل صفحے پر جناب رسالت مآب ﷺ کے روضہ اقدس سبز گنبد کی تصویر کے ساتھ یہ جملہ تحریر تھا" گنبد خضراء کا دل فریب منظر" شاہ صاحب نے ایڈیٹر صاحب کی فوری توجہ دلائی کہ اس مقام سے دلوں کو فریب نہیں ملتا بلکہ یہاں آرام فرما ہستی تو دکھی دلوں کا سہارا ہے۔

رب کی بارگاہ میں شاہ صاحب کی مقبولیت کا اندازہ آپ کے جنازے میں شرکاء کی تعداد سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کے فرزند و جانشین صاحبزادہ علامہ سید شاہ عبد الحق قادری کو حضرت کا نیک مشن جاری رکھنے کی ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین

چوتھا باب

تصنیفی و تالیفی خدمات

مفکرِ اسلام علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی کتب کا تعارف

علامہ محمد آصف اقبال مدنی عطاری
خطیب جامع مسجد عثمان غنی ٹھٹھائی کمپاؤنڈ کراچی
asifraza2526@gmail.com

"آج ہمارے علماو مشائخ جب رحلت کر کے قبر میں آرام فرما ہوتے ہیں تو ان کی دینی خدمات کو طاقِ نسیان کی نذر کر دیا جاتا اور ساری توجہ مزار و چادر اور تعمیر قبہ کی طرف مبذول کر دی جاتی ہے جبکہ اولین درجے میں اُن کے آثارِ علمیہ کی اشاعت پر توجہ دینی چاہیے کہ یہی ان کا سب سے بڑا فیضان ہے اور ان کے لیے سب سے بڑا ایصالِ ثواب بھی۔"

یہ اقتباس مفکرِ اہلسنّت مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری زید مجدہ (چریا کوٹ، انڈیا) کے اس تعزیت نامے سے ماخوذ ہے جو انہوں نے قبلہ پیر طریقت، رہبر شریعت، محافظ ناموس رسالت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کے موقع پر مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہند کے لیٹر پیڈ پر ارسال فرمایا تھا۔ سچی بات ہے کہ علماء ومشائخ اور اکابرین کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کی سب سے بڑی خدمت اُن کے نسبی و روحانی جانشینوں کے لیے یہی ہے کہ اُن کے دینی و علمی مشن کو آگے بڑھائیں مگر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ تعمیر مزار و قبہ بھی ضروری ہے کیونکہ یہ ہستیاں شعائر اللہ کی حیثیت رکھتی ہیں لہٰذا ان کے مزارات بنانا اور اُن کا تحفظ کرنا مسلمانوں کا ایمانی فریضہ اور شروع سے رائج ہے اور کیوں نہ ہو کہ ان نفوس قدسیہ کا فیضان دنیا سے جانے کے بعد بھی جاری رہتا اور لوگ ان مراکزِ تجلیات سے جھولیاں بھر بھر کے فیوض و برکات پاتے ہیں۔

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے اَن گنت آثارِ علمیہ چھوڑے ہیں جن میں سے ایک آپ کی بے مثال و شاندار کتب بھی ہیں۔ علامہ نعمانی صاحب اپنے تعزیتی مکتوب میں لکھتے ہیں: "آپ کی جو کتابیں نظر سے گزریں ہیں ان میں "دعوت و تنظیم" (مبلغ بنانے والی کتاب)، "امام اعظم"، "فضائل صحابہ واہل بیت"، "رسول خدا کی نماز" کو نمایاں مقام حاصل ہے، آخر الذکر دونوں کتابیں اس لائق ہیں کہ ان کو ہر گھر کی زینت بنایا جائے اور دوسری مختلف زبانوں میں ان کے تراجم شائع کیے جائیں۔"

پیش نظر مضمون میں قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی بعض کتب کا تعارف پیش کیا جارہا ہے تاکہ ان کتب کے بارے میں کچھ آگاہی حاصل ہو اور عوام اہلسنّت میں ان کے مطالعہ کا جذبہ بیدار ہو اور وہ عقائد و اعمال سے آگاہی

حاصل کر کے شاہراہِ عمل پر ترقی کا سفر جاری رہے۔ لمحہ موجود میں بشمول کثیر اہل علم ہماری اکثریت مطالعہ کتب سے دور ہوتی جارہی ہے اور اکابرین کی اصلاحِ عقائد و اعمال سے بھرپور مساعی جمیلہ سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھارہی۔ یہی وجہ تھی کہ راقم نے کتاب "مطالعہ کیا، کیوں اور کیسے ؟" لکھی تھی۔ مضمون میں کوشش ہوگی کہ راقم حضور قبلہ شاہ صاحب کی کتب کا مختصر تعارف پیش کرے اور کتب کی اہمیت وافادیت کے سلسلے میں اپنے رائے کے بجائے کتب پر بصورت تقریظ و تقدیم موجود علماو اکابر کی مستند و معتبر آراء و تاثرات ذکر کرے۔ قبلہ شاہ صاحب نے کم وبیش 21 کتابیں تحریر فرمائیں، آپ کی بے شمار دینی و مسلکی اور سیاسی وسماجی مصروفیات کے پیش نظر یہ تعداد بہت زیادہ ہے، کتب کے ناموں کی یہ خوبی ہے کہ کتاب کا عنوان و موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔ اسمائے کتب درج ذیل ہیں:

(1) جمال مصطفی ﷺ (2) عظمت مصطفی ﷺ (3) خواتین اور دینی مسائل (4) سیدنا امام اعظم (5) مزاراتِ اولیاء اور توسل (6) رسول خدا کی نماز (7) فلاحِ دارین (8) فضائل صحابہ واہل بیت (9) مبلغ بنانے والی کتاب (دعوت و تنظیم) (10) تفسیر انوار القرآن (11) حضور ﷺ کی بچوں سے محبت (12) ضیاء الحدیث (13) نماز کی کتاب (14) تصوف و طریقت (15) مسنون دعائیں (16) تفسیر سورۃ فاتحہ (17) اسلامی عقائد (18) مبارک راتیں (19) دینی تعلیم (20) تحریک آزادی میں علماء اہلسنت کا کردار (21) ختم نبوت۔

قبلہ شاہ صاحب کی ہر کتاب ہی اپنے موضوع پر لاجواب ہے مگر فی الحال یہاں بعض کتب کا تعارف پیش کیا جارہا ہے، بغور پڑھیے اور ان کتب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگائیے۔

(1) جمال مصطفی ﷺ:

کتاب کیا ہے بس عشقِ رسول سے لبریز جام کوثر ہے، کتاب کے کل صفحات: 288 ہیں، فنی اعتبار سے کتاب 8 ابواب میں منقسم ہے جن میں عشق مصطفی، حسن مصطفی، جمال اعضائے مصطفی، اخلاق مصطفی، خصائص مصطفی، احسانات مصطفی اور علامات محبت مصطفی ﷺ کا ایمانی و وجدانی بیان ہے۔

استاذ العلماء، محسن اہلسنّت، محشی کتب درسِ نظامی علامہ عبدالرزاق بھترالوی صاحب زید مجدہ فرماتے ہیں:

احادیث کی کتب میں آپ (ﷺ) کے اوصاف و کمالات مختلف ابواب میں مندرج ہیں یعنی وہ موتی مختلف جگہ بکھرے ہوئے ہیں جنہیں عام انسان کے لیے ایک جگہ جمع کرنے اور انہیں ایک سلک میں پرو کر ایک قیمتی ہار کی شکل میں لانے کی ضرورت تھی۔ اگرچہ مبسوط کتب میں اس کی پہلے بھی کوششیں ہو چکی ہیں تاہم عام شخص کے لیے وقت کی قلت کا لحاظ کرتے ہوئے مختصر انداز میں خلاصہ کے طور پر ہادیٔ حق حضرت علامہ الشاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے ان موتیوں کو جمع کر کے جمال مصطفی ﷺ کے عنوان سے پیش فرمایا ہے۔ (مقدمہ بر "جمال مصطفی ﷺ"، ص ۱۹)

محقق عظیم، مصنف ومترجم ومولف شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: اس وقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب مدظلہ العالی کی تازہ تصنیف جمال مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم پیش نظر ہے، اس کے بارے میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ سرکار دوعالم، پیکر زیبائی ﷺ کا ذکر ہو اور بیان کرنے والا "دیدۂ صدیق" کا حامل صحیح العقیدہ سنی ہو تو فرشتے بھی مرحبا کہہ اٹھیں۔ (جمال مصطفی ﷺ، "جمال مصطفی" ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص ۲۲)

حضرت علامہ پیر علاء الدین صدیقی صاحب تحریر فرماتے ہیں: حضرت علامہ پیر سید شاہ تراب الحق قادری کی تصنیف لطیف جمال مصطفی ﷺ من وعن پڑھی، روح کو راح، صدر کو انشراح، دل ودماغ کو طمانیت وجلاء کی کیفیت سے منکشف پایا۔ یوں محسوس ہوا جیسے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے رسول اکرم نبی دوعالم ﷺ کے شمائل حمیدہ، خصائل جمیلہ اور فضائل متکاثرہ کے بحر بیکراں میں شناوری کرتے ہوئے جوذرہائے یکتا ہاتھ لگے، انہیں پوری امانت ودیانت کے ساتھ ایمان واخلاص کے دھاگے میں پروکر ملت اسلامیہ کے دلوں کی دنیا منور کرنے کا حق ادا کردیا ہے۔ زیر نظر کتاب عقائد کی درستگی، تعمیر سیرت، اخلاص والفت کی پختگی اور طہارت قلب ونظر کے لیے اکسیر اعظم ہے۔ (جمال مصطفی ﷺ، "جمال مصطفی" ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص ۲۳)

ادیب شہیر مترجم کتب حدیث علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی زید مجدہ فرماتے ہیں: "جمال مصطفی ﷺ" علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب کا ایک عظیم تحقیقی شاہکار ہے جو نہ صرف ان کے عشق رسول کا منہ بولتا ثبوت ہے بلکہ گلستانِ محبت رسول کے مہکتے پھولوں کی آبیاری میں بھی نہایت عمدگی سے ممد ومعاون ہے۔ اس کتاب مستطاب میں سرکار دوعالم کے سراپا مبارک کو نہایت حسین، دلکش اور محبت بھرے انداز میں پیش کیا گیا ہے بالخصوص باب ششم میں سرکار دوعالم ﷺ کے خصائص کا خلاصہ احادیث کی روشنی میں نہایت اچھوتے انداز میں پیش فرمایا گیا ہے۔ (جمال مصطفی ﷺ، "جمال مصطفی" ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص ۲۵)

مفسر قرآن، فصیح اللسان علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب زید مجدہ فرماتے ہیں: آپ کی کتب میں ضیاء الحدیث، تصوف وطریقت اور فلاح دارین اپنی عظمت تسلیم کرواچکی ہیں لیکن خیال ہے کہ آپ کی کتابوں میں جو مقام "جمال مصطفی ﷺ" کو حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو میسر نہیں۔ "جمال مصطفی ﷺ" میں دراصل بلاواسطہ آقا حضور ﷺ کے حسن کی لہر قاریٔ کتاب کے دل اور روح میں جا اترتی ہے، مطالعہ کا وہ مرحلہ بڑا دلچسپ ہوتا ہے جب شاہ صاحب خاکی بدن انسان کو دہلیز جنت پر جا بٹھاتے ہیں جہاں اُسے کتاب وسنت کے آئینہ میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہونے لگتی ہے، وہ ان کے یاقوتی لبوں سے جھڑتے پھول دیکھتا ہے، وہ انکی تابانی اور درخشندگی سے اپنا مقدر اُجالتا ہے، انکی زلف جنت گیر کی خوشبو سے لے کر انکی نگاہِ ناز کے جلووں تک بہت کچھ بلکہ سب کچھ قاریٔ کتاب بے نقاب وبے حجاب دیکھنے لگ جاتا ہے۔ (جمال مصطفی ﷺ، "جمال مصطفی" ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص ۳۳)

(2) خواتین اور دینی مسائل:

کسی کا قول ہے کہ "تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی قوم دوں گا"۔ صحیح بات ہے کہ اچھے اور سچے معاشروں کی بنیاد عورتوں کے پاکیزہ و باحیا کردار سے جڑی ہوئی ہے، اگر عورتیں اخلاق حسنہ کا پیکر بن جائیں تو ان کے سوز دروں سے ملتیں سنور جائیں۔ کتاب "خواتین اور دینی مسائل" اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لکھی گئی ہے، 11 ابواب پر مشتمل کتاب 172 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جن میں عقائد، ضروریات ومعمولاتِ اہلسنّت، ارکانِ اسلام، خواتین کے مخصوص مسائل، پردے کے احکام، شادی بیاہ کی رسمیں، حقوق العباد بالخصوص میاں بیوی کے حقوق، طلاق وخلع کے مسائل، میت کے مسائل اور مزارات پر عورتوں کی حاضری کا حکم وغیرہ باتوں کا مختصر مگر جامع بیان ہے۔

فاضل جلیل محترم ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب وائس چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی، آزاد کشمیر لکھتے ہیں: پیر طریقت علامہ مولانا شاہ تراب الحق قادری عصر حاضر کے اُن علماء میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تحریر وتقریر کی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آپ کے قلم سے خواتین کے حوالے سے دینی مسائل کی ترتیب وتدوین ایک فقہی ضرورت کا ازالہ بھی ہے اور حدود ناآشنا ہوتے ہوئے معاشرے کی اصلاح کی عملی کوشش بھی۔۔۔۔ چند سطور کے بعد فرماتے ہیں: عبادات وحقوق کا بیان اور معاشرتی بے اعتدالیوں کی اصلاح قرآن وسنت کی روشنی میں اس طرح کی گئی ہے کہ مولانا کے علم کی وسعت، مشاہدے کی قوت اور دین متین سے ان کی گرویدگی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ (خواتین اور دینی مسائل، تقریظ جمیل، ص ۱۱)

(3) حضرت سیدنا امام اعظم:

حضور قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان نے یہ کتاب لکھنے کے دو سبب بتائے تھے۔ کتاب کے پیش لفظ میں مرقوم ہے: موجودہ دور کے غیر مقلد طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے اہلسنت حنفی مسلمانوں کو امام اعظم رضی اللہ عنہ سے برگشتہ کرنے کی سعیٔ مذموم میں مصروف ہیں۔ ان حالات میں اہلسنت پر لازم ہوگیا ہے کہ وہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات اور افکار سے آگاہی حاصل کریں اور بدعقیدوں سے اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ مفکر اسلام پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے اس کتاب کا ایک سبب تالیف یہی ارشاد فرمایا اور دوسرا سبب حصول برکت قرار دیا۔ (حضرت سیدنا امام اعظم، پیش لفظ، ص ۸)

واقعی ہمارے اسلاف میں بڑے بڑے اماموں نے سراج الامہ، کاشف الغمہ، امام اعظم حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سے حصول برکت کی خاطر مختلف زبانوں میں آپ کے حالات وکمالات پر مفصل ومختصر کثیر کتب تحریر فرمائیں۔ قبلہ شاہ صاحب کی یہ کتاب "حضرت سیدنا امام اعظم" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ 352 صفحات پر مشتمل کتاب کے 18 ابواب میں منقسم ہے جن میں حضرت

سیدناامام اعظم رضی اللہ عنہ کا تعارف، اخلاق و کردار، عقل وذہانت، ولایت و کرامت، وصایا و نصیحتیں، علم حدیث میں مہارت وثقاہت اور اساتذہ و تلامذہ کا تذکرہ ہے نیز فقہ کی فضیلت، اہمیت اور ضرورت کو قرآن وسنت واقوال ائمہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ احناف کا عامل بالحدیث ہونا اور عائد ہونے والے الزامات کے جوابات، فقہ حنفی کی وجہ ترجیح اور تقلید کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔ کتاب کے متعلق علمائے ذوالاحتشام کے تاثرات پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے:

ادیب و محقق پروفیسر سید عبدالرحمن شاہ بخاری، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، کتاب کے مقدمہ میں حضرت سیدناامام اعظم رضی اللہ عنہ کو زبردست خراج تحسین پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں: زیر نظر کتاب ''سیدنا امام اعظم''،امام اعظم ابو حنیفہ کی بارگاہِ عالی میں حضرت شاہ صاحب کی طرف سے ارمغان محبت ہے۔دنیا کو آج امام اعظم کے بے مثال فقہی بصیرت سے روشناس کرانا وقت کی اشد ضرورت ہے۔۔۔۔اور حضرت شاہ صاحب نے امام اعظم کی سوانح پر قلم اٹھا کر وقت کی اس پکار پر لبیک کہا ہے۔(حضرت سیدنا امام اعظم، تقدیم، ص ۴۲)

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پیش نظر کتاب ''سیدنا امام اعظم'' رضی اللہ عنہ کے چند صفحات دیکھنے کا موقع ملا۔۔ جن میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سوانح حیات بیان کیے گئے ہیں۔ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ شاہ صاحب نے بڑی دیدہ ریزی اور دماغ سوزی سے کتاب مرتب کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کے دورِ بے راہ روی میں ایسی کتابوں کی اشد ضرورت ہے ورنہ ہر شخص اٹھ کر ائمہ دین مجتہدین کے منہ آنے کی کوشش کرتا ہے۔(حضرت سیدنا امام اعظم، تقریظ جلیل، ص ۲۰)

استاذ العلماء مفتی عبدالرزاق بھترالوی زید مجدہ تحریر فرماتے ہیں: حنفی حضرات کو باطل مذہب والوں سے بچانے کے لیے پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر سید الشاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یہ کتاب تصنیف کرکے احسانِ عظیم فرمایا۔آپ کا ارشاد فرمایا ہوا یہ جملہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے: ''میں نے خیال کیا، کوئی مانے یا نہ مانے، کم از کم اپنا تو کوئی نہ بھاگے۔'' میں نے اس کتاب کا چند مقامات سے مطالعہ کیا ہے۔مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر صرف عوام ہی نہیں بلکہ علماء بھی فائدہ حاصل کریں گے۔ (حضرت سیدنا امام اعظم، تقریظ جلیل، ص ۲۵)

(4)رسول خدا کی نماز:

غالباً راقم کی حضور قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کی خدمت میں دوسری حاضری تھی، فقیر نے آپ کی خدمت میں دعوت اسلامی کی ''مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ'' کی طرف سے قبلہ شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی زید مجدہ الکریم کی تصنیف ''اسلامی بہنوں کی نماز'' تحفے میں پیش

کی اور ساتھ ہی ملتان میں ہونے والے تین روزہ اجتماع کی دعوت بھی دی، حضرت نے تحفہ میں دیئے گئے اس نسخے پر اپنے ہاتھ سے ناچیز کا نام ''مولانا'' کے سابقے کے ساتھ لکھا۔ کتاب دیکھ کر استفسار فرمایا: ''اس میں خواتین کی نماز کے صرف مسائل درج ہیں یا دلائل بھی ہیں؟'' عرض کی: حضور! کتاب عام عوام کے لیے لکھی گئی ہے لہذا تخریج کے ساتھ فضائل ومسائل پر اکتفا کیا گیا ہے۔پھر شاہ صاحب نے عورتوں کے نماز میں بیٹھنے کے متعلق ایک مسئلے کا ذکر کیا اور پوچھا: اس مسئلے پر احناف کے پاس کیا دلیل ہے؟ فقیر نے اپنی بساط بھر کچھ کتب کے حوالہ جات کے ساتھ چند معروضات پیش کیں تو فرمایا: ''مولانا! مطالعہ کرتے رہتے ہو۔'' پھر فرمایا: ہم بھی ''رسولِ خدا کی نماز'' کے عنوان سے نماز کے موضوع پر ایک کتاب لکھ رہے ہیں جس میں مسئلہ رفع یدین اور دیگر اختلافی مسائل کو دلائل سے ثابت کیا جائے گا۔ فقیر نے عرض کی: ''اس موضوع پر فلاں فلاں دلیل بھی ہے۔'' تو پاس رکھے بیگ میں سے کتاب کا مسودہ نکال کر دکھایا اور فرمایا: مولانا! آپ کی بیان کردہ دلیل بھی اس میں شامل کروں گا۔ پھر اصاغر نوازی وحوصلہ افزائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''کتاب مکمل ہوجائے تو ہم آپ کے پاس بھیجیں گے، آپ اِسے ذرا دیکھ لیجیے گا۔''

244 صفحات پر محیط کتاب ''رسول خدا کی نماز'' مسئلہ رفع دین کے ساتھ ساتھ نماز کے ان تمام مسائل مع دلائل پر مشتمل ہے جن میں غیر مقلدین کا احناف سے اختلاف ہے۔آیئے اِس کتاب کے بارے میں علمائے کرام کے تاثرات ملاحظہ کیجئے:

جامع المعقول والمنقول علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی مدظلہ العالی (راولپنڈی) لکھتے ہیں: مختلف فیہ مسائل میں سے ایک اہم عنوان رفع یدین ہے کہ کیا تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور کہیں دورانِ نماز رفع یدین کا عمل تھا؟ اور اگر تھا تو کیا وہ دائمی اور مستقر ہے یا منسوخ، اس عنوان پر اہلسنّت کا موقف کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے موقع پر ہے باقی مواقع پر نہیں۔اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اپنے دور کے محقق عالم، شیخ طریقت پیر سید شاہ تراب الحق صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی خلیفہ مجاز مفتیٔ اعظم ہند رحمہ اللہ تعالی نے اور عنوان کی وضاحت کا حق ادا کردیا ہے۔پھر طرہ یہ کہ مخالفین کے استشہادات کو نقل کرکے اتنے مسکت جوابات تحریر فرمائے ہیں جو جوابِ لاجواب ٹھہرے۔اگر کوئی انصاف پسندی سے کام لے کر ضد اور تعصب کی عینک اتار کر اس کتاب کو پڑھے گا تو حنفیت کو ترجیح دینے لگے گا۔۔ کچھ آگے جاکر لکھتے ہیں: مصنف حفظہ اللہ تعالی نے حدیث قولی و فعلی کو نقل کرکے ہر دو سے اپنے موقف کو محکم ثابت کرتے ہوئے تطبیق بین الحدیثین جو مشکل ترین کام ہے، اتنی وضاحت سے کیا کہ انصاف سے مطالعہ کرنے والا اس کو حق الیقین کے درجے تک کا استحقاق دے گا۔(رسولِ خدا کی نماز، تقریظ جلیل، ص ۱۵۔۱۶)

حضرت علامہ عبدالرزاق بھترالوی زید علمہ وفضلہ فرماتے ہیں: حنفی مسلمانوں کی خدمت میں آخری عرض یہی ہے کہ حضرت پیر طریقت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی کی کتاب ''امام اعظم'' اور رفع یدین

کی منسوخیت پر زیر نظر کتاب کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ غیر مقلدین کے فریب میں نہ آئیں۔ راقم تو قبلہ شاہ صاحب کا دل وجان سے گرویدہ ہے۔ وجہ اس کی یہ آپ کا علم اور زہد و تقویٰ ہے، لیکن اس سے بڑھ کر آپ کا محب مصطفیٰ کریم ﷺ اور محب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محب اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور محب اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم ہونا آپ سے میری گرویدگی کا باعث ہے۔ (رسولِ خدا کی نماز، تقریظ جلیل، ص ۱۳)

(5) فضائل صحابہ واہل بیت:

اسلام میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایمان کے لیے کسوٹی قرار دیا گیا اور حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کو کمال ایمان فرمایا گیا ہے، پھر جہاں ایک طرف صحابہ کرام کو ہدایت کے ستارے کہا گیا تو دوسری طرف اہل بیت اطہار کو منزل مقصود تک پہنچانے اور نجات دلانے والی کشتی قرار دیا گیا ہے، الغرض ہدایت و نجات کے حصول کے لیے ان دونوں گروہوں کی محبت و پیروی ضروری ہے۔ امام اہلسنّت، مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار، اصحاب حضور
نجم ہیں ،اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

کتاب ''فضائل صحابہ واہل بیت'' 288 صفحات پر مشتمل ہے، اس میں حضرات صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین وعشرہ مبشرہ کے فضائل، اہل بیت اطہار اور ازواج مطہرات کے فضائل، خلافت راشدہ قرآن وحدیث کی روشنی میں، مسئلہ فدک، حضرت امیر معاویہ کے فضائل، یزید پلید (علیہ ماعلیہ) اور اُس کے فتنہ کا بیان اور آخر میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہم محبت کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں دیکھئے کہ محققین واہل نظر اس کتاب کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں:

محقق اہلسنّت، شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پیش نظر کتاب ''فضائل صحابہ واہل بیت'' اہل سنت وجماعت کے نامور عالم، مبلغ اسلام، پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف لطیف ہے، جس میں انہوں نے بڑے عمدہ انداز میں صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب بیان کیے ہیں اور اختلافی مسائل میں اہل سنت وجماعت کا موقف بھی بیان کیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جو بات کی ہے باحوالہ کی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ ایک ایمان افروز کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر مسلمان کو کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا فیض تادیر اور دور دراز تک جاری وساری رکھے۔ امین یارب العالمین۔ (فضائل صحابہ واہل بیت، تقریظ جلیل، ص ۸)

محسن اہلسنّت، استاذ العلماء علامہ عبدالرزاق بھترالوی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں: کتاب ''فضائل صحابہ واہل بیت'' میں آپ (شاہ صاحب) نے صحابہ کرام کی شان اور اہل بیت کی شان قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے

تصنیف فرما کر بھٹکی ہوئی دنیا کو راہِ راست پر لانے کی عظیم کوشش فرمائی ہے۔ (فضائل صحابہ واہل بیت، تقریظ جلیل، ص ۱۶)

حضرت علامہ بھترالوی زید مجدہ الکریم کی تقریظ جلیل ''تقریظ'' سے زیادہ ''مقدمہ'' محسوس ہوتی ہے کیونکہ آپ نے اپنی تقریظ میں کتاب کے مضامین کا ماحاصل اور حضرات صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کے تعلق سے اہل ایمان کا اجماعی موقف پیش فرمادیا ہے۔

(6) تصوف وطریقت:

''تصوف وطریقت کو شریعت کے ساتھ وہی نسبت ہے جو روح کو جسم کے ساتھ ہے۔ جس طرح انسان روح اور جسم کا مرکب ہے اسی طرح شریعت وطریقت دونوں کا حامل انسان ہی مومن کامل کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اگر عبادت کی روح جسے حدیث جبریل میں ''احسان'' کہا گیا، ان سے جدا ہو جائے تو محض ظاہری افعال باقی رہ جائیں گے جن میں نہ ذوق ہوگا نہ نورانیت وروحانیت اور نہ ہی سکون قلب۔''

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام ـــــ میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

یہ پیراگراف کتاب ''تصوف وطریقت'' کے پیش لفظ سے لیا گیا ہے جس میں تصوف وطریقت کا تعارف بڑے ہی آسان پیرائے میں کروادیا گیا ہے۔ تصوف شریعت سے کوئی الگ راستہ نہیں بلکہ دونوں ایک ہی ہیں۔ ہمارے اسلاف واکابر نے یہی بتایا ہے۔ چنانچہ، حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رب تعالیٰ تک پہنچانے والے تمام راستے بند ہیں سوائے اس شخص کے جو حضور نبی کریم ﷺ کے طریقہ کی پیروی کرتا ہے لہٰذا جو قرآن وسنت کو یاد نہ کرے اُس شخص کی اقتدا و پیروی نہ کی جائے کیونکہ ہمارا یہ علم تصوف اور طریقت کا راستہ قرآن وسنت کا پابند ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، ص ۵۱) اور امام اجل علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علم تصوف چشمہ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی، ج ۱، ص ۴) یہی بات تاجدار بریلی، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھائی ہے کہ ''**شریعت** حضور اقدس سید عالم ﷺ کے **اقوال** ہیں اور **طریقت** حضور کے **افعال** اور **حقیقت** حضور کے **احوال** اور **معرفت** حضور کے **علوم** بے مثال۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ الی مالا یزال۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۴۶۰)

272 صفحات پر مشتمل قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کتاب ''تصوف وطریقت'' تصوف کے تعلق سے پیدا ہونے والے کئی سوالات کا بہترین جواب ہے، اس میں تصوف کی شرعی حیثیت وحقیقت کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے، پیری ومریدی کی ضرورت واہمیت، تزکیہ نفس اور مقامات اولیاء وسالکین وغیرہ کی تفصیلات درج ہیں۔ فاضل جلیل علامہ مولانا محمد افضل کوٹلوی صاحب لکھتے ہیں: تصوف کیا ہے؟ روح تصوف کیا ہے؟ اولیاء اللہ کی کیا پہچان ہے؟ طلب مرشد اور بیعت کیوں ضروری ہے؟ سالک ومجذوب میں کیا فرق ہے، کیا

تصوف ترک دنیا کا نام ہے، وسیلہ سے کیا مراد ہے؟ زیارت قبور کا طریقہ کیا ہے؟ استمداد اور اعانت کی کیا نوعیت ہے؟ وصال کے بعد اولیاء اللہ کے روحانی تصرفات کی کیا حقیقت ہے اور تصوف کے اسرار و رموز کیا ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو عام لوگوں کے ذہنوں میں ابھرتے ہیں۔۔۔۔۔چند سطور بعد فرماتے ہیں: ''ضرورت تھی اس امر کی کہ ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے علمی سطح پر جواب دیا جائے اور قرآن وحدیث کے حوالوں سے آسان فہم انداز میں ان کی تسلی کی جائے۔ الحمدللہ! اس اہم ضرورت کو پیر طریقت، رہبر شریعت مولانا علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ نے کما حقہ پورا کردیا ہے۔ آپ کی تصنیف لطیف ''تصوف وطریقت'' میں ان تمام سوالوں کے جوابات موجود ہیں، ہر سوال کا جواب قرآن وحدیث، اقوال بزرگانِ دین اور سیرت اولیائے کاملین کے حوالوں سے دیا گیا ہے۔'' اسی پیراگراف کے آخر میں دل کی بات کہتے ہیں: ''کتاب پڑھتے ہوئے ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور لفظ دل کی گہرائیوں میں اتر کر قلب وروح کی تسکین کا سامان بنتے چلے جاتے ہیں۔'' (تصوف وطریقت، مقدمۃ الکتاب، ص ۱۳)

اب ملاحظہ کیجئے کتاب پر اُن اصحاب کی رائے جو صائب الرائے بھی ہیں اور راہِ تصوف وطریقت سے آگاہ بھی، واضح رہے کہ علماء ومشائخ واسلامی اسکالرز کے سب سے زیادہ تاثرات اسی کتاب پر ہیں جن میں سے بعض اختصار کے ساتھ یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا محمد نورالحسن نوری صاحب، صدر المدرسین مدرسہ فیض رضا کولمبو، سری لنکا لکھتے ہیں: زیر نظر کتاب ''تصوف وطریقت'' آپ کی دوسری معرکۃ الآراء اور مستند تصنیف ہے جس کا میں نے بالاستعاب مطالعہ کیا، یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع، ٹھوس دلائل وبراہین سے مزین ومرصع ہے۔'' (تصوف وطریقت، تقریظ جمیل، ص ۱۷)

مترجم کتب کثیرہ مبسوطہ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی زید مجدہ الکریم فرماتے ہیں: یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ مجاہد اہلسنّت پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے نہایت قیمتی اور جامع کتاب ''تصوف وطریقت'' تحریر فرما کر مسلمانوں کو ایک انمول تحفہ دیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب نے جہاں تصوف کے حقیقی اور صحیح مفہوم کو واضح کیا ہے وہاں اُن مسائل کی نشاندہی بھی فرمائی جو اہلسنّت وجماعت اور دیگر فرقوں کے درمیان وجہ نزع بنے ہوئے ہیں، حضرت علامہ نے ثابت کیا کہ اہلسنّت وجماعت (بریلوی) انہی عقائد ومعمولات کے حامل ہیں جو صدیوں سے چلے آرہے ہیں اور اب کسی سازش کے تحت ان کو بدعت قرار دے کر امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ (تصوف وطریقت، ''تصوف وطریقت'' جید علماء ومشائخ کی نظر میں، ص ۱۹)

زینت المشائخ دیوان سید آل سیدی پیرزادہ معینی صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف رقم طراز ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض یافتگان صاحب نظر علماء حق میں سے ایک صاحب علم وفضل

ہستی پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ہے جو تحریر وتقریر دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں۔ آپ جید عالم بھی ہیں اور پیر کامل بھی۔۔۔۔۔چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں: (دیگر کتابوں کے علاوہ) خاص طور پر ''تصوف وطریقت'' اس فیضان اولیاء کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تصوف کے دقیق موضوع پر پچاس اہم سوالوں کے مدلل اور تحقیقی جوابات تحریر فرما کر آپ نے مسلمانوں کی راہنمائی کا فریضہ احسن طور پر سرانجام دیا ہے۔۔۔۔۔دو صفحے بعد لکھتے ہیں: اگرچہ پوری کتاب تصوف سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے علم کا خزانہ ہے لیکن کتاب کا گیارھواں باب طریقت ومعرفت کے راہ نوردوں کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے جس میں مصنف نے تصوف کے اسرار ورموز بیان کیے ہیں۔ اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ تصوف وطریقت کی فضا میں حضرت شاہ صاحب کی پرواز بہت بلند ہے۔ (تصوف وطریقت، ''تصوف وطریقت'' جید علماء ومشائخ کی نظر میں، ص ۲۱ تا ۲۳)

استاذ العلماء مفتی عبدالرزاق بھترالوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں: زیر نظر کتاب ''تصوف وطریقت'' کے مصنف پیر طریقت، رہبر شریعت، عالم شریعت، واقفِ رموز طریقت، عارف حقیقت، واقف اسرار حقیقت، مبلغ اسلام، مفکر اسلام، داعی حق، متکلم حق، عالم حق، عامل علی الحق، واصل الی الحق، مرد مومن مرد حق پیر السید شاہ تراب الحق مدظلہ العالی ہیں، **تصوف میں اسی تصنیف کو معیاری کہا جاسکتا ہے جس کا مصنف اسرار معرفت وحقیقت سے آگاہی رکھنے کے ساتھ ساتھ عالم باعمل بھی ہو۔** آپ نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے یہ کتاب تصنیف کرکے احسان عظیم فرمایا ہے اور موجودہ دور کی ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

(تصوف وطریقت، ''تصوف وطریقت'' جید علماء ومشائخ کی نظر میں، ص ۲۹)

ڈاکٹر ایس ایم زمان چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان لکھتے ہیں: جناب شاہ تراب الحق قادری صاحب کی ایک اور عالمانہ تصنیف معنون بہ ''تصوف وطریقت'' ادارہ افکارِ اسلامی کی طرف سے حسن طباعت کے ساتھ شائع ہوئی ہے جس میں تصوف اور مسائل سلوک کا اجمالی مگر خاصا جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

(تصوف وطریقت، ''تصوف وطریقت'' جید علماء ومشائخ کی نظر میں، ص ۳۳)

(7) ختم نبوت:

عقیدہ ختم نبوت یعنی حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، یہ اسلام کا اساسی وبنیادی عقیدہ ہے جس کا منکر کافر ہے۔ قرآن وسنت کا یہی فیصلہ ہے، نبوت کے جھوٹے دعویدار ہر دور میں سر اٹھاتے رہے اور اہل حق ان کی سرکوبی کرتے رہے، ماضی قریب میں مرزا غلام قادیانی کی صورت میں اس فتنے نے اپنے مغربی آقاؤں کی آشیر باد سے کچھ زیادہ ہی تباہی پھیلائی اور اس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ الحمدللہ! اہل اسلام نے بھی پہلے دن سے ہر جگہ زبان وقلم سے ان کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، بالخصوص امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، قبلہ عالم پیر مہر علی چشتی اور امیر ملت سید جماعت علی شاہ ودیگر اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے

اِس فتنے کو فرو کرنے میں تحریر و تقریر اور عملی جد وجہد کا پورا پورا حق ادا کیا اور پاکستان کے علماء واکابر نے اِس فتنہ کی تباہ کاریاں روکنے کے لیے قادیانی تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا کام سرانجام دیا اور ان بزرگوں کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کی کتاب مستطاب ''ختم نبوت'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں آپ نے عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیوں سے متعلق کم وبیش تمام ابحاث کو یکجا کر دیا ہے۔ 10 ابواب پر مشتمل کتاب 248 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جن میں عقیدہ ختم نبوت کو قرآن وحدیث، سماوی کتب اور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے پھر فتنہ قادیانیت کا پس منظر، مرزا کے دعوی نبوت کا سفر، حیات مسیح بن مریم علیہ السلام کا بیان، قادیانی فتنہ کے خلاف علمائے حق کا کردار، یہود ونصاری کی سازشیں اور آخر میں ''تحذیر الناس'' کا رد کیا گیا ہے۔ کتاب پر مقدمہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ کتاب کے متعلق علماء کے تاثرات بھی ملاحظہ فرمائیے:

فتاوی رضویہ (تخریج شدہ) کی 14 جلدوں کے مترجم، جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی زید مجدہ الکریم فرماتے ہیں: پیش نظر کتاب ''ختم نبوت'' موضوع مذکورہ بالا پر انتہائی وقیع وجامع اور معلومات ثمینہ کا بہترین خزینہ ہے جو مفکر اسلام، سباح بحر طریقت، سیاح بادیہ شریعت اور سباق میدانِ خطابت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کے رشحات قلم کا ثمر جمیل ہے۔ شاہ صاحب ایک بالغ النظر، وسیع المطالعہ، سریع القلم اور کثیر التصانیف بزرگ عالم دین ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف جلیلہ منصہ شہود پر جلوہ گر ہو کر نافع خلائق قرار پا چکی ہیں۔ موصوف کی یہ تازہ تصنیف عقیدہ ختم نبوت کی تمام تر تفصیلات ومباحث پر محیط اور دلائل وبراہین عقلیہ ونقلیہ سے مدلل ومبرہن ہونے کے ساتھ ساتھ تائیداتِ اسلاف سے بھی مؤید ہے۔ مصنف فاضل مدظلہ العالی نے اثباتِ مدعی کے ساتھ ساتھ ابطال باطل کا بھی حق ادا کیا ہے۔ (ختم نبوت، تقریظ جلیل، ص۹)

رئیس المناظرہ حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی شیخ الحدیث دار العلوم انوارِ رضا، راولپنڈی رقم فرماتے ہیں: یوں تو آئے دن کوئی نہ کوئی نئی تحقیق پر مبنی کتاب ختم نبوت کے عنوان پر آتی رہتی ہے۔ حال ہی میں اس عنوان پر بنام ''ختم نبوت'' نئی اور جامع کتاب کا مسودہ نظر سے گزرا۔ یہ کاوش اور ہمہ جہت کتاب شہزادۂ غوث اعظم، سید السادات، پیر طریقت پیر سید شاہ تراب الحق صاحب قادری خلیفہ مجاز مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد مصطفی رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف منیف ہے جو اس عنوان پر اتنی جامع کہ دوسری کتب کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ (ختم نبوت، تقریظ جلیل، ص۱۰)

سر دست حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی سات کتب کا تعارف پیش خدمت ہے، زندگی بخیر آپ کی دیگر کتب کا تعارف اور اُن پر علمائے کرام کی آراء وتاثرات دو مزید اقساط

میں پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق شاہ صاحب کی پہلی کتاب ''ضیاء الحدیث'' تھی اور آخری کتاب ''ختم نبوت'' ہے۔ اکثر کتب کی ترتیب وتزئین اور طباعت کی خدمت آپ کے مرید جناب انجینئر حافظ وقاری مولانا محمد آصف قادری کے حصہ میں آئی جن کا بھرپور ساتھ دیا حافظ وقاری محمد عارف قادری صاحب نے، بعض کتب پر قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے انتہائی قریبی سعادت مند مرید وخلیفہ حضرت مولانا محمد رئیس قادری صاحب زید مجدہ اور حافظ عبد المصطفیٰ قادری صاحب نے بھی کام کی سعادت پائی، علامہ رئیس قادری صاحب شاہ صاحب کی اولین تصنیف ''ضیاء الحدیث'' کو تخریج کے جدید تقاضوں کے ساتھ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، کتاب پر کافی کام ہو چکا ہے، تخریج کا کام راقم الحروف کے برادرِ اصغر حضرت مولانا محمد کاشف اقبال زید اقبالہ نے انجام دیا ہے، الغرض جس نے جس طرح بھی قبلہ حضور شاہ صاحب کی کتب پر کام کیا اللہ تعالیٰ اُن سب حضرات کو دارین میں شاد وآباد رکھے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آخر میں دعاء ہے کہ اللہ کریم قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو نوازتا رہے اور ہمیں اُن کے آثار علمیہ کی نشر واشاعت کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔ امین

مضمون کا اختتام ہمارے ممدوح ومحبوب قبلہ پیر طریقت، رہبر شریعت سید شاہ تراب الحق قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق رُکن مجلس شرعی مبارک پور مفتی عبد المبین نعمانی قادری مدظلہ العالی (دار العلوم قادریہ چریا کوٹ یوپی انڈیا) کے ان کلمات پر کرتا ہوں: ''یادگارِ اسلاف حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری اپنے عہد میں علمائے اہلسنّت کے معتمد اور سرخیل کی حیثیت رکھتے تھے، آپ کی صوفیانہ اور زاہدانہ زندگی اہل پاکستان کے لیے ایک بہترین نمونہ تھی، ایسا لگتا ہے کہ اکابر علمائے اہل سنت کے سلسلۃ الذہب کی آپ آخری کڑی تھے۔ (تعزیتی مکتوب)

محمد آصف اقبال مدنی عطاری عفی عنہ
امام وخطیب جامع مسجد عثمان غنی ٹھٹھائی کمپاؤنڈ لائٹ ہاؤس کراچی
asifraza2526@gmail.com

مسلک اعلیٰ حضرت کے غیرت مند ترجمان

خوشبوئے اعلیٰ حضرت اُستاد محترم حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

از قلم: مفتی احمد افضل قادری امجدی
مفتی دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور

راقم الحروف محمد افضل امجدی پاکستان پنجاب ضلع قصور میں قصور شہر سے متصل ایک گاؤں مدینۃ الرضا نگیری کا رہائشی ہے اسی سے متصل گاؤں نظام پورہ کے اسکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا کہ نوشتہ تقدیر نے مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان و محافظ عظیم ادارہ دارالعلوم امجدیہ کراچی پہنچادیا۔ اسی ادارہ میں راقم نے حفظ قرآن، تجوید و درسِ نظامی کیا، راقم درجہ ثالثہ میں تھا کہ اساتذہ کے چناؤ نے درسِ نظامی کی ابتدائی کتب پڑھانے کے لئے مجھے منتخب فرمایا چنانچہ میٹھادر اولڈ ٹاؤن بادامی مسجد میں واقع ادارہ، ساتھ ہی لیاقت آباد میں واقع ادارہ صادق الاسلام میں کئی سال از اول تا کتب فقہ و حدیث کو پڑھاتا رہا ساتھ ہی مفتی ابن مفتی ابن مفتی نبیرہ صدرالشریعہ استاذِ محترم مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی مدظلہ العالی سے فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرتا رہا اب چند سالوں سے راقم پنجاب میں خدمت درسِ نظامی میں مشغول ہے جن میں تین سال شیخوپورہ میں اور اب تقریباً ڈیڑھ سال سے مرکزی جامعہ حنفیہ قصور میں کتب فقہ و حدیث مثلاً ہدایہ و مسلم شریف و ترمذی وغیرہ کا درس دیتا ہے۔

میری تقدیر کے وہ ایام نہایت ہی سنہری تھے جب مجھے دارالعلوم امجدیہ میں بلاناغہ سوائے جمعۃ المبارک استاذِ محترم امیر اہلسنّت پیرِ طریقت رہبر شریعت خوشبوئے اعلیٰ حضرت ترجمانِ و پاسبانِ مسلک اعلیحضرت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نوری رضوی علیہ الرحمہ والرضوان کی زیارت ہوتی تھی.... آہ! وہ دن کیسے سہانے تھے جب میں قبلہ شاہ صاحب کو دارالعلوم امجدیہ میں روزانہ اسمبلی میں دیکھتا تھا وہ ماہ و سال کیسے زریں تھے جب راقم قبلہ شاہ صاحب کے ان مبارک ہاتھوں کو چومتا تھا جو مفتی اعظم ہند کے ہاتھوں سے شرف یاب تھے مجھے اب وہ بیتے ہوئے دن یاد آتے ہیں جب میں خالی پیریڈوں میں قبلہ شاہ صاحب کی بارگاہِ عالیہ دارالعلوم امجدیہ میں ان کے دفتر میں حاضر ہوتا زیارت کرتا اور ان کی دلنشین باتیں سنتا اور ان کی نہایت ہی شیریں شفقت بھری وہ گفتگو سنتا جو وہ اپنے مشائخ کے حوالے سے فرماتے تھے۔

اے جہان والوں! مجھے بتاؤ اب وہ ایامِ گزشتہ کیسے واپس پلٹیں گے کہ جب دارالعلوم امجدیہ میں رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ گلاب کو شرما دینے والی اپنی من بھاتی صورت میں تشریف لاتے تھے اب وہ پر بہار منظر کیسے واپس آئے گا جب شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند فقیہ الہند حضور مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ والرضوان اور شہزادۂ صدرالشریعہ محدث کبیر ممتاز الفقہاء حضور مفتی علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی دامت برکاتہم العالیہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر جلوہ فرما ہوتے اور مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ اور قبلہ شاہ صاحب اسٹیج پر رونق افروز ہوتے اور وہ عظیم مہمان اپنے علمی تحقیقی نوری خطابات سے نوازتے۔

لوگوں! ہاں ہاں مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب مفتی عالم اسلام تاج الشریعہ نبیرہ اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا خان ازہری دامت برکاتہم القدسیہ خطاب فرماتے اور قبلہ شاہ صاحب اسٹیج پر جلوہ ریز ہوتے۔ دارالعلوم امجدیہ والو! میں یہ سطور لکھتے ہوئے اپنی مسند پر بیٹھے ہوئے طلباء کے سامنے آبدیدہ ہو گیا ہوں ان مبارک گھڑیوں کو یاد کرتے ہوئے جب ہر جمعرات کو بزمِ امجدی رضوی میں قبلہ شاہ صاحب کا خطاب سنتا تھا جب تقریب افتتاح و ختم بخاری اور عرسِ صدرالشریعہ و عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر قبلہ شاہ صاحب، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد خان قادری رضوی اور شہزادۂ صدرالشریعہ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہم الرحمہ کے دورِ طالب علمی کی پیاری یادیں بیان فرماتے تھے اور ہم جیسوں کو جھنجھوڑتے تھے۔

راقم کے احباب سنیں! میں نے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری، محدث مبارک پوری حافظ ملت، صدرالشریعہ، مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں، حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان برکاتی علیہم الرضوان کی محبت ان کا مسلک کا درد ان کے مسلک سے وفاداری ان کے مسلک کی غیرت قبلہ شاہ صاحب سے سیکھی ہے میں نے مفتی اعظم ہند کی برکات قبلہ شاہ صاحب کی روشن پیشانی میں چمکتی دیکھی ہیں۔ آج وہ عظیم ہستی ہم سے چھپ گئی ہے میں علامہ سید زمان جعفری مقیم مدینہ منورہ کو کیسے تسلی دوں میں تو خود ٹوٹ گیا ہوں آہ وہ گھڑیاں کتنی جان لیوا تھیں جب قبلہ شاہ صاحب معتقدین کو آخری زیارت کروا کر اپنی چمکتی ہوئی پیشانی سے پیغام دے رہے تھے کہ لوگو! جو کچھ ہوتا ہے سو ہو جائے مگر دامنِ اعلیٰ حضرت ہاتھوں سے نہ چھوٹے۔ میں امیر المجاہدین استاذ العلماء عاشق رسول مفتی خادم حسین رضوی دام ظلہ العالی کا مشکور ہوں جنہوں نے اپنے ایک پیغام میں قبلہ شاہ صاحب کو "مسلک اعلیٰ حضرت کا غیرت مند ترجمان" کہا نیز راقم کنز العلماء ڈاکٹر آصف اشرف جلالی چیئرمین تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ کا بھی شکر گزار ہے جنہوں نے قبلہ شاہ صاحب کے سوئم مبارک کی محفل میں آپ کو "خوشبوئے اعلیٰ

حضرت" سے تعبیر فرمایا۔ راقم اسی کو عنوان بناتے ہوئے قبلہ شاہ صاحب کے متعلق وقت کے علمائے کرام نے جو انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا ان کی کتب میں اختصاراً اُس کو نقل کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

استادِ محترم امیر اہلسنّت پیر طریقت رہبر شریعت مرید و خلیفہ مفتی اعظم ہند علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ والرضوان کی عظیم علمی شاہکار مبارک کتاب "سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ پر تقریظی کلمات لکھتے ہوئے مصنف کتب کثیرہ عظیم عالم دین شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی خطیب میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی ناظم اعلیٰ دارالعلوم امجدیہ کراچی و ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنّت کراچی گونا گوں اوصافِ عالیہ کے حامل ہیں ان کی مصروفیات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایک آدمی اتنے کام سرانجام دیتا ہے۔ عصر سے مغرب تک وہ حاجت مندوں کی بھیڑ میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں کوئی بیماری یا گھریلو ناچاکی کے لئے دعا یا تعویز کا طلب گار ہے کوئی کسی محکمے میں سفارش کروانا چاہتا ہے کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے۔ شاہ صاحب کی عالی ہمتی دیکھئے کہ وہ ہر کسی کو خندہ پیشانی کے ساتھ مطمئن کرتے ہیں، فقیر ایک دفعہ سید محسن شاہ صاحب مالک فرید بک اسٹال لاہور کے ساتھ کسی ضروری کام کے لئے کراچی ان کی خدمت میں حاضر ہوا شاہ صاحب نے مجھ سے فرمایا تھوڑی دیر ٹھہریں! میں ان احباب کو فارغ کرلوں، اور واقعی تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہو کر فرمانے لگے "ویسے تو آپ کا اپنا گھر ہے لیکن آپ نے اتنا طویل سفر کرنے کی زحمت کیوں اٹھائی؟ مجھے پرچہ (خط) لکھ دیتے یا فون کردیتے" اس کے بعد جو ہمارا کام تھا اس سلسلے میں جو کچھ کرسکتے تھے وہ کیا اور یوں مجھ ایسے فقیر بے نوا کو خرید لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور ان کے صاحبزادوں کو ان کا صحیح جانشین بنائے"۔ آپ جلسوں میں تقاریر کرتے ہیں اور انٹرنیٹ پر دنیا بھر سے آنے والے سوالوں کے جوابات دیتے ہیں تبلیغ کے لئے امریکہ، افریقہ، برطانیہ اور دیگر ممالک کا سفر کرتے ہیں اس کے باوجود تصنیف و تالیف کے لئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے نوجوان علماء بھی ان کے انداز میں وقت کی قدر کرنا سیکھیں اور اسلام اور سنیت کا پیغام اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچانا اپنا فرضِ منصبی یقین کریں۔ تو بہت سی بیماریوں اور مفاسد کا ازالہ ہوسکتا ہے پیش نظر کتاب سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے چند صفحات دیکھنے کا موقع ملا جن میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سوانح حیات بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ شاہ صاحب نے بڑی دیدہ ریزی اور دماغ سوزی سے کتاب مرتب کی ہے۔ "حقیقت یہ ہے کہ آج کے دورِ بے راہ روی میں ایسی کتابوں کی اشد ضرورت ہے ورنہ ہر شخص اٹھ کر ائمہ دین مجتہدین کے منہ آنے کی کوشش کرتا ہے"۔ (ملاحظہ ہو کتاب مبارک سیدنا امام اعظم ص ۱۸ تا ۲۰)

استاد محترم قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے اسی علمی شاہکار مبارک کتاب سیدنا امام اعظم پر تقریظ لکھتے ہوئے مشہور عالم دین محشی نور الایضاح، قدوری، کنزالدقائق، ہدایہ، سراجی مصنف کتب کثیرہ قاضی عبدالرزاق بھترالوی دام ظلہ العالی فرماتے ہیں "آج کل کے دور میں مذہب حنفی کے کثیر پیروکار دیکھ کر کچھ لوگ جل رہے ہیں تحقیق کے میدان میں مقابلہ کرنے کی تو ان جہلاء میں ہمت نہیں بلکہ فقہ حنفی کی کتب کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں صرف جاہل لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانا ان کا کام ہے۔ حنفی حضرات کو باطل مذہب والوں سے بچانے کے لئے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یہ کتاب تصنیف کرکے احسانِ عظیم فرمایا، آپ کا ارشاد فرمایا ہوا یہ جملہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے "میں نے خیال کیا کوئی مانے یا نہ مانے کم از کم اپنا تو کوئی نہ بھاگے" میں نے اس کتاب کا چند مقامات سے مطالعہ کیا ہے مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر صرف عوام ہی نہیں بلکہ علماء بھی فائدہ حاصل کریں گے۔ (ملاحظہ ہو کتاب سیدنا امام اعظم ص ۵۲)

ادیب شہیر پروفیسر سید عبدالرحمن شاہ بخاری شریعہ اکیڈمی انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، قبلہ استادِ محترم علامہ شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ کی اسی مبارک کتاب سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ پر تقریظ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

دنیائے فقاہت میں تیرا نام رہے گا
نعمان! تیرے نام سے اسلام رہے گا

پیش نظر کتاب پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری زیدہ مجدہ کی انمول کاوش ہے۔ شاہ صاحب کا شمار اہلسنّت کی برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے آپ کی شخصیت علم و عمل اور روحانیت کا مرقع ہے دینی دعوت، سماجی خدمت اور سیاسی عزیمت کے ہر محاذ پر سرگرم عمل، خطابت، مناظرہ، تدریس اور تصنیف کے ہر شعبے میں بیک وقت فعال اور کامیاب، کئی بلند پایہ تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ زیر نظر کتاب سیدنا امام⊠عظم ابو حنیفہ کی بارگاہِ عالی میں حضرت شاہ صاحب کی طرف سے ارمغان محبت ہے دنیا کو آج امام اعظم کی بے مثال فقہی بصیرت سے روشناس کرانا وقت کی اشد ضرورت ہے اور حضرت شاہ صاحب نے امام اعظم کی سوانح پر قلم اٹھا کر وقت کی اس پکار پر لبیک کہا ہے "بارگاہ رب العزت میں التجاء ہے کہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری زید مجدہ کی اس کاوش کو شرفِ پزیرائی بخشے اور ان کی معیت میں مجھ ایسے فقیر بندہ پر تقصیر کو بھی امام اعظم ابو حنیفہ کے حضور باریابی نصیب ہو۔ آمین (کتاب سیدنا امام اعظم ص ۲۴)

استاذِ محترم قبلہ شاہ صاحب کی نبی پاک ﷺ کی محبت میں ڈوب کر کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئی مبارک قلم سے لکھی گئی متبرک کتاب جمالِ مصطفی ﷺ پر تقریظ لکھتے ہوئے قاضی عبدالرزاق بھترالوی مصنف کتب کثیرہ رقمطراز ہیں: ''جب وہ محبوب ﷺ بے مثل بھی ہے بے مثال بھی باجمال بھی ہے باکمال بھی حسن صورت میں اس کا کوئی ثانی نہیں حسنِ سیرت میں اس کی کوئی نظیر نہیں وہ محبوب جس کا ہر عضو کسی نہ کسی معجزے سے مزین ہے وہ محبوب جس کا پسینہ مبارک کستوری وغیرہ سے زیادہ خوشبودار ہے وہ محبوب جن کے فضلاتِ مبارکہ بھی برکات سے خالی نہیں اس محبوب سے محبت کرنے کے لئے اس کے اوصاف و کمالات سے باخبر ہونا ضروری ہے وہ اوصاف بیان کرنے میں عمریں بیت سکتی ہیں لیکن ان کا بیان مکمل نہیں ہو سکتا، ان کو قرطاسِ ابیض پر رقم کرنے کے لئے کئی دفاتر بھی ناکافی ہوں گے لیکن جہاں تک ممکن ہو سکے ان سے آگاہ رہیں کیونکہ آپ کے اوصاف کا علم حاصل ہونے پر محبت میں اور اضافہ ہوگا۔

احادیث کی کتب میں آپ کے اوصاف و کمالات مختلف ابواب میں مندرج ہیں یعنی وہ موتی مختلف جگہ بکھرے ہوئے ہیں جنہیں عام انسان کے لئے ایک جگہ جمع کرنے اور انہیں ایک سلک (لڑی) میں پرو کر ایک قیمتی ہار کی شکل میں لانے کی ضرورت تھی اگرچہ مبسوط کتب میں اس کی پہلے بھی کوششیں ہو چکی ہیں تاہم عام شخص کے لئے وقت کی قلت کا لحاظ کرتے ہوئے مختصر انداز میں خلاصہ کے طور پر ہادیٔ حق حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے ان موتیوں کو جمع کر کے جمالِ مصطفی ﷺ کے عنوان سے پیش کیا ہے آپ کے تلمیذ رشید اور مرید باصفا حضرت قاری محمد آصف مدظلہ العالی نے اس کتاب کی ترتیب و تزئین میں خاص اہتمام فرمایا، اللہ تعالیٰ مصنف موصوف اور مرتب کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور سب مسلمانوں کو اپنے حبیب پاک ﷺ کی محبت پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ﷺ ص ۱۸ و ۱۹)

مرید و خلیفہ مفتی اعظم علامہ شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ کی اسی مبارک کتاب جمالِ مصطفی ﷺ پر تقریظ لکھتے ہوئے شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''رب کائنات نے تمام دنیا کے سازوسامان کو قلیل فرمایا ہے وہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے ''وانک لعلی خلق عظیم'' اے حبیب! بے شک تم خلق عظیم کے مرتبے پر فائز ہو، اس ذات اقدس کے مقام و مرتبہ اور عظمت اخلاق کے بیان کا حق کون ادا کر سکتا ہے؟

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

مصنفین اور خاص طور پر ائمہ دین، مفسرین، محدثین اور فقہاء نے اپنی کتابوں کے آغاز کو جہاں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے بابرکت بنایا وہاں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرتے ہوئے آپ کے اوصافِ حمیدہ اور شمائل مبارکہ کے بیان سے سعادت حاصل کی مفسرین نے قرآن پاک کی تفسیر کرتے ہوئے مختلف آیات کے تحت بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہ گلہائے عقیدت پیش کئے جن کے مطالعہ سے مشامِ جان معطر ہو جائیں، محدثین نے اپنی کتابوں میں متعدد ابواب قائم کر کے سرکارِ دوعالم ﷺ کے خصائل و شمائل اور معجزات مستقد انداز میں پیش کئے بعض محدثین نے اس عنوان پر مستقل کتابیں تحریر کیں جیسے (۱) دلائل النبوۃ از امام ابو نعیم، (۲) دلائل النبوۃ از امام بیہقی (۳) خصائص کبریٰ از امام جلال الدین سیوطی (۴) حجۃ اللہ علی العٰلمین از علامہ یوسف نبہانی۔ حدیث کے شارحین نے اپنی شرحوں میں، سیرت نگاروں نے کتب سیرت میں، صوفیاء نے کتب تصوف میں اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ کی بارگاہِ حسن ناز میں اپنی اپنی بساط کے مطابق ہدیہ عقیدت و نیاز پیش کیا ہے۔ اس وقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب مدظلہ العالی کی تازہ تصنیف جمالِ مصطفی ﷺ پیش نظر ہے اس کے بارے میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا پیکر زیبائی کا ذکر ہو اور بیان کرنے والا دیدۂ صدیق کا حامل صحیح العقیدہ سنی ہو تو فرشتے بھی مرحبا کہہ اٹھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ص ۱۹ تا ۱۲)

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی اسی عظیم محبت رسول ﷺ کو اجاگر کرنے والی اندھیروں سے اجالوں میں لانے والی بے راہ روی کا شکار ہونے والوں کو رہنمائی فرمانے والی تاریک دلوں میں عظمت رسول کے دیئے روشن کرنے والی کتاب جمالِ مصطفی ﷺ پر تقریظ لکھتے ہوئے مفتی غلام سرور قادری مشیر وفاقی شرعی عدالت لکھتے ہیں: ''حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی راقم کے بہت ہی کرم فرما احباب میں سے ایک علمی اور ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ صاحبِ علم و طریقت ہونے کے علاوہ اہل قلم بھی ہیں آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں زیر نظر کتاب ایک علمی تحقیقی شاہکار ہے راقم نے اس کے بعض حصے دیکھے عنوانات جاذب اور اندازِ تحریر نہایت دل نشین قیمتی شاہکار ہے اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ بحمدہ تعالیٰ سرکارِ دوعالم ﷺ کی تعریف و توصیف اہلسنّت کے حصے میں آئی ہے حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے یہ قلم کاری فرما کر اہلسنّت پر خاص کرم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کاوش کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین (ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ص ۱۲)

فاضل جلیل علامہ محمد افضل کوٹلوی ناظم جامعہ قادریہ فیصل آباد مبارک کتاب جمالِ مصطفی ﷺ کے متعلق یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں: ''جمالِ مصطفی ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل

ہوئی ایمان تازہ ہوگیا۔ کتاب کیا ہے ذاتِ مصطفی ﷺ کے جمال کی آئینہ دار اور سیرت مصطفی ﷺ کی مظہر ہے بلامبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب جمالِ مصطفی ﷺ سے آشنا کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی اور اس کے مطالعہ سے یقیناً ایمان کو تازگی روح کو بالیدگی عقیدے کو پختگی عمل کو نکھار اور ذہنوں کو جلا ملے گی حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کو حبیب کبریا ﷺ کی ذاتِ مبارک سے جو گہری وابستگی اور محبت ہے کتاب کا ایک ایک لفظ اس کا آئینہ دار ہے۔(ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ﷺ ص ۲۲ و ۳۲)

ادیب شہیر مترجم کتب حدیث و سابق مدرس جامعہ نظامیہ لاہور علامہ صدیق ہزاروی دام ظلہ العالی حضرت خوشبوئے اعلیٰ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی اسی مبارک کتاب پر آپ اور آپ کی تصنیف کو یوں خراجِ تحسین پیش فرماتے ہیں: دینی و مذہبی خدمات کے حوالے سے علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں آپ نے اب تک نہ صرف یہ کہ اپنی نگرانی میں مسلک اہلسنّت کی حقانیت باطل فرقوں کے ردّ اور اصلاحِ عوام کے سلسلے میں بے شمار کتب کی طباعت کا اہتمام فرمایا بلکہ خود بھی اہم اعتقادی اصلاحی موضوعات پر قلم اٹھایا۔ (ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ص ۳۲ و ۴۲)

استاذ العلماء مفتی حاکم علی رضوی صدر مدرس جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف جمالِ مصطفی پر خراجِ تحسین ان مبارک جملوں سے پیش فرمایا ہے: ”زیر نظر کتاب جمالِ مصطفی کو بعض مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدفیوضہ نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے حضرت موصوف کی تحریر عشق مصطفی ﷺ سے لبریز ہے اس کے ساتھ سیرت طیبہ کا بیان سونے پر سہاگہ ہے۔(ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ص ۴۲)

پیر طریقت دیوان سید آلِ سیدی معینی پیرزادہ سابق مرکزی صدر جماعت اہلسنّت پاکستان حضرت قبلہ شاہ تراب الحق قادری نوری علیہ الرحمہ کے متعلق جمالِ مصطفی پر تقریظ تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں حضرت علامہ شاہ صاحب دامت برکاتہم ایک مستند اور جید عالم دین ہونے کے علاوہ سلسلہ قادریہ کے ایک پیر کامل بھی ہیں حضرت کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ سے خاص نسبت حاصل ہے اور اسی نسبت کا عکس آپ کی تحریر و تقریر میں نظر آتا ہے۔(ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ص ۶۲)

علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب سربراہ ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ راولپنڈی قبلہ خوشبوئے اعلیٰ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نوری علیہ الرحمہ کی خدمت عالیہ میں یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں: ”شاہ تراب الحق قادری بڑے عظیم آدمی ہیں ان میں باعث کشش بڑی باتیں ہیں (۱) رسیلے ہیں

(۲) سنجیلے ہیں (۳) دبدبہ دار ہیں (۴) طرحدار ہیں (۵) سخن فہم ہیں (۶) سخن شناس ہیں (۷) ادیب ہیں (۸) خطیب ہیں (۹) متین ہیں (۰۱) فہیم ہیں (۱۱) علامہ ہیں (۲۱) فلامہ ہیں لیکن ان کے سارے رنگ پھیکے ہوتے اگر وہ حضور ﷺ کے عاشق نہ ہوتے۔ بات عشق کی چل نکلی تو ذہن میں رہے کہ عشق میں نسبتِ محبوب بڑی چیز ہوتی ہے۔اس حوالے سے شاہ تراب الحق قادری کے سید ہونے اور آلِ رسول ہونے کا بھی بڑا خیال آیا۔الحمد للہ! شاہ جی نے اپنے آباءواجداد کی فکر و عشق میں ڈوبی ہوئی روایات کو اپنے زاویہ میں زندہ رکھا۔

آپ قومی اسمبلی کے ممبر بھی بنے لیکن اپنے تصلب فکری کو فراموش نہ کیا بلکہ سیاستدان عالم بھی ہو تو جبہ و دستار بھولتے بھولتے خدا اور رسول کو بھی بھول جاتا ہے آپ پیری مریدی بھی کرتے لیکن آپ کے متصوفانہ خیالات پر قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کا رنگ غالب دکھائی دیتا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کبھی ٹی وی کی اسکرین پر بھی دکھائی دیتے ہیں لیکن داڑھی عمامہ اور لباس کی حدود بحمد اللہ سکڑتی نہیں شاہ جی کا متاثر نہ ہونا اور اپنی تاجدار خاندانی مذہبی اور روحانی اقتدار وروایات سے دوسروں کو متاثر کرنا باعث تحسین ہے۔ شاہ جی! تسلی رکھیں کہ مذہب عشق خلاء میں معلق رہنے والی چیز نہیں اس کا اعتراف وقت کی آواز، قبر کا نور اور آخرت کی عزت ہوتی ہے، سید شاہ تراب الحق قادری بولتے بھی ہیں، کہتے بھی ہیں اور لکھتے بھی ہیں۔ ان کی کتاب جمالِ مصطفی ﷺ پڑھیئے اور جمالِ مصطفی ﷺ دیکھئے اور جمالِ مصطفی ﷺ کی خوشبو سے مشامِ ایمان معطر کیجئے۔(ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ص ۰۳ و ۱۳)

قبلہ شاہ صاحب کی بارگاہِ رسالت میں والہانہ محبت کو علامہ ضمیر احمد ساجد ایم اے عربی ادب اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد جمالِ مصطفی پر تقریظ لکھتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس (جمالِ مصطفی) کا مطالعہ کیا ہے اور بہت خوشی ہوئی کہ اس کتاب میں نورِ مجسم ﷺ کے خصائص و کمالات اختصار و جامعیت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں قرآن حکیم کتب احادیث اور کتب سیر سے مختلف پھول چن چن کر مصنف زید مجدہ نے یہ گلدستہ تیار کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب پر خاصی محنت کی گئی ہے مگر اس کے مطالعہ سے کتاب کی خوبصورتی کی جو اصل وجہ معلوم ہوتی ہے وہ مصنف کی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت ہے۔(ملاحظہ ہو جمالِ مصطفی ص ۳۳)

استاد محترم سیدی شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ والرضوان گوناگوں اوصاف کے حامل ہیں چنانچہ فاضل جلیل ادیب شہیر علامہ محمد افضل کوٹلوی فاضل علوم شرقیہ قبلہ شاہ صاحب کی تصوف و طریقت کی راہنما نہایت ہی مبارک کتاب ”تصوف و طریقت“ پر مقدمہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ”پیر طریقت رہبر شریعت مولانا علامہ شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ ایک جید عالم دین، پرجوش مبلغ اور شعلہ نوا خطیب ہونے کے حوالوں سے جانے پہنچانے جاتے تھے اب انہیں غواصِ بحر طریقت کے حوالے سے

بھی جانا جائے گا۔ "تصوف و طریقت" میں قبلہ شاہ صاحب نے بڑی محنت، تحقیق اور تفحص کے ساتھ تصوف کے اسرار و رموز بیان کیئے ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب کا نسبی تعلق مشائخ کرام کے طبقہ سے ہے اور علمائے حق سے ان کی قلبی و روحانی وابستگی رہی ہے۔ آپ نے علامہ زماں حضرت مولانا انوار اللہ خاں حیدر آبادی علیہ الرحمہ سے بالواسطہ فیض حاصل کیا ہے مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا مصطفی رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے روحانی فیض پایا ہے شیخ الاسلام مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ سے خوب فیض حاصل کیا ہے صوفی کامل مولانا علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کے زیر تربیت پروان چڑھے ہیں رئیس العلماء علامہ مفتی ظفر علی نعمانی دامت برکاتہم العالیہ کے دامن شفقت سے وابستہ رہے ہیں۔ شہید اہلسنّت مولانا علامہ ابوالشاہ محمد عبدالقادر علیہ الرحمہ سے دعائیں لی ہیں اور معین الملت علامہ محمد معین الدین قادری رضوی سے نیاز مندانہ تعلق رکھا ہے۔ انہیں بزرگانِ دین کا فیض فراواں ہے کہ قبلہ شاہ صاحب کی شخصیت گوناگوں صفات کی حامل ہے، وہ عالم بھی ہیں اور صوفی بھی، خطیب بھی ہیں اور ادیب بھی، زاہد بھی ہیں اور مجاہد بھی، مبلغ بھی ہیں اور مدرس بھی۔ ان کے اخلاصِ عمل، تصلب عقیدہ، جوشِ خطابت، ذوقِ تبلیغ، زورِ قلم اور جذبہ حق گوئی کا ایک زمانہ معترف ہے۔ قبلہ شاہ صاحب فقرِ غیور اور عشقِ خود آگاہی کی زندہ مثال ہیں۔ کتاب تصوف و طریقت ان کی انہی صفات کی آئینہ دار ہے۔

راقم آخر میں قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے تمام مریدین و معتقدین سے عرض گزار ہے کہ حضرت کی لکھی ہوئی کتب کو عام کریں خود بھی پڑھیں دوست و احباب کو ہدیۂ پیش کریں اور آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ ان کے عظیم مشن کو جاری رکھیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے ساتھ مکمل وفاداری کریں جو لوگ نبی پاک، صحابہ کرام و اہل بیت و اولیاء کرام کے گستاخ ہیں ان کو اپنے آپ سے دور کردیں اور خود ان سے دور رہیں۔

کتبہ

محمد افضل امجدی

خادم دار العلوم جامعہ حنفیہ قصور

توہینِ رسالت کی سزا

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

محافظ ناموسِ رسالت، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ نے غازی ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کے خلاف عدالتی فیصلے کی مذمت کرتے ہوئے، کراچی میں ہونے عظیم الشان لبیک یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس سے دو روز قبل مورخہ ۸ جنوری ۲۰۱۶ء کو پریس کلب کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس پریس کانفرنس میں جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا وہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

محترم صحافی حضرات، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے تو میں آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے وقت نکالا اور یہاں تشریف فرما ہوئے۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ کچھ عرصہ ہوا کہ یورپی یونین کا ایک وفد پاکستان آیا اور اس نے پاکستان کے قانون تحفظ ناموس رسالت یعنی C/295 کو ختم کرنے کی بات کی۔ یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی۔ یورپی یونین کے اس مطالبے سے مسلمانانِ پاکستان کے جذبات سخت مجروح ہوئے اور ہم اسے پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت تصور کرتے ہوئے یہ عزم کرتے ہیں کہ ہم اس قانون تحفظ ناموس رسالت کا ہر صورت دفاع کریں گے۔ اس حوالہ سے ایک عظیم الشان لبیک یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس ان شاءاللہ اتوار 10 جنوری 2016ء کو شام 4 بجے نشتر پارک کراچی میں منعقد ہوگی۔

محترم صحافی حضرات!

الحمد للہ ہم اور آپ مسلمان ہیں، اور بحیثیت مسلمان احکام اسلام پر عمل کرنا ہم پر لازم قرار دیا گیا۔ اور اسلام کی اساسی تعلیمات میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و اطاعت کو ازحد لازم جبکہ آپ کی شان میں ادنیٰ سی بے ادبی کو بدترین جرم قرار دیا گیا ہے اور حقیقی مسلمان کبھی بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی دریدہ دہن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کا مرتکب ہو۔

تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے چاہے وہ صحابہ کرام کا دور ہو یا امت کے زوال کا دور، ناموسِ رسالت کے باب میں امت حد درجہ حساس رہی ہے اور والہانہ عقیدت سے سرشار رہی ہے۔ اس لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ نظریاتی سرحدوں کی بھی اسی طرح حفاظت کی جائے جس طرح جغرافیائی حد بندیوں کی جاتی ہے اور معاشرے کا استحکام بھی تبھی ممکن ہے کہ شرپسند عناصر جو توہین رسالت کے مرتکب ہوں ان کے لئے سخت ترین قانون موجود ہو، کیونکہ دنیا کے ہر ملک میں ہتک عزت کا قانون موجود ہے۔

برطانیہ میں 1860 میں قانون توہین مسیح بطور کامن لاء Common Law موجود تھا اور آج بھی ہے اور وہ برطانیہ کے مجموعہ قوانین میں بلاسفیمی ایکٹ Blasphemy Act کے نام سے ہے۔

اس تناظر میں اگر آپ برصغیر کو دیکھیں تو مغلیہ سلطنت کے دور میں ایک عرصہ تک فیصلے قرآن و سنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں کئے جاتے تھے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین اس کی ایک مثال ہے۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد 1860 میں انڈین پینل کوڈ یعنی تعزیراتِ ہند کو نافذ کیا گیا۔

1898ء میں دفعہ A-124 تعزیراتِ ہند میں شامل کی گئی جس کے تحت حکومت برطانیہ کے خلاف منافرت پھیلانے یا توہین حکومت کے جرم کی سزا عمر قید مقرر کی گئی۔ اسی سال 1898ء میں ایک دفعہ A-153 کا بھی اضافہ کیا گیا جس کا متن حسب ذیل ہے۔

"جو کوئی الفاظ سے بذریعہ تقریر، تحریر، اشارات یا کسی دوسرے طریقے سے ہندوستان میں ہر مجسٹی کی رعایا کی مختلف جماعتوں میں دشمنی یا منافرت کے جذبات ابھارنے یا انہیں بھڑکانے کی کوشش کرے۔ اسے دو سال قید تک سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں"۔

حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے شاتمان کے خلاف مقدمات بھی اسی دفعہ 153-A کے تحت قائم ہوئے۔ جس میں سب سے مشہور مقدمہ "رنگیلا رسول" کے ناشر راج پال کے خلاف اسی جرم کے ارتکاب پر رجسٹرڈ ہوا۔ سیشن کورٹ سے اسے سزا بھی ہوئی مگر ہائی کورٹ نے اسے سزا نہیں دی۔ جس کے خلاف مسلمانانِ ہند میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور ہر پلیٹ فارم سے سخت احتجاج کیا گیا یہاں تک کہ غازی علم دین شہید نے راج پال کو موت کے گھاٹ اتار کر اسے توہین رسالت کی سزا دے دی اور خود زندہ جاوید ہو گیا۔

اس وقت کسی عالم، مولوی اور کسی عام وکیل نے نہیں بلکہ بانی پاکستان محمد علی جناح نے غازی علم دین شہید کا مقدمہ لڑا اور انہیں بچانے کی بھرپور کوشش کی، جبکہ شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے بڑی

حسرت سے کہا کہ ہم تو سوچتے ہی رہ گئے اور ترکھان (بڑھئی) کا لڑکا بازی لے گیا۔ وہ انگریز/کافر کا دور تھا اور کافر کیونکر اسلامی قانون پر عمل کرتے لہٰذا انہوں نے غازی علم دین شہید کو پھانسی دے دی۔

جب برٹش گورنمنٹ نے دیکھا کہ اس دفعہ A-153 سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں تو ان کی اشک شوئی کے لئے A-295 کو قانون فوجداری کے ترمیمی ایکٹ 1927ء میں تعزیراتِ ہند Indian P.C میں شامل کیا گیا۔ وہ دفعہ یہ ہے:۔

"جو کوئی عملاً اور بدنیتی سے تحریری، تقریری یا اعلانیہ طور پر ہر میجسٹی کی رعایا کی کسی جماعت کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین یا توہین کی کوشش کرے، کہ جس سے اس کے مذہبی جذبات مشتعل ہوں تو اسے دو سال تک قید، جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں"۔

قیامِ پاکستان کے بعد 23مارچ1956ء کو "ہر میجسٹی کی رعایا" کے الفاظ کو "پاکستان کے شہریوں" کے الفاظ میں تبدیل کر دیا گیا۔

1961ء میں ایک ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے A-298 کا اضافہ کیا گیا جو حسب ذیل ہے۔

"جو کوئی تحریری، تقریری، اعلانیہ، اشارتاً یا کنایتاً بالواسطہ یا بلاواسطہ امہات المومنین یا کسی اہل بیت یا خلفاء راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد یا اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے حرمتی کرے، ان پر طعنہ زنی یا بہتان تراشی کرے، اسے تین سال تک کی سزا یا سزائے تازیانہ دی جائے گی یا دونوں سزائیں دی جائیں گی"۔

اس دفعہ میں امہات المومنین اور اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کو تو قابل تعزیر گردانا گیا مگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن سے نسبت کی وجہ سے ان حضرات کو یہ مرتبہ حاصل ہوا، اُن کی گستاخی کی کوئی سزا نہ تھی، جس پر 1985ء کی قومی اسمبلی میں، جس میں میں بھی ممبر تھا، اور میرے ساتھ علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، حاجی حنیف طیب، محمد عثمان خان نوری، صاحب زادہ محمد احمد نقشبندی اور محترمہ قمر النساء قمر بھی تھیں، سب کی مشترکہ کوششوں سے قومی اسمبلی میں توہین رسالت کے مجرم کے لئے سزائے موت کا بل پیش کیا گیا، جسے فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ نمبر3 سال1986ء کی صورت میں منظور کر کے تعزیراتِ پاکستان میں C-295 کی صورت میں نافذ کیا گیا۔ جس کا متن یہ ہے!

"جو کوئی عملاً، زبانی یا تحریری طور پر یا بطور طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلاواسطہ اشارتاً یا کنایتاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرے وہ سزائے موت یا سزائے عمر قید کا مستوجب ہو گا اور اسے سزائے جرمانہ بھی دی جاسکتی ہے"۔

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عشرفان منزل ۲

توہین رسالت کے حذکرہ بالا بل میں اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا بطور سزائے موت کا مطالبہ کیا گیا تھا لیکن اس میں عمر قید بھی رکھی گئی، جو قرآن وسنت کے منافی ہے۔ چنانچہ سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ جناب اسماعیل قریشی کی جانب سے فیڈرل شریعت کورٹ میں پٹیشن((Petitionدائر کی گئی۔ جس کے نتیجے میں فیڈرل شریعت کورٹ نے 30اکتوبر 1990کو 295-Cمیں ترمیم کرکے عمر قید کے الفاظ حذف کردیئے۔

جو قانون توہین رسالت، اس وقت پاکستان میں رائج ہے، وہ درحقیقت فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے مورخہ 30اکتوبر 1990ء کی روشنی میں اور اس اعلیٰ عدالت کی ہدایت کے مطابق ترمیم کرکے نافذ کیا گیا ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا ہتک عزت کا قانون برطانوی قوانین میں اور تعزیراتِ ہند میں بھی موجود ہے۔ پھر پاکستان میں اس قانون کو ختم کرنے کے لئے دباؤ کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ در اصل یہ یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازش ہے آپ دیکھیں سوشل میڈیا پر کس طرح اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی جارہی ہے ایسی غلیظ زبان استعمال کی گئی ہے کہ ہم اسے بیان نہیں کرسکتے۔ اب وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو ایک قانون پاکستان میں ناموسِ رسالت کے حوالے سے ہے اسے بھی ختم کردیا جائے، خوب یاد رکھیں کہ توہین رسالت کے مجرموں کو سزا دینے کے لئے کوئی قانونی راستہ نہیں ہوگا اور عدالتوں کے دروازے اس حوالے سے بند ہوجائینگے تو پھر کوئی بھی غیرت مند مسلمان قانون ہاتھ میں لے کر اس شاتم رسول سے انتقام لے لے گا، جسے روکا نہیں جاسکے گا۔

کہا یہ جارہا ہے کہ قانون توہین رسالت کا غلط استعمال ہو رہا ہے، آپ تو صحافی ہیں آپ خوب جانتے ہیں کہ غلط استعمال تو یہاں تمام قوانین کا ہو رہا ہے تو کیا سارے قوانین ختم کردیئے جائیں یہ تو بالکل ایسی ہی بات ہوگی کہ ایم۔اے جناح روڈ پر چونکہ حادثات زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا ایم۔اے جناح روڈ ہی کو بند کردیا جائے، یہ تو مسئلے کا حل نہیں۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس کے آئین میں واضح طور پر اللہ تبارک تعالیٰ کی حاکمیت کی بات کی گئی ہے اور اس ملک کو اس لئے بنایا گیا کہ یہاں اسلامی نظام نافذ ہوگا چنانچہ آئین کی دفعہ 2الف (قرارداد مقاصد) میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ " مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جس طرح کہ قرآن پاک وسنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے ترتیب دے سکیں۔

نیز جس کا آئین یہ کہتا ہے کہ اس ملک میں کوئی بھی قانون، قرآن وسنت سے متصادم نہیں بنایا جائے گا۔ ملاحظہ ہو آئین کی دفعہ 227الف

" تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔

اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو"

نیز: اس ملک کے صدر اور وزیر اعظم کے حلف میں یہ عہد شامل ہے کہ " وہ اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہیں گے جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔"

تو پھر اس ملک میں قرآن وسنت کے قانون کے خلاف سزائیں کیوں دی جارہی ہیں کیوں ہماری عدالتیں ایسی سزائیں دینے پر مصر ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاتم رسول کو مارنے والے ملک ممتاز حسین قادری کے ساتھ ہماری عدالتوں نے انصاف نہیں کیا، اسلامی قانون کی رو سے عدالتوں کا کام یہ تھا کہ وہ دو باتوں کی تحقیق کرتیں، ایک یہ کہ کیا مقتول شاتم رسول تھا؟ اور دوسری یہ کہ ممتاز حسین قادری نے مقتول کو کیوں مارا؟۔ اگر قتل کا محرک صرف مقتول کا شاتم ہونا تھا تو اسلامی قانون اور اسوہ رسول کی پیروی میں ممتاز حسین قادری کو رہا کردیا جانا چاہیے تھا، لیکن افسوس کہ ہماری عدالتوں نے یہ دونوں کام کماحقہ نہیں کیے، اور یہ دہشت گردی کا مقدمہ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود اسے دہشت گردی کی عدالت میں چلایا گیا، عدالتِ عالیہ اور عدالت عظمیٰ دونوں کے جج صاحبان نے مغرب زدہ سیکولر اور لبرل لوگوں کے اعتراضات کو دہرایا اور اسلامی قانون پس پشت ڈالتے ہوئے ممتاز حسین قادری کو سزائے موت سنادی جو کہ غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔

ہماری عدالتیں چونکہ انگریزی قوانین وروایات کی پیروی کی عادی ہیں اور کامن لاء Common Law کے اصول پر سابقہ نظیروں کے مطابق فیصلے کرتی ہیں تو یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان اور مملکت خداداد ہے، قرارداد مقاصد اس کے آئین کا حصہ ہے جس کی رو سے قرآن وسنت کو بالادستی حاصل ہے اور اسلام اس کا سرکاری مذہب ہے تو برطانوی اور بھارتی عدالتوں کی نظیروں کی پیروی کرنے کی بجائے رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کی نظیروں کی پیروی کیوں نہ کی جائے؟ خلفائے راشدین اور امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ اجماع اور تعامل اور مسلمان ججوں اور قاضیوں کے فیصلوں کی نظیروں کی پیروی کیوں نہ کی جائے؟ جو سب کے سب یہ کہتے ہیں کہ شاتم رسول کے قاتل کو سزا نہیں دی جاسکتی۔

عدالت عظمیٰ میں اس کیس کی سماعت کے دوران فاضل جج صاحبان نے ریمارکس دیے کہ وہ جج ہیں دین کے عالم نہیں ہیں۔ جب وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ دین کے عالم نہیں ہیں تو انہیں یہ مسئلہ علماء دین سے پوچھنا چاہیے اور ان کی رائے پر عمل کرنا چاہیے تھا۔ اس کے لیے وہ اسلامی نظریاتی کونسل سے بھی رجوع کرسکتے ہیں اور وفاقی شرعی عدالت سے بھی اور سارے مکاتب فکر کے علماء کرام کے متفقہ فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ دین کے عالم نہیں ہیں تو اتنے نازک دینی اور

شرعی مسئلے میں جو کروڑوں مسلمانوں کے لئے ایک جذباتی مسئلہ ہے اور انہیں مشتعل کر سکتا ہے، انہوں نے ایسا فیصلہ کیوں کیا؟ اور اگر فیصلہ کرنا ہی تھا تو وہ موقف کیوں اختیار کیا، جسے سارے علماء کرام اور اسلام پسند وکلاء اور عوام غیر شرعی سمجھتے ہیں؟ اور وہ موقف کیوں اختیار نہیں کیا جو سارے علماء کرام اور عوام کے نزدیک صحیح ہے؟

ہم نے دیکھا کہ اس انتہائی اہم مسئلہ میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا دونوں بالکل خاموش ہیں، ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ خدارا اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے مسلمانان عالم اور خصوصاً مسلمانانِ پاکستان کے جذبات کو دنیا تک پہنچانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

احوال برزخ حضور علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے کہ اچانک خچر بدکا وہاں پانچ چھ قبریں تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کی جی ہاں، ارشاد فرمایا یہ کب مرے؟ عرض کی زمانہ شرک میں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ یہ عذاب تمہیں بھی سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔ پھر ہماری طرف چہرہ کر کے فرمایا، دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو سب نے کہا، ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں فرمایا، عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو سب نے کہا ہم عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں پھر فرمایا، ظاہر و پوشیدہ فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو سب نے کہا ہم ظاہر و پوشیدہ فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں پھر فرمایا، دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو سب نے کہا ہم دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

(مسلم، کتاب الجنة والصفة، باب عرض مقعد الميت ...الخ، ص: ۱۵۳۴ حدیث: ۲۸۶۷)

(قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب ضیاء الحدیث سے ماخوذ)

پانچواں باب

تنظیمی، تحریکی، تبلیغی خدمات

تحریک ختم نبوت میں شاہ صاحب کا کردار

انجینئر حافظ محمد آصف قادری
مہتمم مدرسہ انوار القرآن، اسلام آباد

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جو ہر مخلوق کا خالق ومالک ہے۔ لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو منصبِ نبوت پر فائز ہونے میں سب سے اول، دنیا میں بابِ نبوت کے خاتم اور آخرت میں بابِ شفاعت کے فاتح ہیں، وہی ہیں جن کی خاطر یہ کائناتِ رنگ وبُو بنائی گئی۔ بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ،

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

"اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے رسول ﷺ نے احادیثِ متواترہ کے ذریعے بتادیا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب، افتراپرداز، دجال، دھوکہ باز، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر)

"آقا ومولیٰ ﷺ کا آخری نبی ہونا ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن وسنت میں موجود ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ پس جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس دعوے پر مصر رہے تو اس کو قتل کیا جائے گا"۔ (تفسیر روح المعانی)

مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کو مانے خواہ اس کی وجہ اور حکمت سمجھ میں آئے یا نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں غور وفکر سے منع نہیں کیا کیونکہ جب کسی حکم کی حکمت بھی سمجھ میں آجائے تو بندے کو شرح صدر ہوتا ہے اور اس کا ایمان مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔

اربابِ عقل ودانش کو دعوتِ فکر ہے کہ تمام مسلمان کلمہ ﷺ طیبہ میں اقرار کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب اس پر پختہ ایمان ہے تو پھر ان کے اس فرمانِ عالیشان پر بھی کامل ایمان ہونا چاہیے کہ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ "میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ (ترمذی، ابوداؤد)

جس وحدہ لاشریک نے انہیں آخری نبی بنا کر بھیجا، اس نے اپنی لاریب کتاب میں بھی انہیں (خَاتَمَ النَّبِیِّینَ) فرما دیا۔ پھر اس لفظ کی تفسیر خود رسولِ معظم ﷺ نے، صحابہ وتابعین نے اور تمام علماء امت نے "آخری نبی" سے فرمائی۔

اگر بالفرض کسی نبی کے آنے کا امکان ہوتا تو جس صادق وامین نے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی ہے وہ ہرگز یہ نہیں فرماتے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ دنیا میں ہر چیز ممکن ہے، نبی کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔

پس جب رب تعالیٰ فرمادے کہ وہ آخری نبی ہیں، حضور ﷺ خود فرمائیں کہ میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی رسول، تو پھر ہمیں کسی مدعی نبوت کی طرف متوجہ ہونے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ اور جو کوئی تاویل وتحریف کے ذریعے نبوت کے جاری رہنے کا دعویٰ کرتا ہے تو گویا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کا مذاق اڑاتا ہے اور ان سے کھلے عام بغاوت پر آمادہ ہے۔

یہ ممکن ہے کہ کوئی شاگرد اپنے استاد کا تمام علم حاصل کرلے اور بعد ازاں اسی درسگاہ میں اپنے استاد کی جگہ اس کے مقام پر فائز ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی مرید اپنے پیر ومرشد سے کامل استفادہ کرے اور روحانیت میں اس قدر ترقی اور فیض پائے کہ پیر اسے اپنا خلیفہ بنادے۔ لیکن تاریخ انبیاء میں یہ کبھی نہیں ہوا کہ کوئی شخص اپنے نبی کی کامل اتباع کرے اور عبادت وریاضت کے سبب اسے نبوت کا مقام حاصل ہو جائے۔ کہاں تو یہ حقیقت کہ کوئی شخص بھی عبادت وریاضت کے ذریعے کوشش کرکے نبی نہیں بن سکتا اور کہاں یہ سچائی کہ کوئی حقیقی علم سے جاہل رہے، اتباعِ نبوی سے بھی محروم ہو اور پھر خود ہی نبی ہونے کا اعلان کردے۔

کتاب "ختم نبوت" پیر طریقت مفکر اسلام علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی ختم نبوت سے متعلق یادداشتوں اور تقاریر کا مجموعہ ہے۔ دسمبر ۲۰۱۳ء میں استاذی ومرشدی قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو بصد محبت وشفقت فرمایا، "مولانا! اِس پُرفتن دور میں ناموسِ رسالت اور تحفظِ ختم نبوت کے لیے کام کرنا عظیم جہاد ہے۔ جو آج ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے جد وجہد نہیں کرے گا وہ کل کس منہ سے آقا ومولیٰ ﷺ کی شفاعت کا طلبگار ہوگا۔ یہ مسوّدہ آپ ہی نے ترتیب دینا ہے"۔

احقر نے عالم اسلام کے اس عظیم مفکر، تحریکِ ختم نبوت کے اس بے مثل مجاہد اور اہلسنت کے اس عظیم روحانی پیشوا سے ختم نبوت کے حوالے سے چند سوالات بھی کیے جنہیں مع جوابات قارئین کے ذوقِ مطالعہ کی نذر کیا جارہا ہے۔

عرض: بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی قرآن کریم سے دلائل دیتا ہے اس کے باوجود آپ اسے کافر کیوں کہتے ہیں؟

ارشاد: غیر جانبدارانہ تجزیہ کیجئے تو واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی قرآن مجید سے عقیدہ اخذ نہیں کرتا بلکہ اپنا خود ساختہ عقیدہ قرآن کریم پر مسلط کر کے اپنی مرضی کا مفہوم نکالتا ہے جو کہ قرآن وسنت کی واضح نصوص کے خلاف ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مرزا نے اپنی کتابوں میں قرآن مجید کی آیات جابجا غلط درج کی ہیں۔ توجہ دلانے کے باوجود قادیانی ان آیات کو درست کرنے پر آمادہ نہیں۔ بلکہ انکا خلیفہ کہتا ہے،

”رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود کی بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گذر چکا ہے اب تک کیوں ان (آیات) کی تصحیح نہیں کی گئی؟ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا کہ یہ آیات حضور (مرزا) کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہو کاتب سے یا خود حضور کے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں“۔

(قادیانی مذہب بحوالہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء)

ہمارے نزدیک تو بڑا راز یہی ہے کہ جو شخص اپنی دلیل میں قرآن کی آیات غلط لکھتا ہے، اس کے دعوے کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ پس امت کا اجماع ہے کہ جو بھی خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ کافر و مرتد ہے۔

عرض: مرزائیوں کا لاہوری گروپ کہتا ہے کہ مرزا صاحب مصلح اور مسیح موعود تھے، انہوں نے کبھی بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

ارشاد: یہ صریح جھوٹ ہے۔ مرزا کذاب کے نبوت کا دعویٰ کرنے کے متعلق اخبار الفضل قادیان کی گواہی موجود ہے، ملاحظہ کیجئے۔

”خادم (عبدالرحمن قادیانی) صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا) کی کتب سے چالیس حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے اور نبوت کا غیر مشروط دعویٰ کیا ہے“۔

(ج ۲۴ نمبر ۱۲۳ ص ۱۱، ۲۱ نومبر ۱۹۳۶ء)

کئی حوالے ہم نے اپنی کتاب ”ختم نبوت“ میں تحریر کیے ہیں۔ افسوس کہ آج مسلمان اپنی اولاد کے رشتے طے کرتے وقت عقیدہ و مسلک کا لحاظ نہیں کرتے، جبکہ قادیانی خلیفہ میاں محمود احمد لکھتا ہے، ”جو (قادیانی) لوگ، غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو لڑکی دیدیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کیے بغیر فوت ہو جائیں، ان کا جنازہ بھی جائز نہیں“۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۰۲ ص ۱۲ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء)

عرض: مرزا اپنے دعوے کی تائید میں اولیاء اللہ کے حوالے بھی پیش کرتا ہے، اس حوالے سے آپ کیا فرماتے ہیں؟

ارشاد: مرزا دجال، اولیاء اللہ کی بعض عبارات کو غلط معانی پہنا کر پیش کرتا ہے۔ مثلاً حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا کہ جو شخص فلاں ایمانی خصوصیت رکھتا ہو، وہ محدَّث کہلاتا ہے۔ مرزا نے وہاں لفظ بدل کر لکھ دیا کہ وہ نبی کہلاتا ہے۔ بعد میں جب پتہ چلا اور اعتراض ہوا تو قادیانیوں کا اصل چہرہ بے نقاب ہو گیا۔ چنانچہ قادیانی ترجمان لکھتا ہے،

”مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے خدا سے علم پاکر محدث کی بجائے نبی لکھ دیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت ﷺ سے علم پاکر درست کر دیتے ہیں“۔

(قادیانی مذہب بحوالہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۲ء)

اب بتائیے کہ جو شخص قرآن وحدیث میں تحریف کرے، حضور ﷺ کی شان میں نازل شدہ آیات کو خود پر منطبق کرے، کیا وہ دجال اور کذاب نہیں ہے؟

عرض: ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا تھا۔ اس تحریک کے دوران اپنے یادگار جلسوں کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔

ارشاد: تحریک ختم نبوت سے متعلق اجلاس دارالعلوم امجدیہ میں ہوتے جس میں مفتی وقار الدین، مفتی ظفر علی نعمانی علیہما الرحمہ اور کثیر علماء شریک ہوتے۔ اس میں لائحہ عمل طے ہوتا کہ کس وقت کس مسجد میں جلسہ کرنا ہے۔ طریقہ کار یہ طے ہوا کہ جس عالم نے جس مسجد میں جلسہ کرنا ہے وہ نماز عصر کے فوراً بعد تقریر شروع کر دے۔ نیز یہ بھی طے ہوا کہ گرفتاری سے بچا جائے تاکہ تحریک کمزور نہ پڑے۔

میں نے یوں تو کئی مساجد میں قادیانیوں کے خلاف تقاریر کیں مگر ایک یادگار جلسہ مسجد باب الاسلام آرام باغ میں کیا جو کہ دیوبندیوں کی مسجد ہے۔ وہاں جلسہ میں عصر سے مغرب تک میں نے خطاب کیا۔ جلسہ کے دوران پولیس نے مسجد کو گھیر لیا۔ میں نے ایک کارکن کو تیار رکھا تھا کہ مغرب کے فوراً بعد ہم نے نکلنا ہے۔ چونکہ حکمتِ عملی طے شدہ تھی کہ مقرر علماء کو گرفتاری سے بچنا ہے تاکہ تحریک دب نہ جائے۔ لہٰذا نماز کے بعد میں نے ٹوپی اُتار کر جیب میں رکھ لی اور عام نمازی کی طرح مسجد سے باہر نکلا اور اُس کارکن کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر مکتبہ رضویہ پہنچ گیا، اور پولیس مایوس ہو کر لوٹ گئی۔

دوسرا یادگار جلسہ سبز مسجد کھارادر میں ہوا۔ وہاں مولانا جمیل احمد نعیمی امام وخطیب تھے۔ جب میں نے تقریر شروع کی تو کسی نے فون کر کے پولیس بلالی۔ ایسے غدار لوگ بھی تھے جو جلسہ میں شرکت کی

بجائے فون کرکے پولیس بلالیتے تھے۔ مجھے خبر ہوگئی تو وہاں سے بھی تقریر کے بعد میں عام نمازی کی طرح نکل کر حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کے حجرے میں پہنچ گیا۔

عرض: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علماء ومشائخ کو کسی سے بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہیے، بس اللہ اللہ کریں اور محبت واخوت کا درس دیں۔

ارشاد: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان پر بقدرِ استطاعت فرض ہے۔ کسی کے گھر چور آجائے تو اس کا پالتو کتا اپنے مالک کی وفاداری میں اُس چور کے پڑ جاتا ہے۔ تو جب آقا و مولیٰ ﷺ کی عزت و ناموس پر بدمذہب ڈاکہ ڈالنا چاہیں تو علماء حق پر لازم ہے کہ تحریر و تقریر کے ذریعے اُن بدمذہبوں کا مقابلہ کریں، بلاشبہ یہ عظیم جہاد ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے تمام عمر یہی جہاد کیا۔

فاتحِ قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ کیجیے،

"ہم سے تو ایسی فقیری نہیں ہوسکتی کہ عقائدِ متواترہ اسلامیہ پر ایسے حملوں کے وقت خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھا کریں۔ اور ہم ایسے فقر سے بھی ہزار دل سے بے زار ہیں جو عین مداہنت اور بے غیرتی ہو"۔ (ملفوظاتِ مہریہ، ملفوظ: ۱۵۶)

میں نے اپنی ذات کی خاطر یا کسی دنیاوی مفاد کے لیے قادیانیت کے خلاف قلم نہیں اٹھایا بلکہ مقصد صرف رب کی رضا اور آقا و مولیٰ ﷺ کی نظرِ کرم کا حصول ہے اور یہ امید کہ ناموسِ رسالت کی نگہبانی کرنے والوں میں میرا بھی شمار ہوجائے۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے ارشاداتِ مبارکہ مختصراً قارئین کی خدمت میں پیش کردیے۔ حق یہ ہے کہ آپ کا دل عشقِ رسول ﷺ سے لبریز اور آپ کی ذات حق گوئی کا پیکر ہے۔ آپ کی تبلیغی مساعی کا خلاصہ یہی ہے کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است

"خود کو مصطفیٰ کریم ﷺ تک پہنچادو کیونکہ دین انہی کی محبت واطاعت کا نام ہے۔ اگر تم اُن تک نہ پہنچ سکے تو تمہارے تمام اعمال ابولہب کی طرح ہیں"۔

(اس موضوع پر حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی مایہ ناز کتاب "ختمِ نبوت: عقیدہ، تاریخ، تحریک" ضرور مطالعہ فرمائیں)

سانحہ نشتر پارک

ابو تراب محمد رئیس قادری

سانحہ نشتر پارک، حضرت شاہ صاحب قبلہ کی تنظیمی زندگی کا ایک کٹھن مرحلہ تھا۔ اتنے بڑے سانحہ کے بعد نہ صرف خود کو سنبھالنا بلکہ پوری قوم اور پورے شہر کو سنبھالنا۔ شہداء کے ورثاء کو دلاسہ دینا، قاتلوں کی گرفتاری اور ان کو سزا دلوانے کیلئے تگ و دو کرنا۔ ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کا سامنا کرنا، ان تمام امور کو اس حسن وخوبی سے نمٹایا جو کوئی کہنہ مشق قائد و رہبر ہی کرسکتا ہے۔ اس سانحہ کے حوالہ سے ترجمان اہلسنت ماہنامہ مصلح الدین کے مئی ۲۰۰۶ کے شمارہ میں جو تفصیل شائع کی تھی وہ اس کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے کہ یہ بھی حضرت کی تنظیمی زندگی کا ایک اہم گوشہ ہے۔

۱۲ ربیع الاول کو نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کو شایان شان طریقے سے منانے کے لئے جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی، ہر سال بھرپور سعی کرتی ہے، ویسے تو 1967ء سے مسلسل جماعت اہلسنّت کی جانب سے ۱۲ ربیع الاول کو نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ سے جلوس نکل رہا ہے جو نشتر پارک میں اختتام پذیر ہوتا ہے اور وہاں جلسہ عام ہوتا ہے۔

1992ء میں جب اس وقت کی جماعت اہلسنّت تحلیل ہوگئی اور اس کا دفتر جو محمدی مینشن نزد جوبلی ہوتا تھا وہ بند ہوگیا تو پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے جماعت اہلسنّت کی تنظیم سازی کا بیڑہ اٹھایا اور اسی سال جماعت اہلسنّت کراچی کا مرکزی دفتر محمد حسین بلڈنگ، نزد پاکستان چوک، شاہراہ لیاقت کراچی میں قائم فرمایا۔

اس وقت کراچی چار ضلعوں ایسٹ، ویسٹ، ساؤتھ اور سینٹرل میں منقسم تھا، حضرت شاہ صاحب نے کراچی میں جہاں جہاں سے بھی لوگ جلوس نکالتے تھے ان سے رابطہ فرمایا اور تمام انجمنوں، جماعتوں اور تنظیموں سے ان کے روٹس معلوم کرکے اور کراچی کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز سے ملاقات کرکے بعض علاقوں سے جلوس نکالنے کے NOC اور بعض کی تجدید کروائی۔ نیز نشتر پارک میں جلسۂ عام شایان شان طریقے سے منعقد کرنے کے حوالے سے بھی NOC حاصل کیا۔ 1992 سے لیکر اب تک کراچی کے تمام علاقوں سے جلوس اور جلسہ نشتر پارک کی پرمیشن حضرت شاہ صاحب کے نام سے جاری ہوتی ہے۔

جماعت اہلسنّت کراچی کے امیر حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی کوششوں سے عید میلاد النبی ﷺ سے قبل ہر سال جلوس اور جلسوں میں نقص امن کے حوالے سے پہلے ڈپٹی کمشنرز کے آفس میں علماء اور عید میلاد النبی منانے والی تنظیموں کے نمائندوں کے ساتھ میٹنگز ہوتی تھیں اور اب سٹی ناظم

CCPO، وزیر داخلہ اور گورنر کی جانب سے میٹنگ منعقد ہوتی ہیں جس میں انتظامی امور کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

نیز ایک عرصہ سے حضرت شاہ صاحب کا یہ معمول رہا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول سے قبل کراچی میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے والی تنظیمات کے صدر اور ناظمین کا ایک اجلاس طلب کرتے ہیں جس میں ان سے جشن عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں نکالے جانے والے جلوس اور جلسہ عام کو احسن طریقے سے منعقد کرنے کے لئے مشورہ اور ان کی آراء لی جاتی ہے۔

3 اپریل 2006ء کو میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں بعد نماز عشاء تمام سنی تنظیموں کا نمائندہ اجلاس منعقد ہوا جس میں تنظیموں کے نمائندگان نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق نے بھی خطاب فرمایا۔

غالباً 3 اپریل 2006ء کو صوبائی وزیر داخلہ عبدالرؤف صدیقی کے دفتر میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے انتظامات کے حوالے سے میٹنگ ہوئی۔ جبکہ 5 اپریل 2006ء کو گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان نے گورنر ہاؤس میں علماء کا اسی سلسلے میں اجلاس بلایا جس میں انتظامی امور زیر غور آئے۔

جماعت اہلسنّت کی طرف سے حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری ہر سال زبانی معروضات پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر بھی انتظامی امور کے حوالے سے ایک یادداشت پیش کرتے تھے جو اس سال بھی پیش کی جس کا متن طوالت سے بچنے کے لیے یہاں پیش نہیں کیا جارہا۔

نیز اس کے علاوہ ہر سال ۱۲ ربیع الاول سے قبل ایک بھرپور پریس کانفرنس کا اہتمام کر کے اس سے حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری خطاب فرماتے تھے۔ اس سال 8 اپریل 2006 کو یہ پریس کانفرنس جماعت اہلسنّت کراچی کے دفتر میں منعقد ہوئی جس میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے تقریباً تمام نمائندگان نے شرکت کی۔ پریس کانفرنس میں جلوس اور جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں دہشت گردی کے امکانات کا جائزہ لینے کے لئے خصوصی طور پر کہا گیا تھا۔ پریس کانفرنس کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے:

☆ امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر بم ڈسپوزل اسکواڈ اور فائر بریگیڈ کے عملے کو بھی الرٹ رکھا جائے تاکہ کسی بھی قسم کی ہنگامی صورت سے نمٹا جاسکے۔

موجودہ حالات میں جبکہ شہر کراچی میں دہشت گردی اور تخریب کاری کے واقعات رونما ہوتے رہے ہیں ایسے واقعات کے انسداد اور ان اجتماعات اور جلوسوں میں کسی ناخوشگوار واقعہ سے بچنے کیلئے پولیس کی بھاری نفری اور ایجنسیوں کو کڑی نگرانی کی ضرورت ہے، اس مسئلہ پر C.C.P.O. کراچی، D.I.G

کراچی، کور کمانڈر اور D.G رینجرز خصوصی توجہ فرمائیں۔ نیز ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ہر ٹاؤن میں کنٹرول روم قائم کیا جائے اور ان کنٹرول روم کے فون نمبر اخبارات کے ذریعے مشتہر کیئے جائیں تاکہ کسی ناخوشگوار واقعہ کی بر وقت اطلاع کی جاسکے اور نشتر پارک کے قریب بھی ایک کنٹرول روم قائم کیا جائے۔

اس تمہید کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ قارئین کرام جان لیں کہ جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی اور اس کے امیر حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری عید میلاد النبی ﷺ کو شایان شان طریقے سے منانے کے لئے کتنی تگ ودو فرماتے ہیں۔ تمام سنی تنظیموں، جماعتوں اور انجمنوں سے رابطہ ایک مشترکہ اجلاس اور پھر انتظامی معاملہ کے حوالے سے حکومتی نمائندوں کے ساتھ اعلیٰ سطحی اجلاس، نیز تمام تر کوششوں کے بعد نشتر پارک میں اسٹیج سجاکر تمام سنی تنظیمات کے قائدین کو خطاب کا موقع دینا، یقیناً یہ جماعت اہلسنّت اور اس کے امیر حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کا بڑا پن ہے۔

اب آیئے اس دلدوز سانحہ کی طرف، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ بروز منگل ساڑھے تین بجے نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ سے جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی کا مرکزی جلوس حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، حضرت علامہ ابرار احمد رحمانی، حضرت علامہ خلیل الرحمن چشتی اور دیگر علماء ومشائخ کی قیادت میں روانہ ہوا۔ جماعت اہلسنّت کے جلوس سے قبل ۲ بجے ایک جلوس مولانا اکبر درس اور اصغر درس ٹاور سے نکالتے ہیں جو بندر روڈ سے ہوتا ہوا تبت سینٹر سے مڑ کر آرام باغ جاتا ہے، امسال درس برادران کا جلوس 2 بجے کے بجائے ہمارے بار بار کہنے کے باوجود 3 بجے کے بعد ٹاور سے روانہ ہوا اور جگہ جگہ رکتا ہوا گیا جس سے جماعت اہلسنّت کے جلوس کے شرکاء نیز ان کے پیچھے آنے والے دعوت اسلامی، انجمن طلبہ اسلام، جمعیت اشاعت اہل سنت اور دیگر تنظیموں کے جلوس کے شرکاء کو کافی پریشانی ہوئی، جماعت اہلسنّت کے کارکن کئی بار اصغر درس صاحب کے پاس گئے اور ان سے گزارش کی کہ آپ اپنا جلوس نہ روکیں پیچھے آنے والوں کو پریشانی ہورہی ہے لیکن انہوں نے کہا کہ ہم جان کر کے آہستہ آہستہ چل رہے ہیں اور دانستہ جگہ جگہ رک رہے ہیں اور ہم ایسا اس لئے کررہے ہیں کہ حنیف بلو نے ہم سے بدتمیزی کی ہے، اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کے لوگوں نے ہمارے کارکنوں کو زدوکوب بھی کیا۔ اس تاخیر کی شکایت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے جلوس کے دوران موبائل فون پر پہلے DSP کھارادر پھر TPO صدر ٹاؤن، CCPO اور آخر میں وزیر داخلہ سندھ عبدالرؤف صدیقی کو کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور ان کا جلوس چیونٹی کی رفتار سے چلتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت اہلسنّت کا جلوس جسے شام ساڑھے پانچ بجے نشتر پارک کے قریب ہونا چاہیے تھا وہ تبت سینٹر تک بمشکل پہنچا۔ کراچی انتظامیہ کو اس رویئے کا نوٹس لینا چاہیے تھا۔

خیر عاشقان مصطفی ﷺ کا یہ عظیم الشان جلوس نعرہائے تکبیر، نعرہائے رسالت، مرحبا یا مصطفی اور درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے تقریباً ساڑھے چھ بجے نشتر پارک پہنچا۔ جب یہ مرکزی جلوس نشتر پارک پہنچا اس وقت کئی چھوٹے چھوٹے جلوس جو نیو کراچی، فیڈرل بی ایریا لیاقت آباد، اورنگی ٹاؤن، سائٹ، گارڈن، گلشن حدید، ملیر، شاہ فیصل کالونی، محمود آباد اور کورنگی وغیرہ سے نکلتے ہیں، نشتر پارک پہنچ چکے تھے اور کئی علماء بھی اسٹیج پر آچکے تھے۔ مرکزی جلوس کے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے جلسہ کا آغاز ہوچکا تھا۔ مولانا سید عبدالوہاب اکرم قادری کمپیئرنگ کررہے تھے۔ تلاوت اور نعت شریف کے بعد فاران مسجد کے مولانا عبدالجبار نقشبندی خطاب کررہے تھے کہ مرکزی جلوس نشتر پارک پہنچا۔

تقریباً ساڑھے چھ بجے حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی امامت میں شرکاء نے نماز عصر ادا کی اس کے بعد حضرت شاہ صاحب اسٹیج پر تشریف لائے۔ اس وقت اسٹیج پر تقریباً تمام معروف علماء اور سنی تنظیمات کے قائدین موجود تھے۔ چونکہ مغرب کی نماز میں (تقریباً) صرف دس منٹ باقی تھے لہٰذا حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، ڈائس پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے لہٰذا آج جلسہ مغرب کے بعد بھی جاری رہے گا۔ آپ حضرات قائدین کے خطاب سن کر جائیں اور آپ نے دس منٹ تقریر فرمائی۔ اپنی تقریر میں آپ نے محفل میلاد کے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ!

''طلوع اسلام سے قبل اہل زمین جنگ وجدل، گمراہی اور کفر والحاد میں ڈوبے ہوئے تھے۔ تو مولود بچیوں کو درندہ صفت، شقی القلب باپ زندہ درگور کردیتے تھے۔ رحمت باری تعالیٰ جوش میں آئی تو انسانی رشد و ہدایت کے لئے مکہ معظمہ کی سرزمین پر آفتاب رسالت، مہتاب نبوت ﷺ کو سراپا نور بناکر مبعوث فرمایا۔ جب نور محمدی ﷺ کی نورانی شعاعیں پورے عالم میں پھیلیں تو کونین کا ذرہ ذرہ منور و درخشاں ہوگیا۔ کفر و ضلالت کی گھٹائیں کافور ہوگئیں اور ہر طرف توحید و رسالت کا چرچا ہونے لگا۔ جس سے کفار و مشرکین بوکھلا گئے اور نبی پاک ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے لگے اور طرح طرح کی تکالیف دینے اور منفی حربوں سے دعوت اسلام کو روکنے کی کوشش کی، آج بھی کفار اور ان کے ایجنٹ نبی پاک ﷺ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی اور توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے ذریعہ امت مسلمہ کے ایمان کی حرارت کو جانچتے رہتے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ مقام افسوس ہے کہ توہین رسالت مآب ﷺ پر مسلم حکمراں مصلحت کا شکار ہیں اور تحفظ ناموس رسالت کے مقدس مشن سے لاتعلق ہوچکے ہیں۔ اگر پاکستان سمیت کسی بھی ملک میں توہین رسالت کے مرتکب کو قانون تحفظ ناموس رسالت کے تحت سزائے موت دی جاتی تو آج کسی شاتم رسول کو ایسی ناپاک جرأت کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔

انہوں نے کہا کہ دوسری جانب ہمیں اپنی پستی کے اسباب پر بھی غور کرنا چاہیے، اگر مسلمان اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور دنیا میں اپنی ذلت و رسوائی کے اسباب کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حضور کی اطاعت اور فرمانبرداری سے انحراف نے ہمیں اس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے، مسلمانوں کا ایک طبقہ تو دین کی طرف راغب ہی نہیں ہونا چاہتا، داڑھی والے چہرے دیکھنے سے اسے الجھن ہوتی ہے وہ صرف دنیاوی مفادات کی خاطر برائے نام مسلمان رہنا چاہتا ہے، جبکہ دوسرا طبقہ جو دین سے تعلق رکھتا ہے مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک وہ جو دین کا صحیح فہم رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اور ان کے ظاہر و باطن میں کوئی تضاد نہیں مگر ایسے خوش نصیب افراد کی تعداد محدود ہے، جبکہ اس طبقہ کے کثیر افراد وہ ہیں جو دین کے صحیح فہم سے محروم ہیں، جو اسلام کو صرف مسجد و مدرسہ تک ہی محدود سمجھتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نبی کریم ﷺ کی محبت و غلامی کا محض زبانی دعویٰ کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں اور اپنے اہل خانہ و متعلقین سے بھی عمل کرائیں۔

انہوں نے فرمایا کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا، آپ نے خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان فرمایا جو انہوں نے کفار و مشرکین کو للکار کر کہا تھا کہ اے کافرو! تمہارے بادشاہوں نے تمہیں زندگی سے محبت کرنا سکھایا ہے اور ہمارے نبی نے ہمیں موت سے محبت کرنا سکھایا ہے۔ غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے کے فلک شگاف نعروں میں آپ نے اپنی تقریر ختم فرمائی اور اعلان ہوا کہ شرکاء جلسہ جہاں بیٹھے ہیں وہیں صفیں بنالیں، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری حسب سابق اسٹیج سے اتر کر شرکاء کے درمیان سے ہوتے ہوئے آگے بڑھے اور آپ نے مغرب کی نماز کے لئے تکبیر کہی۔

ادھر اسٹیج پر یہ معمول ہے کہ عمر رسیدہ علماء اور دیگر سنی تنظیموں کے قائدین میں سے کچھ لوگ اسٹیج پر نماز پڑھتے ہیں جبکہ کچھ لوگ چلے جاتے ہیں اور باہر کہیں جاکر نماز پڑھتے ہیں لیکن اس بار چونکہ جلسہ ختم نہیں ہوا تھا لہٰذا تمام علماء اور قائدین اسٹیج پر ہی موجود تھے جماعت اہلسنّت کراچی کے نائب ناظم اول حضرت مولانا قاری محمد مصلح الدین ہاشمی نے اقامت کہی جبکہ جماعت اہلسنّت کراچی کے نائب ناظم اور ناظم ملیر ٹاؤن حضرت مولانا سید عبدالوہاب اکرم قادری نے امامت کی۔ اسٹیج پر جن علماء و رہنماؤں نے نماز مغرب ادا کی ان میں حضرت علامہ مولانا مختار احمد قادری، حضرت مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی، حضرت مولانا ابرار احمد رحمانی، حضرت مولانا خلیل الرحمن چشتی، مولانا الطاف قادری، مولانا محمد اکرم سعیدی، مولانا علم الدین شاہ ازہری، صاحبزادہ سید فرید الحسنین کاظمی، محمد عباس قادری، افتخار بھٹی، محمد اکرم قادری، ڈاکٹر عبدالقدیر عباسی، ذاکر حسین، آصف حسین ضیائی، حافظ محمد تقی، حاجی محمد حنیف بلو، پیر محمد پیرل، غلام

حسین پیر زادہ، مولانا اسحاق خلیلی، محمد اسلم نورانی، سید شاہ سراج الحق قادری، طارق محبوب، مولانا محمد کامران قادری، مولانا عبدالوحید بندیالوی، مولانا منظور احمد اختر القادری اور دیگر کئی علماء شامل تھے۔ اور راقم الحروف بھی اسٹیج پر ہی نماز ادا کر رہا تھا۔

اسٹیج پر نماز مغرب مکمل ہوئی، دعا ہوئی اور اس کے بعد سنتوں کی ادائیگی کے لئے لوگوں نے نیت باندھی، اس وقت تک میدان میں ہونے والی نماز جس کی امامت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری فرمارہے تھے وہ ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ لوگ تیسری رکعت میں تھے کہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ جو لوگ دور تھے وہ تو یہ سمجھے کہ PMT میں دھماکہ ہوا ہے لیکن جیسے ہی دھواں چھٹا اور انسانی اعضاء بکھرے ہوئے نظر آئے تو دیکھنے والے حواس باختہ رہ گئے، عینی شاہدین کے مطابق اسٹیج کے سامنے زمین سے اوپر ہوا میں یہ بم پھٹا ہے، ایک زخمی کا کہنا یہ ہے کہ کوئی شخص اسٹیج کے سامنے زمین سے ایسے اچھلا جیسے بندر اچھلتا ہے اور اس کے بعد دھماکہ ہوگیا۔

عینی شاہدین اور تحقیقاتی ٹیم کی رپورٹ کے مطابق یہ ایک خودکش حملہ تھا، جائے وقوعہ کو دیکھ کر بھی ایسے ہی لگتا ہے، اگر ٹائم بم ہوتا اور وہ زمین پر اسٹیج کے نیچے رکھا ہوتا تو زمین پر ضرور گڑھا پڑتا، لیکن زمین پر ایسی کوئی علامت نہیں ہے۔ نہ ہی اسٹیج کے نیچے سے اوپر کی جانب اسٹیج کے قالین کو چیرتے ہوئے کوئی چھرہ یا گولی اوپر آئی۔ اسٹیج مکمل لوہے کے پائپ کا بنا ہوا تھا جس کے اوپر لکڑی کی شیٹیں تھیں جن پر قالین بچھایا گیا تھا۔ عینی شاہدین اور ابتدائی رپورٹ کے مطابق اسٹیج کا کوئی پائپ نہیں ٹوٹا، لکڑی کی کسی شیٹ میں کوئی سوراخ نہیں ہوا اور نہ ہی قالین کہیں بیچ سے پھٹا ہے، ہاں البتہ اسٹیج سے آگے تین چار لکڑی کے ٹیبل تھے جن کے اوپر لکڑی کا ایک فریم تھا وہ مکمل تباہ ہوگیا۔

جس وقت دھماکہ ہوا راقم الحروف بھی حالت سجدہ میں تھا الحمدللہ میرے حواس قابو میں رہے اور میں نے دھماکہ ہوتے ہی اپنے موبائل فون سے پولیس ہیڈ آفس 15 پر فون کیا۔ جیسا یہ سانحہ تھا اور امدادی کام میں جیسی عجلت کا متقاضی تھا ہمارے 15 پر مامور اہلکار نے اسے اتنا ہی معمولی اور غیر اہم لیا۔ بجائے اس کے کہ اطلاع پاتے ہی اس کی تصدیق اور متعلقہ اداروں کو مطلع کرنے میں عجلت کی جاتی، وہ مجھ سے سوال پر سوال کیئے جارہے تھے، آپ کا نام کیا ہے، آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں، آپ کا فون نمبر کیا ہے (حالانکہ CLI پر نمبر آجاتا ہے) کس کا جلسہ ہو رہا ہے، کون جلسہ کرارہا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ جب آپ نے نمبر حاصل کرلیا ہے تو اب تصدیق کے بعد فوراً امدادی کام میں لگ جانا چاہیے تھا باقی سوالات تو بعد میں بھی پوچھے جاسکتے ہیں لیکن لگتا ہے کہ ایسی کوئی تربیت نہیں کی جاتی۔

خیر میں نے ان کا فون کاٹ کر فوراً 115 پر ایمبولینس کے لئے فون کیا لیکن اس کے بعد سے تقریباً ایک گھنٹہ تک کوئی فون نہ لگ سکا اور تمام نیٹ ورک جام ہوگیا۔ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کا ایک امدادی کیمپ نشتر پارک میں پہلے ہی سے موجود تھا، ایمبولینس بھی موجود تھی فوراً ہی زخمیوں کو سول، جناح، عباسی شہید، اور لیاقت نیشنل ہسپتال لے جایا گیا، ساتھ ہی عوام بھی ان ہسپتالوں میں پہنچنا شروع ہوگئے۔ عجیب سماں تھا لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ کوئی اپنے والد کو، کوئی بھائی، کوئی بیٹے اور کوئی دوست کو تلاش کر رہا تھا کوئی اپنے پیاروں کی جدائی پر رو رہا تھا، جب تمام زخمیوں اور لاشوں کو ہسپتال پہنچا دیا گیا تو معلوم ہوا کہ 50 کے قریب قیمتی جانیں ضائع ہوگئیں اور سو سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ اس سانحہ سے کئی جلیل القدر علماء اور کئی اہم شخصیات شہید ہوئیں، کئی ہنستے بستے گھر اجڑ گئے، کئی پھول جیسی بچیاں اور بچے یتیم ہوگئے، کئی بہنیں بیوہ ہوگئیں اور کئی ماؤں کے جگر کے ٹکڑے ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔ جماعت اہلسنّت کراچی کے سرگرم رکن محمد اشرف قادری کے دو نوجوان بیٹے اور ایک نوجوان بھتیجا جو تینوں حافظ قرآن تھے وہ بھی اس میں شہید ہوگئے۔ جماعت اہلسنّت کی طرف سے اگلے روز ہڑتال اور تین روزہ سوگ کا اعلان کیا گیا اور عوام کو پرامن رہنے کی اپیل کی گئی۔

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے باوجود علالت کے اور یہ کہ گذشتہ دن اور رات جاگنے کے باوجود اس شب رات ڈیڑھ بجے گلشن اقبال میں جماعت اہلسنّت کے کارکن محمد انیس شہید کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد نماز فجر قادر ایکو ساؤنڈ کے محمد فیصل شہید کی نماز جنازہ کھارادر میں پڑھائی۔ 9 بجے صبح دارالعلوم امجدیہ میں محمد اشرف قادری کے دو نوجوان صاحبزادوں، حافظ محمد علی، حافظ محمد احمد اور نوجوان بھانجے حافظ محمد شہزاد کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 10 بجے نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے باہر ایم اے جناح روڈ پر حاجی محمد حنیف بلو شہید کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 11 بجے عیدگاہ مسجد کے قریب حافظ محمد تقی کی نماز جنازہ پڑھائی جبکہ بعد نماز عصر اورنگی ٹاؤن میں سندھ پیرامیڈیکل کے چیئرمین اور جماعت اہلسنّت صدر ٹاؤن کے رہنما ذاکر حسین شہید کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جبکہ سنی تحریک کے شہید قائدین کی نماز جنازہ اگلے روز بعد نماز مغرب طے ہوئی، شہداء اور زخمیوں کی فہرست درج ذیل ہے

شہداء جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی:

علامہ عبدالوحید بندیالوی (لیاقت آباد)، واجد احمد ولد مولانا غلام مرتضیٰ مہروی (گلستان جوہر)، محمد انیس قادری (گلشن اقبال)، محمد رفیق (عثمان آباد)، عبدالغفور قادری (ریکسر لائن)، عبدالحمید قادری (محمود آباد)، ابرار حسین (کورنگی)، حاجی فیصل (کھارادر)، شاہد (لائنز ایریا)، رحمت علی (اورنگی ٹاؤن)، قاری جہانگیر، حافظ محمد احمد قادری (گلشن اقبال)، حافظ محمد علی قادری (گلشن اقبال)، حافظ محمد شہزاد قادری

(گلشن اقبال)، ہارون قادری (نیو کراچی)، پیر حسام الدین رحمانی پاشا (لیاقت آباد)، علامہ وزیر احمد چشتی، قاری یٰسین (شیر شاہ)، مولانا کاشف (سرجانی ٹاؤن)، محمد ہاشم، محمد آصف (لیاقت آباد)، محمد فیضان (اورنگی ٹاؤن) تحریک عوام اہلسنّت کے حاجی حنیف بلو (کھارادر)، انجمن طلبہ اسلام کے پیر محمد پیرل، سیکریٹری جنرل A.T.I بلوچستان، سنی تحریک کے محمد عباس قادری، محمد افتخار بھٹی، محمد اکرم قادری، ڈاکٹر عبدالقدیر عباسی، موسیٰ قادری، مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے حافظ محمد تقی، سید فرید الحسنین کاظمی، عالمی تنظیم اہلسنّت کے آصف حسین ضیائی، دارالعلوم امجدیہ کے علامہ مختار احمد قادری، دارالعلوم انوار قادریہ کے مولانا نور عالم بلوچ، نشرح فاؤنڈیشن کے علامہ مولانا حسین احمد نعیمی (مانسہرہ) دارالعلوم نعیمیہ کے علامہ مولانا شاہد محمود (نوشہرہ فیروز)، حافظ اختر نواز (مانسہرہ)، مولانا سید کاشف علی اشرفی (سرجانی ٹاؤن)....... مولانا رضوان، ذاکر حسین (چیئرمین سندھ پیرامیڈیکل اسٹاف)، محمد عمران، نفیس الرحمن، غلام علی، ڈاکٹر حسن، شاہد قریشی، گل زمین، انور حسین، محمد شکیل، مبین احمد، رمیز (اورنگی ٹاؤن)، اسد علی (بفرزون)، محمد ہاشم، سجاد (اختر کالونی)، ظہور (دارالعلوم فیضان چشتیہ)

زخمی ہونے والے حضرات:

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، علامہ خلیل الرحمن چشتی (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنّت، کراچی)، علامہ سید عبدالوہاب قادری (نائب ناظم جماعت اہلسنّت، کراچی)، علامہ قاری مصلح الدین ہاشمی (نائب ناظم جماعت اہلسنّت کراچی)، مولانا محمد الطاف قادری (ناظم خدمت خلق جماعت اہلسنّت کراچی)، محمد زاہد اشتیاق قادری، ملیر (رکن رابطہ کمیٹی، جماعت اہلسنّت کراچی)، علامہ اکرم سعیدی (نائب ناظم صوبہ سندھ جماعت اہلسنّت)، عثمان قادری (ناظم آباد)، عبدالعزیز موسیٰ (کھارادر)، ارسلان (ملیر)، محمد نوید (شاہ فیصل)، قاری قاسم قادری (فقیر کالونی)، مولانا بشیر چشتی (جمشید روڈ)، حافظ شہزاد، فرحان احمد عطاری (گارڈن)، شفیع قادری (اورنگی)، محمد طارق (شاہ فیصل)، رمیز (چاکیواڑہ)، تعظیم حسین (کورنگی)، کاشف (دھوراجی)، جاوید (کاوش رپورٹر)، طارق محبوب، سلیم عطاری (انجمن نوجوانان اسلام)، شکیل (اورنگی)، محمد سعید (کورنگی)، ظفر (ماڈل کالونی)، محمد آصف (سعید آباد)، بلال (لیاری)، سلطان (لیاری)، عبدالغفار (لکی اسٹار)، ظہور احمد (ڈیفنس فیز ٹو)، ذوالفقار (کلاکوٹ لیاری)، قاری اسحاق خلیلی (مسجد نور حبیب، لیاری)، عدنان علی (بفرزون) فیضان قادری (پاک کالونی) محمد عدنان ممتاز (برنس روڈ)، محمد اکرم (کورنگی)، ظفر حسین (صدیق اکبر مسجد لائنز ایریا)، عامر (گارڈن ویسٹ)، محمد شاکر (پولیس ہیڈ کوارٹر)، مولانا ریاض الدین قادری، لائنز ایریا)، عامر حسین (بلدیہ)، فرحان (عثمان آباد) جمیل قادری (عثمان آباد)، محمد ادریس برکاتی (جمشید روڈ)، قاری غلام یٰسین (اورنگی)، محمد نعیم (لیاری)، نواب اکبر علی (نشرح فاؤنڈیشن)، محبوب احمد (کورنگی)، سید نواب علی شاہ (مردان)، ظہیر عباس (آزاد کشمیر)، افضل حسین (جماعت اہلسنّت)، حافظ محمد عمیر (لیاری)۔

سفر نامہ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

پروفیسر محمد اسمٰعیل بدایونی
ismail.budauni@gmail.com

”پروفیسر محمد اسمٰعیل بدایونی صاحب، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب علیہ الرحمہ کی سیاسی، دینی، ملی، حیات وخدمات پر مبنی سوانح عمری ترتیب دے رہے ہیں۔ ماہنامہ مصلح الدین نے ان کی کاوش کو قسط وار شائع کیا تھا ان مضامین کا کچھ حصہ نذر قارئین ہے۔ واضح ہو کہ اس سے قبل مولانا محمد شہزاد ترابی صاحب نے بھی حضرت کی 50 سالہ حیات وخدمات پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں علماء ومشائخ کے تاثرات بھی شامل ہیں۔ (ادارہ)

چودہ سو سال قبل اسی نیلگوں آسمان کے نیچے انسان اپنی بداعمالیوں سے درندوں کو بھی شرما رہا تھا.... ظلم وجبر کے بھیانک اژدھے بنی نوع انسان کو نگل رہے تھے.... شبِ ستم کی تاریکی نے انسانیت کو روحانی اور ایمانی اقدار سے بہت دور دھکیل دیا تھا.... رسم ورواج کے گورکھ دھندے عقیدے کا روپ دھار چکے تھے.... انسانیت کے اس زوال پر ابلیس خوشیاں منا رہا تھا تو کہیں پتھر کے تراشے ہوئے بتوں پر مظلوم انسانوں کو بھینٹ چڑھا کر لہو کے جام لنڈھا رہا تھا.... کہیں قیصر کے قصرِ فلک اور کہیں کسریٰ کے تاج زریں کی دھوم مچ رہی تھی تو کہیں مظلوم رعایا روٹی کے سوکھے ٹکڑے کو ترس رہی تھی.... مادیت کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا.... اخلاق وکردار کا جنازہ نکل چکا تھا.... جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون اقوام عالم سے خراج تحسین وصول کر رہا تھا.... ظالم وکافر بادشاہ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ قانون کا درجہ رکھتے تھے.... بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم فخر وغیرت کی علامت بن چکی تھی.... چوٹی کے دانشور عورت کو انسان کا درجہ دینے پر بھی تیار نہ تھے.... شب وروز کے ان انسانیت سوز تماشوں پر ان مظلوموں کے لئے نہ کسی کی آنکھ سے کوئی آنسو ٹپکا اور نہ ہی کسی نے ہمدردی کے دو بول بولے.... ایک ایسے عالم میں جب نہ کوئی مصلح موجود تھا اور نہ کوئی رہبر۔

بقولِ شخصے:

نہ ادراک ہستی نہ احساس ہستی　　　جدھر چل پڑا ہوں چلا جا رہا ہوں

اس وقت اس کائنات گیتی پر اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان فرمایا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا۔

آپ ﷺ کی حسین تعلیمات نے شب ستم کو سحر الفت میں تبدیل کر دیا.... آفتاب محبت نے نفرتوں کے اندھیروں کو دور کر دیا.... عظمت ماں کو وہ خراج بخشا کہ جنت کو اس کے قدموں تلے کر دیا.... پھر اسی تعلیمات حسن نے بھائی کو بھائی بنا دیا.... بھائی کو بھائی سے ملا دیا.... الفت و محبت کے آبگینوں نے انسانیت کو روشن کر ڈالا.... اولادِ آدم اس سحر الفت سے روشن ہونے لگی.... ابلیس کا رقصِ جنون تھمنے لگا.... وحشت و درندگی سراپا حیرت بن چکی تھیں.... روشنی کی پھیلتی ہوئی کرنوں نے تاریکی کو محدود کر دیا تھا۔

ابلیسی قوتوں کو بھلا یہ انقلاب کیونکر گوارہ ہو سکتا تھا؟

ابوجہل، ابولہب اور عالم کفر، ابلیس لعین کے دست و بازو بن کر ابلیس لعین کی صف میں کھڑے ہو چکے تھے.... حق و باطل کا معرکہ تو ابتدائے آفرینش سے ہی جاری تھا اور اب تو جیسے جیسے تاریکی چھٹ رہی تھی باطل اپنے زخموں کو چاٹ رہا تھا اندھیروں کے دیوتا اپنی زندگی کی بھیک مانگنے کے لئے ابلیس کے مندر میں جمع ہو رہے تھے۔

عبداللہ ابن ابی، کعب بن اشرف، عبداللہ ابن سبا ابلیس کی شوریٰ کے رکن قرار پا چکے تھے۔

اور پھر باطل اپنی تمام ناجائز اولاد کے ساتھ اہلِ حق سے لڑنے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

اہل حق نے ابلیس کہ ان چیلوں کو زوردار جواب دیا کہیں کعب بن اشرف کے وجود سے اس کائنات گیتی کو پاک کیا تو کہیں عبداللہ ابن ابی کے چہرے کو ذلت کے طمانچوں سے سیاہ کر ڈالا۔

پھر تو لشکر ابلیس کی حکمت عملی ہی تبدیل ہو گئی اب کہیں عبداللہ ابن سبا اور اس کی ذریت فرزندان اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپ رہی تھی تو کہیں عبداللہ ابن ابی کی ذریت اپنے باپ کی ذلت کا بدلہ لینے کے لئے پہلو بدل رہی تھی۔

تو کہیں کعب بن اشرف کی اولادیں تخت ابلیس سے انتقام انتقام کی آوازیں بلند کرنے لگیں۔

تو کہیں قیصر و کسریٰ کے حواری اہل حق سے بدلہ لینے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔

لیکن اہل حق توحید کے پرچم کو ہاتھوں میں لیے عشق رسول ﷺ سے اپنے سینوں کو روشن کیے ابلیس کے لشکر کو تہہ و بالا کرتے رہے۔ انسانیت کو عشق رسول ﷺ کے جام پلانے کے لئے ساغر محبت لیے گلی گلی، کوچہ کوچہ، بستی بستی، گاؤں گاؤں، شہر شہر، وطن سے دور دنیا بھر میں گھومتے رہے۔

ہر زمانے میں اللہ کے ولی قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسل دار و رسن کے پھندوں کو چومتے ہوئے، سفر کی مشکلات برداشت کرتے ہوئے، اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیتے رہے انہی مردان حق میں ایک نام آلِ رسول علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کا بھی ہے۔

آپ نے تحفظِ عظمت مصطفیٰ ﷺ اور تحفظِ عظمت صحابہ کے لئے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک دورے کیے سفر کی مشکلات، اہل خانہ سے جدائی بھی برداشت کی لیکن فرضِ منصبی کا حق ادا کر دیا۔ احباب من!!!

یہ سفر آسان نہ تھے جگہ جگہ منافقین کا ہجوم.... خوارج کے ٹولے.... عبداللہ ابن ابی کی ذریت.... عبداللہ ابن سبا کے پیروکار.... انگریزوں کی کوکھ سے جنم لینے والے فرقے ان سب نے اسلام کا روپ دھارا ہوا تھا.... یہودیت، عیسائیت اور ہندومت کی ریشہ دوانیاں اپنی جگہ ان سب ابلیسی قوتوں سے نبرد آزما ہونا کوئی آسان محاذ نہیں تھا لیکن آپ نے ان تمام پریشانیوں اور مصائب کو برداشت کرتے ہوئے نعرہ حق بلند کیا۔

آپ کے پیش نظر بس ایک ہی مقصد تھا،،،

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

قبلہ شاہ صاحب نے افریقہ، اسپین، ہالینڈ، جرمنی، یورپ، امریکہ، ہندوستان، سعودی عرب، کینیڈا، متحدہ عرب امارات سری لنکا، چین کا دورہ فرمایا۔

افریقہ کا تبلیغی دورہ:

دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کا کام تو ابتدائے اسلام ہی سے شروع ہو گیا تھا نبی کریم ﷺ نے خود بھی کئی ممالک میں مبلغین کو روانہ فرمایا اور یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ ان پیکرِ اخلاص و وفا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو اس قوم کی زبان سے آگاہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات تم میرے خیمے میں سو جاؤ وہ تمام مبلغ آپ ﷺ کے خیمے میں سو گئے دوسرے دن صبح جب وہ تمام مبلغ بیدار ہوئے تو ہر صحابی کو اس زبان پر عبور حاصل ہو چکا تھا جس ملک میں اس نے تبلیغ کے فرائض انجام دینے تھے۔

خلیفہ دوم امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہی افریقہ میں فتوحات کا آغاز ہو گیا تھا۔

اسی موقع کے لئے اقبال نے کہا تھا کہ:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے ‏ ‏ ‏ ‏ بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

جیسے جیسے وقت گزرتا رہا علمائے اسلام اور مشائخ عظام اسلام کی کرنوں کو اُجاگر کرنے کے لئے افریقہ جاتے رہے لیکن اس دور میں جب لشکرِ ابلیس اپنے تمام ساز و سامان اور اپنی تمام تر مکاریوں کے ساتھ سامنے آ چکا ہے، کہیں عبداللہ ابن ابی کی جمعیت کار فرما ہے تو کہیں عبداللہ ابن سبا کا فتنہ اسلام کی تعلیمات کو

مسخ کر رہا ہے تو کہیں فتنہ انکار ختم نبوت کا عفریت اسلام کو ڈھادینا چاہتا ہے ایک کے بعد ایک فتنہ، فتنہ انکار حدیث، کہیں فتنہ انکار علم غیب، کہیں فتنہ انکار نور مصطفےٰ، کہیں فتنہ انکارِ علم پیغمبر اسلام، لیکن تحفظ عظمت مصطفی ﷺ کے پرچم کو تھامے ہوئے عظمت صحابہ کا دفاع کرنے کے لئے حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ براعظم افریقہ تشریف لے گئے۔

آپ سب سے پہلے کینیا کے لئے روانہ ہوئے آپ کا روٹ سعودی عرب سے ہوتا ہوا جاتا تھا آپ کو وہاں عمرے کے لئے ۲۷ گھنٹے کا ویزہ ملا آپ عمرے کی ادائیگی کے فوراً بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے آقائے دوجہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے دربار میں حاضری دی۔

دنیائے اسلام کے ممتاز عالم دین امام اہلسنّت کے خلیفہ حضرت علامہ ضیاءالدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔

سعودی عرب سے آپ کینیا کے دارالحکومت نیروبی کے لئے روانہ ہوگئے نیروبی جنوبی کینیا میں دریائے نیروبی کے کنارے پر سطح سمندر سے 1660 میٹر کی بلندی پر واقع ہے نیروبی آبادی کے لحاظ سے مشرقی افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے۔

1899 میں ایک ریلوے چھاؤنی کی حیثیت سے قائم ہونے والا یہ شہر ترقی کرتے کرتے کینیا کا سب سے بڑا اور افریقہ کے بڑے شہروں میں سے ایک بن گیا۔ نیروبی سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے افریقہ کے اہم شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

نیروبی ایک کثیر القومی، کثیر الثقافتی و مذہبی شہر ہے جس کی وجہ سلطنت برطانیہ کی نو آبادیات، ہندوستان، صومالیہ اور سوڈان وغیرہ سے یہاں آنے والے افراد تھے یہی وجہ ہے کہ آج یہاں مساجد، گرجے، مندر سب موجود ہیں شہر کے مرکز میں کینائی مجلس کی عمارت، ہولی فیملی گرجاگھر، نیروبی سٹی ہال اور شہر کے اہم بازار واقع ہیں۔

اس شہر میں قبلہ شاہ صاحب کچھ عرصے رہے اور لوگوں کے سینوں میں عشق رسول کی شمع فروزاں کرنے کے لئے سرگرم عمل رہے اسی شہر میں شاہ صاحب کو ایک مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے تھے جس کے لئے طویل عرصہ رکنا تھا کیونکہ وہاں کی مسجد میں ایک امام صاحب پہلے ہی سے موجود تھے وہاں کی انتظامیہ پہلے انہیں فارغ کرتی پھر قبلہ شاہ صاحب کا تقرر کرتی یہ ایک طویل معاملہ تھا اسلئے قبلہ شاہ صاحب وہاں سے واپس پاکستان کے لئے روانہ ہوگئے۔

اتفاق سے وہ حج کا مہینہ تھا اس زمانے میں اگر کوئی آدمی جدہ سے ہوتا ہوا پاکستان آئے اور وہ اگر حج کا ویزہ مانگے تو جدہ ایئرپورٹ پر اس کو ویزہ مل جاتا تھا حج کے ویزے میں اس کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔

قبلہ شاہ صاحب نے نیروبی سے واپسی پر فریضہ حج ادا کیا اس حج میں اتفاق سے پیر طریقت حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی صاحب علیہ الرحمہ بھی کراچی سے پہنچ گئے قاری صاحب اور قبلہ شاہ صاحب نے ایک ساتھ فریضہ حج ادا کیا اس کے بعد چالیس دن تک مدینے شریف میں قیام رہا۔

پیکر ضیائے رضا حضرت علامہ ضیاءالدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر روزانہ ہی مدحتِ سرور کونین ﷺ کی محفل منعقد ہوتی تھی قبلہ شاہ صاحب بلاناغہ اس محفل میں تشریف لے جاتے تھے۔

ان دنوں حج کا موسم تھا دنیا بھر کے علما، مشائخ، بزرگانِ دین مدینے تشریف لائے ہوئے تھے اور وہ علامہ ضیاءالدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے بخوبی واقف تھے اس لیے وہ مولانا ضیاءالدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ضرور آتے قبلہ شاہ صاحب کی ملاقات بھی ان تمام بزرگان دین سے ہوئی ان میں عراق، شام، کویت اور دیگر ممالک کے بزرگان دین موجود تھے۔

یہ قبلہ شاہ صاحب کا پہلا غیر ملکی سفر تھا تبلیغ اسلام کے سلسلے میں فریضہ حج کی ادیگی کے بعد آپ واپس کراچی تشریف لے آئے۔

ڈربن میں میلادِ مصطفی کانفرنس:

جنوری 1982ء میں آپ جنوبی افریقہ تشریف لے گئے اور اسی مہینے وہاں ایک بہت شاندار میلاد مصطفی کانفرنس بہت بڑے پیمانے پر منعقد کی گئی پورے جنوبی افریقہ سے علماء ومشائخ اور عمائدین نے اس میں شرکت کی تھی اس کانفرنس میں علامہ شاہ احمد نورانی صاحب اور پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب بھی موجود تھے۔

قبلہ شاہ صاحب نے پورے جنوبی افریقہ کا دورہ کیا ہر جگہ ہر مقام پر تحفظ عظمت مصطفی ﷺ کا دفاع کرتے رہے، ہر شہر اور قصبے میں میلاد مصطفی کانفرنسز کا انعقاد ہوتا رہا اور آپ ہر جگہ مسلمانوں کے دلوں میں نور ایمان کی شمع کو روشن کرتے رہے، آپ کی تقاریر مسلمانوں کے سینوں کو عشق رسول ﷺ سے گرماتی رہیں اسی دوران ڈربن میں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھنے کا پروگرام بھی بنایا گیا۔

اور اس کا نام حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے نام پر دارالعلوم علیمیہ رکھا گیا وہاں کے لوگوں کی خواہش تھی کہ حضرت علامہ مولانا فضل الرحمان مدنی علیہ الرحمہ سے اس (جلسہ سنگ بنیاد) کی صدارت کرائی جائے اس سلسلے میں مدینے شریف رابطہ کیا گیا مولانا فضل الرحمان مدنی علیہ الرحمہ نے رضا مندی ظاہر کردی۔

اس زمانے میں بین الاقوامی پروازیں براہ راست جوہانسبرگ آتیں وہاں سے ڈربن فلائٹ آتی ڈربن کے ائیرپورٹ پر ایک بہت بڑے جم غفیر نے ان کا استقبال کیا قبلہ شاہ صاحب، علامہ شاہ احمد نورانی صاحب، پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب اور وہاں کے ممتاز عالم دین علامہ عبدالہادی صاحب اور دیگر نامور علماء بھی موجود تھے۔

پھر اس دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھا گیا یہ بہت بڑا دارالعلوم ہے اور آج بھی ڈربن میں قائم ہے مگر جس مقصد کے لئے اس کو بنایا گیا تھا یعنی درس نظامی اس میں پڑھایا جائے ایسا نہیں ہوسکا اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ دارالعلوم مختلف انتظامی ہاتھوں میں جاتا رہا۔

علامہ شاہ احمد نورانی صاحب اور پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب وہاں سے ہالینڈ روانہ ہوگئے قبلہ شاہ صاحب نے وہاں دو مہینے مزید قیام کیا اور پورے جنوبی افریقہ کا دورہ فرمایا ہر شہر بستی، قریہ، گاؤں پہنچے اور عشق رسول ﷺ کے دیپ روشن کرتے رہے۔

Ladysmith ایک ٹاؤن ہے افریقہ کا جو تقریباً ۴۰۰ کلو میٹر دور ہے جوہانسبرگ سے ۲۳۰ کلو میٹر دور ہے ڈربن سے یہاں بھی ایک دارالعلوم بن چکا ہے ''دارالعلوم غریب نواز'' انڈیا کے ایک فاضل ہیں سید علیم الدین صاحب یہ اس کے مہتمم ہیں اس میں اہلِ محبت نے مدد کی اور وہ دارالعلوم قائم ہوگیا، دارالعلوم کی عمارت بہت شاندار ہے۔

دارالعلوم میں ایک لائق وفائق مولانا عمر افتخار صاحب مصباحی شیخ الحدیث ہیں اور یہ حافظ ملت مبارکپوری اعظم گڑھ کے شاگرد ہیں اور بھی دیگر علماء وہاں علم کے چراغ روشن کررہے ہیں دارالعلوم بہت کامیابی سے چل رہا ہے۔

باہر ممالک کے جو طلبہ درسِ نظامی پڑھنا چاہتے ہیں ان کی ضروریات اور سہولیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے بنایا گیا کیونکہ باہر ممالک میں لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ کوئی ایسا دارالعلوم بتایئے جہاں ان کے موجودہ ماحول سے مناسبت ہو۔

اس دارالعلوم میں ایسا انتظام ہے کہ بچوں کو درسِ نظامی انگریزی میں پڑھایا جاسکے وہاں اردو اور عربی بھی پڑھائی جاتی ہے ایک مرتبہ اسی دارالعلوم میں، میں جلسہ دستار فضیلت میں بھی جانا ہوا ہندوستان مارہرہ شریف سے قبلہ امین میاں صاحب بھی تشریف لائے تھے۔

وکٹوریا میں کئی کامیاب جلسے کیے laudium میں کئی جلسے کیے۔

اس کے بعد زمبابوے کے دو تبلیغی دورے کیے زمبابوے جنوبی افریقہ میں واقع ایک زمین بند ملک ہے اس کی سرکاری زبان انگریزی ہے زیمبیا کے دارالحکومت ''لوساکا'' کا بھی دورہ کیا وہاں بھی کئی جلسے کیے۔

ہفتے دس دن وہاں رہا اور وہاں غوثیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا آج وہاں کی ایک بڑی عالیشان مسجد ہے پردیسی فیملی برادران جسے گیگا فیملی بھی کہتے ہیں اس فیملی نے اس مسجد اور اس سے متصل مدرسے کو تعمیر کیا۔

ہرارے جب گیا تو اعلیٰ حضرت کے عرس کے سلسلے میں جلسہ تھا جس میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب بھی اس میں تھے علامہ ضیاءالمصطفیٰ صاحب محدث کبیر اور مولانا شوکت حسن صاحب بھی وہاں موجود تھے۔

افریقہ میں اسلامی تبلیغی مشن کے حوالے سے قبلہ شاہ صاحب نے بتایا کہ افریقہ کے بعض علاقے ایسے ہیں جہاں دیکھ کر لگتا ہے یہ دنیا کا روزِ اول ہے بھوک غربت بہت زیادہ ہے انہیں جو کوئی کھانے کو کچھ دے تو وہ اس کے ہی ہو جاتے ہیں ایران کی سرپرستی میں اہلِ تشیع کا ایک بلال مشن وہاں کام کررہا ہے عیسائی مشنریز کام کررہی ہیں اور قادیانی وہاں سب سے زیادہ متحرک ہیں قادیانیوں نے ان کی ضروریات پوری کیں یوں وہاں گمراہیت پھیل رہی ہے۔۔۔بلال مشن بھی اسی طرح وہاں کے لوگوں میں پیسہ تقسیم کرتا ہے اور وہاں کے کچھ علماء کو ایران اپنے ملک بلاکر ان کی ضیافت کرتا ہے بڑے بڑے اعزازات سے ان کو نوازا جاتا ہے اور تبلیغی جماعت تو اپنی جگہ ہے ہی موجود ہر جگہ وہ اپنے طریقہ واردات سے کہ ہم تو ہیں ہی مسلمان ہم تو فرقہ واریت کے خلاف ہیں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ان کا طریقہ ہے یہ وہاں کام کررہے ہیں۔

دنیا بھر میں اہلسنت کے پاس وسائل بہت کم ہیں اغیار کے پاس وسائل زیادہ ہیں آپ کو تعجب ہوگا کہ امریکہ ہو یا دنیا کو کائی اور ملک ہمیں مسجد کی تعمیر کے لیے لوگوں سے چندہ لینا پڑتا ہے تب کہیں جاکر مسجد بنتی ہے۔

اس کامیابی پر بھلا عبد اللہ ابن ابی کی ذریت کیونکر خوش ہوسکتی تھی انہیں بھلا کب عظمت مصطفی ﷺ کا تحفظ گوارا تھا ان ابلیس کے چیلوں نے آپ کی تقاریر کے مختلف ٹکڑے جو عبد اللہ ابن ابی اور اسکے چیلوں کی مذمت اور رد میں کہے تھے جمع کیا اور اس کے آخر میں مولانا فضل الرحمان مدنی صاحب علیہ الرحمہ کی دعا لگاکر برطانوی کوکھ سے جنم لینے والے اپنے سعودی آقاؤں کو بھیج دیا۔

اب جب قبلہ شاہ صاحب اور مولانا فضل الرحمان مدنی صاحب دورہ مکمل کرنے کے بعد افریقہ سے روانہ ہوئے تو عمرے کی ادئیگی کے لئے جدہ ائیرپورٹ پر پہنچے تو سعودی پولیس نے آپ کو پکڑ لیا اور عمرے کا ویزہ لگانے سے انکار کردیا اور اسکے بعد آپ کو پولیس کسٹڈی میں دہران لے گئے دہران سے کوئی پرواز کراچی آرہی تھی تو اس پرواز سے آپ کو واپس کراچی بھیج دیا گیا۔

ان سطور کو لکھتے ہوئے نہ جانے کیوں تاریخ کے دریچے کھلنا شروع ہوجاتے ہیں کل حدیبیہ کے مقام پر اللہ کے رسول کو عمرے کی ادائیگی سے جبراً روکا گیا اور آج آل رسول کو بیت اللہ کی زیارت سے روکا جارہا تھا بس فرق صرف اتنا تھا کہ کل روکنے والے مشرکین مکہ تھے اور آج روکنے والے آل سعود تھے مولانا فضل الرحمان مدنی صاحب کو بھی سعودی پولیس نے پکڑ لیا اور تقریباً دو ماہ تک وہ جیل میں رہے۔

(کل آٹھ یا نو دفعہ تبلیغی دورے ساؤتھ افریقہ کے لئے قبلہ شاہ صاحب تشریف لے گئے)

صدمہ جاں کاہ رحلتِ علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ

قبلہ شاہ صاحب جب دہران سے کراچی تشریف لائے تو پیر طریقت حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ نے ایئرپورٹ پر آپ کا استقبال کیا۔ مارچ کی ۲۰ یا ۲۱ تاریخ تھی جب قبلہ شاہ صاحب دورہ مکمل کر کے کراچی پہنچے تھے۔ ۲۳ مارچ کو اچانک خبر آئی کہ حضرت قاری صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہے ایمبولینس لے کر فوراً قبلہ شاہ صاحب گھر پہنچے اور آپ کو لے کر جناح کارڈیو کی طرف روانہ ہو گئے شام کے ساڑھے چار بج رہے تھے مشیت ایزدی یہی تھی کہ قبلہ قاری صاحب نے شاہ صاحب کے زانو پر ایمبولینس ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

ابھی سعودیوں کی جانب سے عمرہ نہ کرنے دینے اور جبری طور پر سرزمین حجاز سے بے دخلی کا غم ہی کیا کم تھا کہ قبلہ شاہ صاحب کے محسن واستاد آپ کے خالو اور سُسر حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کا بھی وصال ہو گیا۔ خاندان اور خانقاہ کی تمام تر ذمہ داریاں قبلہ شاہ صاحب کے کاندھوں پر آ گئیں اور ایک طویل عرصے تک غیر ملکی تبلیغی دوروں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

سری لنکا اور ہندوستان کا تبلیغی دورہ

تبلیغ اسلام کا سفر یوں تو ابتدائے اسلام سے ہی شروع ہو گیا تھا اور فلاح وہدایت کے اس سمندرِ بے کنار سے اقوام عالم سیراب ہو رہی تھی سری لنکا بھی وہ سرزمین ہے جہاں سب سے پہلے عرب تاجر پہنچے ان کے اخلاق و کردار ،امانت و دیانت سے یہاں کے مقامی لوگ بڑے متاثر ہوئے عرب تاجروں نے نہ صرف تجارت کی بلکہ یہاں سکونت بھی اختیار کر لی اور اپنی بلند واعلیٰ اقدار سے یہاں کے لوگوں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان لوگوں کے کردار و عمل ،سادگی و خلوص اور بلند اخلاقی اقدار کا شہرہ ہندو راجاؤں تک بھی پہنچ گیا۔

1985 میں قبلہ شاہ صاحب انڈیا کے شہر ممبئی روانہ ہو گئے وہاں پر اہلسنّت کے حوالے سے ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جارہی تھی انٹرنیشنل سنی کانفرنس ،مولانا ظہیر الدین صاحب (ایڈیٹر استقامت ڈائجسٹ کانپور) نے یہ کانفرنس منعقد کی تھی دنیا بھر کے مشہور و معروف علماء اس کانفرنس میں موجود تھے پاکستان سے قبلہ شاہ صاحب نے اس کانفرنس میں شرکت کی کویت سے علامہ مولانا یوسف رفاعی صاحب نمائندگی کر رہے تھے اور چیف جسٹس عرب امارات سید محمد علیم صاحب اور انڈیا کے نامور علماء بھی اس کانفرنس میں شریک تھے۔

1985ء میں ہی آپ ہندوستان سے ہی سری لنکا کے سفر پر روانہ ہو گئے ہمارے علماء مشائخ سری لنکا تبلیغی دوروں پر جاتے رہے بالخصوص مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ بڑا تفصیلی دورہ فرمایا کرتے تھے۔ سری لنکا میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے مسلمانوں کی آبادی غالباً چھ فیصد ہے۔ سری لنکا کی اکثریت بدھ مت کے پیروکاروں کی ہے یا پھر ہندو دھرم کے ماننے والوں کی ہے۔

سری لنکا کے حالات مسلمانوں کے تبلیغی مشن کے حوالے سے بہت زیادہ سازگار نہیں ہیں تاہم پھر بھی مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ نے بڑی کوششوں سے ایک مسجد کولمبو میں تعمیر کروائی اور اس مسجد کا نام مسجد حنفیہ رکھا گیا وہی وہاں مسلمانوں کا مرکز ہے۔

ایک ایسے وقت میں جب اسلام کا پرچم حق بلند کرنا زندگی اور موت کے دوراہے پر قدم رکھنے کے مترادف تھا۔۔۔۔ جب باطل اہل حق کی جان لینے پر بے تاب و بے قرار اور درندگی پر آمادہ تھا لیکن آلِ رسول بھلا کب کسی کربلا سے گھبراتے ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد تو صرف کلمہ حق کی بلندی ہوتی ہے شہادت ان کا مقصود و مطلوب ہوتی ہے۔ عزائم ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے ہوتے ہیں عشق رسول ﷺ سے سرشار قافلہ حسینی کے سالار جن کی رگوں میں ہاشمی خون دوڑ رہا ہو ان کے عزم و ہمت کے سامنے بھلا باطل کے خوف و ہراس کی حیثیت ہی کیا ہے۔

دیدہ تر پہ وہاں کون نظر آتا ہے — کاسۂ چشم میں خون ناب جگر لے کے چلو
اب اگر جاؤ پئے عرض و طلب ان کے حضور — دست و کشکول نہیں کاسۂ سر لے کے چلو

قبلہ شاہ صاحب سری لنکا میں رہے مسجد حنفیہ میں جمعہ کی نماز بھی پڑھائی پھر وہاں مختلف لوگوں کے گھروں ،مکانوں ،بنگلوں جہاں جہاں محفلیں منعقد ہوتیں آپ وہاں جا جا کر تقاریر کرتے رہے لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے اور قرآن وحدیث کی روشنی کو عام کرنے کا فریضہ انجام دیتے رہے تقریباً ۲۰ دن تک سری لنکا میں آپ کی روز و شب یہی مصروفیات رہیں سری لنکا کے اس تفصیلی دورے کے بعد قبلہ شاہ صاحب واپس کراچی کے لیے روانہ ہو گئے۔

1992ء میں قبلہ شاہ صاحب شیر بیشہ سنت حضرت علامہ مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا معصوم رضا خاں صاحب کی دعوت پر انڈیا تشریف لے گئے۔ انڈیا جانے سے قبل آپ نے انڈیا کے سفیر سے ملاقات کی اور 25 شہروں کا ویزا طلب کیا جو کہ مل گیا ممبئی ،حیدرآباد (دکن) ،دلی ،بریلی شریف ،پیلی بھیت شریف ،مارہرہ شریف ،مبارک پور ،گھوسی ،کچھوچھہ شریف ،گونڈہ ،اجمیر شریف جن میں سب شامل ہیں اور یہ دورہ تقریباً ایک مہینہ کا تھا۔ (اس یادگار سفر میں مدیر اعلیٰ ماہنامہ مصلح الدین

بھی بطورِ خادم آپ کے ساتھ تھے)۔ تقریباً روزانہ ہی ہر جگہ جلسے، کانفرنسز میں تقاریر کیں اور بعض اوقات تو دن میں دو تین جلسے بھی کیے ایک کے بعد ایک دن میں کسی شہر میں پہنچتے، شام اور رات میں جلسہ کرنے کے بعد اگلے دن دوسرے شہر کے لئے روانہ ہو جاتے۔ غرض یہ کہ عشقِ رسول ﷺ کی شمع لوگوں کے سینوں میں فروزاں کرتے رہے۔

صد سالہ جشن مفتی اعظم ہند کے موقع پر آپ دوبارہ ہندوستان تشریف لے گئے اس موقع پر انڈین گورنمنٹ نے ایک یادگاری ٹکٹ بھی جاری کیا تھا یہ بہت بڑا جلسہ تھا ممبئی میں قبلہ شاہ صاحب کا خصوصی خطاب تھا اس صد سالہ جشن مفتی اعظم ہند کی تقریب کی صدارت علامہ ارشد القادری صاحب فرما رہے تھے اس تقریب میں ہندوستان کے تمام نامور علما و مشائخ موجود تھے یورپ سے علامہ قمر الزماں اعظمی صاحب بھی اس جلسے میں تشریف لائے تھے یہ ممبئی کی سر زمین پر بہت بڑا اجتماع تھا۔

متحدہ عرب امارت کا تبلیغی سفر :

متحدہ عرب امارات (United Arab Emirates عربي: دولة امارات العربية المتحدة) جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مشرقی ساحلوں پر واقع ایک ملک ہے جو 7 امارات: ابوظہبی، عجمان، دبئی، فجیرہ، راس الخیمہ، شارجہ اور ام القوین پر مشتمل ہے۔ 1971ء سے پہلے یہ ریاستیں Trucial States کہلاتی تھیں۔ متحدہ عرب امارات کی سرحدیں سلطنت عمان اور سعودی عرب سے ملتی ہیں۔

1971ء میں ابوظہبی کے حکمران زید بن سلطان النہیان کی کوششوں کے نتیجے میں یہ اتحاد تشکیل پایا اس سے قبل یہ ساتوں ریاستیں برطانوی عملداری کا حصہ تھیں پہلے یہ ریاستیں صرف امارات کہلاتی تھیں۔ حضرت قبلہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کچھ عرصے کے بعد متحدہ عرب امارات کے دورے پر روانہ ہو گئے۔

عشقِ رسول ﷺ سے معطر قلب لیے۔۔۔ تحفظِ عظمت مصطفےٰ ﷺ کا بیڑا اٹھائے احقاق حق کا فریضہ انجام دینے متحدہ عرب امارات کے کوچے کوچے بستی بستی میں نبی کریم ﷺ کی عظمت کے قصیدے بیان ہونے لگے۔

پورے متحدہ عرب امارات میں قبلہ شاہ صاحب نے کئی مساجد میں پروگرام کیے کئی محفلوں میں تقاریر کیں ابھی آپ دبئی ہی میں تھے کہ پاکستان سے خبر آئی کہ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اس دن بھی قبلہ شاہ صاحب کا جلسہ تھا گیلانی مسجد دبئی میں پھر شاہ صاحب نے اس جلسے کو مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کے تعزیتی جلسے کے طور پر منسوب کیا قرآن خوانی ایصال ثواب کیا۔

عرب امارات کی سرزمین مصطفےٰ جان پہ رحمت پہ لاکھوں سلام کے پر سوز کلام سے گونج رہی تھی تو کہیں کروں ترے نام پہ جاں فدا کا عزم عاشقانِ رسول ﷺ کی آنکھوں سے چھلک رہا تھا۔ کہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں عشقِ رسول ﷺ کے ایمانی نظریے کی اشاعت ہو رہی تھی۔

عالم اسلام کے بدترین دشمن یہود و نصاریٰ اور ان کی ذریت کیسے نبی کریم ﷺ کی عظمت و بزرگی کے پر سوز کلام کو گوارا کر سکتے تھے۔۔ان منافقوں پر یہ بات بڑی شاق تھی دلائل و براہین کے میدان میں تو ان میں مقابلہ کرنے کی سکت تھی نہیں لیکن سازشوں میں ان سے بڑھ کر کون ہو سکتا تھا یہ وہی تو تھے جنہوں نے عالم اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔

سقوطِ سلطنت عثمانیہ میں سب سے بڑا کردار ادا کرنے والے یہ منافق متحدہ عرب امارات کے وزیر اوقاف عبدالجبار کے پاس چلے گئے عبدالجبار ایک سعودی تھا۔ ان منافقوں نے اسے جا کر شکایت کی کہ پاکستان سے ایک مولانا آئے ہوئے ہیں اور سعودیوں اور نجدیوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ لہٰذا عرب امارات میں ان کی تقریروں پر پابندی لگائی جائے۔ امارات کے وزیر اوقاف عبدالجبار نے عرب امارات میں قبلہ شاہ صاحب کی تقاریر پر پابندی لگا دی۔

احبابِ من!

دبستانِ تاریخ کا مطالعہ عقل و شعور کے دیپ روشن کر دیتا ہے عشق و مستی میں ڈوبے ہوئے واقعات کا مزاج اور ہی ہوتا ہے یہ تاریخ کے ایوانوں میں ابو عبیدہ ابن جراح کی شکل میں نظر آتا ہے جہاں رشتے محبتِ رسول ﷺ کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔۔۔ تو کہیں تیغ فاروق بن کر منافق کے جسم سے اس کی گردن کا بوجھ اتار دیتا ہے۔۔۔ تو کہیں منافقین کی مسجد ضرار کو مسمار کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔۔۔ تو کہیں جبر و استبداد کے پنجے میں اعلائے کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرنا ہی اس کا نصب العین قرار پاتا ہے۔ قبلہ شاہ صاحب کے لیے یہ کیسے ممکن تھا کہ حق کی تلقین نہ کریں۔

قبلہ شاہ صاحب کا مطلوب و مقصود دین تھا نہ کہ شہرت و دولت ایمان پر سمجھوتہ ممکن نہ تھا اور نہ نظریے اور مصلحت کا ملاپ ممکن تھا۔ اسی دوران عرب امارات سے ایک ہفت روزہ رسالہ "الہدیٰ" نکلتا تھا اس رسالے میں ایک مضمون چھپا کہ بریلوی حضرات دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

قبلہ شاہ صاحب کے لیے یہ کیسے ممکن تھا کہ باطل کے اس حملے کا جواب نہ دیتے آپ نے وہاں کے ایک بہت بارسوخ آدمی نسیم خان صاحب کو اپنے ساتھ لیا یہ بنیادی طور پر بینکار تھے اور عرب امارات کے ایک بڑے بینک میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے اور بڑے اثر و رسوخ والے آدمی تھے ان کے ذریعے سے عرب امارات کے وزیر اوقاف سے ملاقات کا وقت لیا۔

مفتی عبدالسبحان صاحب کے بھائی بہت اچھے عالم دین مولانا عبدالطیف صاحب کو بھی ساتھ لیا اور ان کو لے کر شاہ صاحب اوقاف کے دفتر تشریف لے گئے۔ اور ساتھ ہی وہاں کا رسالہ الہدی بھی ساتھ لے لیا۔

قبلہ شاہ صاحب نے اوقاف کے وزیر عبدالجبار کے سیکرٹری سے کہا کہ میں پاکستان سے آیا ہوں اور شیخ عبدالجبار سے ملنا چاہتا ہوں مولانا عبدالطیف صاحب بہت اچھی عربی جانتے تھے اس لیے ان کو اپنے ساتھ لیا۔

عبدالجبار کو شکایت تو پہلے ہی مل چکی تھی کہ پاکستان سے فلاں مولانا صاحب آئے ہیں اور اس اس طرح کی تقریریں کر رہے ہیں۔ جب قبلہ شاہ صاحب سے تعارف ہوا تو شیخ عبدالجبار نے روکھے پن سے کہا کہ میں نے یہ پابندی آپ پر لگائی ہے۔ لوگوں (ذریت عبداللہ ابن ابی) نے آپ کی شکایت کی ہے۔

قبلہ شاہ صاحب عبدالجبار پر حجت تمام کرنا چاہتے تھے اور عبدالجبار اس حوالے سے کچھ سننے یا ماننے پر آمادہ نظر نہیں آتا تھا شاہ صاحب چونکہ گفتگو جاری رکھنا چاہتے تھے اس لیے آپ نے عبدالجبار سے کہا کہ میں نے تو سنا تھا کہ عرب بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں، مگر آپ نے تو کچھ پوچھے بغیر ہی سرکاری لب ولہجہ میں بات کرنا شروع کر دی۔

یہ سن کر تو عبدالجبار کا سارا غصہ ختم ہو گیا کہنے لگا کہ آپ چائے پئیں گے یا کافی۔ قبلہ شاہ صاحب نے منع بھی کیا لیکن اس نے پھر بھی چائے منگوالی۔ قبلہ شاہ صاحب نے عبدالجبار سے کہا کہ اس رسالے "الہدیٰ" میں یہ عقیدہ جو ہماری طرف منسوب کیا گیا ہے یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔

الہدیٰ کے اس مضمون میں ایک حوالہ تجانیب اہلسنّت کے حوالے سے تھا۔ قبلہ شاہ صاحب نے عبدالجبار سے کہا کہ یہ کتاب تجانیب اہلسنّت مولانا کی تصنیف ہے ہی نہیں یہ مولانا طیب صاحب کی تصنیف ہے۔

سیاق وسباق سے ہٹ کر کچھ حوالے مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب کے بھی تھے قبلہ شاہ صاحب نے کہا کہ یہ ہمارا مذہب ہی نہیں ہے۔

بخاری کی شرح زرقانی علی المواہب میں ایک حوالہ ہے اعلیٰ حضرت نے زرقانی کے حوالے سے نقل کیا ہے مفہوم اس کا یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج سے شب باشی فرماتے ہیں۔ شیخ عبدالجبار نے اس بارے میں قبلہ شاہ صاحب سے استفسار کیا۔

شیخ عبدالجبار کا استفسار اور قبلہ شاہ صاحب کی فراست :۔

قبلہ شاہ صاحب جب شیخ عبدالجبار سے ملنے اس کے دفتر میں تشریف لے جارہے تھے تو آپ نے اس کے نائب وزیر عیسیٰ مانع سے پوچھا تھا کہ یہاں اوقاف کی لائبریری میں زرقانی وغیرہ ہے کیونکہ وہ مذہبی امور کا دفتر تھا اور وہاں بڑی لائبریری موجود تھی۔

خیر عبدالجبار کے استفسار پر بڑی طویل بحث ہوئی اس پر شاہ صاحب نے شیخ عبدالجبار سے کہا کہ عرب کے بڑے عالم ہیں علامہ زرقانی اور بخاری شریف کی انہوں نے شرح بھی لکھی ہے۔

اور یہ عبارت تو علامہ زرقانی کی ہے اعلیٰ حضرت تو اس کے ناقل ہیں۔

آپ علامہ زرقانی پر فتویٰ لگائیں ؟ یہ بات تو صاحبِ زرقانی پر آتی ہے۔ شیخ عبدالجبار سے کافی دیر تک بات ہوتی رہی۔ پھر وہ رسالہ شاہ صاحب نے حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ کو انڈیا بھجوا دیا پھر الحق المبین کے نام سے مفتی صاحب قبلہ نے اس کا جواب تحریر فرمایا۔ پھر اس جواب کے کچھ نسخے قبلہ شاہ صاحب نے امارات بھی بھجوائے۔

عرب امارات میں ویزہ عموماً کسی ریفرنس سے ملتا ہے وہاں ایک صاحب تھے شاہ جہاں غالباً ان کا تعلق لاہور سے تھا ان کا وہاں امارات میں بزنس تھا اپنے بزنس کارڈ پر انہوں نے شاہ صاحب کا ویزہ لیا تھا۔ وہ رات تقریباً ۱۱ بجے قبلہ شاہ صاحب سے ملنے کے لیے آئے اور کہا کہ شیخ عبدالجبار تو بہت برہم ہیں آپ کراچی واپس تشریف لے جائیے۔

قبلہ شاہ صاحب باطل سے دبنے والے کہاں تھے جن کی تربیت قاری صاحب جیسی شخصیت نے کی ہو جنہوں نے مفتی اعظم ہند جیسے ولی کامل کی صحبت اٹھائی ہو وہ ان سے بھلا کہاں ڈرتے !!

قبلہ شاہ صاحب کو علم کے میدان میں دلائل کے ہتھیاروں سے بات کرنا بخوبی آتا تھا لیکن جابر دلیل سے نہیں طاقت سے بات کرتا ہے۔ لب ولہجہ بتا دیتا ہے کہ آتش فرعون کیوں سینے میں بھڑک رہی ہے۔ وہاں کے لوگوں نے قبلہ شاہ صاحب سے کہا کہ آپ کراچی تشریف لے جائیے ورنہ یہ شاہجہان صاحب حکومتی عتاب کا شکار ہو جائیں گے اور ان کا یہاں بزنس ہے اور یہ ان کا بزنس ویزہ منسوخ کر دے گا۔

قبلہ شاہ صاحب یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ کسی مسلمان کے لیے کوئی پریشانی کھڑی ہو آپ نے کراچی کا پروگرام بنالیا اسی وقت جب فون کیا تو ایک غیر ملکی فلائٹ دبئی سے کراچی جارہی تھی آپ اسی فلائیٹ سے کراچی تشریف لے آئے۔

جرمنی Germany وسطی یورپ میں واقع ایک ملک کا نام ہے۔ اس کا سرکاری نام وفاقی جمہوریہ جرمنی ہے۔ اسے انگریزی زبان میں جرمنی، جرمن زبان میں ڈوئچ لانڈ اور عربی زبان میں المانیا کہا جاتا ہے۔ اس کی قومی زبان جرمن ہے۔ اس میں 16 ریاستیں ہیں۔ جرمنی میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام جاری ہے مگر وہاں اس وقت قادیانی بہت زیادہ کام کر رہے ہیں ان کی بڑی بڑی عبادت گاہیں بنی ہوئی ہیں جس سے عام آدمی دھوکہ کھا جاتا ہے۔

جرمنی میں فرینکفرٹ میں بھی کئی کامیاب جلسے کیے عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس بھی نکالا ایک آرگنائزیشن ہے پاک دارالسلام ان کی دعوت پر میں گیا تھا پھر جرمنی میں کئی اور شہروں میں بھی پروگرامز ہوئے۔

دورانِ گفتگو راقم نے سوال کیا کہ کیا آپ کے ہاتھ پر وہاں لوگوں نے اسلام بھی قبول کیا تو قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا۔

ایسا اصل میں وہاں کم ہوتا ہے ویسے میں نے دیکھا مبلغین اس معاملے میں مبالغے سے کام لیتے ہیں کہ دورہ کیا تو اتنے ہزار لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے ایسا صرف اس صورت میں ہوگا جب وہاں گفتگو ہو بحث و مباحث ہوں اس کے بعد وہ اسلام قبول کریں ہاں البتہ جیسے میں ساؤتھ افریقہ گیا تو وہاں میں نے ایک کالے کو دیکھا وہ مسجد میں موجود تھا میں نے نماز پڑھائی اس کے بعد وہ میرے پاس آیا کچھ سوالات کیے اور اس کے بعد وہ مسلمان ہوگیا اس طرح امریکہ میں آج سے ۸ سال پہلے ایک ہال میں، میں تقریر کر رہا تھا تو ایک صاحب ایک شخص کو لے کر آئے کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں انہیں تو مسلمان کیا ہی لیکن جو صاحب انہیں لے کر آئے تھے ان سے بھی کہا کہ تم بھی کلمہ پڑھو کیونکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں اس کو کلمہ پڑھانے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ وہ آدمی خود کافر ہو جائے گا جس نے کلمہ پڑھانے میں دیر کی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ؟ اس لیے کہ وہ جتنی دیر مسلمان نہیں ہوا اتنی دیر وہ اس کے کفر پر راضی رہا اور کفر پر راضی رہنا بھی کفر ہے ایک تفصیلی فتویٰ اس سوال کے جواب میں مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ مصطفویہ میں نقل کیا ہے۔ان صاحب نے بھی کلمہ پڑھا اور کہا کہ اب تجدید ایمان تو کرا دیا تجدید نکاح بھی کرا دیجیے۔ہال بہت بڑا تھا اور وہ اس ہال میں اپنے بیوی بچوں سمیت آئے ہوئے تھے انہوں نے اپنی بیوی کو بھی بلا لیا پھر تجدید نکاح کرایا اس جلسے میں ہمارے ساتھ حاجی محمد حنیف طیب صاحب بھی موجود تھے۔

جرمنی میں نے دیکھا کہ قادیانیوں کی بڑی بڑی عبادت گاہیں بنی ہوئی ہیں کہ آدمی دیکھ کر کے حیران ہو جائے، دو ایکڑ، چار ایکڑ، چھ ایکڑ پر اور ان کے ایجنٹ وہاں گھومتے رہتے ہیں معلوم ہے کس لیے ؟

اس لیے کہ جرمن کا ایمگریشن قانون یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں اب پاکستان واپس نہیں جاؤں گا تو وہ سیاسی پناہ کی درخواست دے دے یا میں شیعہ ہوں پاکستان جاؤں گا تو لوگ مجھے مار دیں گے تو وہ ملک زبردستی پاکستان نہیں بھیجتا تو لوگ وہاں جا کر سیاسی پناہ لے لیتے ہیں کوئی خود کو قادیانی ظاہر کر کے پناہ لے لیتا ہے ایک سلسلہ تو یہ ہے دوسرا یہ ہے کہ جو بے روزگار طبقہ ہمارا وہاں پہنچا ہوا ہو ان کو وہاں کے گرین کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے یہ گھومتے ہوتے ہیں قادیانیوں کے ایجنٹ کہ آپ صرف یہ ظاہر کر دیجیے کہ میں احمدی ہوں رہائش بھی دیں گے آپ کو کھانا بھی دیں گے آپ کو نوکری بھی دیں گے بتدریج سارے عمل یہ قادیانیت وہاں اس طرح پھیل رہی ہے وہاں میں نے دو تین کو مسلمان بھی کیا۔ایک تو اس طرح سے وہاں

گمراہیت پھیل رہی ہے۔

ہمارے ہاں مضبوط قسم کے مبلغ پیدا نہیں ہو رہے ہیں جن میں کوئی جاذبیت ہو کشش ہو ان کی بات کو سنیں جیسے ہم جاتے ہیں تو ہمارے سننے والے تو زیادہ تر ہمارے سنی ہی ہوتے ہیں ان کی اصلاح ہو جاتی ہے جو وہ پوچھنا چاہتے ہیں اس کا جواب دے دیا جاتا ہے عقیدے کے اعتبار سے ان کی تربیت ہو جاتی ہے نیا مسلمان ہونا یہ ذرا مشکل کام ہے۔

اہلسنت کا بڑا خلا:

دنیا بھر میں جہاں بھی میں گیا تو میں نے وہاں مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام وہاں میں نے سُنا اہلسنت میں ایک بڑا خلا یہ پیدا ہوا کہ مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وہاں کوئی گیا ہی نہیں کچھ عرصے پہلے میرا تنزانیہ جانا ہوا، تنزانیہ کے میں نے کوئی چار پانچ دورے کیے۔

زنجبار (Zanzibar)مشرقی افریقہ میں تنزانیہ کا ایک نیم خود مختار حصہ ہے چھوٹے چھوٹے شپ وہاں جاتے تھے 1952 میں مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس علاقے کا دورہ کیا تھا ان کے بعد وہاں کوئی اور مبلغ نہیں پہنچا کیونکہ 1954 میں مولانا عبدالعلیم صدیقی کا انتقال ہو گیا تھا۔

جب میں وہاں پہنچا اور تو وہاں لوگوں کی تعداد بہت کم تھی رات وہیں قیام کیا ایک صاحب نے اپنے گھر کی چابی دے دی تھی کہ آپ اس مکان کو اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔

رات اس گھر میں قیام کیا دن میں میں نے نکل کر جائزہ لیا چھوٹا سا جزیرہ ہے اہل محبت سے گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہاں تو کوئی سنی عالم دین آتا ہی نہیں عموماً بدمذہب آتے ہیں اور اپنے اپنے فرقوں کی تبلیغ کر کے چلے جاتے ہیں۔

پھر ہم نے وہاں دن میں جلسہ کیا تو ایک بڑی تعداد جلسے میں آئی تو بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کے بعد کوئی پہنچا ہی نہیں یہ ایک بہت بڑا خلا ہے یوں ہمارا تبلیغی کام مربوط نہیں رہا۔

گفتگو ہوتی رہی میں نے قبلہ شاہ صاحب سے پوچھا آخر ہم مبلغ تیار کیوں نہیں کر سکے ؟

بنیادی طور پر تبلیغ کے لیے جتنا مقامی آدمی موثر ہوتا ہے کوئی اور نہیں ہو سکتا مقامی لوگوں کو مبلغ بنائیں کیوں مقامی آدمی جب اپنی زبان میں تبلیغ کرتا ہے تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ کتنا ہی بہترین انگریزی داں عالم پاکستان سے امریکہ جائے نہ لب ولہجہ ویسا ہوگا اور نہ ہی انگریزی ویسی ہوگی اس لیے مقامی آدمی اگر عالم بنے تو بہت زیادہ بہتر رہے گا اور اس کے لیے ساؤتھ افریقہ میں ایک دارالعلوم بنایا گیا۔

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے میں نے سوال کیا اگر حضور وہاں کے نوجوانوں کو یہاں عالم بنایا جائے تو کیا یہ ممکن ہے ؟

اب اگر ہم وہاں کے لوگوں کو یہاں بلا کر عالم بنائیں تو یہ واضح رہے کہ ان کے رہنے سہنے کا انداز جدا ہے جب وہ لوگ یہاں آئیں گے تو ہر چیز ان کو اپنے معیار کے مطابق چاہیے ہوگی، اب ایک دار العلوم میں دو نظام نہیں چل سکتے ایک بچہ تو دری پر سوئے اور دوسرا بہترین بستر پر۔

Ladysmith میں دار العلوم قائم کرنے کا مقصد یہ ہی تھا جو انگریزی وضع قطع کے لڑکے ہیں وہ انگریزی میں درسِ نظامی پڑھیں یہاں سے پڑھ کر مبلغ بنیں پھر یہ اپنے ملک جائیں تو یہ زیادہ موثر ہوگا۔اب اس دار العلوم سے کچھ نوجوان فارغ التحصیل ہونے لگے ہیں اور ان کی مادری زبان بھی انگریزی ہے۔

(Remaining Part of "Unforgettable Memories of Syed Shah TurabulHaque"

superbly. The outcome of this is felt in the Mehfil with Great Spirit and it actually instills love, respect and good moral values in the hearts of people available in the Mehfil. We all know that such a discipline is not so common. May Allah give us all the courage and religious spirit to follow it and spread it other places. We all know punctuality is lacking among ourselves, may Allah help us Ameen.

Concluding words

People (Muataqideen and Murideen) would definitely agree to these words that Hazrat Syedi Shah Turab ul Haq consecrated (Allah gifted him with qualities of such attributes)is that, he cleansed our hearts like a glass to embrace all concepts of our true religion, the beliefs of Ahle Sunnah Wa Al Jamaaa (Maslak e Alahazrat). I can't think of better achievement one would think to have accomplished having countless people following him who are blessed with the Baraka of Eiman. Such Baraka strengthen them with the Istaqamat on Aqeeda by virtue of nice elaborative speeches, spiritual training. Shah sahb's Aly hi Rahmah made regular visits within Pakistan and around world on the call of just the ordinary people who loved him and requesting him for the sake of religious preaching.

Moreover, Syedi Shah Sahb's contribution of Khatm e Nubuwwat and promulgation of Article 295-C in the Constitution of Pakistan is remarkable. I have not heard better than Shah Sahb who could explain 295-C in detail that it's meaning goes straight into the heart and mind simultaneously. In the Pakistan National Assembly (PNA), he proved with the Quran, Hadees Mubaraka and books of eminent scholars why it is so important to have death penalty for anyone who goes against the Namoos e Risalat (Anbiya Alyhemu Asslam and Sacred personalities). Enactment of this law is the only example ever in the history of Pakistan where 100% members of the PNA voted for its favor and agreed to impose death penalty for those violating 295-C. When Ghazi Mumtaz Aly hy Rahmah very rightly killed the bad character punishable SalmanTaseer a courageous press statement came from syedi shah sahb Aly hi Rahmah that;

"Namaze Janaza of maluoon Salmaan Taseer is not allowed according to Islamic Sharia'a" – Subhan Allah, readers please feel the depth of the words of a great courage. Please note the timing of the statement (it was less than 24 hours of the event) what it transpires,"the in-depth knowledge of law, courage and fasightedness (Farast)as it is always the greatest characteristic of Auliyaa e Kamileen RahmatullAh e Alyhe Ajmaeen".

In the end my humble request to please join me in making Duaa for this great personality which he may not need but we need Baraka from him in return.

چھٹا باب

سفرآخرت

سیّدی تراب الحق شاہ صاحب کا سفرِ آخرت

از: محمد ساجد برکاتی

قُوْلُوْا لِأَهْلِ الْبِدَعِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْجَنَائِزُ حِيْنَ تَمُرُّ

ابنِ کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں امامِ اہلِ سنّت احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے حالات میں محدث دارِ قطنی علیہ الرحمہ کے حوالے سے آپ کا قول نقل کیا کہ:

قُوْلُوْا لِأَهْلِ الْبِدَعِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْجَنَائِزُ حِيْنَ تَمُرُّ (البدایۃ والنہایۃ، ج10، ص374)

"اہلِ بدعت سے کہہ دو کہ ہمارے جنازے جب نکلیں گے تو وہی ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کریں گے۔"

اس قول کی بنیاد حق و باطل کا فرق ہے اور حق وہی ہے جو کہ اللہ کے رسول ﷺ لے کر آئے، جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطے ہم تک پہنچا۔ کسی بدعتی، ملحد، مشرک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس قول کو اپنے جنازے کے لئے مثال بنائے۔ کیوں کہ آپ کا یہ قول صرف "مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَ أَصْحَابِي" کے عقیدے والوں پر ہی صادق آتا ہے، جن میں ایک عظیم نام ممتاز عالم دین حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔

عالمِ اسلام کا یہ درخشاں ستارہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۳ ہجری کو ہندوستان کی اس وقت کی ریاست حیدرآباد دکن میں طلوع ہوا اور ساری زندگی علم کی روشنی سے اہل سنت کو جلا بخشی اور بالآخر طویل علالت کے بعد جمعرات، ۴ محرم الحرام ۱۴۳۸ ہجری بمطابق ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو غروب ہو گیا۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا آخری دیدار میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں جمعۃ المبارک سے قبل تقریباً صبح ۹:۳۰ بجے سے کرایا گیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں افراد قطار در قطار انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ شریک تھے۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ زائرین کی قطاریں مسجد کے مین گیٹ سے گلی کی تین سمتوں میں تھیں، جب کہ اُن قطاروں کا طول تاحد نگاہ تھا۔ آخری دیدار کے موقع پر بھی نہایت رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے۔

آپ علیہ الرحمہ کے جنازے میں بھی انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے، اشکبار آنکھیں، اُداس چہرے، ایک دوسرے کو تسلی دیتی زبانیں؛ یہاں بھی عینی شاہدین سے علم ہوا کہ میمن مسجد بولٹن مارکیٹ تا تبت سینٹر جنازہ شریف کی صفیں دیکھی گئیں۔ ملک بھر سے جید علما و مشائخِ کرام، سیاسی و سماجی کارکنان، محبین، معتقدین، متعلقین، مریدین، طلباء اور عوامِ اہلسنت کی لاکھوں کی تعداد میں شرکت نے بارگاہِ

خداوندی میں آپ کی مقبولیت کی خوب ترجمانی کی۔

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تدفین آہوں اور سسکیوں کے ساتھ، آپ کے استاذِ گرامی خلیفۂ قطبِ مدینہ و صدر الشریعہ حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدّیقی علیہ الرحمہ کے پہلو میں کی گئی۔

آپ علیہ الرحمہ کے ایصالِ ثواب کے لیے مزارِ پُر انوار سے متصل میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں سوئم و قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ تین ہزار سے زائد قرآنِ پاک، لاکھوں کی تعداد میں کلمہ طیبہ اور درودِ پاک کا تحفہ آپ کی خدمت میں ایصال کیا گیا۔

عربی مقولہ ہے "الفضل ما شھدت بہ الأعداء" کہ فضیلت تو یہ ہے کہ دشمن بھی اس کی گواہی دیں۔ قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے وصالِ پُر ملال کے موقع پر اہل تشیع میں سے ایک ادیب سیّد ذوالفقار حسین نقوی نے آپ کی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کیا

غمِ حسین کے ایام میں بلائے گئے
غلامِ حضرتِ شبیر تھے تراب الحق
خدایا کربلا والوں کے سائے میں رکھنا
حسینیت ہی کی تقریر تھے تراب الحق

ملک بھر کے مختلف زبانوں کے اخبارات و رسائل و جرائد نے اچھے انداز میں کوریج کی اور خبریں شائع کیں، جن میں سے کچھ معروف اخبارات، جن کے تراشے محفوظ ہیں، یہ ہیں:

اُردو اخبارات: "روزنامہ اوصاف، روزنامہ نئی بات، روزنامہ پاکستان، روزنامہ انتخاب، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ جرأت، روزنامہ جنگ، روزنامہ آغاز، روزنامہ قومی اخبار، روزنامہ دنیا، روزنامہ جہانِ پاکستان، روزنامہ اخبارِ نور، روزنامہ شرافت، روزنامہ محور، روزنامہ ایکسپریس، روزنامہ مشرق ایوننگ اسپیشل، روزنامہ امروز، روزنامہ نئی بات، روزنامہ باخبر عوام، روزنامہ کائنات، روزنامہ اسسال، روزنامہ آزاد ریاست اور روزنامہ یادگار۔

سندھی و انگریزی اخبارات: روزنامہ سندھ پوسٹ کراچی، Dawn, The Nation, The News وغیرہ وغیرہ۔

الغرض: مرکزِ تجلیات قادریہ رضویہ سے فیوضات و برکات کے چشمے یقیناً تاقیامت جاری رہیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اس آستاں کو صدا شاد و آباد رکھے۔

آمین۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کے وصال پر

صدر، وزیراعظم، گورنر، وزرائے اعلیٰ اور سیاسی رہنماؤں کی تعزیت

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

---

* شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اسلام کے پیروکاروں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا (ممنون حسین، صدر پاکستان)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے مذہب کی ترویج کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں ہیں ان کی دینی و دنیاوی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا (میاں محمد نواز شریف، وزیر اعظم پاکستان)

*پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئر مین بلاول بھٹو زرداری نے شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی رحلت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی معاشرے میں امن اور ہم آہنگی کے لئے خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

*آج ہم بلند پایہ عالم دین سے محروم ہو گئے ان کا خلا پر نہیں کیا جاسکتا۔ (ڈاکٹر عشرت العباد، گورنر سندھ)

*اللہ تعالیٰ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے (میاں شہباز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب)

*اللہ تعالیٰ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (مراد علی شاہ، وزیر اعلیٰ سندھ)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ حق گوئی اور جرأت مندی کے پیکر تھے۔ انہوں نے جوش خطابت اور وسیع دینی علم کے ذریعے اہلسنّت کی عظیم خدمت کی (پیر امین الحسنات، وفاقی وزیر مملکت)

*شاہ صاحب کی تعلیمات سے مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہوا۔ (ڈاکٹر فاروق ستار، سربراہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی دینی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا کبھی پورا نہیں ہوسکے گا (فردوس شمیم، خرم شیر زمان، سیف الرحمن، عہدیداران تحریک انصاف کراچی ریجن)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال سے قوم عظیم رہنما سے محروم ہو گئی (حبیب اللہ جنیدی، سرپرست حبیب بینک ورکرز فرنٹ آف پاکستان)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا شمار عالم اسلام کے جید علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ساری زندگی دین وملت کی

خدمت میں گزار دی (ملک محمد فیاض، چیئر مین ڈی ایم سی ساؤتھ)

*شاہ صاحب عالم با عمل تھے آپ کی خدمات فراموش نہیں کی جاسکتیں (ڈاکٹر طاہر القادری، سربراہ پاکستان عوامی تحریک)

*شاہ صاحب ایک خطیب شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے ان کے انتقال سے پیدا ہونے والا خلا صدیوں پر نہیں ہو سکتا (مفتی نعیم، مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ)

علماء ومشائخ کے تعزیتی پیغامات:

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ساری زندگی خدمت دین میں گزری قومی اسمبلی میں ناموس رسالت قانون سازی میں اپنا اہم کردار ادا کیا (حاجی محمد حنیف طیب، سربراہ نظام مصطفی پارٹی)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ درجنوں مساجد کے سرپرست اعلیٰ تھے ان کا خلاء دیر تک محسوس کیا جائے گا (مفتی منیب الرحمن، چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے دین اسلام کی سربلندی اور ملک کی سلامتی کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں انھیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا (ثروت اعجاز قادری، سربراہ پاکستان سنی تحریک)

*شاہ صاحب کی جماعت اہلسنّت اور مسلک اہلسنّت کے لئے خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (مولانا محمد بشیر فاروق قادری، سرپرست اعلیٰ سیلانی ویلفیئر انٹر نیشنل)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفہ اور دنیائے سنیت کی آبرو تھے آپ کی دینی و ملی خدمت کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی (علامہ سراج اظہر قادری، خطیب وامام پھول گلی مسجد ممبئی ہند)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے علمی کمالات سے ایک دنیا کو سیراب فرمایا (مولانا سعید نوری، جنرل سیکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی ہند)

*شاہ صاحب علالت کے باوجود اپنا مشن جاری رکھے ہوئے تھے آپ کی خدمات کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ (علامہ عارف رضوی، ممبئی)

*شاہ صاحب کے وصال پر بے حد افسوس ہوا (صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، صدر جمعیت علماء پاکستان)

*شاہ صاحب نے نوجوانوں کو خدمت اسلام کا ایک نیا ولولہ عطا فرمایا، آپ نے اپنی زندگی مخلوق خدا کے لئے وقف کر رکھی تھی ہر چھوٹے بڑے کی بات بغور سنتے اور اس کا ازالہ فرماتے (ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، رکن اسلامی نظریاتی کونسل)

*اللہ تعالیٰ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (مفتی شمشاد احمد مصباحی، جامعہ امجدیہ یوپی ہند)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا وصال نہ صرف عوام پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اللہ تعالیٰ ان کی دینی، ملی اور سماجی خدمات کو قبول فرمائے (سید عقیل انجم قادری، صاحبزادہ افتخار احمد عباسی، میاں منیر احمد سہروردی، قاضی احمد نورانی، عہدیداران جمیعت علماء پاکستان (نورانی)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال سے امت مسلمہ میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے آمین (مولانا غلام سبحانی، ضیاء القرآن مسجد آرلنگٹن ٹکساس)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے سنیوں کے عقائد کو پختہ کرنے میں اہم کردار ادا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے (محمد نصیر شریف رضوی، حیدر آباد، دکن ہند)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لئے طویل جدوجہد کی (محمد شاہ رخ قادری، محمد یونس قادری، سکندری یوتھ آرگنائزیشن)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے ساری زندگی علمی کام کیا ان کو خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین ذریعہ ان کے ایصال ثواب کے لئے مساجد مدارس اور دینی لائبریریوں کا قیام ہے۔ (مولانا محمد سلیم قادری، نگراں بزم رضویہ اہلسنّت وجماعت)

*شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال پر ہمیں اپنے والدین کے انتقال سے زیادہ افسوس ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہمارے درمیان سے چلی گئی۔ (مولانا شیر زمان ضیائی، کویت)

ساتواں باب

مناقب

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

اے سید شاہ تراب الحق

حضرت علامہ بدرالقادری (ہالینڈ)

عالم ربانی، مبلغ سنیت، ماہر دین وسیاست حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی صدر جماعت اہلسنّت پاکستان کی ہالینڈ تشریف آوری (۲۷ جون ۲۰۰۴ء) کے موقع پر تحریر کردہ تہنیتی کلام۔

اے منادی دیوان حق   اے سید شاہ تراب الحق
روئے باطل ہے تجھ سے فق   اے سید شاہ تراب الحق
اے سید شاہ تراب الحق

ہر دعا ، پئے آمین نہیں   صلح کلیت دین نہیں
حق والوں کا یہ آئین نہیں   درس احقاق ہے سخت ادق
اے سید شاہ تراب الحق

سرمایہ بیش بہا ہے تو   قاری مصلح کی ادا ہے تو
اعلٰی حضرت کی صدا ہے تو   قصر نجدیت تجھ سے شق
اے سید شاہ تراب الحق

فاسق فاجر اب رہبر ہیں   گمرہ، ملت کے لیڈر ہیں
علماء پر ذمے اکثر ہیں   قل اعوذ برب الفلق
اے سید شاہ تراب الحق

کیسے فتور کا وقت آیا   خود ڈستا ہے اپنا سایا
نیکی کی پلٹ گئی کایا   کل جو ناحق تھا آج حق
اے سید شاہ تراب الحق

تو ہے وہ مرشد روحانی   سمجھائے جو رمز قرآنی
پا کر تری نسبت عرفانی   ہیں سینکڑوں دل گویا حق حق
اے سید شاہ تراب الحق

تو رہبر اہلسنّت ہے   تیرے قدموں میں برکت ہے
سچ بولنا تیری عادت ہے   تیرے خطبوں سے ہے واضح حق
اے سید شاہ تراب الحق

اللہ کرے آئے وہ گھڑی   برپا ہو نظام مصطفوی
اور تو ہو از فیضان نبی   مسند سیادت کی رونق
اے سید شاہ تراب الحق

حق کی مٹی سے خوشبوئے حق ملے گی
تراب الحق سے کیا تقویٰ کی بو نہ ملے گی؟؟

مرد مومن سے ملقب ہوا میرا شاہ سید
مرد حق کی خوبی اور کس میں ملے گی

قائد بھی ہیں ، قیادت میں تمہارے شاہ
علماء کے مرکز میں یہ نظیر کس کی ملے گی؟

ہاں پاؤ گے یہ نظیر فی شیوخ اہل السنۃ
نایاب ہے، کمیاب ہے، بہت کم ہی ملے گی

محب سید و اہل بیت ہے یہ گناہ گار
مولا کے صدقے مولا سے بخشش ملے گی

تاریخی مادہ ہائے سن وصال

از : حضرت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی

امیر جماعت اہل سنت کراچی، نقیب مسلک رضا حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

سید شاہ تراب الحق قادری

(74+306 +603+139+315=1437)

اپنے نام کے اعداد کے شمار والے سال تک جیے

۱۴۳۸ھ

محب اولیاء، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
بتوفیقِ حق، مردِ مومن مردِ حق
واصل امیر جماعت اہل سنت
بلند نسب، ترجمان اہل سنت
عطائے حق، ترجمانِ اہل سنت
صاحب اثر مہربانِ سنیت
دعا جوید، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
از دعا یاد، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
علوم رتبہ، محمدی سنی، حنفی، قادری
والا صفات، رحمۃ اللہ علیہ
مداح رسول، حبیب رضویاں
از رہِ حب مصطفیٰ، مقبول خاص و عام
از حب رب العالمین، مقول خاص و عام

۲۰۱۶ء

سوانح فیض رضا
سوانح نقیب مسلکِ رضا
گو، عاشق اعلیٰ حضرت
زاہد حق نقیب مسلک رضا
مؤحد، غریق رحمت
بدرگاہِ حبیب، طالب مغفرت
وجیہہ، صاحب فیض رضا
با کمال، صاحب افکار اعلیٰ حضرت
مشہور عالم مسلک حق اہل سنت و جماعت

حضرت تاج الشریعہ کے تعزیت نامہ میں تین القاب درج ہیں ''نقیب مسلک رضا'' ''حبیب رضویاں'' ''مقبولِ خاص و عام'' میں نے یہ تینوں بھی شامل کر لئے ہیں۔ حروف کے اعداد شمار کرنے میں یا کسی طرح کوئی غلطی ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ کاوش : کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہٗ

❁❁❁

آہ ایک اور مرد مجاہد چلا گیا

از : علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی مسقط عمان

افتخار اہل حق، ترجمان سُنّیت، مرجع العلماء، افضل الفضلاء، عاشق شاہِ زمن، نازش اہل سنن، مجاہد اسلام، سربراہ اہل وفا، پیر طریقت، رہبر شریعت، مرد مومن، مرد حق حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند) کی بارگاہ میں خراج عقیدت۔

ذی قدر تراب الحق، ذی جاہ تراب الحق — اسرار شریعت کے، آگاہ تراب الحق
دکھلائے زمانے کو افکار کے وہ جوہر — حیرت سے پکار اُٹھے، سب واہ تراب الحق
کیا سوز بلالی تھا کیا جذبِ اویسی تھا — تو عاشق صادق تھا، واللہ تراب الحق
کردار کے جلووں میں کھویا تھا جہاں سارا — افسوس ہوئے رخصت، ناگاہ تراب الحق
سکتے میں زمانہ ہے، رحلت کی خبر سن کر — غمگیں ہیں اہل حق، سب آہ! تراب الحق
تو فکرِ رضا کا اک، بے باک مجاہد تھا — فرقت ہے تری ہم کو، جانکاہ تراب الحق
ہر دشمن ایماں پر، غالب تھی تری جرأت — ناکام رہے سارے، بدخواہ، تراب الحق
مسلک کی حفاظت سے، پیچھے نہ ہٹے تا عمر — تجھ پر نہ چلا جبر واکراہ تراب الحق
بڑھ چڑھ کے سدا تو نے ملت کی حمایت کی — کس درجہ تھی ملت کی پرواہ تراب الحق
مدھم نہ کبھی ہوں گے جلوے تیری حکمت کے — تو نیر ملت ہے اے شاہ تراب الحق
چھوڑیں گے نہ ہرگز ہم دستور عمل تیرا — تا حشر رہے گا تو ہم راہ تراب الحق
ذرے تیری چوکھٹ کے ہم دوش ثریا ہیں — تو عشق رسالت کا اک ماہ تراب الحق
تا حشر رہے تیرے مرقد پہ گہرباری — اعزاز تجھے بخشے اللہ تراب الحق
کردار حسینی کے بنتے ہیں جہاں انجم — انوار کا مرکز ہے درگاہ تراب الحق
ہاتھوں میں ہے جن کے بھی اے شاہ تیرا دامن — وہ لوگ نہیں ہوں گے گمراہ تراب الحق
اعجاز وشرف تیرا کیا مجھ سے بیاں ہوگا — ہے فکر فریدیؔ تو کوتاہ تراب الحق

❁❁❁

ہدیہ عقیدت

بحضور جگر گوشہ غوث اعظم جیلانی قدس سرہ، خلیفۂ اعظم مولانا مصطفی رضا بریلوی قدس سرہ
پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ، مصلح الدین گارڈن، کراچی

☆☆☆☆☆

نتیجہ فکر ابوالفتح حافظ نثار احمد قادری رضوی اختری، دارالعلوم امجدیہ کراچی

پاسبان مسلک احمد رضا — میر اہلسنّت وحق آشنا
شبہہ تراب حق نما شیر خدا — واقف اسرار و کامل رہنما
بحر فیض مصلح الدیں و رضا — دلبر غوث و علی و مصطفی
صورت و سیرت نظام مصطفی — صاحب نور فراست باخدا
ملک میں بھی چاہو گر نبوی نظام — تھام لو دامن تراب الحق کا
اے وطن کے باسیو ہر مرض کی — ہے دوا بس اک نظام مصطفی
چور اچکے بدامن بہروپیے — باخدا ہو جائیں گے یا زیرِ پا
ہے نظام مصطفی ضامن ترا — عزت و اولاد و جان و مال کا
ملک و ملت کے جوانو آؤ ہم — آج سب مل کر کریں عہد وفا
ہے جماعت اہلسنّت بس ہمیں — شبہہ تراب الحق ہیں اپنے رہنما
ایلے گیلے ہیں بہت قائد مگر — منفرد ہے سب میں یہ قائد مرا
متقی و پارسا حق کا ولی — حق کہے ہر آن ہر جا بر ملا
خدمت مخلوق حق انکا شعار — قادری رضوی ہے فیض ان کی عطاء
غرض اطلاق ان پہ ہے لاریب فیہ — امنوا وکانوا یتقون کا
نعمت حق ہیں تراب الحق مرے — سرزمین پاک پر شکر خدا
وقف دین وملت ان کے صبح و شام — خدمت اسلام و سنت میں سدا
سنیت کی آپ سے پہچان ہے — رضویوں کی ہے تراب الحق صدا
شیر حق کی ہے صدائے حق جہاد — منکر حق پر ہے گو قہر خدا
اے تراب الحق ابن بو تراب — واحفظ الشافی لک من کل داء
انت لی نعم الاحب ماسوی — افتخار دین و شبہہ اختر رضا
فضل مرشد سے نثار اختر ہمیں — قائد و رہبر تراب الحق ملا

شریعت اور طریقت کی ضیا حضرت تراب الحق

از : علامہ سید قدسی مصباحی

شریعت اور طریقت کی ضیا حضرت تراب الحق
مسلمانوں کے نوری پیشوا حضرت تراب الحق

خطابت ہو کہ ہو تحریر یا تدریس کا میداں
رہے ہر گام ذیشاں مقتدا حضرت تراب الحق

گذاری حق کی ترویج واشاعت میں حیات اپنی
مقدس دین کے تھے رہنما حضرت تراب الحق

نہ آیا حرف شکوہ لب پہ وقتِ آزمائش بھی
سراپا پیکرِ صبر و رضا حضرت تراب الحق

رہے پر جوش داعی مسلکِ احمد رضا کے وہ
تھے حق گو، حق نگر، حق آشنا حضرت تراب الحق

زمانہ اب بھی ہے مداح ان کی طرزِ الفت کا
عجب مخلص تھے آل مصطفیٰ حضرت تراب الحق

دعائے مفتی اعظم کی کچھ ایسی ہوئی تاثیر
بنے ہر دلعزیز اور با صفا حضرت تراب الحق

کبھی یہ اہل سنت بھول پائیں غیر ممکن ہے
تھے ایسے حاملِ خلق و وفا حضرت تراب الحق

❁❁❁

افسوس آج سنیوں کے رہنما گئے

افسوس آج سنیوں کے رہنما گئے
سب مقتدی کھڑے رہے وہ مقتدا گئے

اب شمع علم کون جلائے گا ان کے بعد
وہ اپنے بعد چھوڑ کر کتنا خلا گئے

سارے مرید آنکھوں میں آنسو لئے ہوئے
بے چین و مضطرب ہیں شہِ باصفا گئے

فیض رضا کہوں یا کہ حسنِ ضیا کہوں
تم سنیوں کو ٹھوس عقیدہ سکھا گئے

کیسے سنبھالیں خود کو اجاگر ہمیں بتا!
ہم ہوگئے یتیم کہ وہ پیشوا گئے

❁❁❁

تراب حق رہِ حق کے وقار اب نہ رہے

از : کوثرچشتی نیویارک امریکہ

تراب حق رہِ حق کے وقار اب نہ رہے
تھا جن پہ مسلک وملت نثار اب نہ رہے

ہیں رشک بار مسلمان ان کی فرقت میں
جو درد قوم کے تھے غمگسار اب نہ رہے

زمانہ جن کی خطابت سے مستفیض ہوا
وہ بزم علم کے امن و قرار اب نہ رہے

تھا خلق ایسا کہ ہر شخص ان کا تھا شیدا
جو اعلیٰ قدر کے تھے شہ سوار اب نہ رہے

تمام عمر کٹی ان کی خدمتِ دین میں
نبی کے وارث والا تبار اب نہ رہے

میں دردوغم سے ہوں بے حد نڈھال اے کوثؔر
ہمارے دین کے وہ پاسدار اب نہ رہے

منقبت حضرت علامہ شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ

کلام: سید وجاہت رسول تاباں قادری

سچائی کا امین تھا دھنِ تراب حق
حق گوئی کا نشان تھی تیغ ترابِ حق

شہر وفا میں دھوم ہے ذکرِ رسول کی
یہ بھی ہے سعی و کاوش عشق ترابِ حق

سنتا تھا درد دل کا قصہ جو غمگسار
وہ آشنا سپاس تھا شاہ تراب حق

تیغوں کے سائے میں پڑھی جس نے نماز عشق
اس دور میں دکھاؤ تو مثل ترابِ حق

تنظیم ، اتحاد اور ایمان کی لگن
اہل سنن کے سر پہ ہے قرض ترابِ حق

درویشی، انکساری و حبّ نبی پاک ﷺ
یہ کل متاع زیست تھی بہر ترابِ حق

یارب کمال ”عبد“ ہو مثل سراج حق
دیکھیں انہیں تو کہہ اٹھیں ترابِ حق

دیکھا جو عبد حق کو تو عکس جمیل ہیں
صورت و حسن سیرت شاہ ترابِ حق

تکفیر کا تلک جو کرتے تھے آج وہ
بن کر ”منیب“ آئے ہیں پیش ترابِ حق

کہتے ہیں لوگ آج کہ وہ مردِ حق اٹھا
روئیں گے صدیوں جس کو بنام ترابِ حق

اک بزمِ مصطفیٰ ہے یہ،طیب بلائے آئے ہیں
دیکھےتو کوئی آکے یاں شانِ تراب حق

تاباؔں مقدر اپنا ہو ، گر تم بھی چل سکو
اک عزم بالیقین سے راہ ترابِ حق

❁❁❁

منقبت

حضرت امیر اہلِ سنّت شاہ تراب الحق قادری نوری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

(سرپرستِ اعلیٰ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، انٹرنیشنل، کراچی)

کلام: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری تاؔباں

حق گو ہیں حق پسند ہیں حضرت ترابِ حق
اک مردِ حق ہیں بے گماں حضرت ترابِ حق

سنگم ہیں قادریّت و برکاتیّت کے آپ
ناشر ہیں رضویّات کے حضرت ترابِ حق

غوث الوریٰ ہیں شاہِ ولایت بفضلِ حق
غوث الوریٰ کے نائب ہیں حضرت ترابِ حق

ہیں عبدِ حق نائب سجّادہ بے شبہ
آئینۂ سیرتِ حضرت ترابِ حق

ظلمت کدہ میں آج ہے روشن سراجِ حق
یہ ہے کرامت آپ کی حضرت ترابِ حق

مسجد کے بام و در سے خوش آتی ہے یہ صدا
صَلّوا عَلَی النَّبِیِّ الاُمّیِ لِقُرْبِ حق

ذرّوں سے دیکھی گونجتی تکبیر ربِّ حق
سجدے جہاں پہ کرتے ہیں حضرت ترابِ حق

باطل کا معاملہ ہو تو سیف یَدُاللّٰہی
مومن کا معاملہ ہو تو رحمت ترابِ حق

ان پر نثار سنّی ہیں پیر و جوان سب
اک انجمن علم ہیں حضرت ترابِ حق

وہ ہیں ہلالِ شرف فلکِ عزّو جاہ کے
برتر قیاس سے ہیں حضرت ترابِ حق

احمد رضا سے رشتہ ہے عشقِ رسول ﷺ کا
فکرِ رضا کے حامل ہیں حضرت ترابِ حق

جب بھی کسی نے بات کی میلاد کے خلاف
مثلِ شہاب لپکے ہیں حضرت ترابِ حق

تسلیم غیر کو بھی ہے جاہِ ترابِ حق
شہرِ وفا کی شانِ قیادت ترابِ حق

لرزہ عدو پہ طاری بنامِ ترابِ حق
شیرِ خدا کی گھن گرج حضرت ترابِ حق

وہ اہتمامِ محفلِ میلاد ہے کہ آج
ہر گھر سجا ہوا ہے بہ نُجّت ترابِ حق

پڑھتے نمازِ عشق ہیں تیغوں کے سائے میں
اس رسمِ عاشقی کی ہیں رفعت ترابِ حق

جمع یہاں ہیں ارد گرد سب اہلِ قربِ حق
حق رہنما دلیل ہیں حضرت ترابِ حق

حَیَّ عَلَی الفَلَاح کی دعوت پہ دوڑ کے
آتے ہیں لوگ دور سے بہ نہضت ترابِ حق

ہر معاملے میں کرتے ہیں یہ فتح بابِ حق
ہیں منبعِ دانائی و حکمت ترابِ حق

روشن ہے مصطفیٰ ﷺ سے جو شیدا ہے آپ کا
چشم و چراغِ زہرہ (رضی اللہ عنہا) ہیں حضرت ترابِ حق

اللہ (عزّوجل) رکھے ان کو سلامت بہ کرّ وفر
اہلِ سُنن کی آن ہیں حضرت ترابِ حق

یکتائے روزگار کو تاؔباں مرا سلام
وہ نازشِ خطاب ہیں حضرت ترابِ حق

❁❁❁

اک پھول نبی کے گلشن کا، میرا سوہنا شاہ تراب الحق

ازنتیجہ فکر: شاعر اہلسنّت ڈاکٹر رفیق نشتر

اک پھول نبی کے گلشن کا، میرا سوہنا شاہ تراب الحق
وہ غوث کا دل وہ جان رضا، میرا سوہنا شاہ تراب الحق

وہ ماہ رخ و رخشندہ جبیں، وہ مظہر شان مصلح الدیں
وہ منبع بحر جودو سخا، میر اسوہنا شاہ تراب الحق

وہ قائد اہلسنّت ہے، وہ روح رواں ملت ہے
بے مثل خطیب شعلہ نوا، میر اسوہنا شاہ تراب الحق

سر چشمہ رشد و ہدایت بھی وہ مخزن علم و فضیلت بھی
وہ گنج متاع بیش بہا، میر اسوہنا شاہ تراب الحق

اک ذکر یہی محفل محفل، اک شور یہی منزل منزل
ہے راہبروں کا راہنما ، میرا سوہنا شاہ تراب الحق

کیوں کیف نہ دل پر طاری ہو، جب شیخ کی مدحت جاری ہو
اور سامنے خود ہو جلوہ نما، میرا سوہنا شاہ تراب الحق

وہ راحت جانِ عالم ہے، وہ فیض رسانِ عالم ہے
خلقت کے لیے مصروف دعا، میرا سوہنا شاہ تراب الحق

ہیں اور بھی اہل فکر ونظر، ارباب طریقت میں نشتؔر
وہ سب سے الگ وہ سب سے جدا، میرا سوہنا شاہ تراب الحق

❁❁❁

نامہ سپاس

علامہ پروفیسر قاری ریاض احمد بدایونی
سابق پرنسپل پریمیئر کالج کراچی

(وصال سے پہلے لکھا گیا کلام)

اہلسنّت کی جماعت کے امیر
ہیں جو حاجت مند لوگوں کے نصیر

باعث کونین ﷺ کے ہیں متبع
سرور دارین ﷺ کے ہیں متبع

وہ جو ہیں آل محمد مصطفی ﷺ
یاد گار مجتبیٰ و مرتضیٰ

شہ تراب الحق امیر عاشقاں
رہنمائے مومنات و مومناں

درس قرآن کے محرک شاہ تراب
قادری مسلک کے سالک شاہ تراب

پورے پاکستان کے ہوں یہ امیر
ان کے دم سے ہوں عقیدے مستنیر

یہ جدھر جائیں اندھیرے دور ہوں
ان کے نقش پا چراغ طور ہوں

ہیں مسلمانوں کے محسن لاکلام
عشق شاہ دوسرا ﷺ ان کا پیام

کاذبوں کے واسطے قہر اِلٰہ
غاصبوں کو یہ نہیں دیتے پناہ

اعلیٰ حضرت کی جو تعلیمات ہیں
ان کے روز و شب کے معمولات ہیں

یاالٰہی ان کو عمر خضر دے
ان کو مالا مال کر برکات سے

خضر کی عمر اے ریاض ان کو ملے
ان کو فارغ کردے کل حاجات سے

❁❁❁

گونجتا ہے ہر سمت ترانہ حضرت شاہ تراب الحق کا

کیوں نہ ہو میرا دل دیوانہ حضرت شاہ تراب الحق کا
دل سے ہے شیدا ایک زمانہ حضرت شاہ تراب الحق کا

عالم و فاضل، شیخ طریقت ، عاشق صادق، صاحب عظمت
کس کا ہے منصب کفر مٹانا ،حضرت شاہ تراب الحق کا

دل سے کی اسلام کی خدمت ،رب نے عطا کی ان کو عزت
گونجتا ہے ہر سمت ترانہ حضرت شاہ تراب الحق کا

کوئی کسی کا دیوانہ ہے کوئی کسی کا پروانہ و شیدا
میرے لبوں پر ہے افسانہ حضرت شاہ تراب الحق کا

عشق نبی پہچان ہے ان کی عشق نبی ہی آن ہے ان کی
کام ہے روشنیاں پھیلانا حضرت شاہ تراب الحق کا

کیسی خطابت فرماتے ہیں،سب کے دلوں کو گرماتے ہیں
خوب بھرا رب نے پیمانہ حضرت شاہ تراب الحق کا

جب مہ عرفان کے پی لو چاک گریباں اپنے سی لو
شام و سحر وا ہے میخانہ حضرت شاہ تراب الحق کا

❁❁❁

رہبر و رہنما تراب الحق

رہبر و رہنما تراب الحق — میرے دل کی صدا تراب الحق
جان و جانان اہلسنّت ہیں — جان پر مدعا تراب الحق
دل کا چین اور آنکھ کی ٹھنڈک — تیری ہر ہر ادا تراب الحق
دین حق کی سربلندی کو — تو نے ثابت کیا تراب الحق
استقامت رہی جسے حاصل — ہے وہ روشن دیا تراب الحق
علم و عرفان و کیف و مستی کا — جام تجھ کو ملا تراب الحق

❁❁❁

سنت حق کی صدا ہیں حضرت شاہ تراب

سرور دیں پر فدا ہیں حضرت شاہ تراب — سنت حق کی صدا ہیں حضرت شاہ تراب
جانشینی حضرت مصلح ان کو مل گئی — کیا انوکھے دلربا ہیں حضرت شاہ تراب
عالم و فاضل ہی کیا یہ مرشدی برحق بھی ہیں — نائب احمد رضا ہیں حضرت شاہ تراب
دین احمد کے مبلغ ہیں یہ اٹھتے بیٹھتے — منفرد مدحت سرا ہیں حضرت شاہ تراب
ہے تراب الحق کی صورت میں جمال اولیا — مشعل راہ ہدا ہیں حضرت شاہ تراب
اہل ایماں کے لئے سرتابہ پا پیغام حق — داعی امن و وفا ہیں حضرت شاہ تراب
نسبت غوث الوریٰ سے ہوگئے ہیں مالا مال — با صفا و باولا ہیں حضرت شاہ تراب

لاڈلے حضرت ضیاءالدین کے خاصی یہ ہیں
عاشق احمد رضا ہیں حضرت شاہ تراب

❁❁❁

تراب الحق، تراب الحق، تراب الحق، تراب الحق

از : محمد علی انصاری

پہاڑوں کا سا استقلال ہے جس کے تکلم میں   سمندر سا سکوں جس کی خموشی میں جھلکتا ہے
وہ اک آواز جو سچائی کے نغموں کا پیکر ہے   انھی نغموں کا نور اس کے حسیں رخ پر برستا ہے
محبِّ اہلسنّت کے لئے تعبیر خواب الحق
تراب الحق، تراب الحق، تراب الحق

نبی کی سنتوں کو عام کرنا جس کا مقصد ہے   اسی کے دم سے قائم روح عشق مصطفی بھی ہے
کرم سرکار ﷺ کا جسکی بدولت ہم پہ ہوتا ہے   ہمارے درمیاں وہ مرکز صدق و صفا بھی ہے
مرے سرکار کے دم سے بنا جو آفتاب الحق
تراب الحق، تراب الحق، تراب الحق

بنایا ہے اسے اللہ نے گفتار میں ایسا   وہ جو گرجے تو گستاخ نبی کے دل دہل جائیں
مگر میرے نبی سے اسکا کچھ ایسا تعلق ہے   بنے جو موم تو موم سے پتھر پگھل جائیں
کتاب عشق ختم المرسلیں کا ایک باب الحق
تراب الحق، تراب الحق، تراب الحق

ستارہ آسمان عشق احمد کا وہ ایسا ہے   کہ جس کو دیکھ کر عشق محمد دل میں جاگ اٹھے
وہ جس کے جسم سے عشق نبی کی روشنی پھوٹے   وہ جس کی گرمی گفتار سے شیطان بھاگ اٹھے
ہر اک گستاخ پر گرتا ہے جو بن کر شہاب الحق
تراب الحق، تراب الحق، تراب الحق

خدائے بزرگ و برتر کے ہم پر کتنے احساں ہیں   نبی کے فضل سے ہم پر خدا کی خاص رحمت ہے
ادا جتنا کریں ہم شکر اسکا اے علی کم ہے   ہمارے درمیاں وہ ذات فخر اہلسنّت ہے
نبی کا ہے برائے اہلسنّت انتخاب الحق
تراب الحق، تراب الحق، تراب الحق

ہر اک سنی محبت سے پکارے شاہ تراب الحق

از: حضرت علامہ حافظ نثار احمد قادری، مدرس دار العلوم امجدیہ کراچی

خدا کے شیر پیارے مصطفی کے شاہ تراب الحق   چہار اصحاب و اہلبیت والے شاہ تراب الحق
علی و فاطمہ حسنین غوث پاک کے پیارے   امام اعظم و احمد رضا کے شاہ تراب الحق
محمد مصطفی حامد رضا جیلانی و اختر   رضا و قطب طیبہ کے بھی پیارے شاہ تراب الحق
محدث ازہری مفتی وقار دین کے پیارے   جناب مصلح الدین کے نظارے شاہ تراب الحق
امیر اہلسنّت پیشوائے اہل حق بیشک   ہر اک سنی محبت سے پکارے شاہ تراب الحق
بقول کاظمی پہچان سنیت ہے نام انکا   دیئے اوصاف تجدیدی خدا نے شاہ تراب الحق
شہنشاہ ولایت نے دی شہباز خطابت کو   ولایت با کرامت با خدا ہے شاہ تراب الحق
مبلغ آج ان سا ہو کوئی تو سامنے آئے   جناب مصلح الدین کی دعا ہے شاہ تراب الحق
قیادت آج خود نازاں ہے موصوف قیادت پر   وہ قائد اہلسنّت کو ملا ہے شاہ تراب الحق
وہ مرد مومن و مرد مجاہد مرد حق غازی   تراب الحق تراب الحق صدا ہے شاہ تراب الحق
قبول حق قبول خلق سے آشکارہ ہے   کہ ہر سنی دل و جاں سے فدائے شاہ تراب الحق
عمامہ و کلاہ وریش و جامہ نوری و رضوی   شریعت اور طریقت کی ادا ہے شاہ تراب الحق
نبی اصحاب اہل بیت علی حسنین زہرا کا   گل باغ رضا و غوثیہ ہے شاہ تراب الحق
کمال علمِ شرع ظاہری کیا پوچھئے کہ جب   طریق باطنی کا رہنما ہے شاہ تراب الحق
کرم شفقت محبت خندہ پیشانی عطا بخشش   جلال حق جمال دین والے شاہ تراب الحق
سیاست سے نہیں مطلب مگر نور فراست سے   زمانے بھر پر چھا جائے جو چاہے شاہ تراب الحق
شعار خدمت خلق خدا بے لوثی حق گوئی   و بے باکی سے سر اونچے جسکا ہے شاہ تراب الحق
سلام اے مرکز امید ملت قوم کے رہبر   حوادث سے خدا تم کو بچائے شاہ تراب الحق
نثار اختر پہ تھی، ہے، ہو عنایت کی نظر دائم   ہو پیارے مرشدی اختر رضا کے شاہ تراب الحق

جان اہلسنّت و پہچان ما

از: حضرت علامہ حافظ نثار احمد قادری، مدرس دار العلوم امجدیہ کراچی

رہنمائے دین و ملت شبہ تراب — فاطمہ زہراء کے گلشن کا گلاب
قادری بو نوری رنگ رضوی مہک — مصلح الدین قادری کا انتخاب
عالم شرع و طریقت معرفت — واصل حق الحقیقت آنجناب
گلشن باغ رضا کی ہیں کلی — شہر عرفان ولایت کے شہاب
نسل نبوی میں ہے بچہ بچہ نور — نور سے ہوتا ہر اک زاہ یاب
راہ حق اسلاف کا طور و طریق — آپ ہیں اسلاف کی روشن کتاب
ہیں عزیز جان اہلسنّت اور — مرجع مخلوق حق انکی جناب
میرے مرشد کو بھی ہیں محبوب اور — اولیائے حق کو بھی سید تراب
کیوں امیر اہلسنّت ہو نہ وہ — جس کو دیں علماء اہل حق خطاب
جان اہلسنّت و پہچان ما — حضرت علامہ سید شاہ تراب
ہے رضائے مصطفی مطلوب گر — دامن انکا تھام لو بڑھ کر شتاب
دامن سید سے وابستہ ہوا — دین و دنیا آخرت میں کامیاب
برکت علم و عمل حب نبی — فیض رضوی قادری انکی جناب
بوئے سید شبہ تراب الحق سے ہے — مست امجدیہ چمن کا ہر گلاب
شہسوار راہ عرفان حبیب — اور طریقت کے ہیں گویا ماہتاب
عظمت شبہ کا ہے ہر اک معترف — گرچہ ہو خود علم کا وہ آفتاب
نام شبہ سے چہرہ کھلتا ہے مگر — زلزلہ ایوان نجدی میں بپا
منکرین فضل پر گو ہے عذاب — کرتے ہیں آوازِ حق سے آنجناب
السلام اے قادری گلشن کے پھول — حضرت علامہ سید شاہ تراب
عالم علم لدنی ہیں حضور — اور نثارؔ اخترؔ فقط دود کتاب
اپنے فیض باطنی اختری — قادری رضوی سے کر دو فیضیاب
اے مرے مرشد کے منظور نظر — ہو نثارؔ اخترؔ پہ فیض بے حساب

سنیوں کی جان حق کا پاسباں

مسلک احمد رضا کا ترجماں — سنیوں کی جان حق کا پاسباں
ہر عقیدت مند ان سے فیضیاب — اہلسنّت کے لئے اک سائباں
جرأت و ہمت کا پیکر باخدا — عدل و حرمت اور صداقت کا نشاں
علم میں تقویٰ میں اور تقریر میں — لوگ کہتے ہیں شہنشاہ بیاں
اس کا چہرہ یاد حق کا آئینہ — جو بھی دیکھے لب پہ ذکر حق رواں
جس کی ہیبت قصر باطل پر محیط — منہ چھپائے باطل آئے وہ جہاں
ہر گھڑی دین نبی کے واسطے — اک محافظ ہے ہمارے درمیاں
مرکز فیض رضا و غوث ہے — پیر میرا اور اس کا آستاں
نام لیتا ہوں ادب سے اس طرح — شاہ تراب الحق میرا دل اور جاں
وہ جواب اپنا ہیں خود اور لا جواب — شان کیا اکرم کرے ان کی بیاں

❁❁❁

محروم ونامراد نہ سائل کوئی گیا

مجموعہ اوصاف ولایت ہے جس کی ذات
اور ترجمان حق و صداقت ہے جس کی ذات
ایوانہائے باطل و اغیار دین میں
اک زلزلۂ حق و کرامت ہے جس کی ذات
خوف خدا و عشق نبی میں ہیں جو فنا
بر اہل ایمان شفقت ورحمت ہے جس کی ذات
محروم و نامراد نہ سائل کوئی گیا
سب سنیوں پہ رب کی عنایت ہے جس کی ذات
ہر بات ہے مطابق حکم خدا رسول
اور ہر عمل میں عامل سنت ہے جس کی ذات
آل نبی پاک بھی نائب رسول کا
اک پیکر و کمال و عزیمت ہے جس کی ذات
میدان معرفت ہو کہ راہ سلوک ہو
ہر راہ میں رہنمائے حقیقت ہے جس کی ذات
مرشد میرا وہ پیر میرا رہنما میرا
قلب وجگر کو باعث راحت ہے جس کی ذات
نام تراب الحق وہ میرا شاہ و بادشاہ
اکرؔم کے لیے لائق عزت ہے جس کی ذات

❁❁❁

نعرہ یہ لگتا رہے حضرت تراب الحق کا

کیا بیاں ہو مرتبہ حضرت تراب الحق کا
نجدیوں پہ دبدبہ حضرت تراب الحق کا
علم وحکمت کے ہیں پیکر یہ ہیں عالم باعمل
کتنا اعلی خلق ہے حضرت تراب الحق کا
ہو شریعت یا طریقت ان میں ہیں یہ باکمال
کتنا اعلی سلسلہ حضرت تراب الحق کا
سنیوں کے ہیں امیر اور سنیوں کو ہیں عزیز
سنیت پہ ہے کرم حضرت تراب الحق کا
مرد مومن مرد حق یا سیدی یا مرشدی
نعرہ یہ لگتا رہے حضرت تراب الحق کا
حق نما وحق نگر حق ہیں تراب الحق رہے
ڈنکا یہ بجتا رہے حضرت تراب الحق کا
کررہا ہوں میں دعا یارب دل غمگین سے
خادم صادق بنا حضرت تراب الحق کا
جھومتا ہے اپنی قسمت پہ یہ زاہؔد قادری
مجھ پہ ہے فضل و کرم حضرت تراب الحق کا

❁❁❁

وہ میرا پیر میرا رہنما تراب الحق

از : مولانا سید عبدالوہاب اکرم قادری

وہ میرا پیر میرا رہنما تراب الحق، میری مراد میرا مدعا تراب الحق

وہ جسکی نقل میری اصل سے بھی اعلی ہے
وہ جس کی بات ہر ایک گفتگو سے بالا ہے
وہ جس کی ایک توجہ نے غم کو ٹالا ہے
وہ جس کی یاد میرے قلب کا اجالا ہے

وہ میرا پیر میرا رہنما تراب الحق، میری مراد میرا مدعا تراب الحق

وہ جس کی ایک عنایت میں کام میرا ہوا
وہ جس کے نام کی برکت سے نام میرا ہوا
وہ جس کے در پہ میں بیٹھا تو دام میرا ہوا
وہ جس کی بات کہ تکیہ کلام میرا ہوا

وہ میرا پیر میرا رہنما تراب الحق، میری مراد میرا مدعا تراب الحق

وہ جس کا حسن نگاہوں کو بھا گیا میری
وہ جس کا چہرہ نظر میں سما گیا میری
وہ جس کا ہاتھ کہ کشتی ترا گیا میری
وہ جس کا ملنا کہ قسمت جگا گیا میری

وہ میرا پیر میرا رہنما تراب الحق، میری مراد میرا مدعا تراب الحق

وہ جس کو دیکھنا میرے لئے عبادت ہے
وہ جس کی ذات میرا مرکز محبت ہے
وہ جس کے دم سے میری زندگی میں راحت ہے
وہ جس سے نسبت و رشتہ میری سعادت ہے

وہ میرا پیر میرا رہنما تراب الحق، میری مراد میرا مدعا تراب الحق

وہ جس پہ رحمت رب علی ہے اے اکرؔم
وہ جسکو نسبت خیر الوریٰ ہے اے اکرؔم
وہ جو کہ نائب غوث و رضا ہے اے اکرؔم
وہ جسکے در کا تو ادنیٰ گدا ہے اے اکرؔم

وہ میرا پیر میرا رہنما تراب الحق، میری مراد میرا مدعا تراب الحق

❁❁❁

ہر طرف ہے نور پھیلا، شہ تراب الحق تیرا

از : مولانا محمد شاہ فیصل قادری مصباحی ساؤتھ افریقہ

ہر طرف ہے نور پھیلا، شہ تراب الحق تیرا
نوریوں ہی کا گھرانہ شہ تراب الحق تیرا

مست تھا ذکر خداوندی سے، ھر دم، بے شبہ
اس لیے ہر سو ہے چرچا، شہ تراب الحق تیرا

مظہر غوث الوری ہو آپ ، یہ ایمان ہے
کام تو جاری رہے گا، شہ تراب الحق تیرا

علم و ادب وفکر کو بخشی ہے تو نے زندگی
ہر طرف بجتا ہے ڈنکا، شہ تراب الحق تیرا

اپنے آقاؤں کے وعدوں کو ، نبھایا آپ نے
سلسلہ چلتا رہے گا، شہ تراب الحق تیرا

چودہ سو اڑتیس ھجری کے گئے تھے تین دن
پنجشنبہ وصل ٹھہرا ، شہ تراب الحق تیرا

شکر رب مصطفی سے مست ھے فیصلؔ بھی کہ
فیض روحانی ہے پاتا، شہ تراب الحق تیرا

شاہ فیصل خان قادری مصباحی بلرام پوری
خادم امام احمد رضا جامع مسجد
دار العلوم جامعہ المدینہ
جوھانسبرگ ساؤتھ افریقہ

❁❁❁

منقبت در پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی دامت برکاتہم

کیا خوب میں منگتا، تراب الحق کے در کا
میری گردن میں ہے پٹہ،تراب الحق کے درکا

یہ مانا سخت مجرم ہوں، گناہ میرے زیادہ ہیں
وسیلہ بھی تو ہے اعلیٰ، تراب الحق کے درکا

یہاں اپنے پرائے سب، کرم اک جیسا پاتے ہیں
جہاں میں خوب ہے چرچا، تراب الحق کے درکا

یہاں ہر بگڑی بنتی ہے، یہاں قسمت سنورتی ہے
کہ جانے کیا کوئی رتبہ، تراب الحق کے درکا

کہ اس دربار کے لاکھوں گدا ہیں، میں نہیں تنہا
ہے ہر کوئی یہاں شیدا، تراب الحق کے درکا

یہاں احمد رضا اور مفتی اعظم کا نائب ہے
جہاں میں چلتا ہے سکہ، تراب الحق کے درکا

ملی جس کو اماں ، قاری محمد مصلح الدین کی
ہے یہ اعجاز کس در کا تراب الحق کے درکا

مجھے مرسل حشر میں خلد کی حسرت نہیں کوئی
کہ بس مل جائے اک ٹکڑا، تراب الحق کے درکا

نتیجہ فکر:
محمد عتیق شاہ مرسل قادری

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ 5 ستمبر 2002

نذرانہ عقیدت

بحضور پیر طریقت، رہبر شریعت، شہنشاہ خطابت، مظہر اعلیٰ حضرت

سیدی و مرشدی حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد اہلسنّت کا، شہنشاہ ہے خطابت کا
متاع جان اور ایمان، میرا شاہ تراب الحق

جو سارے بدمذاہب لشکروں پر تنہا بھاری ہے
وہ جس کا وار ہر بے دین پر ہر بار کاری ہے

محافظ ساری ملت کا، ہے مظہر اعلیٰ حضرت کا
میرا مسلک میری پہچان، میرا شاہ تراب الحق

مقابل ہر شقاوت کا ، مخالف کی عداوت کا
میرا ہادی میر انگران، میرا شاہ تراب الحق

مجھے جو مصطفی ﷺ کے عشق کے آداب سکھلائے
صحابان نبی کی عظمتیں جو صاف بتلائے

وہ جس کا مسلک حق کے لئے ہی سارا جیون ہے
جو ہر اک دردمند سنی کے دل میں مثل دھڑکن ہے

وہ غازی ہر صحابت کا، وہ شہزادہ سیادت کا
وہ جس پہ جان و دل قربان، میرا شاہ تراب الحق

جو ہے سالار ملت کا، "جماعت اہلسنّت" کا
جو ہر سنی کا ہے ارمان، میرا شاہ تراب الحق قادری

بنایا جس نے مجھ عاصی کو بندہ غوث اعظم کا
کیا شیدا مجھے احمد رضا خان قطب عالم کا

دعا ہے یہ کہ اب وہ عمر خضر جاوداں پائے
اوراسکی کامرانی کا علم تا حشر لہرائے

جو رہبر ہے شریعت کا، میرا مرشد طریقت کا
شفاعت کا میری سامان، میرا شاہ تراب الحق

مسیحا اہلسنّت کا، سبب نزول رحمت کا
دل مرسل کا نگہبان ، میرا شاہ تراب الحق

جسے یہ ناز کہ وہ کرم مصلح الدیں پر
وہ جو کہ گامزن ہے نقش قدم مصلح الدین پر

جو ضامن استقامت کا ، خلیفہ ہے ہدایت کا
جو ہے اب میر کارواں، میرا شاہ تراب الحق

از: خاکپائے شاہ تراب الحق دامت برکاتہم القدسیہ
محمد عتیق شاہ قادری مرسل
۱۷ شعبان المکرم، ۱۴۱۹ھ
بمطابق 6 دسمبر 1998ء۔ بروز اتوار

منقبت

بحضور خلیفۂ مفتی اعظم ہند پیر طریقت رہبر شریعت مرد مومن مرد حق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

ہیں عطائے خدا شاہ تراب الحق | نائب اولیاء شاہ تراب الحق
عاشق مصطفی شاہ تراب الحق | فیض احمد رضا شاہ تراب الحق
عظمت مصطفی کے سپاہی ہیں یہ | کلک احمد رضا شاہ تراب الحق
کیوں نہ رحمت پہ رب کی میں نازاں رہوں | مجھ کو مرشد ملا شاہ تراب الحق
ہے یقیں میری منزل ہے خلد بریں | ہیں میرے رہنما شاہ تراب الحق
مرشدی مجھ کو دامن میں رکھنا سدا | ہے میری التجاء شاہ تراب الحق
بانٹا عالم میں تم نے ہے فیض رضا | مجھ پہ نظر عطا شاہ تراب الحق
آپ کی اک نگاہ کا فیضان ہے | میری عز و بقا شاہ تراب الحق
کیسا اعلی مقدر ملا ہے مجھے | ہیں میرا پیشوا شاہ تراب الحق
کیوں ہو خطرہ مجھے زور شیطان کا | ہیں میرے مقتدا شاہ تراب الحق
اپنے عباسؔ کو رکھنا اپنا سدا | اسکی ہے التجاء شاہ تراب الحق

از خاکپائے علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
محمد عباس علی قادری، 23 مارچ 2012

❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از :ابوالحسان محمد رمضان گلفر چشتی قادری
فیڈرل B ایریا، واٹر پمپ عروج اسکوائر مدینہ آرٹ کراچی

بخدمت مخدومی مولائی ذخری لیومی وغدی لازالت شموش فیوضہ

سیدی تراب الحق القادری

ہے کریموں کی ادا خوئے کرم | چھانٹے ہیں غمزدوں سے درد و غم
شان والے صاحب عز و عظم | رکھتے ہیں ہر دم فقیروں کا بھرم
میں بھی اک ادنیٰ تیرا ہوں دردمند
خار را کن درچمن سرو بلند
رکھتے ہو تم دیں پسندوں پر نگاہ | گمراہوں کے واسطے ہو حق کی راہ
سنتے ہو اخلاص سے دکھیوں کی آہ | شد تراب الحق شہ بیکس پناہ
آپ کے ہوتے ہوئے ویراں رہوں؟
شکوہ سنج گردش دوراں رہوں؟
فقر ہو شکوہ کناں تو فقر کیا | ابر ہو بے محل تو پھر اثر کیا
نظر ہو بے بصر تو پھر نظر کیا | ذوق مردہ ہو تو نظم و نثر کیا
درد سے شکوہ دہر ہو الاماں
حق کا حامی دربدر ہو الاماں
دامن محبوب میں تنگی نہیں | نسبت دلدار افرنگی نہیں
دیر ہو تو خیر دو رنگی نہیں | یہ رضا والا ہے در بھنگی نہیں
جی رہا ہے آس پر ہوگی نظر
اک نہ اک دن گل پر برسیگا ابر

کونسی شب ہے نہ ہو جس کی سحر　　کونسی آندھی چلی آٹھوں پہر
کون سے خطے پہ دائم ہے قہر　　کونسا طوفاں رہا ہے عمر بھر
ظلمتوں میں نور آئیگا ضرور
آپکا گل پر کرم ہوگا حضور
میں بھی ہوں **لایقنطوا** پہ کاربند　　منتظر فیضان ہوں فکر بلند
آپ بھی ہو حسب وعدہ ارجمند　　کاٹتے ہو کب تفکر کے کمند
کب کلی پر قطرہ شبنم گرے
غنچہ محبوب کب **گلتر** بنے

ولاخیر فی الشکوی الی غیر مشتک　　الم تر ان البحر ینضب ماوہ‘
ولا بد من شکوی اذا لم یکن صبر　　ویاتی علیٰ حیتانہ نوب الدھر
الم تر ان الفقر یرحی لہ الغنی
وان الغنی یخشی علیہ من الفقر

ترجمہ:
سچ ہے کہ شکوہ نہ ہو باشکراں　　جب نہ ہو دریا میں پانی بھی رواں
صبر گر رخصت ہو پھر ہے بیگماں　　درد سے پھر تڑپتی ہیں مچھلیاں
فقر میں شاہی ہے امید و رجا
ہے غنا کو خوف ہر دم فقر کا

بارگاہ سیدی مخدوم ما
۔۔شاہ تراب الحق حبیبی دلربا

❁❁❁

RESPECT OF AULIA AND AKABIREEN WA SALEHEEN

Similarly, Syedi Shah Turab ul Haq (alyhe Rahmah) guided many like us how to respect the saints and elders of other spiritual chains. Masha Allah he had great quality of hiding flaws of other people (specially the elders) and making ordinary people feel that such things are not worth noting aseveryone has it. The followers were given this message in such beautiful words that they tend to agree without leaving any doubt in their minds.

TOLERANCE AND ACCEPTABILITY OF DIFFERENT BEHAVIOURS

Syedi Shah Sahb Alyhe Rahmah had the far-sightedness to tolerate on some matters, and some to apprehend. He would for sure pin point weaknesses and flaws that were having lasting effects at one hand. On the other, he would tolerate bigger things if those appear one timer and just having effect on small level.

believer of highest values of islamic/Eastem TRADITION(WAZADARI) It would be fair if I say that moral values (WAZADARI) would feel proud on itself to have operated through the hands of Syedi Shah Tuarb ul Haq Aly hy Rahmah. One cannot expect that we be blessed with such precious personalities until 2016 who behaved so nicely applying moral values (WAZADARI) in the society taking heavy losses into his personal account. I bear witness to the event where we were driving back from a Speech in Jalsa some 20KM away from Hazrat Shah Sahb's house. When one of us asked for the dinner on the way back (around midnight – in 1988), a simple reply from Shah Sahb was,"I have already taken my dinner and at this hour of day I do not eat". To that, I was thinking,high moral values should be learnt from this Buzrug Masha Allah. Two things from this event, One he did not make us feel why until so late we did not arrange dinner for him and two he simply describean excellent life style that we all should follow.

SPRITUAL CONTROL OF THE MEHFIL AND OBSERVATION OF TIMING

Shah Sahb's lovers know very well that he was the man of his word and amazingly punctual. The people who regularly attend the important Gatherings at Memon Masjid (Muslehuddin Aly he Rahmah Garden - like 27th Ramdhan, 12 Rabi ul Awwal and others) bear witness to the spiritual surrounding and full control of the attendees available in the Mehfil. Allow me to say if you do not feel I am exaggerating that Syedi Shah sahb used to have amazing control over the hearts of attendees in Mehfil. The recitation of Qirat, Naats and Qaseeda Shareef are dealt so nicely that no precious time was wasted and switching of one Naat Khuwan to

ماہنامہ مصلح الدین خصوصی شمارہ عرفان منزل ۲

spotless life style. His public speaking activities were always in addition to writing books, serving at DarulUloom, available in Masjid for Prayers 5 times daily and time allocated for Hujrashareef, International and regional travelling, Ameer JamaatAhlySunnat, high-level administrative matters along with numerous activities related to MaslakeAhly Sunnah wa Al Jamaa like inaugurations, convocations, trust deeds so on and so forth. One can't imagine Shah sahbQibla was working 16 hours on a daily basis. Truly, he was having amazing personality both in the performance of work and keeping ground level contact with all followers.

I am aware many people would be writing on the great services of Shah Sahb (alayhe Rahmah), therefore it would be wise to focus below on main areas and specific eventsfor the interestof Sahah Sahab slovers. Hope that other Muataqideen would also write giving right coverage to Shah Sahab's personality and contributions, which will make the publication highly successful.

HUMILITY

Those who were very close to Syed Shah Turab ul Haq Qadri Rahmatullah Alyeh know very well that he was the strongest believer of true conceptsof Islam (i.eAhle Sunnah Wa Al Jama'a) having very strong faith to the extent that it used to remind us our ascendants and the respectful ancestors (AslaafeKiram).He lived his life all the way through preaching these beliefs by speeches as well as putting them into practice, predominantly shown it in his behavior. His charismatic personality and belief of non-praising himself in the public gatherings makes it difficult for me to start writing this article with such titles, which he really deserves.People close to him observed his quality that combines humility and humbleness more than those who were not so familiar with the Shah Sahab and may construed it differently.Those, who were blessed tostayclose to him, knew it was his spotless self-respect that he kept such a good blend of openness as well as great discipline of respect when closing discussion on a particular topic.He would do that so that his humility may not be misused. It was particularly needed for those who are commonly try to breach the barriers of respect. Contrary to that I bear eye witness by my own eyes to the events where common men were having easy access and fearless conversation with Shah Sahb without a glimpse of hesitation on their faces. That proves all that his life's mission was to serveAhle Sunnah, selflesslyand seek Allah's mercy by showing softness with common people also. Alhamdolillah, he lived as true Sufi Saint and

great leader.

To view it from entirely a different dimension it is obvious that our elders and the pious predecessors have always maintained true humility due to its long lasting effects, using their far-sighting wisdom. Because main objective of their life is not to gain benefits, but only to serve religion and let Muslims embrace the true beliefs of the Sahaba, Tabaeen, Aemma Mujtahiddeeen and Auliyaae Kamileen.

3 - sincere desire & effort to inculcate true muslim BELIEFS

This unique quality of Shah Sahab makes him stand out amongst his peers. Regular listeners to his speeches would agree that while opening up the layers of meanings supported with Ayaat e Quran or Hadees Mubaraka (Aqwal e Sahaba and Aemmaa) he would not just give a little meaning of that particular concept but explain in fine details the historical background and other related events that the whole concept would be understood fully well in the minds of a large crowd having different understanding levels. The way I used to feel and connect meanings of his speeches in my mind is described as;

"Advice is like snow - the softer it falls, the longer it dwells upon, and the deeper it sinks into the mind".

Moreover, Shah Sahb would not stop there but come back on the subject and then make re-cap of the concept so nicely with salient features to be spelt out brief and handy for the listener to take away from a particular sitting. He was a scholar of great qualities but when it came to deliver an educational lecture he was really like a spiritual teacher. He truly had an enormous burning zeal to pour into the hearts and minds of all his followers the real faith (Eimaan) and all true beliefs of Ahly Sunnah Wa Al Jama'a.

ARDENT LOVE FOR ALAHZRAT

Hazrat Qibla Shah Turab ul Haq had great devotion for Ala Hazrat Imam Ahmed Rida Khan (Radi Allahu Anhu). Whenever Shah Sahab referred to any book or poetic verse of Ala Hazrat in his speech, he would first pronounce respectful titles for Ala Hazrat. Moreover, if the decree of Ala Hazrat was found in any matter of jurisprudence, Shah Sahab would take it as conclusive evidence. I must say he did not only prove to be the lover of great scholarly work of Alahazrat; rather he taught many like us (people who spend more time in worldly affairs) how to believe and love Syedi Imam e Ahly Sunnat.

حضرت علامہ سید شاہ تُراب الحق قادری کا خواب
میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کی تعمیر نو

ان شاء اللہ عنقریب تعمیراتی کام کا آغاز ہوگا

Website: www.ahlesunnat.net E-Mail: sitemaster@ahlesunnat.net

Unforgettable Memories of Syed Shah TurabulHaque

(may Allah shower His mercy upon him)
the great personality of the era 1944 to 2016
Syed Shah Turab ul Haq Qadri | Legend and Remarkable Religious Scholar
23-Oct-2016

INTRODUCTION

It's hard to believe that we will not hear the resonant voice of Hazrat Syed Shah Turab ul Haq (alayhe Rahmah), proclaiming at the beginning of every speech "before I explain further,I supplicate "Allah TabarakWaTaAlaapnaypiyareHabeeb e Labeeb Rauf ur Raheem alyehe Afdal-o- Salat Wa Tasleem ke Tufail mujhy Haq Kehnay aur Ham Tamam Muslamanoun ko Haq Sun Kar usey qabool karney, aur us Par Amal karnay ki Taufeeq Ata Farmaye."

Translation: May Allah the Supreme, though the medium of his beloved, the compassionate and merciful (Hazrat Mohammed – Allah's blessings and peace be upon him) – guide me to speak the truth, and may He guide me and all us Muslims to accept the truth and also to act upon it.

Shah Sahab would always do justice to the topic of his speech no matter what time limit he may have to cover it. From 20 minutes or 60 minutes he would open and close the subject in such an articulate manner that audience will feel they have added a treasure of knowledge by listening to the wealth of knowledge that Shah Sahab would uncover from Tafaseer, Ahadees Mubarakah and Aqwaal e Aemma. Indeed he knew how to explain in detail, blend the branches of knowledge to articulate them and present them in a simple manner. His knowledge encompassed almost every concept of Faith, Action, and Spirituality.

Hazrat Shah Turab ul Haq (alayheRahmah) will always bless us by his high spiritual status of Wali, Qutub and Ghose Zaman. He lived for 72 years (by Gregorian calendar) and many would vouch that age did not have any impact on him except the illness of over 4 years before meeting the Almighty, Allah Subhanuhu Wa Ta Ala. His blessed soul returned towards Allah Subhanuhu Wa Ta Ala after sincerely and selflessly serving the entire Muslim World, for more than 50 years. Shah Sahb maintained a high level of preparation of topics when it came to delivering speeches. He seldom got any pick or negative comment on his words,just like his